اَشرفُ الاِیضَاح

شرح اُردو

نُورُالاِیضَاح

مُصنّف

مولانا مختار علی صاحب

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَشرفُ الاِیضَاح

شرح اُردو

نُورُالاِیضَاح

مُصنّف

مولانا مختار علی صاحب

ناشر

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام پر جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔

توضیح

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا آغاز بسم اللہ سے کیا ہے، اول تو قرآن کریم کی تقلید کرتے ہوئے، دوسرے حدیثِ پاک کی اتباع کرتے ہوئے، چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کُلُّ کَلَامٍ لَا یُبْدَأُ فِیْهِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِحَمْدِ اللّٰهِ فَهُوَ اَجْزَمُ وَفِیْ رِوَایَةِ اِبْنِ مَاجَةَ اَقْطَعُ۔ یعنی جس کلام کی ابتدار بسم اللہ اور الحمد للہ سے نہ کی گئی ہو وہ بے انجام اور بے برکت رہ جاتا ہے۔ ابن ماجہ، ابن حبان ابوعوانہ، شیخ ابن صلاح وغیرہ محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور فقہار کے نزدیک یہ معمول بہا ہے بِسْمِ اللّٰه، بار اس میں استعانت کی ہے اور یہ فعل مقدر کے متعلق ہے اور وہ یا تو اَبْتَدِءُ یا اَشْرَعُ ہے۔ اس لئے کہ اس کا متعلق وہ فعل ہوتا ہے کہ جس کا متکلم تسمیہ کے بعد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، پس اگر وہ قرارت قرآن سے پیشتر بسم اللہ کہے تو فعل محذوف اَقْرَأُ ہوگا، وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ تو عبارت اس طرح ہوگی بِاِسْتِعَانَةِ اسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَشْرَعُ (اللہ ہی کے نام کی مدد سے جو بڑا رحمٰن ورحیم ہے شروع کرتا ہوں) اور فعل کو آخر میں مقدر اس وجہ سے مانا گیا تاکہ مشرکین کے طریقہ پر رد ہو جائے اس لئے کہ وہ ہر کام کو باسم لاتؔ وباسم العزّیٰ شروع کیا کرتے تھے (لاتؔ اور عزّیٰ بتوں کے نام ہیں) پس موحدین کو لازم ہے کہ وہ اس مقام میں بلکہ ہر کام کے شروع میں اللہ تعالےٰ کا نام حصر اور اختصاص کے ساتھ لیں اور یہ حصر اور اختصاص اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے کہ جب معمول کو مقدم کیا جائے لہٰذا اَشْرَعُ کو آخر میں مقدر مانا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَصَحَابَتِهِ اَجْمَعِیْنَ قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِیْرُ

إِلَىٰ مَوْلَاهُ الْغَنِيِّ أَبُو الْإِخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَائِيُّ الشَّرَنْبُلَالِيُّ الْحَنَفِيُّ أَنَّهُ الْتَمَسَ مِنِّيْ بَعْضُ الْأَخِلَّاءِ (عَامَلَنَا اللّٰهُ وَ إِيَّاهُمْ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ) أَنْ أَعْمَلَ مُقَدِّمَةً وَالْعِبَادَاتِ تُقَرِّبُ عَلَى الْمُبْتَدِيْ مَا تَشَتَّتَ مِنَ الْمَسَائِلِ فِي الْمُطَوَّلَاتِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالَىٰ وَ أَجَبْتُهُ طَالِبًا لِلثَّوَابِ وَلَا أَذْكُرُ إِلَّا مَا جَزَمَ بِصِحَّتِهِ أَهْلُ التَّرْجِيْحِ مِنْ غَيْرِ إِطْنَابٍ (وَسَمَّيْتُهُ) **نُوْرَ الْإِيْضَاحِ** وَنَجَاةَ الْأَرْوَاحِ، وَاللّٰهَ أَسْأَلُ أَنْ يَنْفَعَ بِهِ عِبَادَهُ وَيُدِيْمَ بِهِ الْإِفَادَةَ۔

ترجمہ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ثابت ہیں جو رب ہے دونوں عالم کا، اور درود وسلام نازل ہو ھمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم النبیین ہیں اور درود وسلام نازل ہو آپ کی تمام پاک آل پر اور آپ کے تمام اصحاب پر۔ بندہ ابو الاخلاص حسن الوفائی شرنبلالی جو اپنے مولائے بے نیاز کا نیازمند ہے عرض پرداز ہے کہ بعض دوستوں نے (خدا ہماری اور انکی بابت اپنی پوشیدہ مہربانی کو کام میں لائے) فرمائش کی کہ میں ایک مقدمہ (چھوٹا سا رسالہ) عبادات کے متعلق تحریر کروں جو ان مسائل کو مبتدی کے ذہن کے قریب کردے جو بڑی بڑی کتابوں میں پھیلے ہوئے ہیں، پس میں نے خدا تعالیٰ سے اعانت اور مدد کی درخواست کی اور ان دوستوں کی فرمائش پر لبیک کہی ثواب کی جستجو اور تلاش کرتے ہوئے اور میں اس رسالہ میں طوالت کے بغیر صرف وہی بات نقل کروں گا جس کی صحت پر اہل ترجیح نے وثوق اور جزم کیا ہے۔

میں نے اس کا نام نور الایضاح اور نجاۃ الارواح رکھا ہے اور اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اس سے نفع پہونچائے اور اس کی فائدہ رسانی کو دائم رکھے (آمین)

توضیح

الحمد میں الف لام استغراقیہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام محامد خواہ بلا واسطہ ہوں یا بالواسطہ یعنی بندوں کے مکسوبات وہ سب اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور الف لام عہد کے لئے بھی ہوسکتا ہے کہ براہِ راست حمد کے افراد جو بمقابلہ اختصاص ہوں انکا اختصاص بیان کرنا مقصود ہے باقی جو افراد بمقابلہ کسب ہوں وہ بندوں کے مکسوبات کہلاتے ہیں وہ مراد

نہیں۔ اورالف لام جنسیہ بھی مراد ہوسکتا ہے یعنی ماہیت اور حقیقت اللہ کے ساتھ مختص ہے۔

حَمد : افعالِ جمیلۂ اختیاریہ پر زبان سے تعریف کرنا، خواہ یہ تعریف نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو۔

مَدح : مطلقًا افعالِ جمیلہ پر تعریف کرنا (خواہ وہ اختیاریہ ہوں یا غیر اختیاریہ) آپ حَمِدْتُ زیدًا علیٰ عِلمِہٖ وکرمہٖ تو کہہ سکتے ہیں مگر حَمِدْتُ زیدًا علیٰ حُسْنِہٖ نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس موقع پر مَدَحْتُ کہیں گے اور بعض نے کہا کہ حمد و مدح دونوں بھائی بھائی ہیں۔ اور شکر نعمت کے مقابلہ میں آتا ہے خواہ وہ شکر قولاً، عملاً اور اعتقاداً ہو۔ شاعر کہتا ہے ؎

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلٰثَۃً ٭ یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرُ الْمُحَجَّبَا

(ترجمہ) تمہاری نعمتوں نے میری طرف سے تمہارے لئے تین چیزوں کا افادہ کیا، میرے ہاتھ کا اور میری زبان کا اور میرے پوشیدہ قلب کا۔

پس شکر، حمد، مدح سے من وجہ عام اور من وجہ خاص ہے۔

وَالصَّلٰوۃ : صلوٰۃ باعتبارِ لغت دعا کے مرادف وہم معنٰے ہے۔ اور یہ اصول طے شدہ ہے کہ دعا کا صلہ جب عَلٰی کے ساتھ آتا ہے تو اس کے معنٰے شر کی دعاء (بددعاء) کے آتے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے "دعالہٗ فِی الخیر" (اس کے لئے خیر کی دعاء کی) "دعٰی علیہ فی الشر" (اور اس کیلئے برائی اور شر کی دعاء کی).. تو الصّلوٰۃ علٰی کے ساتھ متعدی بنانا کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ دعاء کے متعلق جو بیان کیا گیا وہ درست ہے۔ رہا لفظِ صلوٰۃ تو اسے دعاء کے بہر نوع مساوی قرار دینا صحیح نہیں۔ خود قرآن کریم میں ہے "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اور احادیث میں لفظِ صلوٰۃ کا اس طرح استعمال موجود ہے۔ جیسے اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی محمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ محمَّدٍ۔ وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ اگرچہ باعتبارِ لغت دعاء کے مرادف ہے لیکن اس سے دو مرادفوں کے درمیان سارے احکام میں مساوات لازم نہیں، اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر جگہ ایک کا دوسری جگہ رکھنا اور اس کا استعمال صحیح ہو۔ پس جب دعاء علٰی سے متصل ہو اگرچہ اس سے دعاء بالشر مراد ہوتی ہے مگر علٰی لفظِ صلوٰۃ سے متصل ہونے پر بھی معنٰے مراد نہیں ہوتے۔

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

اَلْمِيَاهُ الَّتِىْ يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ. مَاءُ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ
مَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَمَاءٌ ذَابَ مِنَ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَمَاءُ الْعَيْنِ

پاکی کا بیان

ترجمہ وہ پانی جن سے پاک کرنا جائز ہے سات ہیں۔ (۱) آسمان کا پانی (۲) سمندر کا پانی (۳) ندی کا پانی۔ (۴) کنویں کا پانی۔ (۵) وہ پانی جو برف سے پگھلے۔ (۶) اولے کا پانی (۷) چشمہ کا پانی۔

توضیح کتاب کے لغوی معنٰی جمع کرنا، اور اصطلاحًا ایسے مسائل کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جن کو مستقل اعتبار کیا گیا ہو خواہ وہ متفرق اقسام و انواع کو شامل ہو یا نہ ہو۔ اور کبھی کتاب مکتوب کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کتاب معنٰی میں مکتوب کے مذکور ہے۔

اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اول یہ کہ انواع بھی پائے جاتے ہوں یا اس میں انواع نہ پائے جاتے ہوں، جس طرح کتاب الطہارت، کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔ کہ ان کے تحت بہت سارے انواع ہیں۔ طہارت میں غسل، حیض، نفاس وغیرہ مذکور ہوں گے۔ اور ان امور کو باب اور فصل کے تحت ذکر کرتے ہیں اور بعض کتاب کے تحت انواع نہیں۔ مثلاً کتاب اللقط، کتاب المفقود وغیرہ۔ کتاب بمنزلۂ جنس اور باب بمنزلۂ نوع اور افراد جو کسی نوع کے تحت ذکر کئے گئے ہوں جنکو فصل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الطہارۃ : طَہارۃ بفتح تار مصدر ہوگا، پاک ہونا۔ اور طِہارۃ بکسر: آلہ جس سے پاکی حاصل کی جائے، مثلاً پانی۔ اور طُہارۃ بضمہ: پاک کرنے کے بعد جو پانی بچ جائے اس کو کہا جاتا ہے۔ اور طہارت کے اصطلاحی معنٰی فقہ میں حدث یا خبث کے جاتے رہنے کو طہارت کہا جاتا ہے۔

فائدہ : جس طرح نماز کی صحت کے لئے نجاستِ حکمی وحقیقی سے طہارت لازم ہے اسی طرح نجاستِ باطنی کا بھی زائل کرنا ضروری ہے۔ معصیت اور اس کے طہارت کا تعلق توبہ سے ہے اور معصیت سے پرہیز کرنے سے۔ بندۂ مومن دو قسم کے افعال کا مکلف بنایا گیا ہے۔ ایک کا

تعلق عبادات سے ہے، اور دوسرے کا تعلق معاملات سے۔ اور چونکہ عبادت مقدم ہے، اس لئے عبادات کو مقدم ذکر کیا جارہا ہے، اور معاملات کو مؤخر۔ اور چونکہ عبادات میں بھی نماز افضل عبادت ہے اس وجہ سے نماز کے احکام کو پہلے ذکر کیا جارہا ہے اور نماز کی صحت کے لئے چند شرائط ہیں۔ ان میں سب سے اہم ترین شرط طہارت ہے اسی وجہ سے اسے نماز سے قبل ذکر کیا جارہا ہے۔

المیاہ : ماءٌ کی جمع کثرت ہے۔ اصل میں مِواہٌ بکسرِ میم تھا اور امواہٌ جمع قلت ہے۔ پانی کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ ایک جوہر ہے جو لطیف و شفاف اور سیّال ہو۔

یجوز : جواز سے مراد صحت ہے۔ یعنی ان پانیوں سے طہارت حاصل کرنی صحیح ہے کیونکہ اگر ملکِ غیر سے تصرف کر کے وضو کیا تو وضو درست ہو جائے گا مگر ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔

ماء السماء سے مراد بارش کا پانی ہے۔ اس کے ذکر کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس میں کڑواپن اور ایک قسم کی بو ہوتی ہے تو اس سے شبہ پیدا ہوتا تھا کہ شاید اس سے طہارت جائز نہ ہو۔ چنانچہ صحابہؓ میں بھی بعض کو یہ شبہ پیش آیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا تو آپؐ نے فرمایا هو الطهور ماؤه الخ

الثلج البرد ، اس قید سے نمک سے پگھلے ہوئے پانی کو خارج کرنا مقصود ہے چونکہ اس سے طہارت جائز نہیں۔ ہاں کھاری پانی سے جب تک اس کا نمک نہ بنایا جائے وضو جائز ہے۔

ثُمَّ الْمِيَاهُ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ، طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَهُوَ الْمَاءُ الْمُطْلَقُ، وَطَاهِرٌ مُطَهِّرٌ مَكْرُوْهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْهِرَّةُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيْلًا، وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَهُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ اَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوْءِ عَلَى الْوُضُوْءِ بِنِيَّتِهٖ وَيَصِيْرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا بِمُجَرَّدِ اِنْفِصَالِهٖ عَنِ الْجَسَدِ

ترجمہ پھر پانی کی پانچ قسمیں ہیں (طہارت، نجاست اور کراہت کے لحاظ سے)
(۱) طاہر مطہر غیر مکروہ (یعنی خود پاک، دوسری چیز کو پاک کرنے والا کراہت سے خالی) اور وہ ماء مطلق ہے (یعنی عام پانی بشرطیکہ مذکورہ بالا سات قسموں میں سے ہو)
(۲) طاہر مطہر مکروہ (یعنی خود پاک، دوسری چیز کو پاک کرنے والا مگر کراہت کے ساتھ) یہ وہ

پانی ہے جس میں سے بلی یا بلی جیسے (کسی جانور) نے پی لیا ہو، اور تھوڑا ہو (یعنی ماءِ کثیر نہ ہو)

(۳) طاہر غیر مطہر (یعنی خود تو پاک ہے مگر دوسری چیز کو پاک نہیں کر سکتا) اور یہ وہ پانی ہے جس کو حدث کے رفع کرنے یا قربت و ثواب کے مقصد کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے وضو پر وضو کرنا، وضو کی نیت سے (محض ٹھنڈک حاصل کرنے یا گرد و غبار کو دور کرنے کے لئے نہ استعمال کیا ہو) اور پانی مستعمل ہو جاتا ہے صرف بدن سے جدا ہونے سے۔

توضیح الماءُ المطلق: جب محض پانی کا لفظ بولا جائے تو ذہن اسی کی طرف منتقل ہو، بالفاظ دیگر سونف، گلاب وغیرہ کوئی ایسی چیز اس میں نہ ملی ہو جس سے وہ مقید ہو جائے کیونکہ ایسے پانی کو عرقِ گلاب یا عرقِ سونف کہا جاتا ہے۔

وَطَاهِرٌ مطهِرٌ مکروهٌ: اس پانی سے وضو صحیح ہے کراہت کے ساتھ۔ شرط یہ ہے کہ اس کے علاوہ پانی پر قدرت رکھتا ہو۔ اور اگر قدرت نہیں رکھتا ہے تو بلا کراہت وضو صحیح ہوگا۔ اصل میں اس سے وضو جائز نہیں ہونا چاہئے تھا چونکہ اس کا گوشت حرام ہے لیکن حدیثِ پاک میں اسکی نجاست کو اس طرح پر ختم کیا گیا ہے۔

عَنْ کبشۃ وَکانت عند ابی قتادۃ ان ابا قتادۃ دَخل عَلَیْہا فسکبتُ لہٗ وضوءً قَالَتْ فجاءَتْ هِرّۃٌ تشرب فاصغیٰ لہا الاناءَ حتّٰی شرِبَتْ قالَتْ کبشۃ فرآنی انظر الیہ فقال اَتَعْجَبِیْنَ یا ابنۃ اخی فقلت نعم فقال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اِنّہَا لیست بنجس انما هی من الطّوّافین علیکم والطوافات (حسن صحیح)

(ترجمہ) حضرت کبشہ سے جو کہ ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں روایت ہے کہ ابو قتادہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے انکو وضو کا پانی بھر کر دیا، کہتی ہیں کہ ایک بلی آکر پانی پینے لگی تو ابو قتادہ نے اس کی طرف برتن جھکا دیا یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا پس انھوں نے مجھے اس کی طرف (تعجب) نظر کرتے ہوئے دیکھا تو کہا تم کو تعجب ہو رہا ہے بھتیجی؟ میں نے کہا ہاں۔ تو انھوں نے کہا حضورؐ نے فرمایا ہے کہ وہ نجس نہیں ہے، وہ طوافین طوافات میں سے ہے (تم پر گھومنے والی ہے اور بار بار آنے والی ہے گھر میں سکون اختیار کرنے والی ہے۔

اگر اس کے جھوٹے کو نجس قرار دیا جائے تو حرجِ عظیم واقع ہوگا۔

سوال: جنگلی بلی کا بھی یہی حکم ہے؟

جواب: جنگلی بلی کا جھوٹا ناپاک ہے۔

ونحوها: مثلاً مرغی، شکاری پرندے، سانپ، چوہا اور ایسے حرام جانور جن میں بہتا خون ہے مگر ان سے بچنا مشکل ہے۔ باقی وہ جانور جن میں خون ہی نہیں جیسے مکڑی، مچھر، مکھی انکا

جھوٹا ناپاک نہیں۔ بلکہ اگر مر جائیں تب بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

نحوہا اس وجہ سے کہا کہ علتِ سواکن البیت میں برابر ہوں۔

(فائدہ) کھلی پھرنے والی مرغی میں کراہت اس وجہ سے ہے کہ اس کی چونچ ہر وقت نجاست میں رہتی ہے اور نجاست کھاتی رہتی ہے۔ اور جو ایسی نہ ہو بلکہ بند رہتی ہو تو پھر کراہت نہیں۔

اُستُعمِلَ : مارِ مستعمل غیر مطہر ہے رفع حدث کے لئے۔ جو طہارت روایت و احادیث میں اختیار کی گئی وہ جس طرح ظاہری رفع حدث کو مرتب کرتی ہے اسی طرح باطنی طور پر رافع اثم اور ختمِ معصیت کا ذریعہ ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ پانی میں معنوی نجاست کی ملاوٹ ہے اس وجہ سے اس کو غیر مطہر کہا گیا ہے۔ امام طحاویؒ اور بعض دیگر علمار کا قول یہ ہے کہ بدن سے جدا ہو کر جب کسی جگہ ٹھہر جائے اس وقت پانی مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک عضو جس کو دھو رہا تھا اس سے بہہ کر دوسرے عضو پر پانی پڑ گیا اور بالفرض یہ دوسرا عضو اس مقدار میں تر ہو گیا جتنا بھیگنا وضو کے لئے ضروری تھا۔ پہلے قول کی بنار پر دوسرا عضو دوبارہ دھونا پڑے گا۔ یہ بھیگ جانا وضو کے لئے کافی نہیں کیونکہ جس پانی سے بھیگا وہ مستعمل تھا اور مارِ مستعمل سے وضو جائز نہیں۔ اور دوسرے قول کی بنار پر چونکہ یہ مستعمل نہ تھا اس لئے اس حصہ کا دھونا فرض نہیں رہا۔

وَلَا يَجُوزُ بِمَاءِ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِي الْأَظْهَرِ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْخِ أَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهِ عَلَيْهِ وَالْغَلَبَةُ فِي مُخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَلَا يَضُرُّ تَغَيُّرُ أَوْصَافِهِ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُورِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ

ترجمہ درخت یا پھل کے پانی سے وضو جائز نہیں اگرچہ نچوڑے بغیر خود ہی

نکلا ہو بموجب روایتِ اظہر، اور وضو جائز نہیں اس پانی سے بھی جس کی طبیعت اصلیہ اس سے زائل ہوگئی ہو پکانے کے باعث یا کسی دوسری چیز کے غالب ہوجانے کے باعث منجمد چیزوں کے ملنے (کی صورت) میں۔ غالب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کی رقت اور اس کا سیلان جاتا رہے اور جامد چیز کے سبب سے اس کے سارے اوصاف کا بدل جانا کچھ مضر نہیں جیسے زعفران، پھل یا درخت کے پتے۔ اور بہنے والی چیزوں میں غلبہ کی صورت یہ ہے کہ جس بہنے والی چیز میں دو وصف ہوں، اس کا ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے مثلاً دودھ کہ اس کا رنگ اور مزہ ہوتا ہے اور اس کی بو نہیں ہوتی۔

توضیح

وَلَا یجوز بماءِ شجر وثمر یعنی اس سے حاصل شدہ پانی درحقیقت پانی نہیں ہے بلکہ رس عرق سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ جیسے کیلے یا تربوز کا پانی

وَلوخرج جیسے انگور یا پھل سے قطرہ قطرہ ٹپکنے لگے۔

فی الاظھر سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ کچھ قول اس کے برخلاف ہیں جن کا اعتبار نہیں۔

وَلابماءٍ زَالَ : اسی طرح یہ مخلوط اور مغلوب پانی بھی مطلقاً پانی کے حکم میں باقی نہ رہا، بلکہ ماءِ مقید کے حکم میں داخل ہوگیا۔ اسی مناسبت سے ان صورتوں کو اس مقام پر ذکر کیا۔ الحاصل قسمِ ثالث میں ماءِ مقید اور اس کی صورتوں کا ہی بیان ہے۔

طَبعہ : پانی کی طبیعت رقیق ہونا، بہنا، سیراب کرنا، اگانا ہے۔

بِالطبخ : لیکن اگر کوئی ایسی چیز ڈال کر پانی پکایا جائے جس سے پانی کا زیادہ نکھارنا اور زیادہ صفائی مقصود ہو۔ تو اس صورت میں اس سے وضو جائز ہوگا بشرطیکہ اس کی رقت اور سیلان باقی رہے۔ جیسے میت کے غسل کے لئے بیری کے پتے ڈالکر پانی پکانا مسنون ہے۔

عَنْ رقتہٖ : اس کی علامت یہ ہے کہ اگر کپڑے میں ڈالا جائے تو کپڑے میں سے خود نہ نچڑے اور سیلان کا ختم ہو جانا یہ ہے کہ اگر بدن پر ڈالا جائے تو پانی کیطرح بہہ نہ پائے۔

وَلا یَضر البتہ اگر رقت اور سیلان باقی ہے اور اس کے اوصاف بدل جائیں تو جامد شی طاہر کے مل جانے سے وہ بدستور اپنی طہوریت پر باقی رہتا ہے کیونکہ کم مقدار کے مل جانے سے احتراز ناممکن ہے۔

کلھا : یعنی مزہ، بو، رنگ، لیکن اگر سیلان اور رقت بھی باقی نہ رہی تو اب اس سے وضو جائز نہیں، نیز یہ حکم اس صورت میں ہے کہ رنگنا مقصود نہ ہو۔ چنانچہ اگر پانی میں زعفران اتنی مقدار میں پڑ جائے کہ اس سے رنگا جا سکے تو اب وضو جائز نہیں۔

والغلبۃ : ترجمہ لفظی یہ ہے، اور غلبہ بہنے والی چیزوں میں (معتبر ہوگا بذریعہ ایک وصف

ترجمہ

اور جس بہنے والی چیز کے تین وصف ہوں، اس کے دو وصف اگر پانی میں ظاہر ہو جائیں تو غلبہ مانا جائے گا، مثلاً سرکہ۔ اور جس بہنے والی چیز کا کوئی وصف نہ ہو جیسے استعمال کردہ پانی یا عرقِ گلاب جس کی خوشبو منقطع ہوگئی ہو، اس میں غلبہ کا اعتبار وزن پر ہوگا پس اگر ماءِ مستعمل کے دو رطل، ماءِ مطلق کے ایک رطل میں مل گئے تو وضو جائز نہیں اور اس کے عکس کی صورت میں وضو جائز ہے۔

چوتھے ناپاک پانی۔ وہ پانی ہے کہ اس میں نجاست حلول کر گئی ہو اور یہ پانی ٹھہرا ہوا ہو، اور قلیل ہو اور قلیل وہ ہے جو دہ دردہ سے کم ہو، پس قلیل پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ناپاکی کا اثر اس میں ظاہر نہ ہوا ہو، یا پانی جاری ہو اور اس میں ناپاکی کا اثر ظاہر ہو گیا ہو۔ اور اثر سے مراد مزہ، رنگ، بو ہے کہ ان میں سے کوئی ایک پانی میں آنے لگے۔

پانچویں وہ پانی جس کی پاکی میں شک کیا گیا ہے اور وہ ہے جس میں سے گدھے یا خچر نے پی لیا ہو۔

توضیح

وَالرَّابِعُ : اقسامِ خمسۂ مذکورہ کی یہ چوتھی قسم ہے۔ اگر اس میں کوئی نجاست گر جائے اور جاری نہ ہو تو اس کا حکم ناپاک پانی کا ہے۔ اور اگر جاری پانی ہو تو پھر اس کا حکم دوسرا ہے اور اگر راکد اور کثیر ہو تو اس کا بھی دوسرا حکم ہے۔

القلیل مادون عشرفی عشر : یعنی حوض یا تالاب وغیرہ کی چند صورتیں ہیں۔ اگر مربع ہے تو کم از کم دس ذراع لمبا، دس ذراع چوڑا ہونا چاہئے۔ اور اگر گول ہو تو بیالیس ذراع اس کا دائرہ ہونا چاہئے۔ اور اگر سہ گوشہ ہو تو ہر جانب ساڑھے پندرہ گز ہونا چاہئے اور اگر مستطیل ہو تو دیکھا جائے گا کہ لمبائی اور جو کچھ اس کا عرض ہے وہ ملا کر دہ دردہ کے برابر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ اگر ہو جائے تو کثیر کا حکم رکھے گا۔ (شرح نقایہ)

اس موقع پر ذراع کا لفظ مستعمل ہوتا ہے اس کا ترجمہ ہاتھ بھی کیا جاتا ہے اور گز بھی کیا جاتا ہے۔ اور گز کی مقدار سات مٹھی بتلائی گئی ہے جو تقریباً بارہ گرہ یعنی پون گز ہوتی ہے مگر بہتر یہی ہے جس گز کا رواج ہو اس سے ناپا جائے۔ واللہ اعلم۔

مذکورہ بالا مقدار عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے علمائے کرام نے مقرر کر دی ہے ورنہ اصل مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جو شخص پانی کا ضرورت مند ہے اگر وہ فقہی مسائل میں صاحبِ بصیرت ہے تو خود اس کی رائے اور اس کا اندازہ معتبر ہوگا، اگر اس کے خیال میں وہ پانی اتنی مقدار میں ہے کہ ناپاکی کا اثر اس کے تمام حصوں تک نہیں پہونچا

کے ظاہر ہونے سے) اس بہتی چیز کے کہ اس کے لئے دو وصف ہوں اور بذریعہ ظاہر ہونے دو وصف کے اس بہنے والی چیز میں کہ اس کے تین وصف ہوں، ایک احتمال باقی رہ گیا دونوں برابر ہوں۔ اس صورت میں علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ احتیاطاً وضو جائز نہیں۔

(**فائدہ**) غلبہ کے متعلق مصنفؒ کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ ملنے والی چیز کی چند صورتیں ہونگی۔ وہ منجمد ہے یا بہتی ہوئی، پھر اگر تر ہے تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ یا اسکے تین وصف ہیں یا دو، یا ایک یا کوئی وصف نہیں۔ اب اگر منجمد چیز مل گئی تو وہاں پانی کے ادصاف یعنی رنگ، مزہ، بو کے رہنے نہ رہنے کا کوئی اعتبار نہیں اس میں دارومدار پانی کی رقت اور سیلان پر ہے۔ اگر وہ باقی ہیں تو وضو جائز ورنہ نہیں۔ اور اگر ملنے والی چیز بہنے والی ہے تو اگر اس کے تین وصف ہیں تو دو وصف، اور اگر اس کے دو وصف یا ایک وصف ہے تو صرف ایک وصف اگر پانی میں سرایت کر گیا تو وضو جائز نہیں، اور نہیں سرایت کیا تو وضو جائز ہے۔ اب باقی رہی وہ بہنے والی چیز جس کا کوئی وصف نہ ہو مثلاً عرقِ گلاب جس کی خوشبو جاتی رہے تو ایسی صورت میں اجزاء اور وزن کا اعتبار ہوگا، اگر ملنے والی چیز کا وزن زیادہ ہے تو اس سے وضو جائز نہیں اور اگر کم ہے تو اس سے وضو جائز ہے۔

وَبِظُهُوْرِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعِ الَّذِيْ لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ اسْتُعْمِلَ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ تَكُوْنُ بِالْوَزْنِ فَإِنِ اخْتَلَطَ رِطْلَانِ مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ بِرِطْلٍ مِّنَ الْمُطْلَقِ لَا يَجُوْزُ بِهِ الْوُضُوْءُ وَبِعَكْسِهِ جَازَ وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجِسٌ وَهُوَ الَّذِيْ حَلَّتْ فِيْهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِيْلًا وَالْقَلِيْلُ مَا دُوْنَ عَشْرٍ فِيْ عَشْرٍ فَيَنْجُسُ وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُهَا فِيْهِ أَوْ جَارِيًا وَظَهَرَ فِيْهِ أَثَرُهَا وَالْأَثَرُ طَعْمٌ أَوْ لَوْنٌ أَوْ رِيْحٌ۔ وَالْخَامِسَةُ مَاءٌ مَشْكُوْكٌ فِيْ طَهُوْرِيَّتِهِ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ حِمَارٌ أَوْ بَغْلٌ۔

تو جہاں اس کے خیال میں ناپاکی کا اثر نہیں پہونچا ہے وہاں سے وہ وضو کرسکتا ہے۔
گہرائی کے لحاظ سے کم از کم اتنا گہرا ہونا چاہیئے کہ چلو بھرنے کے وقت زمین نہ کھل جائے۔
وَاِنْ لَمْ يَظْهَرْ اَثَرُهٗ یعنی اس مقدار میں نجاست کے اثر کا ظاہر ہونا بھی نجس ہونے کیلئے ضروری نہیں۔
اَوْ جَارِيًا یعنی اگر ماء جاری ہے یا جاری کے حکم میں ہے تو کثیر ہے تو اس صورت میں جب تک نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔
ماء جاری کی تعریف میں حضراتِ فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک (۱) قول یہ ہے کہ نجاست کو جو بہالے جائے۔ (۲) جو تنکا کو یا پتہ کو بہالے جائے۔ اور بھی اس کے علاوہ اقوال ہیں۔
وَالْخَامِسُ: اقسام خمسہ میں پانچویں قسم ماء مشکوک ہے۔

(فَصْلٌ)

وَالْمَاءُ الْقَلِيْلُ إِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُوْنُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ. وَيُسَمّٰى سُؤْرًا. اَلْأَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ اٰدَمِيٌّ أَوْ فَرَسٌ أَوْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ، وَالثَّانِيْ نَجِسٌ لَا يَجُوْزُ إِسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ أَوِ الْخِنْزِيْرُ أَوْ شَيْءٌ مِنْ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ وَالثَّالِثُ مَكْرُوْهٌ إِسْتِعْمَالُهٗ مَعَ وَجُوْدِ غَيْرِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وَسِبَاعِ الطَّيْرِ كَالصَّقْرِ وَالشَّاهِيْنِ وَالْحَدَأَةِ وَسَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ كَالْفَارَةِ لَا الْعَقْرَبِ. وَالرَّابِعُ مَشْكُوْكٌ فِيْ طَهُوْرِيَّتِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَهٗ تَوَضَّأَ بِهٖ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰى۔

ترجمہ

ماءِ قلیل، جب کوئی جاندار اس میں سے پی لے تو چار قسموں پر ہوگا۔

اور ایسے پانی کو سور (جھوٹا) کہتے ہیں۔ اولؔ: طاہر مطہر (خود بھی پاک دوسری چیز کو بھی پاک کرنیوالا) وہ وہ پانی ہے جس میں سے آدمی نے یا گھوڑے نے یا اس جانور نے پیا ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہے (یعنی حلال جانور)۔ دوؔم: ناپاک، کہ اس کا استعمال جائز نہیں۔ وہ پانی ہے جس میں سے کتے یا خنزیر یا درندوں میں سے کسی نے پی لیا ہو، جیسے چیتا، بھیڑیا۔ سوؔم: وہ پانی جس کا استعمال کرنا دوسرے پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ ہے اور وہ پانی ہے جو بلی یا کھلی پھرنے والی مرغی یا شکاری پرندوں مثلاً باز، شاہین یا چیل یا گھروں میں رہنے والے جانوروں مثلاً چوہے کا جھوٹا ہو نہ بچھو کا جھوٹا یعنی وہ پاک ہے۔ چہارؔم: وہ پانی جس کے مطہر ہونے میں شک ہے اور خچر اور گدھے کا جھوٹا ہے پس اگر اس کے سوا کوئی اور پانی نہ پائے تو اسی سے وضو کرلے اور تیمم کرلے پھر نماز پڑھ لے۔

توضیح

مصنفؒ نے اس فصل میں ما ء سور (جھوٹا پانی)، کے احکام کو ذکر کیا ہے کہ آیا کس کا جھوٹا پاک ہے اور کس کا جھوٹا ناپاک۔ حضراتِ احناف کے نزدیک اس کی کل چار قسمیں ہیں۔ سب سے پہلی قسم طاہر مطہر اور وہ وہ پانی ہے کہ جس ماءِ قلیل سے کسی آدمی نے یا اس جانور نے پانی پی لیا ہو جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ماءِ قلیل کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ماءِ کثیر ہو یعنی نہر وغیرہ تو اس کو سور نہیں کہا جائیگا۔

وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ، مسلمان ہو یا کافر، نیز جنبی کا ہو یا حائضہ کا چھوٹا ہو یا بڑا سب کا جھوٹا پاک ہے۔ ہاں شراب پینے یا کوئی ایسی چیز کے کھانے پر جو مسلمان کے نزدیک نا، پاک ہے فوراً پینے پر اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہوگا کیونکہ اعتبار لعاب کا ہوتا ہے۔ اگر لعاب پاک ہے تو اس کا جھوٹا بھی پاک ہوگا اور اگر ناپاک ہے تو جھوٹا بھی ناپاک ہوگا لیکن اگر کسی شخص نے شراب پی اور کچھ دیر کے بعد پانی پیا تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ چونکہ اس دوران تھوک کی آمد و رفت سے منھ پاک ہو گیا یہ مسلک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے۔ امام محمدؒ کا اس میں اختلاف ہے وہ اس کی پاکی کے قائل نہیں کیونکہ وہ تھوک کے ذریعہ طاہر کے قائل نہیں ہیں اس وجہ سے کراہت باقی ہے۔

آدفرس: ظاہر روایت میں گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام صاحبؒ سے چار روایتیں منقول ہیں (۱) بہتر یہ ہے کہ اس کے ماسوار سے وضو کرے (۲) جس طرح اسکا گوشت مکروہ ہے اسی طرح اس کا جھوٹا بھی مکروہ ہے (۳) مثل حمار کے مشکوک (۴) پاک ہے۔ کما قال الصاحبینؒ وہو الصحیح۔

اس کے گوشت کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آلۂ جہاد میں سے ہے تاکہ اس

کی شرافت کا اظہار ہو اس بنار پر اس مقام پہ اس کو بالتخصیص ذکر کیا گیا ہے۔

وَالثَّانِی اس سے قبل طاہر کو بیان کیا اب چونکہ اس کا مقابل نجس ہے اس لئے اب اسے بیان کر رہے ہیں، اس کے نجس ہونے میں کلام ہے پس یہ بات جان لینی چاہئے کہ کلب اور خنزیر کا جھوٹا تو بالاتفاق نجس ہے اور نجاستِ غلیظہ ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کا جھوٹا بھی نجسِ غلیظ ہے مگر بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ نجاستِ غلیظہ نہیں بلکہ نجاستِ خفیفہ ہے۔

لَا یَجُوْزُ یعنی نہیں صحیح ہے اس سے طہارت حاصل کرنا اور اس کا پینا مگر مضطر کے لئے وہی احکام ہیں جو کہ مردار کے ہیں۔

وَالثَّالِث: یہ مارِ قلیل کی قسم میں سے ہی، مکروہ اس میں ہے جب کہ دوسرا پانی موجود ہو، اور یہ کراہت کراہتِ تنزیہی ہے نہ کہ کراہتِ تحریمی۔ اگر دوسرا پانی موجود نہیں ہی تو کراہت نہیں ہے۔

اِسْتِعْمَالُہٗ: اس لئے استعمال۔ اس میں کھانا پکانا اور طہارت حاصل کرنا تمام کا تمام داخل ہو گیا تو اس سے اس کے ہر مقام پر مکروہ ہونا ثابت ہو گیا۔

وَالدَّجَاجَۃُ الْمُخَلَّاۃُ لیکن اگر بند جگہ ہے کہ غلاظت میں چونچ نہیں ڈالتی تو اس کا جھوٹا پاک ہو گا، یعنی جب چونچ کے پاک ہونے کا یقین ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہو گا۔ اگر ناپاک ہونے کا یقین ہو تو اس کا جھوٹا ناپاک ہو گا۔ اور اگر کسی صورت کا یقین اور علم نہ ہو تو مکروہ، شکاری پرندوں کا بھی یہی حکم ہے اور یہی حکم اس اونٹ اور گائے وغیرہ کا ہے جو کہ گندگی کھائے

وَالرَّابِع: گدھے اور خچر کے جھوٹے کو مشکوک کہا گیا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وضو کے بعد تیمم کرے۔ اور مشکوک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضراتِ فقہار نے توقف فرمایا ہے کیونکہ کچھ اس قسم کے وجوہات اور دلائل موجود ہیں کہ قطعی فیصلہ کسی جانب کا بھی نہیں کیا جا سکتا، البتہ اس کو بذاتِ خود پاک مانا جائیگا۔ اس کا حکم مارِ مستعمل جیسا ہو گا، چنانچہ اگر مارِ قلیل کے برابر نہ ہو تو وضو جائز رہے گا۔

(فَصْلٌ) لَوِ اخْتَلَطَ اَوَانٍ اَكْثَرُهَا طَاهِرٌ تَحَرّٰی لِلتَّوَضُّؤِ وَالشُّرْبِ. وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا نَجِسًا لَا يَتَحَرّٰی اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِي الثِّيَابِ الْمُخْتَلَطَةِ يَتَحَرّٰی سَوَاءٌ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجِسًا

ترجمہ

اگر کچھ برتن رل مل جائیں کہ ان میں کے زیادہ برتن پاک تھے تو وضو اور

پینے کے لئے تحری کرے (غور کرے)، اور اگر ان میں کے زیادہ برتن ناپاک تھے تو صرف پینے کے لئے تحری کرے۔ اور ملے جلے کپڑوں میں (بہر حال) تحری کرے خواہ ان میں سے زیادہ پاک ہوں یا ناپاک (کیونکہ وضو کی جگہ تو تیمم کرسکتا ہے مگر کپڑے کا کوئی قائم مقام نہیں ہوتا)

……

توضیح

مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس فصل میں درحقیقت مسئلہ تحری کو ذکر کر رہے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی مکان میں چند برتن رکھے تھے ان میں سے کچھ برتنوں میں کتا منہ ڈال گیا، اب خیال نہیں رہا کہ کن برتنوں میں منہ ڈالا تھا۔

اکثرھا: اس قید سے اصل مقصد یہ ہے کہ اگر برابر بھی ہو تو تیمم کرلے اور افضل یہ ہے کہ پانی کو پھینک دے اب قطعی طور پر پانی باقی نہ رہا۔

تحری: جس کا ترجمہ غور کیا گیا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ اپنے سوچ وچار کی پوری کوشش صرف کردینا۔

فی الثیاب: مطلب یہ ہے کہ اگر کپڑا ایک دوسرے میں مل جائے اور حال یہ کہ بعض ان میں نجس تھا اور بعض طاہر اور تمیز نہیں کر پا رہا ہے کہ کون پاک تھا اور کون ناپاک تو اس میں تحری کرے گا خواہ ان میں سے اکثر ناپاک ہوں یا اکثر پاک ہوں، کیونکہ اس کا قائم مقام نہیں ہوا کرتا، اور وضو کا قائم مقام تیمم ہے۔

(**فَصْلٌ**) تُنْزَحُ الْبِئْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعِ نَجَاسَةٍ وَإِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْأَرْوَاثِ كَقَطْرَةِ دَمٍ أَوْ خَمْرٍ وَبِوُقُوْعِ خِنْزِيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَآءَ وَبِمَوْتِ كَلْبٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ آدَمِيٍّ فِيْهَا وَبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا وَمِائَتَا دَلْوٍ لَوْ لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا وَإِنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ أَوْ هِرَّةٌ أَوْ نَحْوُهُمَا لَزِمَ نَزْحُ أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا وَإِنْ مَاتَ فِيْهَا فَارَةٌ أَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْوًا وَكَانَ ذٰلِكَ طَهَارَةٌ لِلْبِئْرِ وَالدَّلْوِ وَالرِّشَاءِ وَيَدِ الْمُسْتَقِيْ

ترجمہ

چھوٹے کنویں کا تمام پانی نکالا جائے گا، مینگنیوں کے علاوہ کسی ناپاکی کے گرجانے سے اگرچہ وہ ناپاکی تھوڑی ہی سی ہو۔ مثلاً خون یا شراب کا قطرہ (علیٰ ہٰذا کنویں کا تمام پانی نکالا جائے گا) خنزیر کے گرجانے سے اگرچہ وہ زندہ نکل آئے اور اس کا منہ پانی تک نہیں پہونچا ہے۔ یا کنویں میں کتے یا بکری یا آدمی کے مرجانے سے، اور جانور کے پھول جانے سے اگرچہ وہ چھوٹا ہی ہے۔ اور دوسو ڈول نکالے جائیں گے اگر اس کنویں کا نزح (تمام پانی کا نکالنا) ممکن نہ ہو۔ اور اگر اس میں مرغی یا بلی یا ان جیسا جانور مرجائے تو چالیس ڈول کا نکالنا لازم ہوگا اور اگر اس میں چوہا یا اس جیسا جانور مرجائے تو بیس ڈول کا نکالنا لازم ہوگا (اور حسب تفصیل بالا پانی کا نکالنا ہی) کنویں، ڈول، رسی اور پانی نکالنے والے کے ہاتھ کی پاکی ہوجائے گی (یعنی یہ ضروری نہیں کہ پھر ان چیزوں کو پاک کیا جائے۔

توضیح

اس فصل کا حاصل یہ ہے کہ گرنے والی چیز جاندار ہوگی یا بے جان، پس یہ ناپاک چیز اگر بے جان ہے تو اُپلے کی کرسی، سوکھی مینگنی یا سوکھی لید کے سوا تمام ناپاکیوں کا یہی حکم ہے کہ تمام پانی نکالا جائیگا، ناپاکی تھوڑی ہو یا بہت۔ البتہ جانور کے گرنے کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) زندہ نکل آیا (۲) مرگیا (۳) پھول گیا۔ نیز اس جانور کا بدن پاک ہے یا ناپاک، اور اگر بدن پاک ہے تو پھر اس کا لعاب پاک ہے یا ناپاک۔ اب اگر زندہ نکل آیا اور اس کا لعاب پانی میں نہیں گرا تو اگر اس کا بدن پاک تھا تو کنواں بھی پاک ورنہ ناپاک۔ اور اگر لعاب گرگیا تھا تو لعاب کے بموجب پانی کو پاک یا ناپاک کہا جائے گا۔ اور اگر زندہ نہیں نکلا تو کنواں ناپاک۔ پھر اگر وہ پھول گیا یا سڑ گیا تو خواہ کوئی جانور ہو تمام پانی نکالا جائے گا ورنہ کم ازکم دوسو ڈول نکالے جائیں گے۔ اور اگر پھولا نہیں تو دو صورتیں ہیں یا اس میں دم مسفوح ہے یا نہیں، اگر دم مسفوح نہیں تو بہرحال پانی پاک اور اگر دم مسفوح ہے تو کنواں ناپاک ہوگا۔

البتہ پاکی کے متعلق تین حکم ہو جاتے ہیں۔ اگر جانور چوہے کے برابر تھا تو بیسؔ ڈول نکالنے واجب ہوں گے۔ اور اگر بلی یا مرغی کے برابر تھا تو چالیسؔ ڈول نکالے جائیں گے۔ اور اس سے بڑے جانور میں یا آدمی کے مرجانے کی صورت میں پورا پانی نکالنا واجب ہوگا اور اگر پورا پانی نہ نکل سکے تو دوسو ڈول کم ازکم، اور تین سو ڈول نکالنا مستحب ہے۔

البئر: نائب فاعل، اور یہ اسناد مجازی ہے اور مراد اس سے کنویں کا پانی ہے اور یہ مبالغہ کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تمام پانی کے نکالنے کی صورت میں یہ حکم مذکور ہوا۔

الصغیرۃ سے مراد دہ دردہ سے کم ہونا ہے۔

وان قلت کیونکہ نجاستِ قلیل، کم پانی کو ناپاک کردیتی ہے خواہ اس ناپاکی کا اثر ظاہر ہویا نہ ہو

الارواث: ارواث جمع روث، یعنی لید، گدھے گھوڑے کا فضلہ۔ **خثی** گوبر، یعنی گائے بیل کا فضلہ اور **بعرۃ** مینگنی یعنی بکری، بھیڑ، اونٹ کا فضلہ۔

مائتا دلو: دراصل کنویں کا تمام پانی نکالا جائے شرط یہ ہے کہ اس کا پانی ختم ہوسکتا ہے۔ یعنی اس کنویں کے پانی کا ختم ہونا ممکن ہے اور اگر وہ کنواں ایسا ہے کہ اس میں سوت سے پانی برابر جاری رہتا ہو اور ختم ہونا ممکن نہ ہو تو قولِ مختار میں تسہیلاً دوسو ڈول پر حکم ہے اور یہ واجب ہے۔ البتہ تین سو ڈول کا نکالنا مستحب ہے۔

اربعین: صاحب نور الایضاح نے مقدارِ وجوب کو بیان فرمایا ہے بطریق استحباب، اس کی مقدار ساٹھ ڈول ہے۔ صاحب قدوری اور صاحب وقایہ اسی کو ذکر فرماتے ہیں۔ حضراتِ صحابہؓ اور تابعینؒ سے اس باب میں مختلف روایتیں ہیں۔ پچاس ساٹھ تک کی روایت ہے۔

نزح: ڈول کا نکالنا نجاست کے نکال دینے کے بعد معتبر ہے جب تک نجاست نہ نکالی جائے اس وقت تک اس کا شمار نہیں ہوگا لیکن اگر اس کا نکالنا ناممکن ہے تو لازم نہیں ہے۔

مسئلہ: امام ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ چار چوہوں تک وہی حکم رہے گا جو ایک کا ہے (یعنی بیسؔ ڈول کی مقدار پانی کا نکالنا واجب ہے۔ اور استحباباً تیس ڈول) البتہ پانچ چوہے ایک مرغی کے حکم میں ہوں گے یعنی اگر کنویں میں مرجائیں تو چالیس ڈول نکالنے واجب ہوں گے۔ پھر نو (چوہے) تک مرغی کے حکم میں رہیں گے۔ اور دس چوہے ایک بکری یا کتے کے حکم میں ہوں گے، یعنی تمام پانی نکالنا واجب ہوگا اور امام محمدؒ تین چوہوں کو مرغی کے حکم میں رکھتے ہیں۔ اور چھ چوہوں کو بلی کتے کا حکم دیتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ: چوہے اور بلی کے درمیانی جانور چوہے کے حکم میں مانے جائیں گے۔ بلی اور بکری کے درمیانی جانور بلی کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ: گری ہوئی ناپاکی کا نکالنا اگر ناممکن ہوجائے مثلاً نجس لکڑی یا کپڑے کی کتر جو نیچے بیٹھ گئی تو اس صورت میں پانی کی واجب مقدار نکالنے سے وہ بھی پاک ہوجائے گی اور کنواں بھی۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ: سڑے بھسے سالن یا کھانے کا کھانا حرام ہے مگر وہ سالن ناپاک نہ ہوگا۔ مگر گھی، تیل، دودھ اور شربتوں کا یہ حکم نہیں ان میں اگر بو آنے لگے تو اس کا کھانا پینا حرام نہیں

ہوتا۔ آدمی کا گوشت ایک ناخن کے برابر پانی میں گرجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا مگر ناخن کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

وَلَا تَنْجُسُ الْبِئْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالْخِثْيِ إِلَّا أَنْ يَسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ وَأَنْ لَا يَخْلُوَا دَلْوٌ عَنْ بَعْرَةٍ وَلَا يَفْسُدُ الْمَاءُ بِخُرْءِ حَمَامٍ وَعُصْفُوْرٍ وَلَا بِمَوْتِ مَا لَا دَمَ لَهٗ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَضِفْدَعٍ وَحَيَوَانِ الْمَاءِ وَبَقٍّ وَذُبَابٍ وَزَنْبُوْرٍ وَعَقْرَبٍ وَلَا بِوُقُوْعِ اٰدَمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ إِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى بَدَنِهٖ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوْعِ بَغْلٍ وَّحِمَارٍ وَّسِبَاعِ طَيْرٍ وَّوَحْشٍ فِي الصَّحِيْحِ وَإِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إِلَى الْمَاءِ أَخَذَ حُكْمَهٗ وَوُجُوْدُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيْهَا يُنَجِّسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا إِنْ لَمْ يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوْعِهٖ ؏

ترجمہ اور کنواں ناپاک نہیں ہوتا مینگنی اور لید اور گوبر کے گرجانے سے، مگر یہ کہ دیکھنے والا انکو زیادہ سمجھے یا نہ خالی رہے کوئی ڈول مینگنی سے (یعنی یہ کثیر ہونے کی علامت ہے جب مینگنیاں اتنی ہوں تو کنواں ناپاک مانا جائے گا۔ اور پانی خراب (ناپاک) نہیں ہوتا، کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے اور نہ ایسے جاندار کے مرجانے سے کہ اس میں دم مسفوح نہ ہو جیسے مچھلی، مینڈک، پانی کے جانور، پسو، مکھی، بھڑ (تتیا) اور بچھو (اور علیٰ ہذا) آدمی اور ان جانوروں کے گرجانے سے بھی ناپاک نہیں ہوتا جس کا گوشت کھایا جاتا ہو بشرطیکہ زندہ نکل آئیں اور ان کے بدن پر ناپاکی نہ لگی ہو، اور صحیح قول کے بموجب خچر، گدھے، شکاری پرندوں اور وحشی جانوروں کے (صرف) گرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر گرنے والے جانور کا لعاب پانی تک پہونچ گیا تو وہ پانی اس لعاب کا حکم اختیار کریگا، اور مردہ جانور کا کنویں میں پایا جانا اس کو ایک دن ایک رات (پیشتر) سے ناپاک قرار دیدیتا ہے اور پھولے ہوئے جانور کا پایا جانا اس کو تین دن تین رات سے ناپاک قرار دیتا ہے

اگر اس کے گرنے کا وقت معلوم نہ ہو۔

توضیح وَلَا تَنجس: مصنفؒ اس عبارت سے یہ بیان فرمارہے ہیں کہ بیٹ اور لید وغیرہ کے گرجانے سے کنواں حکمًا نجس نہ ہوگا چونکہ کنواں کا تھوڑی سی مقدار سے (مذکورہ چیزوں سے) محفوظ رکھنا غیر ممکن ہے کیونکہ حیوانات چراگاہ میں چرتے ہیں اور لید وغیرہ ڈالتے ہیں اور ہوا کے چلنے میں انکا واقع ہونا امر یقینی ہے۔ اس وجہ سے قلیل مقدار معاف ہے اور تمام مقامات کے کنویں برابر ہیں۔ الا اگر نجاست کی مقدار گرنے میں معمولی ہو تو کنواں ناپاک نہ ہوگا البتہ اگر کثیر مقدار میں ہے تو کنواں ناپاک ہو جائیگا۔

نجاست کے قلیل وکثیر مقدار میں ائمہ کے چند اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ دیکھنے والا ان کو دیکھ کر اگر کثیر ہونا قرار دیگا تو کثیر ورنہ قلیل، وعلیہ الاعتماد۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اوپر کا حصہ ان سے چھپ جائے۔ تیسرا کوئی ڈول ان سے خالی نہ ہونا۔ چوتھا تین بعیر کا ہونا۔

ووجود حیوان الخ یعنی اگر گرنے کا وقت نہ معلوم ہو تو احتیاطًا ایک دن ایک رات پیشتر سے کنویں کو ناپاک مانا جائے گا۔ چنانچہ اس مدت کی نمازیں لوٹانا ضروری ہوگا بشرطیکہ حالتِ حدث میں اس سے وضو کرکے نماز پڑھی ہو یا جنابت کا غسل کیا ہو، اور اگر باوضو تھے اور پھر اس پانی سے وضو کرلیا تھا یا پاک کپڑا دھولیا تھا اور اس وضو یا کپڑے سے نماز پڑھی تھی تو اس نماز کا لوٹانا ضروری نہیں، اور اگر ناپاک کپڑے تو دھوئے تھے اس سے وضو نہ کیا تھا اور ان کپڑوں سے نماز پڑھی تو اس صورت میں بھی نماز لوٹانا ضروری نہیں۔ جیسے اگر کسی نے اپنے کپڑے پر ناپاکی دیکھی اور نہ معلوم کرسکا کہ یہ ناپاکی کب لگی تھی، تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب نہیں لیکن آئندہ کے لئے یہ کپڑے ضرور پاک کرے۔

(فَصْلٌ فِي الِاسْتِنْجَاءِ)

يَلْزَمُ الرَّجُلَ الِاسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُوْلَ اَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهٗ عَلٰى حَسْبِ عَادَتِهٖ اِمَّا بِالْمَشْيِ اَوِ التَّنَحْنُحِ وَالِاضْطِجَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لَهٗ الشُّرُوْعُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ۔ وَالِاسْتِنْجَاءُ

سُنَّةٌ مِنْ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ مَا لَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ وَإِنْ تَجَاوَزَ وَكَانَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَبَ إِزَالَتُهٗ بِالْمَاءِ وَإِنْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ اِفْتَرَضَ غَسْلُهٗ وَيَفْتَرِضُ غَسْلُ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَإِنْ كَانَ فِي الْمَخْرَجِ قَلِيْلًا

ترجمہ

(فصل استنجاء میں)

آدمی پر لازم ہے صفائی (پاکیزگی) یہاں تک کہ پیشاب کا اثر زائل ہو جائے، اور اس کا دل مطمئن ہو جائے، اس کی عادت کے بموجب، یا چل کر یا کھنکھار کر، یا کروٹ سے لیٹ کر یا اس کے علاوہ (غرض جس صورت سے بھی اطمینان حاصل ہو) اور اس کے لئے وضو کا شروع کرنا جائز نہیں، یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو جائے پیشاب کے قطرے کے جاتے رہنے سے (یعنی یہ اطمینان ہو جائے کہ اب قطرہ نہیں آرہا ہے) اور استنجاء سنت ہے اس ناپاکی سے جو نکلے سبیلین (دونوں راستوں) سے جب تک مخرج (نکلنے کی جگہ) سے آگے نہ بڑھے، اور اگر آگے بڑھ جائے اور نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کا زائل کرنا پانی کے ذریعہ واجب ہوتا ہے، اور اگر ناپاکی ایک درہم سے زائد ہو جائے تو اس کا دھونا فرض ہو جاتا ہے۔ اور جنابت اور حیض اور نفاس سے غسل کرنے کے وقت اس ناپاکی کا دھونا بھی فرض ہے جو مخرج میں ہو اگرچہ اس کی مقدار قلیل ہی ہو۔

توضیح

الاستنجاء: شکم سے خارج ہونے والی پلیدی کو نجو کہتے ہیں، لفظ استنجاء اسی سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ لغت میں یہ ہیں کہ محل نجو کو پونچھنا یا دھونا یقال نجی وانجی اذا احداث۔ ازہری کا قول یہ ہے کہ نجو قطع سے ماخوذ ہے تو استنجاء کے معنیٰ ہیں قطع کرنا اور علیحدہ کرنا غلاظت کا۔ بہرحال عرفی معنیٰ یہ ہیں پانی وغیرہ سے نجاست کو صاف کر دینا۔

استنجاء کرنا ہر حدث یعنی دونوں راستوں میں سے کسی راستہ سے نکلنے والے حدث کی بناء پر اور سونے اور ریح کے علاوہ سے۔ اگر کوئی کہے کہ متن میں یخرج من السبیلین کی قید سے نوم خود مستثنیٰ ہو گیا اگرچہ اس کی قید نہ لگائی جائے، پس سونے اور ریح کے علاوہ

ہر حدث میں استنجاء مسنون ہے۔ پس فصد وغیرہ میں بھی مسنون ہوگا، حالانکہ ایسا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدث کو یخرج من السبیلین کے ساتھ مقید کرنا، اور سونے کا استثناء بے فائدہ نہیں کیوں کہ یہ بھی اسی قبیل سے ہے، اس لئے کہ نیند خود ناقض ہے اور اس میں حدث کے دونوں راستوں سے نکلنے کا گمان ہے۔

الاستبراء: تین لفظ بولے جاتے ہیں۔ اور معنوں میں یہ فرق ہے۔ استنجاء: پتھر یا پانی کا استعمال کرنا۔ استبراء: ٹہلنا، کھنکھارنا وغیرہ تاکہ پیشاب کا اثر زائل ہو جائے اور اس کو اطمینان ہو جائے۔ استنقاء: پاکیزگی اور صفائی کا حاصل کرنا بایں طور کہ ڈھیلا لینے کیوقت ڈھیلے سے یا پانی سے دھونے کیوقت انگلیوں سے اتنا ملے کہ بدبو جاتی رہے۔

الرجل کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ جس استبراء کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ مرد کے لئے ہے، عورت کو اس استبراء کی حاجت نہیں ہے۔

البول: یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ عموماً اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

سنۃ: اس کا حاصل یہ ہے کہ استنجاء کے تین حکم ہیں۔ سنت، واجب، فرض۔ اگر ناپاکی صرف مخرج تک محدود ہے اس سے آگے نہیں بڑھی تو استنجاء سنت ہے۔ اور اگر مخرج سے تجاوز کر گئی تو دیکھا جائے گا کہ نجاست ایک درہم سے زیادہ ہے یا بقدر درہم ہے اول صورت میں دھونا فرض ہے اور دوسری صورت میں واجب۔ ان دونوں صورتوں میں ڈھیلا کافی نہ ہوگا۔ یہاں پر والاستنجاء سنۃ اس وجہ سے کہا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے لیکن کبھی کبھی اس کو ترک بھی فرمایا ہے۔ (کما فی حاشیۃ الہدایۃ)۔ اور یہ مسنون مرد، عورت ہر ایک کے لئے ہے۔ نیز قُبُل و دُبُر ہر دو مقام کے لئے۔ بعض فرماتے ہیں کہ قُبُل میں مستحب ہے۔

وَاَنْ يَسْتَنْجِيَ بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وَنَحْوِهٖ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ اَحَبُّ وَالْاَفْضَلُ اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوْزُ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ اَوِ الْحَجَرِ وَالسُّنَّةُ اِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْاَحْجَارِ مَنْدُوْبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِيْ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ نَدْبًا اِنْ حَصَلَ التَّنْظِيْفُ بِمَا دُوْنَهَا وَكَيْفِيَّةُ الْاِسْتِنْجَاءِ اَنْ يَمْسَحَ بِالْحَجَرِ الْاَوَّلِ مِنْ

جِهَةِ الْمُقَدَّمِ اِلٰى خَلْفٍ وَبِالثَّانِيْ مِنْ خَلْفٍ اِلٰى قُدَّامٍ وَبِالثَّالِثِ مِنْ قُدَّامٍ اِلٰى خَلْفٍ اِذَا كَانَتِ الْخُصْيَةُ مُدَلَّاةً وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ مُدَلَّاةٍ يَبْتَدِئُ مِنْ خَلْفٍ اِلٰى قُدَّامٍ وَالْمَرْأَةُ تَبْتَدِئُ مِنْ قُدَّامٍ اِلٰى خَلْفٍ خَشْيَةَ تَلْوِيْثِ فَرْجِهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهٗ اَوَّلًا بِالْمَاءِ ثُمَّ يَدْلُكُ الْمَحَلَّ بِالْمَاءِ بِبَاطِنِ اِصْبَعٍ اَوْ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اِنِ احْتَاجَ وَيُصَعِّدُ الرَّجُلُ اِصْبَعَهُ الْوُسْطٰى عَلٰى غَيْرِهَا فِي ابْتِدَاءِ الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يُصَعِّدُ بِنْصِرَهٗ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ وَالْمَرْأَةُ تُصَعِّدُ بِنْصِرَهَا وَاَوْسَطَ اَصَابِعِهَا مَعًا اِبْتِدَاءً خَشْيَةَ حُصُوْلِ اللَّذَّةِ وَيُبَالِغُ فِي التَّنْظِيْفِ حَتّٰى يَقْطَعَ الرَّائِحَةَ الْكَرِيْهَةَ وَفِيْ اِرْخَاءِ الْمَقْعَدَةِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَائِمًا فَاِذَا فَرَغَ غَسَلَ يَدَهٗ ثَانِيًا وَنَشَّفَ مَقْعَدَةً قَبْلَ الْقِيَامِ اِنْ كَانَ صَائِمًا

ترجمہ اور ایسے پتھر سے جو صاف کر دینے والا ہے (مثلاً چکنا نہ ہو) اور پتھر جیسی چیز سے استنجاء کرنا سنت ہے اور پانی سے دھونا مستحب ہے اور افضل ہے پانی اور پتھر دونوں کو جمع کرنا یعنی دونوں کا استعمال کرنا۔ پس (اولاً پتھر ڈھیلے وغیرہ سے) پونچھ لے پھر پانی سے دھولے اور (یہ بھی) جائز ہے کہ (صرف) پانی یا (صرف) پتھر پر اکتفا کرے اور سنت (تو صرف) یہ ہے کہ مقام نجاست کو صاف کرلے۔ تعداد پتھروں، یا ڈھیلوں میں مستحب ہے، سنتِ مؤکدہ نہیں۔ پس تین ڈھیلوں سے استحباباً استنجاء کرلے، اگرچہ اس سے کم سے صفائی حاصل ہو گئی۔ اور استنجاء کی کیفیت (طریقہ) یہ ہے کہ پہلے پتھر سے پونچھتا ہوا آگے کی جانب سے پیچھے کو لیجائے اور دوسرے سے پیچھے کی جانب سے آگے کو اور تیسرے سے آگے کی جانب سے پیچھے کی طرف (یہ اس صورت میں) کہ خصیے ڈھیلے ہوں

اور اگر ڈھیلے نہ ہوں تو پچھلی جانب سے شروع کرے آگے کیطرف کو۔ اور عورت تلویث فرج کے خوف سے اگلی جانب سے شروع کرکے پچھلی طرف لیجائے۔ پھر پہلے اپنے ہاتھ کو پانی سے دھووے پھر مقام نجاست کو ملے پانی کے ساتھ ایک یا دو انگلیوں سے یا تین انگلیوں سے اگر ضرورت ہو۔ اور مرد اپنی بیچ کی انگلی کو باقی دوسری انگلیوں سے اوپر کو کرے استنجاء کے شروع میں پھر اس کے پاس کی انگلی کو (اوپر کو کرے) اور صرف ایک انگلی پر اکتفا نہ کرے۔

اور عورت حصولِ لذت کے خطرہ سے بچنے کے لئے اوپر کو کرے اپنی خنصر انگلی کے پاس والی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ساتھ ساتھ، اور صفائی میں مبالغہ سے کام لے یہاں تک کہ بدبو منقطع ہو جائے۔ اسی طرح (مبالغہ کرے) مقعد یعنی پاخانہ کے مقام کے ڈھیلا کرنے میں اس شرط کے ساتھ کہ روزہ دار نہ ہو۔ اور جب فارغ ہو جائے تو دوبارہ اپنے ہاتھ کو دھولے اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنے مقعد کو خشک کرے اگر روزہ دار نہ ہو۔

توضیح

بِحَجَرٍ الخ یعنی ہر پاک اور بے ضرر چیز جو نجاست کے دور کرنے میں پتھر کا کام دے اور استنجاء کے پتھر جیسی بے حقیقت اور غیر محترم ہو جیسے ڈھیلا، کپڑے کی دھجی وغیرہ۔

امام شافعیؒ کے نزدیک تین ڈھیلوں کا استعمال کرنا واجب ہے چاہے نجاست اس سے کم ہی دور ہو جائے۔ ان کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ قال قیل لسلمان قد علمکم نبیکم کل شئ حتی الخراءۃ قال سلمان اجل نہانا ان نستقبل القبلۃ بغائط او بول او ان تستنجی بالیمین او یستنجی احدنا باقل من ثلثۃ احجار۔ اور انکی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا ذَھَبَ اَحَدُکُمْ بِحَاجَتِہٖ فَلْیَسْتَطِبْ بِثَلَاثَۃِ اَحْجَارٍ فَاِنَّھَا تُجْزِیُٔ عَنْہُ۔ لیکن امام اعظمؒ اور مالکؒ، داؤدؒ اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں بلکہ یہ فرماتے ہیں اور یہی حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ تثلیث واجب نہیں۔

بلکہ مقصود طہارت ہے۔ جتنی مقدار سے حاصل ہو لہٰذا اوپر کی حدیثیں عادت یا استحباب پر محمول ہیں انکی دلیل بخاریؒ کی روایت ہے۔ عن ابن مسعودٍ اتا النبی صلے اللہ علیہ وسلم لِغائط فَاَمَرَنی اَن اٰتیہ بثلثۃ احجار فوجدتُ حَجرینِ وَلماجد الثالثَ فاتیتہ بروثۃٍ فاخذ الحجرینِ وَ القی الروثۃَ وقال ھذا رکس۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ تثلیث ضروری نہیں

ورنہ آپؐ تیسرا ضرور طلب فرماتے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس کا جواب دیا ہے کہ مسند احمد میں اس حدیث پر یہ الفاظ زائد ہیں ھٰذا رکس و ائتینی بحجر، لیکن طحاوی اور ترمذی و دیگر علماء کہتے ہیں یہ زیادتی صحت کو نہیں پہونچتی اس لئے اس سے استدلال صحیح نہیں اور بالفرض اگر صحیح مان لی جائے تب بھی شوافع کا مدعیٰ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک عدد استنجاء من البول کے لئے چاہئے لہٰذا باقی دو عدد سے آپ نے استنجاء کیا ہوگا تو تثلیث پھر بھی ثابت نہیں ہوتی ہماری دوسری دلیل ابوداؤد کی حدیث ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَالْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَاحَرَجَ الخ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ تثلیث کا حکم استحباب کے لئے ہے اصل مقصود انقاء ہے مگر چونکہ عادۃً اور اکثر و بیشتر اس کا حصول تین مرتبہ میں ہو جاتا ہے اس لئے تثلیث کا ذکر فرما دیا ہے اس میں وہ ترتیب بھی پائی جاتی ہے جو شارع کو ہر کام میں محبوب ہے چنانچہ حدیث میں تثلیث کی علت کی طرف اشارہ بھی فرما دیا ہے۔ فانھا یجزی عنہ، معلوم ہوا کہ تثلیث مقصود نہیں، اجزاء اور انقاء مقصود ہے چنانچہ شافعیہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تثلیث سے طہارت حاصل نہ ہو تو مزید احجار کا استعمال واجب ہے، خود شوافع بہت سے مواقع میں تثلیث کی ہی توضیح فرماتے ہیں، چنانچہ حدیثِ مستیقظ من المنام جو تین مرتبہ ہاتھ دھونے کا حکم دیتی ہے وہ استحباب پر ہی محمول ہے، نیز حدیث اما الطیب فاغسلہ عنک ثلٰث مرات کی توضیح میں امام نوویؒ فرماتے ہیں تثلیث کا حکم احتیاط اور پوری طرح ازالہ کرنے کے لئے ہے لہٰذا ایک مرتبہ میں ازالہ ہو جائے تو بھی کافی ہے۔

ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر ضروری ہے لیکن شوافع کہتے ہیں کہ مدر اور خرقہ وغیرہ بھی کافی ہے، حجر کا ذکر عادت کے طور پر کر دیا ہے۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ تثلیث کا ذکر عادۃً فرمایا گیا ہے۔ احبّ الخ چنانچہ اس عمل کی قرآن کریم میں تعریف نازل فرمائی۔ یہ آیت اس قوم کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ اولاً استنجاء بالاحجار کرتی اور اس کے بعد پانی کا استعمال کرتی تھی۔ قولہ تعالیٰ "فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا" الخ۔

فائدہ: اس میں دو قول ہیں کہ بعد میں پانی کا استعمال کیسا ہے؟ قولِ اول تو اس کے مستحب ہونے کا ہے کیونکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کبھی پانی کا استعمال فرماتے اور کبھی ترک فرماتے، اور قول ثانی سنت کا ہے۔

وکیفیۃ الاستنجاء الخ یعنی مرد کے لئے پتھر سے استنجاء کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قُبُل کی جانب سے صاف کرتے ہوئے دُبُر کی جانب کو لے جائے، اول اور دوسرا پتھر دبر کی جانب سے اگلی جانب

صاف کرتے ہوئے لیجائے شرط یہ ہے کہ اس کا خصیہ لٹکا ہوا ہو (ڈھیلا ہو) لیکن اگر سخت ہے تو اس کا برعکس ہوگا۔

مدلاۃ الخ یعنی گرمی کے موسم میں خصیہ حرارت کے سبب نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور مخرج کے قریب پہونچ جاتے ہیں، اس صورت میں پہلے پتھر سے پیچھے سے آگے کی جانب لیجانے میں تلویث کا کافی احتمال ہے اور دوسرے پتھر میں تلویث کا احتمال نجاست کم رہ جانے کی بناء پر بہت کم ہے۔ یہ حکم مرد کے ساتھ مخصوص ہے، عورت اس سے مستثنیٰ ہے اس کے لئے ایک ہی حکم ہر موسم میں یکساں رہے گا۔

والمرأۃ الخ عورت میں خصیہ وغیرہ کے تلویث نہ ہونے کیوجہ سے اور فرج کی تلویث کا اعتبار کرتے ہوئے ہر حال میں اگلی جانب سے پچھلی جانب کیطرف صاف کرلے۔

ثم یغسل یدہ الخ یعنی پتھر وغیرہ سے مسح کرنے کے بعد اپنے بائیں ہاتھ سے دھوئے تاکہ نجس پانی بدن پر نہ لگے اور ہاتھ دھونے کے بعد دلک یعنی خوب مبالغہ کے ساتھ بدن کو مل کر دھوئے۔ مصنف رح نے اسی وجہ سے لفظ دلک ارشاد فرمایا تاکہ مبالغہ پر دلالت کرے۔

اِن احتاج: اگر تیسری انگلی کی ضرورت ہو تو اسے استعمال کرے اور اگر ضرورت نہ ہو تو استعمال نہ کرے کیونکہ ایک جسم طاہر کو بلا ضرورت ناپاک کرنا صحیح نہیں اور تین کے بعد چوتھی انگلی کو نہ استعمال کرے کیونکہ اسی میں ضرورت پوری ہوجاتی ہے۔

فائدہ:- جب پانی سے استنجاء کریگا تو دو صورت ہوگی۔ ایک تو یہ کہ روزہ دار ہوگا اگر روزہ دار ہے تو بدن کو ڈھیلا نہ کرے، دوسری صورت یہ ہے کہ روزہ دار نہ ہوگا تو اس صورت میں بدن کو خوب ڈھیلا کرے تاکہ صفائی میں خوب مبالغہ ہوجائے اور اس میں تعداد کی تعیین نہیں البتہ اگر ایسا شخص ہے کہ اسے وسوسے خوب آتے ہوں تو کم از کم پانی کا تین مرتبہ استعمال کرے اور انگلیوں کے سر کیطرف سے استنجاء نہ کرے بلکہ انگلیوں کے باطن کی طرف سے استنجاء کرے اور پانی کو آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ ہی مقام کو ملے۔

فصل، لَايَجُوْزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ وَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰى قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلٰوةُ اِذَا وَجَدَ مَا يُزِيْلُهُ وَلَايَحْتَالُ لِاِزَالَتِهٖ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ يَّرَاهُ

وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ لِآدَمِيٍّ أَوْ بَهِيْمَةٍ وَّآجُرٍّ وَّخَزَفٍ وَّفَحْمٍ وَّزُجَاجٍ وَّجَصٍّ وَّشَيْءٍ مُّحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيْبَاجٍ وَّقُطْنٍ وَّبِالْيَدِ الْيُمْنٰى إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَدْخُلُ الْخَلَاءَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَيَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قَبْلَ دُخُوْلِهٖ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ تَحْرِيْمًا اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ وَاسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَهَبِّ الرِّيْحِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَّبُوْلَ أَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْحَجَرِ وَالطَّرِيْقِ وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُّثْمِرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ

ترجمہ استنجار کے لئے (لوگوں کے سامنے) ستر کھولنا جائز نہیں اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر گئی ہو اور یہ متجاوز (مخرج سے بڑھ جانے والی ناپاکی) ایک درہم کی مقدار سے زائد ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں جبکہ ایسی چیز پالے جو اس کو دور کر سکے اور ایسے شخص کے سامنے جو اس کو دیکھ رہا ہے ستر کے کھولے بدون اس نجاست کے زائل کرنے کی تدبیر کرے اور مکروہ ہے استنجار کرنا ہڈی سے۔ آدمی یا چوپائے کی خوراک سے، پکی اینٹ سے، ٹھیکرے سے، کوئلے سے، کانچ سے، گچ سے اور قابل قدر چیز سے جیسے ریشم اور روئی کے (یعنی سوتی) کپڑے کے ٹکڑے اور داہنے ہاتھ سے مگر (بائیں ہاتھ میں) عذر کیوجہ سے اور پاخانہ میں بائیں پیر سے داخل ہو اور داخل ہونے سے پہلے شیطان رجیم سے پناہ مانگے اور بائیں پیر پر سہارا دیکر بیٹھے اور کلام نہ کرے مگر ضرورت کے باعث اور مکروہ تحریمی ہے قبلہ کی طرف منھ کرنا اور اس کی طرف پیٹھ کرنا اگر آبادی میں ہو۔

اور مکروہ ہے آفتاب اور چاند کیطرف منھ کرنا اور ہوا کے رخ منھ کرنا اور مکروہ ہے

پیشاب یا پاخانہ پھرنا پانی میں اور سایہ میں اور بل میں اور راستہ میں اور پھل دار درخت کے نیچے اور پیشاب کرنا کھڑے ہو کر مگر کسی عذر سے اور پاخانہ سے داہنے پاؤں سے نکلے پھر کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (اس خدا کی حمد جس نے مجھ سے پلیدی کو دور کر دیا اور مجھے عافیت بخشی)

توضیح

مصنفؒ اس فصل میں ان امور کو بیان کر رہے ہیں کہ کون سا فعل (یعنی استنجاء میں) درست نہیں ہے اور کون سا فعل مکروہ ہے اور کن کن چیزوں سے استنجاء کرنا صحیح ہے اور کن سے صحیح نہیں اور کن کن مقامات پر استنجاء کرنا درست نہیں۔

لَا یَجُوْزُ: اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ جہاں پہ پانی موجود ہے اور ساتھ ساتھ پردہ بھی ہے تو پانی سے استنجاء کرنا چاہئے لیکن اگر پانی ایسی جگہ ہے کہ وہاں پر کشفِ عورت ہوتا ہے تو پانی کو استعمال نہ کرے بلکہ سترِ عورت کا خیال کرتے ہوئے ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کر لے لیکن اگر ایسا کرتا ہے کہ جس سے بے پردگی ہو رہی ہے تو ناجائز ہے اور حضرات علماء ایسے شخص کو فاسق قرار دیتے ہیں۔ عوام الناس اور نمازی لوگ اس میں نہایت غافل ہیں اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

کشفَ العورۃ: پانی سے استنجاء کرنا مسنون ہے اور کشفِ عورت حرام ہے اور یہ قاعدہ بھی مسلم ہے کہ سنت کی ادائیگی کے لئے فعلِ حرام کا مرتکب ہونا جائز نہیں اور فقہاء نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ خواہ پانی سے استنجاء کرے یا ڈھیلے وغیرہ سے، کسی میں بھی کشفِ عورت نہ کیا جائے۔

وَاِنْ تجاوزت الخ یعنی اگر نجاست تجاوز کر کے مخرج سے بدن پر پہونچ جائے خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ اور ایسا موقع ہو کہ کشفِ عورت ہوتا ہو تو لوگوں سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں، اگر وہ اس سے انکار کر دیں تو اب کوئی حیلہ تلاش کرے یعنی کپڑوں کے اندر ہی استنجاء کر لے (ڈھیلے وغیرہ سے) اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اس وقت بھی لوگوں کے سامنے ستر کا کھولنا حرام ہے اور اب نماز اسی حالت میں ادا کرے۔ لیکن اس سلسلہ میں دو قول وارد ہیں کہ آیا اعادہ کریگا یا نہیں۔ ایک قول تو وجوب کا ہے، اور دوسرا عدمِ وجوب کا مگر اول قول زیادہ مناسب ہی، یعنی اعادہ کرنا۔

اگر نجاست ایک درہم کی مقدار سے زائد بدن پر آ جائے تو اس کا دھونا فرض ہے، اس کے ساتھ نماز کا ادا کرنا درست نہیں جبکہ اس کو زائل کرنے والی کوئی چیز ملتی ہو۔

قدرَ الدرہم: - امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کا مسلک یہ ہے کہ درہم کی مقدار مخرج کی

نجاست کے علاوہ ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک مخرج اور مخرج کے علاوہ کی مقدار ایک درہم ہو اگر اس سے زائد ہوگی تو یہ حکم مرتب ہوگا۔

لا تصح : جب نجاست مخرج سے تجاوز کرجاتی ہے تو استنجاء بالماء لازم ہوتا ہے لیکن اگر مخرج میں ہے تو استنجاء بالماء اس میں ضرورۃً وجوب قرار نہیں دیا گیا لیکن اگر جنبی تھا تو خواہ نجاست متجاوز ہو یا نہ ہو اس کو پانی سے ازالہ کرنا واجب ہوگا یہی حکم حائضہ اور نفساء کا بھی ہے۔

عند من یراہ : اس سے مراد وہ ہیں کہ جن سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر اپنی بیوی ہے خواہ وہ حالتِ حیض میں ہو جب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

یکرہ الاستنجاء بعظم : مصنفؒ یہاں سے ان اشیاء کا ذکر فرما رہے ہیں کہ جن سے استنجاء کرنا مکروہ ہے ان ہی میں سے ہڈی ہے کہ اس سے بھی استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے تحت لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجنِّ۔ اور اس کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ جنوں کے کھانے کی چیز ہے اور اسی طرح لید وغیرہ سے بھی استنجاء کرنا مکروہ ہے اور یہ کراہت، کراہتِ تحریمی ہے۔

وطعام : اسی طرح کھانے کی بھی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے خواہ وہ انسان کی خوراک ہو یا چوپایوں کی اس کے مکروہ ہونے کی چند وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ اسراف ہے دوسرے اللہ کی نعمت کی ناقدری اور اہانت ہے اور اسی طرح پکی اینٹ سے، ٹھیکرے سے، کوئلے سے، کانچ سے، گچ سے بھی استنجاء کرنا مکروہ ہے چونکہ اصل مقصود بھی حاصل نہیں ہوتا ہے یعنی نظافت دوسرے یہ ایذاء پہونچانے والی چیزیں ہیں اس سے زخم وغیرہ کا خطرہ رہتا ہے۔

بالید الیمنی : بلا عذر دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے لیکن اگر عذر لاحق ہے تو دائیں ہاتھ سے استنجاء کرسکتا ہے۔ وجہ کراہت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اذا بال احدکم فلا یمسح ذکرہ بیمینہ واذا أتی الخلاء فلا یتمسح بیمینہ واذا شرب نفسا ولہ یشرب واحدًا۔

ویدخل الخلاء الخ : مصنفؒ یہاں سے بیت الخلاء جانے کے وقت کے اصول کو ذکر کر رہے ہیں کہ جب انسان بیت الخلاء جائے تو سب سے پہلے بایاں پیر داخل کرے کیونکہ وہ ایک ناپاک جگہ ہے اور داخل ہونے سے قبل یہ دعاء پڑھے اور افضل طریقہ یہ ہے کہ قبل از دعاء بسم اللہ پڑھ لے کیونکہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بسم اللہ جنوں اور انسان کی شرمگاہوں کے مابین پردہ ہے یعنی ایک معنوی پردہ قائم ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ اب شرمگاہوں کو دیکھ نہیں سکتے۔

علی الشمس : اگر ایسی جگہ ہو کہ وہ جگہ برابر ہو اور سورج اور چاند کے مقابلہ میں نہ ہو تو اس صورت

میں کراہت نہیں۔

مھبّ الریح: کیونکہ پیشاب کی چھینٹ کے لوٹ آنے کا خطرہ رہتا ہے اور حدیث میں اس پر وعید موجود ہے

فی السّماءِ: ماء راکد اور ماء جاری دونوں برابر ہیں۔

الظلّ: کراہت کا حکم اس جگہ ہے کہ جہاں پر اس کے لئے مباح ہو اور کسی کی مملوک نہ ہو لیکن اگر کسی کی ملکیت میں ہے پھر بلا اجازت قضاءِ حاجت کا پورا کرنا حرام ہے اور مکروہ اس لئے ہے کہ لوگ اس سے سایہ حاصل کرتے ہیں اور اس سے آرام حاصل کرتے ہیں اگر اس کے نیچے قضاء حاجت کیا جائیگا تو پھر ملوث ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح راستہ میں بھی استنجاء کرنا ممنوع ہے کیوں کہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی اور ایذاء پہونچانا ہے جو قطعًا درست نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ اتقوا اللاعنین قالوا وما اللاعنان یا رسولَ اللہِ قال الذی یتخلّٰی فی طریق الناس اوظلھم، کیونکہ جب لوگوں کو تکلیف ہوگی تو وہ یقینًا لعنت ملامت کریں گے۔ اور نکلتے وقت داہنے پیر سے شروع کرے کیونکہ وہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف آرہا ہے اور یہ ایک نعمت ہے۔

(فوائد):۔ (۱) کوئی ایسی چیز لیکر پاخانہ میں جانا منع ہے جس پر کوئی قابلِ احترام چیز لکھی ہوئی ہو۔ مثلاً اللہ یا کسی نبی کا نام یا قرآن پاک کی آیت۔ ہاں اگر کسی چیز میں لپٹی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں نیز کوئی ایسی چیز جو قابلِ احترام ہو کسی ایسے برتن پر بھی کندہ نہ کرانی چاہئے جو سیلابچی کیطرح استعمال ہوتا ہے۔ (۲) کھڑے کھڑے ستر نہ کھولنا چاہئے بلکہ اس وقت ستر کھولے جب بیٹھتے بیٹھتے زمین کے قریب ہو جائے (۳) پاخانہ پیشاب کے وقت اپنے ستر کو دیکھنا یا پاخانہ پیشاب کو دیکھنا یا تھوکنا، ناک صاف کرنا، ستر کو چھونا آسمان کیطرف نظر اٹھا اٹھا کر بلا ضرورت دیکھنا خلافِ ادب ہے ستر کو یا پیشاب پاخانے کو دیکھنے سے نسیان پیدا ہوتا ہے، زیادہ دیر تک بیٹھنا بھی خلافِ ادب ہے اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔

ولو فی البنیان: یعنی جس طرح جنگل اور میدان میں ناجائز ہے اسی طرح آبادی میں بھی ناجائز ہے اور اگر غلطی سے ممنوع رخ پر بیٹھ جائے تو جب یاد آجائے مڑ جانا چاہئے۔

اسی طرح جو باتیں مکلف بالغ کے لئے ناجائز اور مکروہ ہیں بچوں کے لئے ان کا کرانا بھی مکروہ اور ناجائز ہے چنانچہ قبلہ کیطرف بیٹھا کر پیشاب، پاخانہ کرانا بھی مکروہ ہے اور جیسے مردوں کے لئے ریشم کا کپڑا پہننا ناجائز ہے بچوں کو اس کا پہنانا بھی ناجائز ہے، اس قسم کے مکروہ اور ممنوع افعال پر ناسمجھ بچوں کو تو گناہ نہ ہوگا ہاں ان کے سرپرستوں کو گناہ ہوگا جو ان سے یہ کام کرائیں۔

(فَصْلٌ فِي الْوُضُوْءِ)

: فصل وضو کے بیان میں :

أَرْكَانُ الْوُضُوْءِ أَرْبَعَةٌ وَهِيَ فَرَائِضُهُ. اَلْأَوَّلُ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهُ طُوْلًا مِنْ مَبْدَإِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ إِلٰى أَسْفَلِ الذَّقَنِ وَحَدُّهُ عَرْضًا مَا بَيْنَ شَحْمَتَيِ الْأُذُنَيْنِ وَالثَّانِيْ غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبَيْهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ رُبُعِ رَأْسِهِ وَسَبَبُهُ اِسْتِبَاحَةُ مَا لَا يَحِلُّ إِلَّا بِهِ وَهُوَ حُكْمُهُ الدُّنْيَوِيُّ وَحُكْمُهُ الْأُخْرَوِيُّ الثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَشَرْطُ وُجُوْبِهِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْإِسْلَامُ وَقُدْرَةٌ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِيْ وَوُجُوْدُ الْحَدَثِ وَعَدَمُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَضِيْقِ الْوَقْتِ وَشَرْطُ صِحَّتِهِ ثَلَاثَةٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطَّهُوْرِ وَانْقِطَاعُ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَحَدَثٍ وَزَوَالُ مَا يَمْنَعُ وُصُوْلَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ

ترجمہ

وضو کے چار رکن ہیں اور وہی اس کے فرائض ہیں۔

اوؔل : چہرے کا دھونا۔ اور چہرہ کی حد طول کے لحاظ سے پیشانی کی سطح کے شروع ہونے کی جگہ سے یعنی پیشانی کے اوپر کے حصہ سے جہاں بال جمتے ہیں شروع ہو کر تھوڑی کے نیچے تک ہے۔ اور عرض کے لحاظ سے وہ تمام حصہ جو دونوں کانوں کی لو کے درمیان ہے۔

دوؔم : دونوں ہاتھوں کا دھونا کہنیوں سمیت۔ سوؔم : پیروں کا دھونا ٹخنوں سمیت۔

چہاؔرم : چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

اور وضو کا سبب ان چیزوں کا مباح کرلینا جو صرف وضو ہی سے حلال ہوتی ہیں، اور یہ اس کا دنیاوی حکم ہے اور اس کا اخروی حکم آخرت کا ثواب ہے۔

اور اس کے واجب ہونے کی شرط عقل ہے اور بلوغ اور اسلام اور اتنی مقدار پانی پر قادر ہونا جو وضو کے لئے کافی ہو اور حدث کا پایا جانا اور حیض و نفاس اور وقت کی تنگی کا نہ ہونا اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں تین ہیں۔ جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں ان پر پوری طرح پاک

2/2

پانی کا پہونچ جانا۔ اسٗ چیز کا ختم ہو جانا اور رک جانا۔ جو وضو کے منافی ہے یعنی حیض اور نفاس اور حدث اور اس چیز کی علیحدگی جو بدن تک پانی کے پہونچنے کے لئے مانع ہے جیسے موم، چربی؛

توضیح

ابتک مصنفؒ وضو سے قبل جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے انکو بیان کر رہے تھے مثلاً کون پانی پاک ہے اور کون ناپاک ہے، کن چیزوں سے استنجار کرنا جائز ہے اور کن چیزوں سے استنجار کرنا ناجائز ہے۔ اب جب ان سے فارغ ہوگئے تو اب وضو اور انکے احکام و شرائط کو ذکر کر رہے ہیں۔

مصنفؒ نے وضو کے احکام و شرائط کو غسل پر مقدم کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وضو کی ضرورت دن رات میں کم از کم پانچ وقت پڑتی ہے یعنی کثیر الوقوع کا لحاظ کرتے ہوئے اسے مقدم کیا اور چونکہ غسل کی ضرورت قلیل ہے اس وجہ سے اسے مؤخر کیا۔

ارکان الوضوء :- یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ - الاٰیۃ

اس آیت کے ذریعہ باری تعالےٰ نے وضو کرنے کے طریقہ کو واضح کر دیا کہ وضو میں کون کون سی چیزیں فرض کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ارکان کے لغوی معنٰے جانبِ قوی، اور اصطلاحی معنٰے ایسا جزء کہ ماہیت شئی کی ترکیب اس جزء اور دوسرے اجزاء سے مرکب ہو، لہٰذا وضو کے ارکان چار ہیں کہ ہیئتِ وضو ان چار اعضاء پر شامل ہے اور استعمال پانی کی ترتیب وضو ہے۔

وَھِیَ فَرَائِضُہٗ ؛ مصنفؒ نے پہلے ارکان فرمایا، اس کے بعد فرائض۔ اصل میں لفظِ ارکان سے مقصود اس کی ہیئتِ ترکیبیہ کیطرف اشارہ کرنا اور شرائط سے امورِ خارجی ہے۔ چونکہ فرائض کا اطلاق ارکان اور شرائط پر بھی ہوتا ہے۔ لبعدہٗ فرائض سے اس کی حقیقتِ شرعی کو واضح کرنا اور بیان فرمانا ہے۔ اور فرض سے مراد مَالَزِمَ فِعْلُہٗ بِدَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ کہ جس کا کرنا دلیل قطعی سے لازم ہو۔ اب فرض کی دٗو قسمیں ہیں (۱) فرضِ قطعی : یعنی جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، اور علمِ بدیہی کا سبب و ذریعہ ہو، اور اس فرض کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (۲) فرضِ ظنی : یعنی جو دلیل قطعی سے ثابت ہو مگر احتمالِ دیگر کیوجہ سے علمِ بدیہی کا موجب یہ دلیل نہ بنے بلکہ شبہ باقی رہے اور مجتہد ظنی طور پر ایک معنٰے کو قائم کرے اور اس کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکتے البتہ ہر دو برابر ہوں گے۔

غسل الوجہ : یعنی محض پانی کا لگا لینا کافی نہیں۔ دھونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کو اس طرح بہائے کہ کم از کم دو چار قطرے عضو سے نیچے ٹپک جائیں۔ (۲) اعضاء وضو کے ہر حصہ پر پانی کا بہا لینا ضروری ہے، بسا اوقات کہنی خشک رہ جاتی ہے تو اس پر ہاتھ پھیر لیا جاتا ہے یہ کافی نہیں ہوتا۔

مَعَ مِرْفَقَیْہِ : مصنفؒ اس سے غایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ غایت داخل ہے۔

مسح: تر ہاتھ کے عضو پر پھیرنے کو مسح کہتے ہیں وہ تری جو برتن سے لی گئی ہو، یا دھوئے جانے والے اعضاء کے دھونے کے بعد ہاتھ میں باقی رہ جانے والی تری ہو وہ مسح کے لئے ناکافی ہوگی جو ہاتھ میں مسح کئے جانے والے اعضاء کے مسح کے بعد باقی رہتی ہے اور وہ تری کافی ہوگی جو بعض اعضاء سے لی جائے خواہ وہ عضو دھوئے جانیوالا ہو یا مسح کئے جانے والا۔

احناف کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

(**فَصْلٌ**) يَجِبُ ظَاهِرُ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ فِي اَصَحِّ مَا يُفْتٰى بِهٖ وَيَجِبُ اِيْصَالُ الْمَاءِ اِلٰى بُشْرَةِ اللِّحْيَةِ الْخَفِيْفَةِ وَلَا يَجِبُ اِيْصَالُ الْمَاءِ اِلَى الْمُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الْوَجْهِ وَلَا اِلٰى مَا انْكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ الْاِنْضِمَامِ وَلَوِ انْضَمَّتِ الْاَصَابِعُ اَوْ طَالَ الظُّفْرُ فَغَطَّى الْاَنْمِلَةَ اَوْ كَانَ فِيْهِ مَا يَمْنَعُ الْمَاءَ كَعَجِيْنٍ وَجَبَ مَا تَحْتَهٗ وَلَا يَمْنَعُ الدَّرَنُ وَخُرْءُ الْبَرَاغِيْثِ وَنَحْوُهَا وَيَجِبُ تَحْرِيْكُ الْخَاتَمِ الضَّيِّقِ وَلَوْ ضَرَّهٗ غَسْلُ شُقُوْقِ رِجْلَيْهِ جَازَ اِمْرَارُ الْمَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِيْ وَضَعَهٗ فِيْهَا وَلَا يُعَادُ الْمَسْحُ وَلَا الْغَسْلُ عَلٰى مَوْضَعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهٖ وَلَا الْغَسْلُ بِقَصِّ ظُفْرِهٖ وَشَارِبِهٖ

ترجمہ

واجب ہے دھونا گھنی داڑھی کے بیرونی حصہ کا (قابل فتویٰ میں سے صحیح قول میں)، واجب ہوتا ہے پانی کا پہونچانا ہلکی (چھدری) داڑھی کے جلد تک (یعنی چہرہ کی جلد تک)، اور نہیں واجب ہے پہونچانا پانی ان بالوں تک جو چھوٹے ہوئے (نیچے لٹکے ہوئے) ہیں چہرہ کے دائرہ سے باہر (نیز) پانی کا پہونچانا اس حصہ پر جو کہ چھپ جاتا ہے باہم ملنے اور بند ہونے کی حالت میں، اور اگر ملی ہوں انگلیاں (یعنی اس درجہ کہ پانی خود سے ان کے بیچ میں نہ پہونچتا ہو) یا لمبا ہو جائے ناخن اتنا کہ ڈھانک لے پورے کو یا ناخن میں کوئی ایسی چیز ہو جو پانی کے لئے مانع ہو جس کے باعث اس حصہ تک پانی نہ پہونچ سکے (جس کا دھونا فرض تھا) مثلاً آٹا گوندھا ہوا ناخن میں گھس گیا ہو) تو واجب ہوگا دھونا اس حصہ کا جو ان چیزوں کے نیچے (چھپا ہوا) ہے اور میل اور

مچھر کی بیٹ اور اس جیسی چیزیں (پانی کو بدن تک پہونچنے کے لئے) مانع نہیں، اور واجب ہے ہلانا تنگ انگوٹھی کا۔ اور اگر وضو کرنے والے کو پیروں کی پھٹنوں کا دھونا مضر ہو تو جائز ہے پانی کا گذارنا اس دوا پر جس کو پھٹن میں رکھا ہے۔ اور مسح اور غسل نہیں لوٹایا جائیگا بالوں کی جگہ پر بال منڈوانے کے بعد اور ناخن اور مونچھوں کے کٹوانے کے بعد (ان حصوں کو) دھویا جائیگا۔

توضیح

یجب غسلُ ظاھر اللحیۃ: گھنی داڑھی سے مراد وہ داڑھی ہے جس میں چہرہ کی جلد اس طرح چھپ جائے کہ نظر نہ آئے۔ اور مفتیٰ بہ قول میں گھنی داڑھی کے ظاہر کا دھونا واجب ہے اور غیر مفتیٰ بہ قول میں بعض کی رائے تو یہ ہے کہ ایک ثلث اور بعض ربع کے قائل ہیں، اور تیسرے قول کے مطابق تمام کا مسح کرنا واجب ہے۔ اور جو بال دائرۂ وجہ سے جدا ہوں (یعنی لٹکے ہوئے ہوں) تو ان تک پانی کا پہونچانا لازم نہیں ہے لیکن اس پر مسح مستحب ہے۔

الدّرن: ناخن کے اندر میں میل کچیل کا پایا جانا صحتِ وضو کے لئے مانع نہیں ہے اور یہ حکم عام ہے خواہ شہری ہو یا دیہاتی سب ہی کا غسل اور وضو درست ہو جاتا ہے۔

ولوضرّہ: اگر پھٹن میں پانی کا پہونچانا مضر ہو تو اس پر پانی کا بہالینا ہی کافی ہے اور اگر یہ بھی مضر ہو تو مسح کرنا کافی ہے۔

الخاتمَ الضیق: جو حکم انگوٹھی کا ہے یہی حکم بال کا بھی ہے کہ اس کو غسل کے وقت ہلایا جائے تاکہ سوراخ میں پانی پہونچ جائے۔

ولا یعاد المسح: سر کے بال منڈوانے کے بعد یا اسی طرح ناخن کٹوانے کے بعد غسل یا مسح کا لوٹانا واجب نہیں ہاں مستحب ہے، خواہ منڈوانے والا غسلِ جنابت ہی کیوں نہ کیا ہو کتاب الآثار میں ابراہیم نخعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مسح کے بعد سر کے بال منڈوانے پر دوبارہ مسح واجب ہے۔ اور غسل یا مسح نہ لوٹانے کی وجہ یہ ہے کہ فرض ساقط ہو گیا اور ساقط لوٹتا نہیں ہے۔

(فَصْلٌ) یُسَنُّ فِی الْوُضُوْءِ ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ شَیْئًا غَسْلُ الْیَدَیْنِ اِلَی الرُّسْغَیْنِ وَالتَّسْمِیَۃُ اِبْتِدَاءً وَالسِّوَاكُ فِی اِبْتِدَاءِہٖ وَلَوْ بِالْاِصْبَعِ عِنْدَ فَقْدِہٖ وَالْمَضْمَضَۃُ ثَلَاثًا وَلَوْ بِغُرْفَۃٍ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِثَلَاثِ غُرُفَاتٍ وَالْمُبَالَغَۃُ

فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ وَتَخْلِيْلُ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ بِكَفٍّ مَاءٍ مِنْ اَسْفَلِهَا وَتَخْلِيْلُ الْاَصَابِعِ وَتَثْلِيْثُ الْغَسْلِ وَاِسْتِيْعَابُ الرَّاسِ بِالْمَسْحِ مَرَّةً وَمَسْحُ الْاُذُنَيْنِ وَلوبِمَاءِ الرَّأْسِ وَالدَّلْكُ وَالْوِلَاءُ وَالنِّيَّةُ وَالتَّرْتِيْبُ كَمَا نَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ وَالْبَدَاءَةُ بِالْمَيَامِنِ وَرُءُوْسِ الْاَصَابِعِ وَمُقَدَّمِ الرَّاسِ وَمسحُ الرَّقَبَةِ لَا الْحُلْقُوْمِ وَقِيْلَ اِنَّ الْاَرْبَعَةَ الْاَخِيْرَةَ مُسْتَحَبَّةٌ ؛

ترجمہ

اٹھارہ چیزیں وضو میں مسنون ہیں (۱) ہاتھوں کا دھونا گٹوں تک (۲) بسم اللہ پڑھنا شروع میں (۳) مسواک کرنا اگرچہ ہو انگلی کے ساتھ جب مسواک نہ ہو۔ (۴) کلی کرنا تین مرتبہ اگرچہ ایک ہی چلو سے ہو (۵) ناک میں پانی دینا تین چلوؤں سے۔ (۶) مبالغہ، یعنی خوب اچھی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غیر روزہ دار کے لئے۔ (۷) اور گھنی داڑھی کا خلال کرنا بذریعہ پانی کے چلو کے، داڑھی کے نیچے کی جانب سے (۸) اور انگلیوں کا خلال کرنا (۹) اور تین تین دفعہ دھونا (۱۰) اور پورے سر کا مسح کرنا ایک مرتبہ (۱۱) اور کانوں کا مسح کرنا اگرچہ وہ سر کے پانی سے ہو (۱۲) اور ملنا (۱۳) اور پے در پے کرنا (۱۴) اور ارادہ کرنا (۱۵) اور ترتیب، موافق اس بیان کے جس کی تصریح فرمائی اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں (۱۶) اور داہنی طرف سے (۱۷) اور انگلیوں کے سروں کیطرف سے شروع کرنا اور سر کے اگلے حصہ سے شروع کرنا (۱۸) اور مسح کرنا گردن کا نہ حلق کا اور کہا گیا ہے کہ آخر کے چار مستحب ہیں۔

توضیح

یستن: سنت، روش، طریقہ، عادت۔ لیکن اصطلاح شرع میں اس روش کو سنت کہا جاتا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل سے ثابت ہو اور اس کے چھوڑنے پر عذاب کی دھمکی نہ دی گئی ہو خواہ وہ فعل عبادات سے تعلق رکھتا ہو خواہ عادت سے۔

سنت کی دو قسمیں ہیں (۱) سنتِ ہدیٰ (۲) سنت زائدہ۔ سنت ہدیٰ وہ فعل ہے جس کا عبادات سے تعلق ہو اور بجز ایک دو مرتبہ کے کہ اس پر ہمیشگی رہی ہو۔ سنتِ زائدہ: وہ تمام

طبعی اور عادی افعال اور نیز وہ عبادات جن پر بالمعنی المذکور ہمیشگی منقول نہ ہو۔

تنبیہ :۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے افعال اور اقوال بھی سنت ہی کا مرتبہ رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ اجتہادی امور نہ ہوں۔ واللہ اعلم

سنتِ مؤکدہ اور واجب عمل کے لحاظ سے برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ واجب کے ترک پر عذاب کی وعید ہوتی ہے۔ سنت کے ترک پر عذاب کی وعید نہیں مگر عتاب کا خطرہ یقیناً ہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو میری سنت کو چھوڑدیگا وہ میری شفاعت سے محروم ہو جائیگا۔

ثمانیۃ عشر : مصنفؒ نے یہ عدد طلباء کی سہولت کے لئے بتایا ہے نہ کہ حصر کے لئے۔

اِلَی الرُّسغین : یہ عام ہے خواہ وضوء شروع کرنے سے قبل، اسی طرح بیدار ہونے کے بعد ہاتھ کا دھونا سنت ہے۔ اس بارے میں تین قول احناف سے منقول ہیں (۱) مستحب۔

(۲) سنتِ مؤکدہ۔ اکثر مشائخ احناف کا بھی یہی قول ہے۔

(۳) واجب۔ صاحب فتح القدیر اسی طرف مائل ہوئے ہیں۔

نیز اگر لوٹا وغیرہ نہیں اور بڑے برتن میں پانی بھرا ہوا ہے، اور نہ کوئی چھوٹا برتن ہے جس سے پانی بڑے برتن میں سے نکال سکے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ بڑے برتن کو جھکا کر اس میں سے کچھ پانی ہاتھ پر ڈالے تو اس طرح دھوئے کہ بائیں ہاتھ کو ملا کر ان کو پانی پر گذارتے ہوئے پانی نکالے اور پہلے داہنا ہاتھ دھوئے، جب وہ دھل کر پاک ہوجائے تو بایاں ہاتھ بلا کسی تکلف کے دھوئے لیکن انگلیوں پر ناپاکی لگی ہوئی ہو تو ہرگز پانی میں نہ ڈالے ورنہ پانی ناپاک ہوجائیگا، تو ایسی حالت میں کوئی کپڑا پانی میں ڈال کر بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ پر ٹپکائے۔

السِّواك : سین کے کسرہ کے ساتھ، ایک لکڑی کا نام ہے جو کہ دانتوں پر ملی جاتی ہے اور نیز مصدر کے معنیٰ میں مسواک کرنا (الاستیاك بالسواك)۔ اور اس کا مسنون وقت وضو کے شروع میں ہے۔ زیلعیؒ کنز کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسواک کا کرنا اور تسمیہ کا پڑھنا یہ دونوں مستحب ہیں چونکہ یہ دونوں کے دونوں خصائصِ وضوء میں سے نہیں ہیں۔

وَلَو بِالاصبع : یعنی اگر مسواک نہ مل سکے تو پھر انگلیوں یا کپڑے ہی سے مسواک کرلے، یا دانت ہی نہوں یا یہ کہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں انگلی یا کپڑے ہی کا استعمال کرے لیکن اگر کسی قسم کا کوئی مانع نہ ہو تو اس وقت مسواک ہی کا استعمال کرے۔ کیونکہ مسواک موجود ہوتے ہوئے انگلی سے مسواک سنت نہیں ہے۔

تنبیہ : علماء نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مسواک ایک بالشت سے کم نہ ہو نیز موٹائی میں

انگلی کے برابر ہو اور پیلو کی ہو ورنہ پھر کسی نرم درخت کی ہو، نیز سوکر اٹھنے کے وقت گھر میں یا کسی مجمع میں جانے کیوقت، قرآن شریف یا حدیث شریف پڑھنے کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے اور اس کے فضائل بہت کچھ ہیں۔

المَضمضة : لغۃً پانی کا حرکت دینا، تمام منہ میں پانی بھر لینا، منہ کا استیعاب کر لینا۔ اور ترجمہ لفظی یہ ہے اور مبالغہ مضمضہ اور استنشاق میں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص روزہ دار نہ ہو اس کے لئے مسنون ہے کہ کلی کرنے میں پانی حلق کے کناروں تک پہونچائے اور ناک میں پانی اس طرح دے کہ بانسے تک پہونچ جائے۔

فائدہ : مضمضہ اور استنشاق کی دو سنتیں سات سنتوں پر مشتمل ہیں۔ ترتیب یعنی اول کلی پھر ناک میں پانی دینا، ہر فعل کو تین تین مرتبہ کرنا، الگ الگ پانی سے ان دونوں کو ادا کرنا یہ نہ ہو کہ ایک ہی چلو میں پہلے کلی کرے پھر ناک میں پانی دے۔ ان دونوں کو داہنی ہتھیلی سے ادا کرنا، ان دونوں میں مبالغہ۔ پانی کو منہ میں ہلا کر باہر پھینک دینا۔ یہ نہ ہو کہ پی جائے، ناک صاف کرنا۔ اگر ان ساتوں چیزوں میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو احناف کا مسلک تو یہ ہے کہ وضو تو ہو جائے گا البتہ سنت ترک ہو جائے گی۔ ناک جھاڑنا بائیں ہاتھ سے مستحب ہے اور بغیر ہاتھ لگائے جھاڑنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں جانوروں سے مشابہت ہے۔ غیر روزہ دار کے لئے مبالغہ اس لئے فرمایا گیا کہ اگر روزہ دار مبالغہ کریگا تو فسادِ صوم کا اندیشہ ہے۔ خواہ وہ نفل ہی روزہ کیوں نہ ہو۔

تخلیل اللحیۃ : داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں داڑھی کے درمیان کشادگی میں نیچے سے اوپر کی جانب داخل کرے، اس طرح کہ ہاتھ کی ہتھیلی خارج کی طرف ہو اور پشت وضو کرنے والے کیطرف داڑھی میں دائیں ہاتھ سے خلال کرنا مستحب ہے۔ داڑھی میں خلال حضرت عمار و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے ترمذی میں مروی حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ و حضرت ابوایوبؓ و حضرت انسؓ سے مروی حدیث ہے جو سنن ابن ماجہ سنن نسائی اور سنن ابی داؤد میں ہے۔

حضرت انسؓ کی ایک روایت ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو ہتھیلی میں پانی لیکر تالو کے نیچے یعنی داڑھی کے نچلے حصے میں داخل فرماتے تھے۔

الاَصابع : ہاتھوں کا خلال تو اس طرح کریگا کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال لے، اور پیروں میں اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی) کو پہلے داہنے پاؤں کی چھنگلیا کے گرد نیچے کیطرف نکال کر گھومائے پھر اسی طرح کرتا چلا آئے حتیٰ کہ بائیں پیر کی

چھنگلیا پر ختم کرے۔

تثلیث: اکثر مشائخ احناف کا مسلک یہ ہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ ابوداؤد وغیرہ نے نقل فرمایا ہے اِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ثلثا ثلثا و قال هٰذا وضوئی، مَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا اَوْنقص فَقَدْ اَسَاءَ وَظَلَمَ۔ صاحبِ بنایہ فرماتے ہیں کہ اگر سردی کیوجہ سے یا پانی کم ہونے کی وجہ سے ایک ایک مرتبہ دھویا تو کراہت نہیں (اسی طرح کسی اور ضرورت کے تحت) ورنہ کراہت ہوگی۔ صاحب تاتارخانیہ اور صاحب خلاصہؒ نے نقل فرمایا ہے کہ تین سے زیادہ کرنا بدعت ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عادت بنائی ہو تو گناہ ہے۔

واستیعاب الراس بالمسح مرةً: پورے سر کا مسح ایک مرتبہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔ کیفیت یہ ہے کہ ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھ کر انھیں پیچھے کیطرف اس طرح کھینچے کہ پورے سر کا استیعاب ہو جائے پھر انگلیوں سے کانوں کا مسح کرے یعنی جو پانی انگلیوں پر بچا ہوا ہے اگر اس سے کیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ حدیث شریف میں ہے الاذنان مِنَ الراس (کان سر ہی میں سے ہیں) ابن ماجہ، دارقطنی، شرح معانی، ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نیا پانی لئے بغیر سر کے پانی سے کانوں کا مسح فرمایا

وَالترتیب: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔ ترتیب سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جو ترتیب اس آیت میں مذکور ہے وہ ترتیب ہونی چاہئے اور یہ سنت ہے یعنی اول چہرے کا دھونا پھر کہنیوں تک ہاتھ دھونا، پھر سر کا مسح کرنا اس کے بعد پیر کا دھونا۔ **والبداءۃُ بالمَیَامِنِ:** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو۔ ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن ماجہ اور ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے۔ دھونے میں دائیں کی رعایت سے مراد عام ہے خواہ دھونا حقیقی ہو یا حکمی یعنی مسح، لہٰذا ہاتھوں اور پاؤں کے مسح میں بھی تیامن اور دائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے۔

فَصْلٌ، مِنْ اٰدَابِ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَیْئًا اَلْجُلُوْسُ فِیْ مَکَانٍ مُرْتَفِعٍ وَاِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَعَدَمُ الْاِسْتِعَانَةِ بِغَیْرِهٖ وَعَدَمُ التَّکَلُّمِ بِکَلَامِ النَّاسِ وَالْجَمْعُ بَیْنَ نِیَّةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ وَالدُّعَاءُ بِالْمَاثُوْرَةِ

وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ وَاِدْخَالُ خِنْصَرِهٖ فِيْ صِمَاخِ اُذُنَيْهِ وَتَحْرِيْكُ خَاتَمِهِ الْوَاسِعِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِالْيَدِ الْيُمْنٰى وَالْاِمْتِخَاطُ بِالْيُسْرٰى وَالتَّوَضُّؤُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ لِغَيْرِ الْمَعْذُوْرِ وَالْاِتْيَانُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَهٗ وَاَنْ يَشْرَبَ مِنْ فَضْلِ الْوُضُوْءِ قَائِمًا وَاَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

ترجمہ چودہ چیزیں آداب وضو میں داخل ہیں (۱) اونچی جگہ بیٹھنا (۲) قبلہ کیطرف منہ کرنا (۳) اپنے غیر سے مدد لینا (۴) دنیاوی بات چیت نہ کرنا (۵) دل کے ارادہ اور زبان کے فعل کا جمع کرنا (۶) منقول دعاؤں کا پڑھنا (۷) بسم اللہ کا پڑھنا ہر عضو کو دھونے کے وقت (۸) اور چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی کو) دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کرنا۔ (۹) ڈھیلی انگوٹھی کا ہلانا (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا (۱۱) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۲) غیر معذور کے لئے وقت آنے سے پہلے وضو کر لینا (۱۳) شہادت کے ہر دو کلموں کو وضو کے بعد پڑھنا (۱۴) وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا اور یہ پڑھنا "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ" (اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو بہت توبہ کرنے والے اور پاکیزگی والے ہیں)

توضیح آداب: جمع ہے ادب کی۔ ادب وہ فعل ہے کہ جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دو مرتبہ کیا ہو، ہمیشہ نہ کیا ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کرنے پر ثواب ملتا ہے، نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ اور سنت وہ فعل ہے کہ جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عموماً کیا ہو، گاہے گاہے چھوڑ دیا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ کرنے پر ثواب، نہ کرنے پر عتاب ہوگا۔ عذاب کی وعید نہیں۔ اس قسم کے فعل کو نفل، مستحب، مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

وعدم الاستعانۃ: یعنی خود سے تمام کام کرنا۔

(فائدہ) مندرجہ ذیل امور بھی آداب میں داخل ہیں۔

پانی کا برتن اگر چھوٹا ہو مثلاً لوٹا ہو تو اس کو بائیں طرف رکھنا، اور اگر بڑا برتن مثلاً ڈول

ہو جس میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا جاتا ہے تو اس کو داہنے طرف رکھنا، دھوپ کے تپتے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا، سب سے الگ تھلگ وضو کا برتن نہ رکھنا کیونکہ اسلام اس قسم کی تنگی کو پسند نہیں کرتا، آہستہ اور ہلکے سے پانی ڈالنا، مٹی کے برتن سے وضو کرنا وغیرہ وغیرہ۔

عدم التکلم: یعنی اگر کلام الناس میں مشغول ہوگیا تو دعاء سے اور توجہ الی اللہ سے مانع ہوگا البتہ ضرورۃً جائز ہے، جبکہ مصلحت فوت ہوتی ہو۔

نیۃ القلب: یعنی نیت کی حقیقت صرف ارادۂ قلبی ہے اس کے لئے زبان سے کہنا یا کچھ رٹے ہوئے کلمات ادا کرنا کسی چیز میں بھی ضروری نہیں۔ نیت کا مقصد صرف یہی ہے کہ جس کام کو کیا جائے اس کا ارادہ دل سے کر لیا جائے، البتہ اگر دلی ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی اس کے مناسب الفاظ ادا کر دیئے جائیں تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم

وَالدُّعَاءُ بِالْمَاثُوْرَةِ وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ۔ کلی کرنے کے وقت پڑھے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" ترجمہ (بسم اللہ اے اللہ میری مدد فرما تلاوتِ قرآن اور اپنے ذکر اور اپنے شکر اور عبادت کے اچھی طرح کرنے میں)

ناک میں پانی دیتے وقت پڑھے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ"۔ ترجمہ (اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا، دوزخ کی بدبو مت سونگھا)

منہ دھوتے کے وقت پڑھے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ" ترجمہ (اے اللہ میرا چہرہ روشن کر اس دن کے کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے اس دن کالے ہوں گے)

اور اپنے داہنے ہاتھ کے دھونے کے وقت یہ دعاء پڑھے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا" ترجمہ (اے اللہ مجھے عطا فرمانا میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور مجھ سے آسان حساب لینا)

بائیں ہاتھ دھونے کے وقت پڑھے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ" ترجمہ (اے اللہ میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں مت دینا اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے)

اور مسح کے وقت کہے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ" ترجمہ (اے اللہ میرے سر پر اپنے عرش کا سایہ ڈال اس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا)

کانوں کے مسح کے وقت کہے۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ" ترجمہ (اے اللہ مجھے ان لوگوں میں کر دے جو بات کو غور سے کان لگا کر سنتے ہیں

پھر عمدہ اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں)۔

گردن کا مسح کرتے وقت کہے: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ"۔ ترجمہ (اے اللہ میری گردن کو دوزخ سے چھڑا دے)

داہنا پیر دھوتے وقت پڑھے: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ"۔ ترجمہ: (اے اللہ میرا قدم صراط پر قائم رکھ جب کہ لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں)

بایاں پیر دھوتے وقت پڑھے: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُوْرًا وَسَعْيِي مَشْكُوْرًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُوْرَا"۔ ترجمہ: (اے اللہ میرے گناہ معاف فرما میری کوشش مشکور فرما اور میری تجارت کبھی تباہ نہ ہو۔

پانی پینے کے وقت یہ دعاء پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اشْفِنِي بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِي بِدَوَائِكَ وَاعْصِمْنِي مِنَ الْوَهْمِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ"۔ (اے اللہ اپنی رحمت سے مجھ کو کامل شفا اور بہترین علاج فرما اور ضعف سے اور بیماریوں اور دردوں سے مجھے محفوظ رکھ)

وَتَحْرِيْكُ خَاتَمِهٖ: تاکہ غسل میں مبالغہ ہو جائے اور اگر گمانِ غالب خشک رہ جانے کا ہو تو اس صورت میں پانی پہونچانا فرض ہے۔

وَالتَّوَضُّؤُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ: معذور کے لئے مستحب بلکہ بعض علماء کے نزدیک ضروری ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد وضو کرے۔ وقت سے پہلے اگر وضو کر لیا تو ان حضرات کے نزدیک وقت آنے پر وہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن غیر معذور کے لئے وقت سے پہلے وضو کرنا اچھا ہے کیونکہ اس میں عبادت کیطرف سبقت کرنا ظاہر ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خروجِ وقت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام زفرؒ کے نزدیک صرف دخول سے وضو ٹوٹتا ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دخول و خروج دونوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وَالْاِتْيَانُ: اور شہادت کے ہر دو کلمہ کو کھڑے ہو کر پڑھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشادِ نبوی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو وضو کرے (اور کامل وضو کرے) اور اس کے بعد یہ پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور دوسری روایت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے خواہ وہ جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے۔

وَاَنْ يَّشْرَبَ: استقبالِ قبلہ کے ساتھ اس پانی کو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پی لے کیونکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا ہے۔

ایک روایت میں کھڑے ہوکر پانی پینے میں کراہت ثابت ہے۔ فرمایا لَا یشربنّ احدکم قائمًا فمن منی فلیستقی البتہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ بلحاظِ طبی نقصان دہ ہے البتہ دینی امر کے پیشِ نظر نہیں۔

وآن یقول: جب وضو سے فارغ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ، یعنی تمام گناہوں سے رجوع ہونے والا اجتناب کرنے والا کیونکہ بذاتِ خود بندوں میں یہ طاقت نہیں کہ وہ گناہوں سے بچ سکیں جب تک اللہ کی مدد شامل نہ ہو البتہ بندہ عاصی قصد کرے کہ آئندہ گناہوں سے اجتناب کروں گا۔ المتطھرین: یعنی فواحش سے پاک بنا دے۔ دعاء میں ابتداءً توبہ فرمایا تاکہ بندہ اپنے کو گناہ گار اور قصوروار جان کر تکبر میں مبتلا نہ ہو کیونکہ جب خود مجرم ہونا پیشِ نظر ہوتا ہے تو تواضع اور انکساری جیسی اعلیٰ صورت اختیار کرتا ہے، اور یہ خدا تعالےٰ کو انتہائی محبوب اور پسندیدہ نیز مقبولیتِ دعاء میں اقرب ہے۔

فائدہ: صاحبِ منیہ نے فرمایا کہ بعد الوضوء جب دعاء پڑھے تو آسمان کیطرف نگاہ اٹھاکر یہ دعا پڑھے۔ قولہٗ ناظرًا الی السّماءِ البتہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ نہ تو کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ قلمی نسخہ ہے۔ اور نہ صاحبِ کبیری و صاحبِ صغیری نے اپنے نسخے میں ذکر فرمایا۔ اور دعا کے بعد ایک یا دو یا تین مرتبہ انا انزلناہ الخ پڑھے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے مَن قرأ فی اثر وضوءہٖ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وَاحدۃً کان من الصّدّیقین وَمن قرأھا مرتین کتب فی دیوان الشھداء ومن قرأھا ثلثا حشرہ اللہ محشر الانبیاءِ اخرجہ الدیلمی کذا فی المراقی۔ صاحبِ کبیری فرماتے ہیں کہ کذا توارث عن السلف الخ ایک فضیلت اس میں منقول ہے من قرأھا فی اثر الوضوءِ غفر اللہ لہٗ ذنوب خمسین سنۃ یعنی جس نے وضو کے بعد اس سورت کو پڑھا پچاس سال کے گناہ اس کے معاف ہوتے ہیں۔

فَصْلٌ، وَيُكْرَهُ لِلْمُتَوَضِّئِ سِتَّةُ اَشْيَاءَ اَلْاِسْرَافُ فِي الْمَاءِ وَالتَّقْتِيْرُ فِيْهِ وَضَرْبُ الْوَجْهِ بِهٖ وَالتَّكَلُّمُ بِكَلَامِ النَّاسِ وَالْاِسْتِعَانَةُ بِغَيْرِهٖ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَتَثْلِيْثُ الْمَسْحِ بِمَاءٍ جَدِيْدٍ۔

ترجمہ وضو کرنے والے کے لئے چھ چیزیں مکروہ ہیں (۱) پانی میں اسراف۔

(۲) پانی میں (مقدار ضرورت سے) کمی کرنا (۳) چہرے پر پانی کا مارنا (جس سے چھینٹیں اڑیں (۴) دنیاوی بات چیت کرنا (۵) بلا عذر کے اپنے غیر سے مدد لینا (۶) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا (یعنی ہر مرتبہ مسح کے لئے نیا پانی لیا جائے یہ مکروہ ہے)

توضیح

مصنفؒ اس فصل میں ان احکام کا بیان کر رہے ہیں کہ جن کا وضو میں کرنا مکروہ ہے۔ حضرات فقہاء کرام کے نزدیک مکروہ کی دو قسمیں ہیں ۔ (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی ۔ مکروہ تحریمی کا ثبوت ان دلائل سے ہوتا ہے جس سے وجوب کا ثبوت ہو، اور تنزیہی کا ثبوت جو مستحبات اور مندوبات سے ثابت ہوں ۔ یہ عدد حصر کے لئے نہیں ہے بلکہ مبتدی کی سہولت کے لئے ہے ۔

الاسراف: کی تعریف ضرورت شرعی سے زائد خرچ کو اسراف کہتے ہیں، اور وضو میں مسنون عدد سے زائد دھونا مکروہ ہے اگرچہ کسی ایسی جگہ پر وضو کر رہا ہو کہ جہاں پانی کی فراوانی ہو مثلاً دریا وغیرہ پر، وہاں پر بھی عددِ مذکورہ سے زائد اسراف مکروہ ہوتا ہے اور یہ مکروہ تحریمی ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو ارشاد فرمایا (وہ وضو فرما رہے تھے) ما ھٰذا السرف یا سعدؓ ؟ حضرت سعدؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وضو میں بھی اسراف ہے ؟ آپ نے فرمایا: ہاں وضو میں بھی اسراف ہے اگرچہ نہر ہی پر ہو۔

والتقتیر: اس طرح کی کمی کے ساتھ پانی ڈالنا کہ مسح کے مانند ہو جائے لہٰذا یہ بھی مکروہ ہے کیونکہ اس میں سنت کو فوت کرنا لازم آتا ہے۔

ضرب الوجہ: کیونکہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہونچے گی، اس کے علاوہ چونکہ چہرہ اشرف الاعضاء میں سے ہے اور اس کے مناسب یہ عمل ہے کہ اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اس لئے اس بات کا خیال کرتے ہوئے بہت ہی سہولتیں اور نرمیوں کے ساتھ پانی کو چہرے پر ڈالے۔

والتکلم: ضرورت کے تحت کلام جائز ہے جبکہ مصلحت ختم ہونے کا اندیشہ ہو

(فَصْلٌ) اَلْوُضُوْءُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ فَرْضٌ عَلَی الْمُحْدِثِ لِلصَّلٰوةِ وَلَوْ كَانَتْ نَفْلاً وَلِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَلِمَسِّ الْقُرْاٰنِ

وَلَوْ اٰيَةً وَالثَّانِيْ وَاجِبٌ لِلطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ وَالثَّالِثُ مَنْدُوْبٌ لِلنَّوْمِ عَلٰى طَهَارَةٍ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْهُ وَلِلْمُدَاوَمَةِ عَلَيْهِ وَلِلْوُضُوْءِ عَلَى الْوُضُوْءِ وَبَعْدَ غِيْبَةٍ وَكِذْبٍ وَنَمِيْمَةٍ وَكُلِّ خَطِيْئَةٍ وَإِنْشَادِ شِعْرٍ وَقَهْقَهَةٍ خَارِجَ الصَّلٰوةِ وَغُسْلِ مَيِّتٍ وَحَمْلِهٖ وَلِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَلِلْجُنُبِ عِنْدَ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّنَوْمٍ وَّوَطْئٍ وَلِغَضَبٍ وَقُرْاٰنٍ وَّحَدِيْثٍ وَرِوَايَتِهٖ وَدِرَاسَةِ عِلْمٍ وَأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَخُطْبَةٍ وَزِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُقُوْفٍ بِعَرَفَةَ وَلِلسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَكْلِ لَحْمِ جَزُوْرٍ وَلِلْخُرُوْجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا إِذَا مَسَّ إِمْرَأَةً

ترجمہ

وضو تین قسم پر ہے، اول قسم فرض ہے اس شخص پر جو بے وضو ہو۔ نماز کے لئے اگرچہ نفل ہی ہو اور جنازہ کی نماز اور سجدۂ تلاوت کے لئے اور قرآن پاک کو چھونے کے لئے اگرچہ ایک ہی آیت کا مس ہو دوسرے واجب ہے کعبہ مکرمہ کے طواف کے لئے۔ تیسرے مستحب ہے باوضو سونے کے لئے، اور جب کہ نیند سے جاگے، اور ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے، اور وضو پر وضو اور غیبت اور جھوٹ اور چغلی کے بعد اور ہر گناہ کے بعد، اور شعر پڑھنے، اور خارج نماز چلا کر ہنسنے (کے بعد) اور غسل میت اور جنازہ اٹھانے کے بعد اور ہر نماز کے وقت پر اور غسل جنابت سے پہلے، اور جنبی کے لئے کھانے پینے، سونے اور وطی کرنے کے وقت، اور غصہ کے وقت، قرآن شریف، روایتِ حدیث اور کسی علم (شرعی) کے پڑھنے کے وقت، اذان، تکبیر، خطبہ، حضور صلے اللہ علیہ وسلم (کے مزار اقدس) کی زیارت کے وقت، وقوف عرفہ اور سعی بین الصفا والمروہ کے وقت، اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد، اور علماء کے اختلاف سے بری ہونے کے لئے مثلاً جب کہ مس امرأۃ کرلے۔

توضیح

مصنفؒ اس فصل میں اوصافِ وضو کو بیان کر رہے ہیں۔ اس سے قبل وضو کے جملہ احکامات کا ذکر کر رہے تھے۔ مؤخر اس لئے کیا تاکہ احکامات معلوم ہونے کے بعد اوصافِ شرعی کا اچھی طرح اندازہ لگایا جائے۔

الوَضوءُ عَلٰی ثلاثۃِ اقسامٍ، الاولُ فرضٌ: تین ہی پر انحصار نہیں بلکہ اس سے زائد بھی وضو کی قسمیں نکل سکتی ہیں مثلاً مکروہ، حرام۔

مکروہ وضو کی مثال جیسے وضو پر وضو کرنا بلا اس کے کہ بیچ میں کوئی ایسی عبادت کی جو وضو کے بدون جائز نہیں ہوتی۔ حرام کی مثال جیسے وضو پر وضو کیا جائے مگر اس پانی سے جو کسی مسجد یا مدرسہ کے حمام یا سقایہ میں نمازیوں کے لئے بھرا گیا ہے جہاں پانی کی قلت ہو وہاں یہ حرمت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ فرض سے مراد جو نص قطعی سے ثابت ہو جیسا کہ گذر چکا۔ وضو کا ثبوت قرآن سے ہے البتہ اس کی حدود وغیرہ جن کا حکم قدرے گذر چکا فرض اجتہادی ہے۔

علی المحدث: خواہ فرض نماز پڑھنے کا ارادہ کرے یا نفل اسی طرح نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کے لئے وضو کرے گا۔ نماز جنازہ اگرچہ کامل نماز نہیں ہے مگر نماز کے حکم میں ہے اس وجہ سے اور سجدۂ تلاوت چونکہ یہ بھی نماز کا ایک جزء ہے اور اس کے ہم مثل ہے۔

لِمَسِّ القراٰن: قرآن کریم کے چھونے کے لئے بھی وضو کریگا۔ خواہ ایک ہی آیت کا مس مقصود ہو اور چاہے کاغذ پر یا درہم یا کسی اور چیز پر اس کا بغیر وضو کے چھونا ناجائز ہے اور خواہ کسی بھی جگہ ہو۔ صرف ترجمہ کا بھی یہی حکم ہے۔

للطواف: اب تک تو فرض کو بیان فرمارہے تھے کہ ان کاموں کے لئے وضو فرض ہے اب یہاں واجب کو ذکر کررہے ہیں اور جب طواف کعبہ کرنے کا ارادہ کرے تو وضو کرے چونکہ ارشادِ نبویؐ ہے کہ طواف مثل نماز کے ہے۔ احناف کے نزدیک طواف میں وضو شرط نہیں۔ البتہ مشائخ کا اختلاف ہے کہ واجب ہے یا مسنون؟ ایک قول مسنون اور دوسرا قول ابوبکر رازیؒ کا واجب کا ہے، اور یہی قول اصح ہے۔

مندوب للنوم علیٰ طہارۃ: یعنی جب سونے کا قصد کرے تو اس وقت وضو کرنا مستحب ہے اور ہمیشہ باوضو رہنا مستحب ہے لہٰذا اس مقصد کے لئے وضو کرنا بھی مستحب ہوگا۔

للمداومۃ: مگر یہ شرط پہلے گذری کہ بیچ میں کوئی ایسی عبادت کی ہو جو وضو کے بدون جائز نہ ہوتی ہو مثلاً نفل نماز یا کم از کم جگہ بدل گئی ہو اگر ایسی جگہ بیٹھا وضو کررہا ہے تو یہ اسراف ہے۔ البتہ یہ شرط بھی ضروری ہے کہ پانی اپنی ملک ہو مسجد کے پانی سے مناسب نہیں ہے بالخصوص جہاں پانی کی کمی ہو۔ اور تیمم پر تیمم کرنا اور غسل پر غسل کرنا عبث ہے۔

وبعد غیبۃ: چند گناہوں کو بالتخصیص ذکر فرمایا اور اس کے بعد علی الاطلاق ذکر فرمایا چونکہ مذکورہ گناہ دھل جائیں گے، دوسرے توبہ کی توفیق ہوگی اور آئندہ اجتناب کا خیال رہیگا۔ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے کسی کا ایسا تذکرہ کرنا کہ اگر اس کے سامنے کیا جاتا تو اس کو

ناگوار گذرتا۔

تنبیہ: نقل اتارنا بھی غیبت میں داخل ہے۔

اگر وہ چیز جو آپ اس کے متعلق بیان کر رہے ہیں اس میں نہیں تو دو گناہ ہوگئے۔ غیبت اور تہمت، ذمی کی غیبت بھی گناہ ہے۔ اگر مظلوم ظالم کا ظلم بیان کرے اور مقصد رفع ظلم ہو یا کسی مسلمان بھائی کو کسی دھوکے سے بچانا مقصود ہو یا اس لئے شکایت کی جائے کہ اس کی اصلاح ہوجائے اور وہ شخص جس سے شکایت کی جائے وہ اصلاح کر بھی سکتا ہو مثلاً باپ سے بیٹے کی شکایت کی جائے، یا استاد سے شاگرد کی شکایت کی جائے تو اس کو غیبت نہیں کہا جائے گا۔

وَانشَادِ شعر: شعر سے مراد بُرا شعر ہے۔

قہقہۃ: اس کی تعریف یہ ہے کہ کِھل کھلا کر ہنسنا، اتنی آواز کا پیدا ہو جانا کہ بغل والا سن لے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے، نماز اور وضو کا لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔

وغسل میت: یعنی میت کو غسل دینے کے بعد جبکہ باوضو ہو ورنہ نماز پڑھنے کے لئے وقت پر وضو کرنا فرض ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے "من غسل میتاً فلیغتسل ومَنْ حملہٗ فلیتوضأ" یعنی جو میت کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے اور جو اس کو اٹھائے (لیجائے) اسے چاہئے کہ وضو کرے۔

ولغضب: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ کا ہے اور آگ کو پانی بجھاتا ہے تو جب غصہ آئے تو چاہئے کہ وضو کرلے

وقرآن: یعنی حفظ پڑھنے کے لئے اور اگر ناظرہ اس طرح پڑھ رہا ہے کہ قرآن شریف نہیں چھو رہا ہے تو اس صورت میں بھی وضو فرض نہیں مستحب ہے۔

حدیث: حدیث پڑھنے اور پڑھانے اور اس طرح کتبِ شرعیہ کے پڑھنے پڑھانے کے وقت وضو کرنا مستحب ہے اور باعثِ برکت ہے کہ علم بھی نور اور وضو سے بھی نور کا حصول تو اس حال میں برکتِ نور، زیادتِ نور کا باعث ہوگا البتہ تفسیر کے چھونے کے لئے واجب ہے

وزیارۃ: کہ اس میں آنحضرت صلے اللہ کی تعظیم اور برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

(فائدہ) مشائخ اور اکابرین کی صحبت میں حاضر ہونے کے وقت بھی وضو کرنا مستحب ہے۔

وَاکل لحم جزور: اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد بھی تاکہ اختلاف سے بچ جائے کہ بعض حضرات کے نزدیک وضو کرنا لازمی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا لیکن حضرات

احنافؒ کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہے اس وجہ سے لازم نہیں البتہ مستحب ہے۔

وللخروج مِنْ خلاف العلماء کما اذا مس امرأۃً: یعنی جن مسائل میں علماء کا اختلاف ہے مثلاً کسی غیر محرم بالغہ عورت کے بدن کو ہاتھ سے چھولینا یا اپنی شرمگاہ کو ہاتھ سے چھولینا۔ ان دونوں صورتوں میں امام شافعیؒ کے مذہب میں وضو ٹوٹ جاتا ہے امام صاحبؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا تو مستحب یہ ہے کہ اگر حنفی شخص ایسا کرلے تو نماز پڑھنے کے لئے وضو کرلے تاکہ اختلافی شکل نہ رہے ورنہ امام شافعیؒ کے نزدیک جب وضو نہیں رہا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

فَصْلٌ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ اِثْنَا عَشَرَ شَيْئًا مَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ اِلَّا رِيْحُ الْقُبُلِ فِي الْاَصَحِّ وَيَنْقُضُهٗ وِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ وَنَجَاسَةٌ سَائِلَةٌ مِنْ غَيْرِهِمَا كَدَمٍ وَّقَيْحٍ وَقَيْءُ طَعَامٍ اَوْ مَاءٍ اَوْ عَلَقٍ اَوْ مِرَّةٍ اِذَا مَلَأَ الْفَمَ وَهُوَ مَا لَا يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ اِلَّا بِتَكَلُّفٍ عَلَى الْاَصَحِّ وَيُجْمَعُ مُتَفَرِّقُ الْقَيْءِ اِذَا اتَّحَدَ سَبَبُهٗ وَدَمٌ غَلَبَ عَلَى الْبُزَاقِ اَوْ سَاوَاهُ وَنَوْمٌ لَمْ تَتَمَكَّنْ فِيْهِ الْمَقْعَدَةُ مِنَ الْاَرْضِ وَارْتِفَاعُ مَقْعَدَةِ نَائِمٍ قَبْلَ انْتِبَاهِهٖ وَاِنْ لَمْ يَسْقُطْ فِي الظَّاهِرِ وَاِغْمَاءٌ وَجُنُوْنٌ وَسُكْرٌ وَقَهْقَهَةُ بَالِغٍ يَقْظَانَ فِيْ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ وَلَوْ تَعَمَّدَ الْخُرُوْجَ بِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ وَمَسُّ فَرْجٍ بِذَكَرٍ مُنْتَصِبٍ بِلَا حَائِلٍ

ترجمہ بارہ۱۲ چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں (۱) وہ چیز جو سبیلین (پیشاب یا پاخانہ کی راہ) سے نکلے مگر اصح مذہب کے مطابق وہ ہوا جو پیشاب کی راہ سے نکلے (ناقض نہیں) (۲) اور توڑ دیتی ہے وضو کو پیدائش بغیر خون نظر آئے (۳) ہر ناپاکی جو سبیلین کے علاوہ بدن کے کسی حصہ سے بہنے لگے، مثلاً پیپ خون (۴) کھانے

یا پانی یا خون بستہ یا پت کی قے جب کہ منہ بھر کر ہو یعنی اتنی ہو کہ بلا تکلف منہ بند نہ ہو سکے (اصح مذہب یہی ہے) جب کہ قے کا سبب (یعنی متلی) ایک ہو اور (قے کئی مرتبہ تھوڑی تھوڑی اسی متلی کے باعث ہوئی ہو) تو متفرق قے کو جمع کر کے اندازہ کیا جائے گا (۵) وہ خون جو غالب ہو تھوک پر (یعنی بڑھ جائے یا اس کے برابر ہو (۶) ایسی نیند کہ اس میں مقعد (پاخانہ کا مقام) زمین پر نہ ٹکا ہو، مثلاً کروٹ سے سویا (۷) سونے والے کی سرین کا جاگنے سے پہلے اوپر کو اٹھ جانا اگرچہ وہ گرا نہ ہو، ظاہر روایت کے مطابق (یہی حکم ہے) (۸) بیہوشی (۹) جنون (۱۰) نشہ (۱۱) بالغ بیدار شخص کا قہقہہ لگانا ایسی نماز میں جو رکوع اور سجدہ والی ہو اگرچہ اس نے (اس قہقہہ سے) نماز سے خارج ہونے کا قصد ہی کیا ہو (۱۲) چھونا فرج کا منتشر آلہ سے بغیر کسی حائل کے۔

توضیح

مصنفؒ اس فصل میں نواقضِ وضو کا بیان فرما رہے ہیں۔ اگر نقض کی اضافت کسی جسم کی طرف ہو گی تو اس کی مراد جمعیت کا ختم ہونا ہے۔ مثلاً نقض الحائط (دیوار ٹوٹ گئی) اور اگر یہ اضافت غیر جسم کی طرف ہو جیساکہ وضو میں اضافت ہے تو وضو سے جو مطلوب ہے اس کا ختم ہو جانا، لہٰذا نقضِ وضو سے مراد وضو کے ذریعہ جو امور مباح ہو گئے تھے نماز، مسِّ قرآن وغیرہ، اب وہ اباحت باقی نہ رہی تاوقتیکہ وضو نہ کرلے۔

مَاخَرَجَ مِنَ السَّبِيلَيْنِ: یعنی جو چیز بھی سبیلین سے خارج ہو (قبل یا دبر سے) وہ ناقضِ وضو ہے۔ خواہ عادۃً مثلاً بول و براز، ریح۔ یا غیر معتاد مثلاً کیڑا پتھر وغیرہ۔

اِلَّا رِيحُ القُبُلِ: لیکن جب ریح قبل سے خارج ہو خواہ مرد کے قبل سے ہو یا عورت کے قبل سے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ درحقیقت یہ ریح نہیں ہے بلکہ اختلاج ہے۔ لیکن اگر اس کو ریح کہا جائے یا ریح ہو تو وہ نجس نہیں۔ امام محمدؒ سے منقول ہے جو ریح قبل سے خارج ہو وہ حدث ہے اور وہ قیاس کرتے ہیں دُبُر پر۔

وِلَادَةٌ مِن غَيرِ رُؤيَةِ دَمٍ: پیدائش کے ساتھ خون نکلنے سے عورت پر بالاتفاق پاک ہونے کے بعد یعنی نفاس ختم ہونے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے لیکن اگر خون نہ نکلا تو نفاس تو شروع نہ ہوا اب امام اعظمؒ کا فتویٰ تو یہ ہے کہ احتیاطاً غسل واجب ہے۔ پس یہ ولادت موجبِ غسل ہو گی لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ولادت ناقضِ وضو ہو گی۔

وَنَجَاسَةٌ سَائِلَةٌ: بہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ سے خون نکل رہا ہے وہ اس سے بڑھ

کر بدن کے ایسے حصہ پر پہونچ جائے جو وضو یا غسل میں وجوبی یا استحبابی طور پر دھویا جاتا ہے اگر اپنی جگہ ہی پر رہا اور اس سے آگے نہیں بڑھا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ چنانچہ اگر بدن میں سوئی یا کانٹا گڑ جائے اور کچھ خون نکل پڑے لیکن وہ اپنی جگہ ہی پر رہے آگے نہ بڑھے تو وضو واجب نہیں۔ اور اگر دماغ سے خون اتر کر ناک کے اس حصہ تک آگیا جہاں تک کہ پانی کا پہونچانا مستحب ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس حصہ کا دھونا مستحب ہے۔ اور اگر مثلاً آنکھ کے ڈلے سے خون یا پیپ نکلے اور آنکھ کے اندر ہی رہے تو چونکہ آنکھ کا دھونا فرض ہے نہ مستحب، لہٰذا وضو نہیں ٹوٹے گا البتہ پاخانہ یا پیشاب کی راہ سے جو نجاست خارج ہو اس کے لئے یہ شرط نہیں بلکہ محض عضو کے منہ پر آ جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ غیر مختون حصہ کا اعتبار نہیں۔ چنانچہ اس حصہ پر تری کے محسوس ہونے سے مختون کا وضو ٹوٹ جائے گا، اس حصہ پر تری آ جانے سے غیر مختون کا بھی وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ خارج نہ ہوئی ہو۔ واللّٰہ اعلم

وَدَمٌ غَلَبَ علی الْبُزَاقِ: اگر تھوک زرد ہے تو خون مغلوب ہے اور تھوک غالب ہے اور اگر سرخ ہو جائے تو خون کو تھوک کے مساوی کیا جائیگا اور وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کا رنگ زیادہ سرخ ہو جائے تو اب خون غالب ہے مگر یہ تفسیر اس صورت میں ہے کہ مسوڑھوں میں سے خون نکلا ہو لیکن اگر سر یا سینہ وغیرہ سے خون بہا ہو تو وہ تھوڑا یا زیادہ ہو بہرصورت وضو ٹوٹ جائیگا۔

فائدہ: سونے والے کی رال ناپاک نہیں۔ ہاں اگر زرد یا بدبو دار ہو تو ایک قول یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے اگرچہ فتویٰ اس قول پر نہیں۔ مردے کی رال ناپاک ہے۔

بِلَاحَائِلٍ: لیکن اگر حائل ایسا ہے کہ جس سے بدن کی حرارت محسوس ہو سکتی ہے مثلاً باریک ململ تب بھی مس کرنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(فَصْلٌ) عَشَرَةُ اَشْيَاءَ لَاتَنْقُضُ الْوُضُوْءَ ظُهُوْرُ دَمٍ لَمْ يَسِلْ عَنْ مَحَلِّهٖ وَسُقُوْطُ لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيَلَانِ دَمٍ كَالْعِرْقِ الْمَدَنِيِّ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ رِشْتَه وَخُرُوْجُ دُوْدَةٍ مِنْ جُرْحٍ وَاُذُنٍ وَاَنْفٍ وَمَسُّ ذَكَرٍ وَمَسُّ اِمْرَأَةٍ وَقَيْءٌ لَايَمْلَأُ الْفَمَ وَقَيْءُ بَلْغَمٍ وَلَوْ كَثِيْرًا

4/1

وَتَمَايُلُ نَائِمٍ احْتَمَلَ زَوَالَ مَقْعَدَتِهِ وَنَوْمُ مُتَمَكِّنٍ وَلَوْ مُسْتَنِدًا إِلَى شَيْءٍ لَوْ أُزِيلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيهِمَا وَنَوْمُ مُصَلٍّ وَلَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا عَلَى جِهَةِ السُّنَّةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ ۔

ترجمہ دسؔ چیزیں وضو کو نہیں توڑتیں۔ (۱) خون کا ظاہر ہونا جو اپنی جگہ سے بہا نہ ہو (۲) گوشت کا گر جانا بغیر خون بہے ہوئے، جیسے عرق مدنی (مرض میں)، جس کو فارسی میں رشتہ کہا جاتا ہے (۳) کیڑے کا زخم سے یا کان سے یا ناک سے نکلنا۔ (۴) ذکر کا چھونا (۵) عورت کا چھونا۔ (۶) ایسی قے جو منہ کو نہ بھرے (یعنی منہ بھر سے کم ہو) (۷) بلغم کی قے، اگرچہ بلغم زیادہ ہو۔ (۸) سونے والے کا جھکنا (اس طرح کہ زمین سے مقعد کے ہٹ جانے کا احتمال ہو (یقین نہ ہو) (۹) اس شخص کی نیند جس کی سرین زمین پر جمی ہوئی ہو اگرچہ وہ کسی ایسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے ہو کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو وہ گر جائے (ظاہر مذہب کے مطابق)، دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے۔ (۱۰) نماز پڑھنے والے کا سونا اگرچہ وہ رکوع یا سجدے کی حالت میں ہو، دونوں سنت کے مطابق ہوں۔ واللہ الموفق

توضیح مصنفؒ اس سے قبل والی فصل میں نواقضِ وضو کو بیان فرمارہے تھے، اب اس فصل میں ان اشیاء کا ذکر فرمارہے ہیں کہ جن سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

ظُهُوْرُ دَمٍ: جو خون زخم وغیرہ پر ظاہر ہوجائے لیکن وہ اس مقام سے تجاوز نہ کرے تو وہ ناقضِ وضو نہیں کیونکہ قولِ اصح میں جامد اور مائع غیر سائلہ نجس نہیں جو بدن سے ظاہر ہو۔

سَقُوْطُ لَحْمٍ: جیسے کھرو پخ لگ جانے سے خون جھلکا مگر اِدھر اُدھر نہ پھیلے کیونکہ گوشت پاک ہے اور پاک شی سے جدا ہو گئی تو ناقض نہیں اور نجس بھی نہیں۔

کھرنڈ یا مردہ کھال جس کے کاٹنے سے خون نہ نکلے اسی حکم میں ہے۔ یعنی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

العَرَق المَدَنی: یہ ایک بیماری ہے جس کو اردو میں نارو کہتے ہیں اور فارسی میں رشتہ کہا جاتا ہے۔

وخَرُوْجُ دودۃ: اور کیڑے کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ نجس نہیں اور جو رطوبت اس کے بدن پر ہے وہ بہت قلیل مقدار میں ہے البتہ جو دُبُر سے کیڑا وغیرہ نکلے وہ نجس ہے

کیونکہ وہ نجاست سے پیدا ہوا ہے۔

وَمَسُّ ذَكَرٍ الخ : یہ قید اتفاقی ہے جو کہ قُبُل وغیرہ تمام کو شامل ہے اور مس ذکر غیر کا بھی ہو تو ناقض وضو نہیں۔ دُبُر اور فرج کا چھونا، اس کا حکم مسِ ذکر کا ہے اگرچہ بلا کسی حائل ہی کے ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی آدمی اپنے ذکر کو ہاتھ لگائے تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟ آپؐ نے سوال فرمایا کیا وہ بدن کا ٹکڑا نہیں۔ (ترمذی وغیرہ)

یعنی وہ بھی بدن کے دیگر اعضاء کیطرح ایک عضو ہے۔ کہ جس طرح ان کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح اس سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔ امام شافعیؒ اس کے چھونے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں۔

وَمَسُّ امْرَأَةٍ : غیر محرم عورت کا چھونا ممنوع ہے مگر اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

وَنَوْمُ مُصَلٍّ : یعنی سونے کیوجہ سے ایسی شکل نہ پیدا ہوئی ہو کہ رکوع اور سجدہ سنت کے مطابق نہ رہیں، جس کی تفسیر یہ ہے کہ سجدہ میں ہاتھ پسلیوں سے اور پیٹ ران سے الگ رہا ہو، اسی طرح رکوع کی حالت میں مسنون صورت سے نیچے کو نہ جھک جائے، اور اگر مسنون صورت میں نہ رہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ مطلب یہ ہے کہ نیند کے ہوتے ہوئے اگر اعضاء میں چستی باقی رہی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(فَصْلُ مَا يُوجِبُ الْاِغْتِسَالَ)

يُفْتَرَضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ اَشْيَاءَ خُرُوْجُ الْمَنِيِّ اِلٰى ظَاهِرِ الْجَسَدِ اِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهٖ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ وَتَوَارِيْ حَشَفَةٍ وَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوْعِهَا فِيْ اَحَدِ سَبِيْلَيْ اٰدَمِيٍّ حَيٍّ وَاِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْءِ بَهِيْمَةٍ وَوُجُوْدُ مَاءٍ رَقِيْقٍ بَعْدَ النَّوْمِ اِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهٗ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ وَوُجُوْدُ بَلَلٍ ظَنَّهٗ مَنِيًّا بَعْدَ اِفَاقَتِهٖ

مِنْ سُکْرٍ وَّاِغْمَاءٍ وَبِحَیْضٍ وَنِفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتِ الْاَشْیَاءُ الْمَذْکُوْرَةُ قَبْلَ الْاِسْلَامِ فِی الْاَصَحِّ وَیَفْتَرِضُ تَغْسِیْلُ الْمَیِّتِ کِفَایَةً

(فصل وہ چیزیں جو غسل واجب کردیتی ہیں)

ترجمہ سات چیزوں میں سے کسی ایک کے وجود میں آجانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (۱) منی کا خارج ہونا بدن کے بیرونی حصہ کی جانب بشرطیکہ منی اپنی قرارگاہ (یعنی جگہ) سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو۔ جماع کے بدون (مثلاً احتلام کی صورت میں) (۲) حشفہ کا چھپ جانا۔ اور حشفہ کٹے ہوئے حصّہ کا حشفہ کی مقدار (چھپ جانا) زندہ آدمی کے سبیلین میں سے کسی ایک میں۔ (۳) منی کا انزال مردہ چوپائے کے ساتھ وطی کرنے کی (شکل میں) (۴) سونے کے بعد پتلے پانی کا پایا جانا جبکہ آلۂ تناسل سونے سے پہلے (سونے کے وقت) منتشر نہ ہو۔ (۵) نشہ اور بیہوشی سے، افاقہ کے بعد ایسی تری کا پایا جانا جس کو منی گمان کرے (۶) حیض (۷) نفاس۔ اگرچہ اشیاءِ مذکورہ اسلام سے پہلے پیدا ہوئی ہوں (اصح مذہب کے بموجب) میت کا غسل دینا بطور کفایہ فرض ہے (یعنی فرض کفایہ ہے)

توضیح مصنف رحمۃ اللہ علیہ ابتک وضو اور اس کے احکام و شرائط اور جملہ امور کی وضاحت فرمارہے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوگئے تو اب غسل کی بحث کو چھیڑ رہے ہیں اور اس فصل میں جن جن حالتوں میں غسل فرض ہوتا ہے اسے ذکر کر رہے ہیں۔

اَلْغُسْل : ضمہ کے ساتھ۔ یہاں پر غسل سے اصطلاحی معنٰی مراد ہیں۔ یعنی تمام بدن کا دھونا۔ نیز اسم ہے اس پانی کا بھی جس سے غسل کیا جائے اور لفظ غسل ضمہ کے ساتھ حضراتِ فقہاء نے اسکو غسلِ بدن کے ساتھ خاص فرمادیا جو کہ جنابت، حیض، نفاس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اَلْجَنَابَۃُ : خروج کے وقت شہوت کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جب منی اپنی اصل جگہ سے ہٹتی ہے اس وقت شہوت ہونی چاہیئے اور جنابت یہ صفت ہے جو کہ شہوت کے ساتھ خروجِ منی سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی جنبی وہ شخص ہے جس سے خروجِ منی شہوت کے سبب ہوتی ہے۔

المَنی: نون کو کسرہ اور یا پر تشدید اور کبھی بالسکون بھی پڑھا جاتا ہے۔ وہ ماء ابیض ہے جو سخت ہوتا ہے اور اس کے خروج کے بعد ذکر ڈھیلا پڑ جاتا ہے اور اس کی بو طلع کے مشابہ ہوتی ہے اور عورت کی منی مرد کی منی سے پتلی اور زرد قسم کی ہوتی ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے غسلِ جنابت کیا اس کے بعد بلا شہوت خروجِ منی ہو جائے تو اگر وہ زرد ہے تو دوبارہ غسل کرے۔

اِلیٰ ظاہِر الجسَد: کیونکہ جب تک بدن سے ظاہر نہ ہو اس وقت تک اس پر یہ حکم نہ ہوگا۔

اذا انفصل عن مقرہ بشھوۃٍ: خروج کے وقت شہوت کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جب منی اپنی اصلی جگہ سے ہٹتی ہے اس وقت شہوت ہونی چاہئے۔

مقَر: منی کے ٹھہرنے کی جگہ جسم انسانی میں مرد میں ریڑھ کی ہڈی اور عورت میں رحم۔

منَ غیرِ جماعٍ: کہ یہ حکم اس منی کے خروج میں جو بغیر جماع کے ہو، کیونکہ جماع میں خروجِ منی شرط نہیں ہے (فرض غسل کے لئے) اسی وجہ سے اس عبارت کو زیادہ فرمایا مثلاً احتلام کا ہونا، یا کسی کی جانب نظر کی یا کھیل کیا اور منی نکل پڑی تو یہ حکم ہوگا۔

فائدہ: اگر بلا شہوت خروجِ منی ہوئی مثلاً کسی نے بوجھ اٹھایا، یا گر گیا اور اس سے منی نکل پڑی تو اس صورت میں غسل فرض نہیں۔ اور شہوت کی قید دائمی نہیں، وقت ظہور میں نہیں بلکہ مقامِ منی سے جدا ہوتے وقت شہوت کا اعتبار ہوگا۔ یہ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ہے۔

وَتواری حشفتہ: یعنی ذکر کا سر (سپاری) جبکہ شہوت ہو اور جو اس کے ماسوا ہیں مثلاً بہائم میت کتا ہو اس میں یہ حکم نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں منقول ہے "اَذَا الْتَقَی الخَتَانَانِ وَغَابَتِ الْحَشَفَۃُ وَجَبَ الغُسْلُ اَنزَلَ اَوْلَمْ یُنزِلْ"۔

وقَدرھا من مقطوعھا: یعنی جس شخص کا حشفہ کٹ گیا ہو اس کے لئے حکم ہے کہ اتنی مقدار چھپ جائے۔

وَانزل المَنی الخ: یعنی اگر کسی جانور نما انسان نے جانور سے خواہش پوری کرنی چاہی تو غسل اس وقت واجب ہوگا جب کہ انزال ہو۔ یہاں پر حشفہ کے چھپنے کا اعتبار نہیں۔

ووَجود ماءٍ رقیق بعد النوم: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ماء رقیق فرمایا جو کہ عام ہے منی اور مذی پر، چنانچہ بعض کتب میں لفظ منی اور مذی فرمایا گیا۔

فائدہ: صاحبِ ذخیرہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک آدمی بیدار ہوا اور اس کو حالتِ احتلام یاد ہے تو اس نے جسم یا کپڑوں پر تری دیکھی تو اگر اس کو یقین

ہے کہ یہ تری منی ہے یا یقین ہے کہ مذی ہے، یا شک ہو منی اور مذی میں تو ان تمام صورتوں میں غسل واجب ہے اور اگر یہ یقین ہے کہ ودی ہے تو غسل واجب نہیں اور اگر احتلام یاد نہیں تو اگر یقین ہے کہ ودی ہے تو غسل واجب نہیں اور اگر احتلام یاد نہیں تو اگر یقین ہے کہ منی ہے تو غسل واجب ہے اور اگر یقین ہے کہ منی ہے یا مذی تو امام ابو یوسفؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ غسل واجب نہیں جب تک کہ احتلام کا یقین نہ ہو جائے۔ اور طرفینؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ غسل واجب ہے۔ مذکورہ حکم مذی میں اس لئے ہے کہ احتمال ہے اس بات کا یہ منی ہو۔ جو بدن کی حرارت کی وجہ سے پتلی ہو گئی ہے۔

اذا لم یکن ذکرہ منتشرا، کیونکہ انتشار کی صورت میں غالب یہ ہے کہ وہ مذی کی تری ہوگی۔

فائدہ: بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اگر لیٹ کر کے سویا تھا اور بیدار ہونے پر تری پائی تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ یہ مسئلہ اس وقت ہے کہ کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے سوگیا ہو۔

قبلَ الاِسلام: اگر کافر مسلمان ہو جائے اور وہ جنبی ہو تو اس میں دو۲ قول ہیں۔ ایک روایت میں واجب ہے کیونکہ غسل کا واجب ہونا نماز کے ارادہ کی وجہ سے ہے اور اسلام کے بعد دائم رہنا گویا کہ یہ صفت ابھی وجود میں آئی ہے لہٰذا غسل واجب ہوگا۔

دوسری روایت سے غسل کے واجب نہ ہونے کا پتہ لگتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ احکام کا حالتِ کفر میں مکلف نہیں لہٰذا یہ مثل کافرہ عورت کے ہے کہ وہ حائضہ ہو جائے اور پاک ہو جائے اور زمانۂ طہر میں وہ اسلام قبول کرلے کہ جس طرح اس پر غسل واجب نہیں۔

فَصْلٌ عَشَرَةُ اَشْيَاءَ لَا يُغْتَسَلُ مِنْهَا

مَذِيٌ وَوَدِيٌ وَاِحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ وَوِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤيَةِ دَمٍ
بَعْدَهَا فِي الصَّحِيْحِ وَاِيْلَاجٌ بِخِرْقَةٍ مَانِعَةٍ مِنْ وُجُوْدِ اللَّذَّةِ
وَحُقْنَةٌ وَاِدْخَالُ اِصْبَعٍ وَنَحْوِهٖ فِي اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ وَوَطْءُ بَهِيْمَةٍ
اَوْ مَيْتَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ وَاِصَابَةُ بِكْرٍ لَمْ تَزُلْ بَكَارَتُهَا مِنْ غَيْرِ

اِنۡزَالٍ ؛

دسؔ چیزیں وہ ہیں جن سے غسل واجب نہیں

ترجمہ

(۱) مذی۔ (۲) ودی (۳) احتلام بغیر تری کے (یعنی خواب میں دیکھے مگر بدن یا کپڑے پر منی کا کوئی اثر یا نشان نہ ہو) (۴) ولادت جس کے بعد خون نہ دکھائی دے صحیح مذہب کے بموجب (۵) داخل کرنا (ذکر کا) کسی ایسے کپڑے کے ساتھ جو لذت کے حصول سے مانع ہو (یعنی موٹا کپڑا لپیٹ کر) (۶) حقنہ (۷) انگلی یا اس جیسی کسی چیز کا سبیلین میں سے کسی ایک میں داخل کرنا (۸) جانور یا مردہ شخص سے وطی کرنا (معاذ اللہ منہ) جبکہ انزال نہ ہو (۹) کسی باکرہ عورت سے ایسا جماع جو اس کی بکارت زائل نہ کر سکے بشرطیکہ انزال نہ ہو ؛

توضیح

مَذِی : اس پتلی قسم کی رطوبت کو کہا جاتا ہے جو شہوت کے وقت خارج ہوتی ہے، اس کی رنگت سفید ہوتی ہے۔ اور اس میں اور منی میں فرق یہ ہے کہ مذی کے خروج کے وقت کوئی شہوت یا لذت حاصل نہیں ہوتی منی میں حاصل ہوتی ہے۔ اور منی کا خروج قوت اور جست کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے خروج کے بعد انتشار ختم ہو جاتا ہے۔ مذی میں یہ سب باتیں نہیں ہوتیں علاوہ ازیں منی کی رنگت زیادہ صاف ہوتی ہے اور کچے چھوارے کی سی بو اس میں ہوتی ہے۔

وَدِی : بھورے رنگ کی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد اور کبھی اس سے بیشتر خارج ہوتی ہے اور پیشاب سے گاڑھی ہوتی ہے۔

اِحتِلام : حلم سے ماخوذ ہے۔ حلم کے معنےٰ خواب دیکھنا، اور اصطلاح میں اس مخصوص خواب کو کہا جاتا ہے جس کا نتیجہ انزال ہوتا ہے۔ اس قسم کے خواب شیطانی اثر سے ہوتے ہیں اس لئے انبیاء اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

وِوَلادۃ : یعنی ولادت ہو جائے اور خون نہ خارج ہو، مگر امام اعظمؒ کا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوگا کیونکہ کچھ نہ کچھ خون کا اثر ضرور ہوگا یہ خون نفاس کا خون ہوگا اور نفاس سے غسل واجب ہوتا ہے۔

فِی الصحیح : یہ قول حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک غسل لازم ہے کیونکہ کم از کم کچھ ضرور خون آئے گا۔ لہٰذا احتیاطاً یہ حکم ہے اور حضرات صاحبینؒ اس کو نفاس نہیں تسلیم فرماتے۔

اِیلَاجٌ: یعنی ذکر کا داخل کرنا، ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر جس سے کہ لذت معلوم نہ ہو اور موجود نہ ہو۔ **وَحُقْنَۃٌ**: پاخانہ کے راستہ سے پچکاری وغیرہ کے ذریعہ دوا پہونچانا، یا فضلات کا خارج کرنا۔ **اِصَابَۃٌ**: یعنی کسی باکرہ عورت سے جماع کرنا اس حالت میں کہ اس کی بکارت زائل نہ ہوئی ہو اور انزالِ منی بھی نہ ہو تو اس صورت میں غسل واجب نہیں ؁

فَصْلٌ یُفْتَرَضُ فِی الْاِغْتِسَالِ اَحَدَ[11] عَشَرَ شَیْئًا

غَسْلُ الْفَمِ وَالْاَنْفِ وَالْبَدَنِ مَرَّةً وَدَاخِلَ قُلْفَةٍ لَا عُسْرَ فِیْ فَسْخِهَا وَ سُرَّةٍ وَثُقْبٍ غَیْرِ مُنْضَمٍّ وَدَاخِلِ الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الرَّجُلِ مُطْلَقًا لَا الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الْمَرْأَةِ اِنْ سَرَی الْمَاءُ فِیْ اُصُوْلِهٖ وَبَشَرَةِ اللِّحْیَةِ وَبَشَرَةِ الشَّارِبِ وَالْحَاجِبِ وَالْفَرْجِ الْخَارِجِ

فصل غسل میں گیارہ[11] چیزیں فرض ہیں

ترجمہ اندر[1] سے منہ کا، ناک[2] کا، اور تمام بدن[3] کا ایک مرتبہ دھونا، قلفہ[4] کے اندر کے حصہ کا دھونا جس کے کھولنے میں دقت دشواری اور تکلیف نہ ہو، ناف[5] کا۔ اور بدن[6] کے اس سوراخ کا دھونا جو جڑ نہ گیا ہو (جیسے کانوں کے سوراخ بالی یا بُندے کے لئے اور ناک کا سوراخ نتھ کے لئے۔ اور مرد[7] کا اپنے گوندھے ہوئے بالوں کے اندر کے حصہ کا دھونا بلا کسی قید کے (البتہ) عورت کے گوندھے ہوئے بالوں کا دھونا فرض نہیں بشرطیکہ پانی بالوں کے جڑوں میں پہونچ جائے۔ ڈاڑھی[8] کے نیچے کی جلد کا۔ نیز مونچھوں[9] اور بھوؤں[10] کے نیچے کی جلد کا دھونا۔ اور فرج[11] خارج، یعنی اس حصہ کا جس کا پیشاب کے بعد دھونا عملاً ضروری سمجھا جاتا ہے۔

توضیح مصنفؒ یہاں سے ان امور کو ذکر کر رہے ہیں کہ جن کا اہتمام کرنا غسل میں فرض ہے۔ غَسْلُ الْفَمِ: سے اشارہ یہ کر رہے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو وہاں تک پانی

کا پہونچانا ضروری ہے یعنی مبالغہ مقصود ہے۔

وَالبَدَن: اگر بدن پر کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہے جس کے سبب سے پانی بدن تک نہیں پہونچتا مثلاً آٹا یا موم وغیرہ، تو ایسی چیز کا بدن سے چھڑانا اور پانی بدن پر پہونچانا ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ اور رنگ جیسی کوئی چیز اگر بدن کے کسی حصہ پر لگی ہوئی ہے جس سے پانی کھال تک پہونچتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، ناخن کا میل بھی نکالنا ضروری نہیں۔ اسی طرح مکھی مچھر کی بیٹ بھی اگر لگی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں، اور بدن میں فرج خارج بھی شامل ہے کہ وہ منہ کے خارجی حصہ کے مانند ہے، اور فرج داخل منہ کے حلق کے مانند ہے۔

فائدہ: جب کہ عبارت میں بدن کو ذکر کر دیا تو پھر فم اور انف کو کیوں ذکر کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو ذکر اس لئے کیا کہ یہ دونوں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہیں۔

قلفہ: اس کھال کو کہا جاتا ہے جو ختنہ میں کاٹی جاتی ہے۔ یعنی اگر کسی کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کھال کو چڑھانے میں زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہو تو کھال چڑھا کر اس کے نیچے کے حصہ کو دھونا ضروری ہے، ورنہ معذوری ہے۔

مطلقًا: یعنی خواہ پانی سرایت کرے یا نہیں لیکن گندھے ہوئے بال کا کھولنا لازم ہے مرد کے لئے، عورت کے لئے نہیں۔ مگر عورت کے لئے شرط ہے کہ بغیر کھولے پانی جڑ تک پہونچ جائے، اگر نہ پہونچے تو کھولنا لازم ہے۔

بشرۃ: اسی طرح بال کا بھی حکم ہے اگرچہ وہ کثیر ہوں، کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے فَاطَّهَّرُوْا

فَصْلٌ يُسَنُّ فِي الْاِغْتِسَالِ اِثْنَا عَشَرَ شَيْئًا

اَلْاِبْتِدَاءُ بِالتَّسْمِيَةِ وَالنِّيَّةُ وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ اِلَى الرُّسْغَيْنِ وَغَسْلُ نَجَاسَةٍ لَوْ كَانَتْ بِانْفِرَادِهَا وَغَسْلُ فَرْجِهٖ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَوُضُوْئِهٖ لِلصَّلٰوةِ فَيُثَلِّثُ الْغَسْلَ وَيَمْسَحُ الرَّاْسَ وَلٰكِنَّهٗ يُؤَخِّرُ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ اِنْ كَانَ يَقِفُ فِيْ مَحَلٍّ يَجْتَمِعُ فِيْهِ الْمَاءُ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى بَدَنِهٖ ثَلَاثًا وَلَوْ

اِنْغَمَسَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ اَوْمَا فِيْ حُكْمِهٖ وَمَكَثَ فَقَدْ اَكْمَلَ السُّنَّةَ وَيَبْتَدِئُ فِيْ صَبِّ الْمَاءِ بِرَاسِهٖ وَيَغْسِلُ بَعْدَهَا مَنْكِبَهُ الْاَيْمَنَ ثُمَّ الْاَيْسَرَ وَيَدْلُكُ جَسَدَهٗ وَيُوَالِيْ غَسْلَهٗ

(فصل، غسل میں بارہ ۱۲ چیزیں مسنون ہیں

ترجمہ (۱) اللہ کے نام سے شروع کرنا (۲) ارادہ کرنا (۳) ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا۔ (۴) ناپاکی کا دھونا اگر وہ الگ الگ لگی ہو (۵) شرمگاہ کا دھونا اگرچہ اس پر ناپاکی نہ لگی ہو (۶) اس کے بعد وضو کرے جیسے کہ نماز کے لئے وضو کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس جس عضو کا دھونا فرض ہے اس کو تین تین مرتبہ دھوئے (۷) اور سر کا مسح کرے لیکن پیروں کے دھونے کو مؤخر کردے، اگر وہ ایسی جگہ میں کھڑا ہے جہاں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے (۸) پھر تین مرتبہ پانی کو اپنے تمام بدن پر بہا ڈالے اور اگر بہتے پانی یا اس پانی میں جو بہتے پانی کے حکم میں ہے غوطہ لگایا اور ٹھیرا رہا (یعنی پانی میں کچھ دیر غوطہ کی حالت میں رکا رہا) تو اس نے سنت کو مکمل کر لیا۔ پس اگر کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے بعد ایسا کیا تب تو خیر ورنہ بعد میں مضمضہ اور استنشاق کرنا ہوگا، اگر ایسا نہیں کیا تو غسل ادا نہ ہوگا۔ (۹) (بدن) پر پانی بہانے میں سر سے آغاز کرے (۱۰) اور سر کے بعد داہنا مونڈھا دھوئے (۱۱) اور بدن کو ملے (۱۲) اور لگاتار کرے اپنے غسل کو (یعنی ایسا نہ کرے کہ کچھ عضو دھوئے پھر ٹھہر جائے یہاں تک کہ یہ عضو خشک ہو جائے اس کے بعد باقی عضو دھو دے یہ لگاتار نہیں ہے۔

توضیح مصنفؒ اس فصل میں ان امور کو بیان فرما رہے ہیں کہ جن کا تعلق سنت سے ہے یعنی سنن غسل کو ذکر کر رہے ہیں جس طرح وضو کے سنن کو بیان فرمایا ہے الابتداءُ: کیونکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے۔

كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ الخ

وَالنِّيَّةَ: یعنی ارادہ کے بغیر اگر اتفاقاً پانی میں گھس گیا، یا بارش سے خود بخود نہا گیا تو فرض

غسل ادا ہو جائیگا، اور اگر جنبی تھا تو پاک ہو جائے گا مگر چونکہ ارادہ غسل کا نہ تھا لہٰذا یہ سنت ادا نہ ہو گی کیونکہ نیت سے فعل قربت ہو جاتا ہے اور اس پر ثواب ہوتا ہے جس طرح وضو میں تسمیہ زبان سے۔ اور نیت کا محل قلب ہے البتہ زبان سے بھی کہدینا اولیٰ ہے۔

وغَسۡلُ الۡیَدَیۡنِ: بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل رہا ہے۔

بِانۡفِرَادِھَا: کیونکہ جب نجاست دور ہو جائے گی تو قلب کو اطمینان حاصل ہو گا اور ساتھ ساتھ وہ تجاوز نہ کرے گی اور اس جگہ پر غسل کی ابتداء سے قبل اس کے ازالہ کو مسنونات میں شمار فرمایا اگرچہ نجاست خواہ وہ کسی بھی جگہ ہو ازالہ فرض ہے غسل کی صحت کے لئے کیونکہ نجاست مانع ہے۔

وَیَمۡسَحُ: اس عبارت کے ذکر کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پڑی کہ بعض قول میں مسح کرنا ضروری نہیں کیونکہ جب غسل کرے گا تو اصل یعنی سر پر پانی آئے گا ہی، اور مسح تو اس کا نائب ہے مگر قولِ اصح کے مطابق مسح کیا جائے کیونکہ غسل اور مسح میں فرق ہے۔

ثُمَّ یُفِیۡضُ: بدن پر پانی اس طرح ڈالے کہ تمام بدن پر ہر مرتبہ پانی پہونچ جائے اور استیعاب کرے۔

اَوۡ مَا فِیۡ حُکۡمِہٖ: یعنی ماء کثیر جس کی مقدار دہ دردہ ہے۔

وَمَکَثَ: یعنی اتنی دیر جتنی دیر میں وضو اور غسل دونوں ادا ہو سکتے ہیں، اسی طرح اگر بارش میں اتنی دیر کھڑا رہا جتنی دیر میں غسل اور وضو دونوں ادا ہو سکتے ہیں تو سنت پوری ہو جائیگی

یَبۡتَدِئُ: اس میں تین اقوال ہیں۔ ایکؔ تو وہ جو مذکور ہوا اور یہ قول شمس الائمہ حلوانیؒ کا ہے۔ اور دوسؔرا قول اولاً داہنی طرف سے اور پھر مونڈھے پر پھر سر پر۔ تیسؔرا قول اولاً داہنی طرف پھر سر پر پھر بائیں مونڈھے پر۔

فَقَدۡ اَکۡمَلَ: یعنی تین دفعہ تمام بدن پر پانی بہانا۔ اس لئے سنت یہ ہے کہ پانی بدن کے ہر ایک حصہ پر پوری طرح پہونچ جائے، یہ بات اتنی دیر ٹھہرنے سے حاصل ہو گی۔ لہٰذا سنت پوری ہو جائے گی۔

وَیَدۡلُکُ: بدن پر جب پہلی مرتبہ پانی ڈالے تو بدن کو خوب ملے تاکہ اس کے بعد پانی تمام بدن پر پہونچ جائے سہولت کے ساتھ، لیکن یہ واجب نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت وجوب کی منقول ہے، دوسرا قول عدمِ وجوب کا۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک فرض ہے۔

(فَصْلٌ)، وَآدَابُ الْاِغْتِسَالِ هِيَ آدَابُ الْوُضُوْءِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لِأَنَّهُ يَكُوْنُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكُرِهَ فِيْهِ مَا كُرِهَ فِي الْوُضُوْءِ

ترجمہ اور غسل کے آداب وہی ہیں جو وضو کے آداب ہیں، مگر (صرف یہ فرق ہے) کہ غسل کرنے والا قبلہ کا رخ نہ کرے گا کیونکہ وہ اکثر ستر کھولے ہوئے ہوتا ہے۔ اور جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہی غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

توضیح مندرجہ ذیل چیزیں بھی غسل کے آداب میں داخل ہیں۔
(۱) کلام نہ کرنا (۲) زبان سے کسی دعا وغیرہ کا نہ پڑھنا (۳) خالی اور تنہا مکان میں جہاں اس کو کوئی نہ دیکھ سکتا ہو غسل کرتے ہوئے لنگی کا باندھ لینا (یعنی ایسی جگہ برہنہ ہو کر غسل کرنا بھی جائز ہے مگر لنگی وغیرہ باندھنا مستحب ہے، باقی اگر لوگوں کے سامنے غسل کرے تو لنگی باندھنا یعنی ستر کو چھپانا فرض ہے۔ فراغتِ غسل کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لینا۔

(**فائدہ**) غسل اور وضو میں پانی کی مقدار مقرر نہیں، کیوں کہ انسانوں کے احوال مختلف ہیں البتہ اعتدال کا خیال رکھے کہ نہ کمی کرے اور نہ زیادتی۔ واللہ اعلم

(فَصْلٌ)، يُسَنُّ الْاِغْتِسَالُ لِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَصَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَلِلْإِحْرَامِ وَلِلْحَاجِّ فِي عَرَفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ وَيُنْدَبُ الْاِغْتِسَالُ فِي سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ أَسْلَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ وَلِمَنْ أَفَاقَ مِنْ جُنُوْنٍ وَعِنْدَ حِجَامَةٍ وَغُسْلِ مَيِّتٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ إِذَا رَآهَا وَلِدُخُوْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْوُقُوْفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ وَعِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَلِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلٰوةِ كُسُوْفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ

وَفَزَعٍ وَظُلْمَةٍ وَرِيْحٍ شَدِيْدَةٍ

ترجمہ

غسل چار چیزوں کے لئے مسنون ہے۔
(۱) جمعہ کی نماز (۲) عیدین کی نماز (۳) احرام (۴) اور حاجی کے لئے عرفات میں زوال کے بعد۔

اور سولہ چیزوں میں (صورتوں میں) غسل مستحب ہے۔ (۱) اس شخص کیلئے جو طاہر کیحالت میں مسلمان ہوا (۲) اس شخص کے لئے جو عمر کے اعتبار سے بالغ ہوا (۳) اور اس شخص کے لئے جس نے جنون سے افاقہ پایا (۴) پچھنے (سنگی) لگوانے کے بعد (۵) میت کے غسل کے بعد (۶) شب براءت میں (۷) شب قدر میں جب کہ اس کو دیکھے (۸) مدینۂ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کے لئے (۹) اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کیلئے یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) کی صبح کو (۱۰) مکہ میں داخل ہونے کیوقت (۱۱) طوافِ زیارت کے لئے (۱۲) صلوٰۃ کسوف (سورج گہن یا چاند گہن کی نماز) کے لئے۔ (۱۳) استسقاء کیلئے (۱۴) صلوٰۃ فزع کے لئے (۱۵) دن میں غیر معمولی تاریکی کے لئے (۱۶) اور سخت آندھی کے دفع کرنے کے لئے خواہ دن میں خواہ رات میں۔

توضیح

صَلوٰۃُ الجمعۃِ: حضرت امام حسنؒ کے نزدیک یہ غسل کرنا یوم جمعہ کے لئے ہے کہ تمام ایام پر یوم جمعہ افضل ترین ہے اس کے اظہار کیوجہ سے غسل مسنون ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ غسل نماز جمعہ کے لئے ہے۔ اور نماز کے لئے قرار دینا زیادہ اقرب ہے بالمقابل یوم کے اور طہارت دراصل نماز ہی کے لئے ہے۔ اس اختلاف کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر غسل نمازِ جمعہ کے بعد کیا تو حضرت امام حسنؒ کے نزدیک سنت کی ادائیگی ہوگئی بخلاف امام ابو یوسفؒ کے۔ اگر نماز سے قبل غسل کیا اور نماز سے پہلے حدث ہوگیا تو نماز کے لئے ادا نہ ہوا بلکہ دن کے لئے ہوگیا۔

صلوٰۃُ العیدینِ الخ اور مذکورہ اختلاف اور تفصیل نمازِ عیدین میں بھی ہے۔

طاہِرًا: یہ قید اس وجہ سے ہے کہ اگر جنابت کی حالت میں مسلمان ہوا تھا تو صحیح مسلک یہ ہے کہ اس پر غسل فرض ہے۔

بِالسِّنِّ: لڑکا اور لڑکی پندرہ سال کے ہوگئے، خواہ کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ اور اگر علامت ظاہر ہوجائے تو اسی وقت بالغ ہوجائیں گے۔ لڑکا بالغ سمجھا جاتا ہے احتلام اور احبال سے (یعنی وطی کی اور اس سے حمل ہوگیا)، اور انزال سے بھی بالغ ہوجاتا ہے۔ لڑکی بالغ ہوجاتی ہے احتلام اور حیض اور حاملہ ہونے سے، یہ اس کی علامات ہیں۔

لمن: نعمتِ افاقہ پر شکریہ کے طور پر غسل ہے۔ نیز کوئی امر ایسا ہوگیا جس سے غسل لازم ہوتا ہے تو اس احتمال میں مسنون ہے اور اگر ایسا بالیقین ہے تو فرض ہوگا۔

لیلۃُ بَرَاءۃ: یعنی غسل کرکے عبادت شروع کرے اس وجہ سے کہ اس مبارک شب میں اللہ تعالیٰ گناہوں سے معافی کا پروانہ تحریر فرماتے ہیں اور گناہوں سے معافی عطا فرماتے ہیں۔

لِلوُقوفِ بمزدلفۃَ الخ یعنی نویں ذالحجہ کو مغرب کے بعد مزدلفہ میں پہونچتے اور یہاں رات بھر رہتے ہیں یہ غسل رات گذارنے کے بعد صبح صادق کے وقت کرنا چاہئے جو دس ذوالحجہ کی صبح ہوگی۔

رِیحٍ شدیدۃٍ: یعنی اس قسم کے ہولناک غیر معمولی حوادث کے پیش آنے پر اس امر کی ضرورت ہے کہ انسان گھبراکر اپنے مالک کیطرف جھک جاوے اور گناہوں سے توبہ کرے اس لئے بہتر یہ ہے کہ نہا دھوکر خدا کی طرف متوجہ ہو۔

فَائدۃ: سفر سے واپسی پر کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے اور اس شخص کے لئے جس کو قتل کیا جارہا ہے نیز مستحاضہ کے خون کے بند ہونے کے وقت بھی غسل مستحب ہے، بدن پر ناپاکی لگ گئی اور پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کہاں لگی ہے تو ایسی صورت میں بھی مستحب ہے کہ غسل کرے۔ کپڑے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر ناپاکی کا پتہ نہ چلے تو تمام کپڑا دھولینا چاہئے۔

بَابُ التَّیَمُّمِ

یَصِحُّ بِشُرُوْطٍ ثَمَانِیَۃٍ اَلْاَوَّلُ اَلنِّیَّۃُ وَحَقِیْقَتُهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَی الْفِعْلِ وَوَقْتُهَا عِنْدَ ضَرْبِ یَدِہٖ عَلٰی مَا یَتَیَمَّمُ بِہٖ وَشُرُوْطُ صِحَّۃِ النِّیَّۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاِسْلَامُ وَالتَّمْیِیْزُ وَالْعِلْمُ بِمَا یَنْوِیْہِ وَیُشْتَرَطُ لِصِحَّۃِ نِیَّۃِ التَّیَمُّمِ لِلصَّلٰوۃِ بِہٖ اَحَدُ ثَلَاثَۃِ اَشْیَاءَ اِمَّا نِیَّۃُ الطَّهَارَۃِ اَوْ اِسْتِبَاحَۃِ الصَّلٰوۃِ اَوْ نِیَّۃُ عِبَادَۃٍ مَقْصُوْدَۃٍ لَا تَصِحُّ

بِدُوْنِ طَهَارَةٍ فَلَا يُصَلِّي بِهٖ إِذَا نَوَى التَّيَمُّمَ فَقَطْ أَوْ نَوَاهُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ يَكُنْ جُنُبًا۔

ترجمہ

تیمم کا بیان

تیمم آٹھ شرطوں سے درست ہوتا ہے۔

(۱) نیت (ارادہ) اور نیت کی حقیقت ہے دل کا پختہ کرلینا (جمالینا) کسی فعل کے کرنے پر نیت کیوقت وہ جب کہ اپنا ہاتھ اس چیز پر مارے جس سے تیمم کر رہا ہے۔ نیت کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ (الف) اسلام۔ (ب) تمیز (ج) اس چیز کا علم جس کی نیت کر رہا ہے۔ اور نماز کے تیمم کی نیت کے صحیح ہونے کیلئے ان تین چیزوں میں سے کسی کا ہونا شرط ہے۔ یا تو پاکی کی نیت، یا نماز جائز ہو جانے کی نیت، یا کسی ایسی عبادت کی نیت جو مقصود ہو اور پاکی کے بغیر صحیح نہ ہوتی ہو، چنانچہ جس تیمم سے فقط تیمم کا ارادہ تھا، یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے تیمم کی نیت کی تھی اور جنبی نہیں تھا تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

توضیح

مصنفؒ وضو اور غسل کے بعد تیمم کے مسائل ذکر فرما رہے ہیں اسمیں قرآن کریم کی اقتدا ہے کہ آیت مقدسہ میں ان امور کے ذکر کے بعد تیمم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مسح علی الخف سے اس کو مقدم کیا اس وجہ سے کہ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے، لہٰذا حجت کے اعتبار سے اقویٰ ہے۔

یتیمم: تیمم کے اصلی معنیٰ ہیں قصد کرنا۔ اور شرعاً تیمم کی تعریف یہ ہے کہ چہرہ اور ہاتھ پاؤں کا پاک مٹی سے مسح کرنا۔ تیمم اس امت کی خصوصیات میں سے ہے۔

عَقْدُ القلبِ علے الفعلِ: دیکھا گیا ہے کہ نیت کے لئے کچھ الفاظ بنا لئے گئے ہیں وہ معمولی کتابوں میں چھاپ دیئے جاتے ہیں اور بسا اوقات وہ عربی کے الفاظ ہوتے ہیں اور قرآن شریف کی سورتوں کیطرح بچوں کو رٹا کر ان کی محنت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ سب بے معنے ہیں۔ نیت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جس کام کو کرتا ہے اس کا ارادہ دل سے کرے۔ اصل نیت دل سے ہے، ہاں اسی دل کے ارادہ کو اپنے الفاظ میں زبان سے ادا کرنا بھی نماز یا تیمم جیسے موقعوں پر بہتر ہے تاکہ دل اور زبان دونوں مطابق ہو جائیں۔ نیت کے لئے مخصوص الفاظ کا رٹنا بے معنٰے ہے۔ اگر دل سے

نیت نہیں کی اور زبانی رٹ کر بے سوچے سمجھے کہہ لیا تو نماز نہ ہوگی، اور اگر زبان سے نہ کہا مگر دل سے ارادہ پختہ جمالیا تو نماز ہو جائے گی۔

اَلتَّمِیْز: یعنی اتنی سمجھ اور ہوش ہو کہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو سمجھے۔

اَلْعِلْمُ بِمَا یَنْوِیْہَا: یعنی اگر نیت کے عربی الفاظ ادا کر دیئے اور مطلب نہیں سمجھا تو ان الفاظ کا اعتبار نہیں ہوگا۔

التیمم: تیمم کی چند صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایسے افعال کے لئے تیمم کیا جائے جن کے لئے وضو فرض یا واجب نہیں، مستحب ہے، مثلاً قرآن شریف کا حفظ کرنا، سلام۔ اذان یا سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تیمم کسی ایسے فعل کے لئے کیا جائے جس کے لئے اگرچہ وضو ضروری ہے مگر وہ فعل عبادت مقصودہ نہیں مثلاً قرآن شریف کا چھونا۔ ان دونوں قسم کے افعال کے لئے اگر تیمم کیا گیا تو اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ نماز صرف اس تیمم سے جائز ہے جس میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک پائی جائے جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ واللہ اعلم

اَمَّا نِیَّۃُ الطَّہَارَۃِ: یعنی مقصود یہ ہو کہ وضو اور غسل جیسی پاکی حاصل ہو جائے جس کا لازمی نتیجہ جوازِ نماز ہوگا۔ اگرچہ جوازِ نماز اس تیمم سے ذاتی طور پر منظور نہیں اور دوسری صورت میں منظور اور مقصود جواز نماز ہوگا، یہی ان دونوں صورتوں میں فرق ہے۔ واللہ اعلم

مقصودۃ: عبادتِ مقصودہ وہ عبادت ہے جو بذات خود فرض ہو، کسی دوسری عبادت کے ضمن میں تابع ہو کر فرض نہ ہو۔ مثلاً نماز عبادت مقصودہ ہے اور قرآن شریف کا چھونا باوضو غسل، تیمم وغیرہ۔ اس لئے عبادت ہیں کہ نماز فرض یا تلاوت قرآن پاک بدون ان کے ادا نہیں ہو سکتی۔

التیمم فقط: یعنی نہ تو پاکی مقصود تھی اور نہ جواز نماز وغیرہ۔

ولم یکن جنباً: یہ قید اس لئے لگائی کہ اگر جنبی تھا تو اس کے تیمم کا پہلا مقصود پاکی ہوگا، اور پاکی کی نیت سے تیمم کیا جائے تو اس سے نماز ہو جاتی ہے اور اگر جنبی نہیں تھا صرف بے وضو تھا تو اسکا مقصود صرف تلاوتِ قرآن شریف ہوگا جو عبادت غیر مقصودہ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں سو رہا تھا اسکو احتلام ہو گیا، اب اگر باہر آنے کے لئے تیمم کیا تو اس سے بھی نماز نہیں ہوگی کیونکہ اس تیمم کا مقصد یہ ہے کہ مسجد کے اس حصہ سے گذر جائے جو اس کے راستہ میں ہے۔

واللہ اعلم

اَلثَّانِي اَلْعُذْرُ الْمُبِيْحُ لِلتَّيَمُّمِ كَبُعْدِهٖ مِيْلًا عَنْ مَاءٍ وَلَوْ فِي الْمِصْرِ وَحُصُوْلِ مَرَضٍ وَبَرْدٍ يُخَافُ مِنْهُ التَّلَفُ اَوِ الْمَرَضُ وَخَوْفِ عَدُوٍّ وَعَطَشٍ وَاِحْتِيَاجٍ لِعَجْنٍ لَا لِطَبْخِ مَرَقٍ وَلِفَقْدِ اٰلَةٍ وَخَوْفِ فَوْتِ صَلٰوةِ جَنَازَةٍ اَوْ عِيْدٍ وَلَوْ بِنَاءً وَلَيْسَ مِنَ الْعُذْرِ خَوْفُ الْجُمُعَةِ وَالْوَقْتِ. اَلثَّالِثُ اَنْ يَكُوْنَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالْحَجَرِ وَالرَّمْلِ لَا الْحَطَبِ وَالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ. اَلرَّابِعُ اِسْتِيْعَابُ الْمَحَلِّ بِالْمَسْحِ

ترجمہ

دوسری شرط - ایسا عذر جو تیمم کو مباح کر دینے والا ہو (جس کی چند قسمیں ہیں) مثلاً اس شخص کا ایک میل پانی سے دور ہونا، اگرچہ (یہ صورت) شہر میں پیش آئے۔ یا مرض یا سردی کا موجود ہونا (جس سے وضو کرنے کی صورت میں) عضو کے تلف ہو جانے کا یا مرض کا خوف ہو۔ یا مثلاً دشمن کا یا پیاس کا خطرہ، آٹا گوندھنے کی ضرورت، شوربا پکانے کی ضرورت کا یہ حکم نہیں۔ اور مثلاً آلہ (یعنی پانی نکالنے کے سامان) کا نہ ہونا، یا جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا خوف یا عید کی نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ اگرچہ بنا کے طور پر ہی ہوں جمعہ اور وقت کے (نکل جانے) کا خوف کوئی عذر نہیں ہے (جس کے باعث تیمم جائز ہو)۔ تیسری شرط یہ ہے کہ تیمم کسی ایسی پاک چیز سے ہو جو جنس ارض (زمین کی جنس) سے ہو جیسے مٹی، پتھر، ریگ۔ باقی لکڑی، چاندی، سونا (جنس ارض سے نہیں)۔ چوتھی شرط: مسح کی جگہ پر مسح پورا کرنا (کوئی حصہ بال برابر بھی باقی نہ رہے۔

توضیح

مِیْلًا: ذیل کے اشعار میں میل کو ملاحظہ فرمائیے!

اِنَّ البرید من الفراسخ اربع ؞ والفرسخ فثلاثة امیال ضعوا
والمیل الف ای من الباعات قل ؞ والباع اربع اذرع فتتبعوا
ثم الذراع من الاصابع اربع ؞ من بعدها العشرون ثم الاصبع
ست شعیرات فظهر شعیرة ؞ منها الی بطن الاخری توضع
ثم الشعیرة ست شعیرات فقط ؞ من ذنب بغل لیس عن ذا مرجع

(طحطاوی علی مراقی الفلاح)

یعنی برید چار فرسخ کا، فرسخ تین میل کا، میل ایک ہزار باع کا، باع چار ہاتھ کا، اور ایک ہاتھ ۲۴ انگلیوں کا۔ ایک انگلی چھ بڑے جَو کی۔ جَو اس طرح رکھے جائیں کہ ایک جو کی کمر دوسرے جو کے پیٹ سے ملی ہوئی ہو اور ایک جو خچر کی دم کے چھ بالوں کے برابر (ملاؤ)

صاحب مراقی الفلاح نے میل کی مقدار چار ہزار قدم بیان کی ہے اور ایک قدم ڈیڑھ ہاتھ کا بیان کیا ہے، اس صورت میں ایک میل چھ ہزار ہاتھ لانبا ہے۔

بہرحال مقصود یہ ہے کہ غالب گمان یہ ہو کہ پاک پانی تقریبًا ایک میل سے کم فاصلہ پر نہیں، البتہ یہ خیال ضروری ہے کہ جس جانب چل رہا ہے اس جانب میں دو میل سے زائد پر پانی ہو تو تیمم جائز ہوگا، دائیں بائیں یا پیچھے اگر پانی ہو تو اس کے لئے ایک میل کا حکم ہے جو آتے جاتے دو میل پڑ جائے۔

حصول: یعنی اگر پانی کا استعمال کریگا تو بیمار ہو جائے گا یا مرض بڑھ جائیگا یا پانی کے استعمال کرنے پر قادر ہی نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

او لمرض: یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ گرم پانی کا ملنا ناممکن ہو لیکن اگر گرم پانی مل سکتا ہے یا کیا جا سکتا ہے تو تیمم جائز نہیں۔

وخوف عدو: آدمی ہو یا جانور، جان کا خوف ہو یا مال کا۔

تنبیہ: عورت کو گھر میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے جبکہ پانی لانے میں جان و مال یا آبرو کا خطرہ نہ ہو۔

عطش: پیاس اس وقت ہو یا خیال ہو کہ اگر وضو کر لیا گیا تو آئندہ پانی نہ ملے گا۔ اور پیاس کی مصیبت برداشت کرنی پڑے گی اس صورت میں اس پانی کو باقی رکھ کر وضو نہ کرے بلکہ تیمم کر سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

احتیاج: یعنی آٹا گوندھنے میں ضرورت ہے اور پانی اس قدر ہے کہ ایک ہی کام انجام پا سکتا ہے تو تیمم کر لے کیونکہ گوشت تو بھون کر بھی کھا سکتے ہیں لیکن آٹا بلا گوندھے اور پکائے نہیں کھایا جاتا۔

ولفقد الۃ: مثلا ڈول نہیں یا ڈوری نہیں کہ پانی کنویں سے نکالا جا سکے تو اب تیمم کرنا جائز ہے۔

فوت صلوۃ جنازۃ الخ: اگر ایک تکبیر بھی مل سکتی ہو تو وضو کر لے، پس اگر وضو کرنے میں وقت نکلنے کا خطرہ ہو تو امام اور مقتدی دونوں کے لئے تیمم درست ہوگا، اور اگر یہ خطرہ نہ ہو بلکہ یہ توقع ہو کہ وضو کر کے بھی جماعت کے کسی جزء میں شرکت کر سکے گا تو

بالاتفاق وضو کرنا لازم ہوگا تیمم جائز نہیں۔ اور اگر امام کے سلام پھیرنے کا اندیشہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیمم کرکے شریک ہونا درست ہے۔ اور صاحبینؒ اس میں کچھ تفصیل فرماتے ہیں جو طحطاوی میں مذکور ہے۔

بناءً: بناء کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا کچھ حصہ جو پہلے پڑھ چکا ہے اسی پر اگلے حصہ کی بنیاد قائم کرلے۔

مسئلہ:- بناء کی تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں آئے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اس طرح وضو ٹوٹنے سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ اس کو حکم ہے کہ وہ وضو کرے اور پہلی نماز کے ساتھ اگلی نماز کا جوڑ لگادے۔ اب اگر عید یا جنازہ کی نماز میں یہ صورت پیش آئی اور یہ گمان ہے کہ وضو کے لئے اگر جائیگا تو نماز ختم ہوچکے گی تو اگرچہ بناء کی شکل ممکن ہوسکتی ہے مثلاً اس طرح کہ وہ وضو کرنے کے بعد باقی ماندہ نماز امام کے ساتھ نہیں تو تنہا پڑھ لے۔ نماز کے فوت ہونے کا خطرہ باقی نہ رہا جس کی بناء پر تیمم جائز تھا تاہم امام صاحبؒ کے مسلک کے موافق مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جائز ہے وہ تیمم کرلے اور وضو کے لئے آنے جانے کی زحمت نہ اٹھائے کیونکہ یہ ہجوم کا وقت ہوتا ہے، ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ اس کی نماز ٹوٹ جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دوگانہ عید سے محروم ہوجائے گا لیکن اگر بلا زحمت اٹھائے وہ وضو کرسکتا ہے تو کسی کے نزدیک بھی تیمم جائز نہیں۔ واللہ اعلم

یاد رکھنا چاہئے کہ امام صاحبؒ کا مسلک یہ ہے کہ نمازِ عید کی قضا نہیں ہے۔ اگرچہ عید کی نماز شروع کردی تھی، بیچ میں ٹوٹ گئی تب بھی قضا نہیں ہے۔ اسی بناء پر امام صاحب ایسی صورت میں کہ نمازِ عید کے تلف ہوجانے کا یقین ہے تیمم جائز قرار دیتے ہیں۔

بطاہرا: چنانچہ قرآن شریف میں ہے فلم تجدوا ماءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيْدًا طَيِّبًا۔ نیز حضور صلے اللہ نے فرمایا اَلتُّرَابُ طَهُورُ الْمُسْلِم۔

پاک مٹی وہ ہے جس میں نجاست نہ لگی ہو اگرچہ اس کا اثر اس سے دور ہوگیا ہو۔

مِنْ جنس الارض: جنس ارض اور غیر جنس ارض میں حد فاصل۔ غیر جنس ارض سے مراد وہ چیزیں ہیں جو جلانے سے جل کر راکھ ہوجائیں یا سونے چاندی کیطرح پگھل جائیں یا زمین انکو گیہوں وغیرہ کی طرح گلادے۔ اور لکڑی کے مثل اشیاء سے تیمم کرنا درست نہیں

استیعاب المحل بالمسح: یعنی جہاں جہاں ہاتھ پھیرنا چاہئے وہاں ہاتھ پوری طرح پھیر لینا کہ بال برابر بھی جگہ باقی نہ رہ جائے چنانچہ ہاتھ میں اگر انگوٹھی ہو تو اس کو ہلا لیا

جائے ، انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر خلال کیا جائے ۔

فائدہ : جس شے پر تیمم کیا جارہا ہے اور وہ زمین کے جنس سے ہے تو اس پر غبار ہونا صحتِ تیمم کے لئے شرط نہیں ۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آیتِ تیمم مطلق ہے اور مطلق کو مقید نہیں کیا جاسکتا ۔

اَلْخَامِسُ اَنْ يَّمْسَحَ بِجَمِيْعِ الْيَدِ اَوْ بِاَكْثَرِهَا حَتّٰى لَوْ مَسَحَ بِاِصْبَعَيْنِ لَا يَجُوْزُ وَلَوْ كَرَّرَ حَتّٰى اسْتَوْعَبَ بِخِلَافِ مَسْحِ الرَّاْسِ اَلسَّادِسُ اَنْ يَّكُوْنَ بِضَرْبَتَيْنِ بِبَاطِنِ الْكَفَّيْنِ وَلَوْ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ وَيَقُوْمُ مَقَامَ الضَّرْبَتَيْنِ اِصَابَةُ التُّرَابِ بِجَسَدِهٖ اِذَا مَسَحَهٗ بِنِيَّةِ التَّيَمُّمِ اَلسَّابِعُ اِنْقِطَاعُ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ اَوْ نِفَاسٍ اَوْ حَدَثٍ اَلثَّامِنُ زَوَالُ مَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ وَسَبَبُهٗ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِهٖ كَمَا ذُكِرَ فِي الْوُضُوْءِ وَرُكْنَاهُ مَسْحُ الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ ۔

ترجمہ پانچویں شرط : تمام ہاتھ ، یا ہاتھ کے اکثر حصہ سے مسح کرنا چنانچہ اگر دو انگلیوں سے مسح کیا تو جائز نہ ہوگا اگرچہ باربار مسح کر کے پورے عضو پر انگلیاں پھیرے ۔ سر کے مسح کا حکم اس کے برخلاف ہے ۔ چھٹی شرط : دو ضربوں کے ساتھ ہونا (یعنی دو دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر تیمم کرنا) یہ دونوں ضرب ہتھیلیوں کی جانب سے ہوں اگرچہ یہ (دونوں ضرب) ایک ہی جگہ میں ہوں ۔ اور مٹی کا بدن پر لگا ہوا ہونا دو ضربوں کے قائم مقام ہوجاتا ہے جبکہ تیمم کی نیت سے اس پر ہاتھ پھیر لے ۔ ساتویں شرط : حیض و نفاس یا حدث یعنی جو چیزیں تیمم کے منافی ہیں انکا منقطع (بند) ہونا ۔ آٹھویں شرط : جو چیزیں مسح سے مانع ہوں انکا نہ ہونا مثلاً موم ، چربی (اعضاءِ تیمم پر لگی ہوئی نہ ہوں) اور تیمم کے دو رکن یہ ہیں ۔ ہاتھوں کا مسح کرنا اور چہرہ کا ۔

توضیح ولو کرر حتی : یعنی وضو کرتے ہوئے انگلیاں بھگو بھگو کر چوتھائی

سر کا مسح کرلیا تو وضو ہو جائے گا۔

کشمسح الخ: چونکہ بدن پر یہ موجود ہوگی تو اب مسح اس پر ہوگا نہ کہ بدن پر۔

اور آٹھ چیزیں وہ ہیں جس سے تیمم کرنا درست ہے (۱) عقل (۲) بلوغ (۳) مسلمان (۴) حدث کا وجود (۵) عدم حیض (۶) عدم نفاس (۷) تنگ وقت (۸) قدرت کا ہونا۔

مسح الیدین: یعنی مٹی پر ہاتھ مارنا تیمم میں ضروری نہیں بلکہ اگر مٹی بدن پر لگی ہوئی تھی اور اس پر تیمم کی نیت کرکے ہاتھ پھیر لیا تو تیمم ہو جائے گا۔

وَسُنَنُ التَّيَمُّمِ سَبْعَةٌ اَلتَّسْمِيَةُ فِي اَوَّلِهِ وَالتَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاةُ وَاِقْبَالُ الْيَدَيْنِ بَعْدَ وَضْعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَاِدْبَارُهُمَا وَنَفْضُهُمَا وَتَفْرِيْجُ الْاَصَابِعِ وَنُدِبَ تَاخِيْرُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَرْجُو الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَلَوْ خَافَ الْقَضَاءَ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالثَّوْبِ اَوِ السِّقَاءِ مَالَمْ يَخَفِ الْقَضَاءَ وَيَجِبُ طَلَبُ الْمَاءِ اِلٰى مِقْدَارِ اَرْبَعِمِائَةِ خُطْوَةٍ اِنْ ظَنَّ قُرْبَهٗ مَعَ الْاَمْنِ وَاِلَّا فَلَا وَيَجِبُ طَلَبُهٗ مِمَّنْ هُوَ مَعَهٗ اِنْ كَانَ فِي مَحَلٍّ لَا تَشُحُّ بِهِ النُّفُوْسُ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهٖ اِلَّا بِثَمَنِ مِثْلِهٖ لَزِمَهٗ شِرَاؤُهٗ بِهٖ اِنْ كَانَ مَعَهٗ فَاضِلًا عَنْ نَفَقَتِهٖ۔

ترجمہ اور تیمم کی سنتیں سات ہیں۔ تیمم کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ ترتیب (یعنی چہرہ کا مسح پھر ہاتھوں کا کہنیوں تک اور پے در پے کرنا۔ دونوں ہاتھوں کا مٹی میں رکھنے کے بعد آگے کو بڑھانا اور پیچھے کو لانا اور دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا، انگلیوں کا کھولنا (مٹی پر ہاتھ مارتے وقت) اور تیمم کا مؤخر کرنا اس کے لئے مستحب ہے جو وقت کے نکلنے سے پہلے پانی کی امید رکھتا ہو۔ اور

پانی کے وعدہ پر تیمم کا مؤخر کرنا واجب ہے اگرچہ قضا کا خوف ہو۔ اور کپڑے کے وعدہ پر برہنہ شخص کے لئے نماز کا مؤخر کرنا واجب ہے جب تک قضا کا خوف نہ ہو۔ اور چار سو قدم کی مقدار تک پانی کا تلاش کرنا واجب ہے بشرطیکہ پانی کے قریب ہونے کا گمان ہو، امن کے ساتھ۔ اور پانی کا طلب کرنا اس شخص سے جس کے پاس ہو واجب ہے۔ اگر ایسی جگہ ہو جہاں پانی پر لوگ بخل نہ کرتے ہوں (یعنی پانی وافر ہو) اور اگر پانی کی واجبی قیمت کے بدون وہ شخص پانی نہ دے تو اگر اس کے پاس اپنے خرچ سے فاضل رقم ہو تو پانی کا خریدنا لازم ہے۔

توضیح

تاخیر: دیر کرنا مطلقاً مستحب نہیں بلکہ جو پانی کو پاس میں رکھنے والا نہ ہو شرعًا۔ اور اگر اس کو یہ گمان ہو کہ پانی ایک میل سے کم ہے تو اس صورت میں تیمم کرنا مباح نہیں اور جب کہ شرعًا فاقد الماء ہے تو اس کے واسطے آخر وقت تک نماز مؤخر کردینا مستحب ہے اور اگر اولِ وقت میں تیمم کرکے نماز ادا کرلیا تو اس نماز کا اعادہ نہ کرے۔ صحیح یہی ہے کہ نماز کو مؤخر کرکے پڑھنا مستحب ہے لیکن نمازِ عصر کو مؤخر کرکے نہ پڑھی جائے کہ سورج غروب ہو جائے۔ اسی طرح مغرب کی نماز کو اس کے آخر وقت میں ادا نہ کی جائے۔ اس کے اول وقت سے اور اس وقت سے مراد وقت مستحب ہے۔

یجب التاخیر الخ: یعنی فرض ہے کہ نماز مؤخر کی جائے جب کوئی پانی دینے کا وعدہ کرلے گرچہ نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وعدہ کرنے والے کے پاس پانی بھی ہو۔ اور اس سے نزدیک بھی ہے یعنی ایک میل سے کم ہے۔

بالثوب: اگر کسی کے پاس کپڑا موجود نہ ہو اور کسی نے دینے کا وعدہ کرلیا تو اس صورت میں نماز کو مؤخر کرنا واجب ہے بشرطیکہ نماز کے قضا کا اندیشہ نہ ہو اور جب اندیشہ ہے قضا ہونے کا تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے۔ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مؤخر کرنا واجب ہے اگرچہ قضا ہونے کا خوف ہو۔

طلب: یعنی پانی کا تلاش کرنا واجب ہے، یا تو خود تلاش کرے یا اپنے خادم وغیرہ سے تلاش کرائے اور اس کی مقدار چار سو قدم ہے بشرطیکہ گمان ہو کہ امن کے ساتھ پانی حاصل ہو جائے گا اور اگر امن کے ساتھ نہ ملے تو تلاش کرنا واجب نہیں مذکورہ مقدار کا اعتبار اسی جانب ہوگا جس جانب گمانِ غالب ہو پانی کے ملنے کا۔ مثلاً پرندے اڑتے ہوئے دیکھ رہا ہے یا اس طرف سبزی ہے یا کسی نے خبر دی ہے۔ اور اگر پانی کے طلب

کئے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز درست نہ ہوگی چونکہ عموماً پانی ضرورت مندوں کو دیدیا جاتا ہے روکا نہیں جاتا ہے۔ حسن بن زیادؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ طلب نہ کرے کیونکہ سوال کرنا رسوائی کی چیز ہے۔ صاحب وقایہ نے امام صاحبؒ کے نزدیک نماز کو درست ہونا نقل فرمایا ہے اگر بغیر مانگے نماز ادا کرلی۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز درست نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

بثمن مثلہٖ: اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے، اور اگر نہ دے اس کو مگر ایسی قیمت کے بدلے میں جو اس قیمت کے برابر ہے تو لازم ہوگا (تیمم کرنیوالے کو) خریدنا اس کا بشرطیکہ اس کے نفقہ سے فاضل ہو۔ ثمن مثل وہ قیمت جو بازار بھاؤ کے برابر ہو۔

حاصل یہ ہے کہ پانی خریدنے کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) قیمت واجبی ہو جو اس مقام کے لحاظ سے ہوسکتی ہو، دوگنی قیمت نہ مانگی جائے (۲) وہ قیمت اس کے پاس موجود بھی ہو، قرض نہ لینی پڑے (۳) اس کے خرچ کرایہ اور سامان اٹھانے کی مزدوری سے وہ قیمت فاضل ہو۔

وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَا شَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَصَحَّ تَقْدِيمُهٗ عَلَى الْوَقْتِ وَلَوْ كَانَ أَكْثَرُ الْبَدَنِ أَوْ نِصْفُهٗ جَرِيحًا تَيَمَّمَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهٗ صَحِيحًا غَسَلَهٗ وَمَسَحَ الْجَرِيحَ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَيَنْقُضُهٗ نَاقِضُ الْوُضُوْءِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِي وَمَقْطُوْعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهٖ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَا يُعِيْدُ

ترجمہ

اور ایک تیمم سے جس قدر چاہے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے، اور تیمم کا وقت سے پہلے بھی کرلینا صحیح ہے اور اگر بدن کا اکثر حصہ یا اس کا نصف زخمی ہو تو تیمم کرے۔ اور اگر نصف سے زائد حصہ صحیح ہو تو سالم حصہ کو دھودے اور زخمی حصہ کا مسح کرلے، اور غسل اور تیمم میں جمع نہ کرے (یعنی کچھ دھودے کچھ تیمم کرے)۔

اور جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں وہ تیمم کو بھی توڑ ڈالتی ہیں، اور اتنے پانی پر استعمال کی قدرت بھی تیمم کو توڑ دیتی ہے جو وضو کے لئے کافی ہو، یعنی جتنے پانی سے وضو ہوسکتا ہے، اگر اتنا پانی میسر آجائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹا

ہوا شخص جب اس کے چہرہ پر بھی زخم ہوں تو بغیر طہارت نماز پڑھ لے اسکو نماز لوٹانی نہ پڑیگی

توضیح

وَيُصَلِّي الخ: یعنی ایک تیمم سے جس قدر چاہے نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں، فرض نماز ہو یا نفل۔ اور اگر نفل نماز کے لئے تیمم کیا ہے تو اس تیمم سے فرض نماز بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

چونکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی، مثل پانی کے ہے پاکی حاصل کرنے میں۔ جب اس سے طہارت حاصل ہوگئی تو اس سے جس قدر چاہے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت تیمم کر لیا کرے تاکہ امام شافعیؒ کے قول کے مخالف بھی نہ ہو، البتہ نفل نمازوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اکثر: شارح طحطاوی فرماتے ہیں کہ بدن کے بجائے اگر اعضاء کا لفظ فرماتے تو مضمون واضح ہوجاتا اور وضو اور غسل دونوں قسم کے تیمم کو شامل ہوجاتا کیونکہ کثرت کا لحاظ بعض علماء نے شمار کے لحاظ سے کیا ہے چنانچہ اگر سر، چہرہ اور ہاتھوں پر پھوڑا یا زخم ہو اور پیروں پر نہ ہو تو وضو کے چار اعضاء میں سے زیادہ اعضاء زخمی ہوئے تو تیمم جائز ہوگا، اور بعض علماء نے ہر عضو کے لحاظ سے کثرت کا لحاظ کیا ہے، ان کے خیال کے مطابق تیمم اس وقت جائز ہوگا جب چاروں اعضاء میں سے ہر ایک عضو کا زیادہ حصہ زخمی ہو۔

بہر حال یہ اختلاف وضو میں ہے لیکن غسل میں کثرت و قلت کا اعتبار پیمائش اور مقدار طول و عرض کے لحاظ سے ہوگا لیکن اگر پیٹ یا کمر میں کوئی زخم ہو اگرچہ چھوٹا ہو مگر اس کو پانی نقصان دیتا ہو تو وہ کثیر کے حکم میں ہوگا اور تیمم جائز ہوگا۔

مسح الجریح: یعنی جب کہ تیمم جائز نہ ہوا تو یہ صورت ہوگی کہ جن اعضاء کو وہ دھو سکتا ہو انکو دھولے، باقی جن کو نہ دھو سکے تو ان پر پانی کا ہاتھ پھیر لے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو انکی پٹی یا پھائے پر پانی کا ہاتھ پھیر لے، بہر حال یہ جائز نہیں کہ کچھ حصہ پر وضو کرے کچھ پر تیمم اور غسل سے مراد وضو ہے۔

ناقض الخ: یعنی تیمم وضو کا قائم مقام ہے۔ تو اس صورت میں جو اصل کا حکم ہے وہی حکم اس کے نائب کا ہوگا۔ اور جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جائے گا۔ اور قدرت سے مراد قدرت شرعیہ ہے، اس سے وہ پانی نکل گیا جو بطور غصب لیا جائے یا وہ پانی جو بطور امانت رکھا ہو اس کا استعمال کرنا جائز نہ ہوگا، نیز تیمم اس پانی کے موجود ہونے کی وجہ سے نہ ٹوٹے گا۔

الکافی: یعنی ادنیٰ طہارت حاصل ہو جائیگی لیکن اعضاء وضو کو دو مرتبہ یا تین مرتبہ

اگر دھویا اور وضو مکمل ہونے سے پہلے پانی ختم ہوگیا تو راجح قول کے مطابق تیمم ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اگر ایک ایک مرتبہ اعضاء اربعہ کے دھونے پر اکتفاء کرتا تو یہ پانی پورے اعضاء کے لئے کافی ہو جاتا۔ ۱۲ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

صَحَّ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَدَثِ الْاَصْغَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَوْ كَانَا مِنْ شَيْءٍ ثَخِيْنٍ غَيْرِ الْجِلْدِ سَوَاءٌ كَانَ لَهُمَا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ اَوْ لَا وَيُشْتَرَطُ لِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ اَلْاَوَّلُ لُبْسُهُمَا بَعْدَ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَوْ قَبْلَ كَمَالِ الْوُضُوْءِ اِذَا اَتَمَّهُ قَبْلَ حُصُوْلِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوْءِ وَالثَّانِيْ سَتْرُهُمَا لِلْكَعْبَيْنِ وَالثَّالِثُ اِمْكَانُ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيْهِمَا فَلَا يَجُوْزُ عَلَى خُفٍّ مِنْ زُجَاجٍ اَوْ خَشَبٍ اَوْ حَدِيْدٍ وَالرَّابِعُ خُلُوُّ كُلٍّ مِنْهُمَا مِنْ خَرْقٍ قَدْرِ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْقَدَمِ وَالْخَامِسُ اِسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرِّجْلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ۔

موزوں پر مسح کا بیان

ترجمہ موزوں پر مسح کرنا حدثِ اصغر میں مردوں کو بھی جائز ہے اور عورتوں کو بھی، اگرچہ موزے چمڑے کے سوا کسی گاڑھی چیز کے ہوں، خواہ موزوں کا تلا چمڑے کا ہو یا نہ ہو۔ موزوں پر مسح کے جواز کے لئے سات شرطیں ہیں۔ (۱) دونوں موزوں کا پیروں کو دھونے کے بعد پہننا اگرچہ وضو کو پورا کرنے سے پہلے ہو بشرطیکہ ناقض

وضو کے پیش آنے سے پیشتر وضو کو پورا کرلیا ہو (۲) موزوں کا ٹخنوں کو چھپانا (یعنی موزوں کا ٹخنوں سے اوپر تک ہونا)۔ (۳) ان موزوں کو پہن کر لگاتار چلنے کا امکان۔ چنانچہ کانچ یا لکڑی یا لوہے کے موزوں پر مسح جائز نہ ہوگا (۴) ہر دو موزوں کا ایسی پھٹن سے خالی ہونا جو پیر کی چھوٹی انگلیوں میں سے تین انگلیوں کی مقدار ہو۔ (۵) بغیر باندھے انکا پیروں پر رک جانا۔

توضیح

یہ باب موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں ہے۔ مسح علی الخفین کے احکام کو تیمم کے بعد ذکر کیا ہے دونوں کے باہمی مناسبت کیوجہ سے۔ چونکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک دوسرے کا نائب اور قائم مقام اور بدل ہے۔ اور مقید ہے کچھ شرطوں کے ساتھ کیونکہ تیمم عدمِ ماء کی صورت میں فرض ہے۔ اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور مسح علی الخفین حدیث سے ثابت ہے، اس لئے تیمم کا ذکر مقدم رکھا مسح سے اور جو قرآن شریف سے ثابت کرتے ہیں یہ درست نہیں۔

الاصغر : وضو نہ ہونے کو حدثِ اصغر کہتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں جنابت کو حدثِ اکبر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا حدثِ اکبر کی صورت میں موزوں پر مسح جائز نہیں۔ جیساکہ حدیثِ پاک میں ہے كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ يَأمُرنا اِذَا كُنَّا سفرًا اَن لا ننزعَ خفا ثلٰثۃ ایام ولیالیھا اِلا عَن جنَابۃٍ۔ (حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں امر فرمایا کہ سفر کے دوران ہم تین دن اور تین رات اپنے موزے نہ اتاریں مگر جنابت لاحق ہو جائے تو اتار دیں)

(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

نیز موزوں پر مسح درست نہیں حیض والی عورت اور وہ عورت جسے نفاس کا خون آرہا ہو اور جسے احتلام ہوا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنابت میں غسل کی ضرورت ہوتی ہے عادۃً بار بار نہیں ہوتی کیونکہ نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بخلافِ حدثِ اصغر کے کہ یہ بار بار ہوتا ہے اور وضو کی ضرورت پیش آتی ہے تو شرعًا دفعِ حرج کی بنا پر اس میں مسح کا حکم ہوا۔

لَو کانا من شیئٍ الخ یعنی مسح کرنا جائز ہے۔ جیسے نمدہ (وہ کپڑا جو اون کو جما کر بناتے ہیں) یا بانات (ایک قسم کا موٹا گرم اونی کپڑا) وہ کپڑا جو دبیز ہو جس میں پانی نہ چھنے اور پنڈلی پر بغیر باندھے چلنے کے وقت ٹھہرا رہے۔ اور ان شرائط کے پائے جانے کی صورت میں ان سب پر مسح درست ہے۔

غسل الرجلین : یعنی یہ تو شرط ہے کہ پیروں کو دھونے کے بعد موزے پہنے جائیں، باقی یہ ضروری نہیں ہے کہ وضو پورا کر کے موزے پہنے جائیں۔ چنانچہ یہ جائز ہوگا کہ کوئی شخص اول پیر دھولے اس کے بعد موزے پہن لے اور پھر باقی اعضاء دھوکر وضو پورا کر لے

لیکن یہ شرط ہے کہ اس اثناء میں کوئی ناقض وضو پیش نہ آیا ہو۔ یا پیروں پر زخم کیوجہ سے پٹی بندھی ہوئی ہے ایک پاؤں یا دونوں پر، تو اس پر مسح کر لینے کے بعد موزے کو پہن لیا جائے کیوں کہ جبیرہ پر مسح کرنا غسل کے حکم میں ہے۔

امکان الخ یعنی عادت کے بموجب بلا تکلف تین چار میل چل سکے۔ اور سرخسیؒ کے قول کے مطابق سفر کی مقدار چل سکے۔ فتویٰ پہلے قول پر ہے۔

قدر ثلاث الخ یعنی اگر کوئی موزہ پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پھٹا ہوا ہے تو اس پر مسح جائز نہیں، لیکن اگر دونوں دونوں موزوں میں تین چھوٹی پیر کی انگلیوں کے بقدر پھٹن ہے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا باقی ایک موزہ اگر چند جگہ سے پھٹا ہوا ہے تو تمام پھٹنوں کو ملا کر اندازہ کیا جائے گا، اگر اتنی مقدار کو پہونچ جائے تو مسح جائز نہ ہوگا، سلائی کے سوراخوں کا اعتبار نہیں۔

فائدہ ؂ اگرچہ موزوں کو وضو کے مکمل ہونے سے پہلے ہی پہن لیا جائے کہ قبل پاؤں کو دھولیا جائے اس کے بعد موزہ پہنے اور اس کے بعد وضو کو مکمل کرے تو بھی درست ہے، اگر اوپر کا حصہ دکھلائی دے تو کوئی مضر نہیں۔ سرخسیؒ نے اپنی کتاب مبسوط میں ذکر فرمایا ہے کہ پھٹن میں تو پیروں کی تین انگلیوں کا اعتبار ہوگا اور مسح میں ہاتھ کی تین انگلیوں کا اعتبار ہوگا، اس لئے چلنا ایک فعل ہے پاؤں کا اور مسح ایک فعل ہے ہاتھوں کا اس بناء پر یہ فرق ہے۔

وَالسَّادِسُ مَنْعُهُمَا وُصُولَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ وَالسَّابِعُ اَنْ يَبْقٰى مِنْ مُقَدَّمِ الْقَدَمِ قَدْرُ ثَلٰثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدَّمَ قَدَمِهٖ لَا يَمْسَحُ عَلٰى خُفِّهٖ وَلَوْ كَانَ عَقَبُ الْقَدَمِ مَوْجُوْدًا وَيَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا وَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ وَاِنْ مَسَحَ مُقِيْمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهٖ اَتَمَّ مُدَّةَ الْمُسَافِرِ وَاِنْ اَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا يَمْسَحُ يَوْمًا وَلَيْلَةً نَزَعَ وَاِلَّا يُتِمُّ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَفَرْضُ الْمَسْحِ قَدْرُ

ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ عَلٰى ظَاهِرِ مُقَدَّمِ كُلِّ رِجْلٍ وَسُنَّتُهٗ مَدُّ الْاَصَابِعِ مُفَرَّجَةً مِنْ رُؤُسِ اَصَابِعِ الْقَدَمِ اِلَى السَّاقِ وَيَنْقُضُ مَسْحَ الْخُفِّ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ وَنَزْعُ خُفٍّ وَلَوْ بِخُرُوْجِ اَكْثَرِ الْقَدَمِ اِلٰى سَاقِ الْخُفِّ وَاِصَابَةُ الْمَاءِ اَكْثَرَ اِحْدَى الْقَدَمَيْنِ فِي الْخُفِّ عَلَى الصَّحِيْحِ وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ اِنْ لَّمْ يَخَفْ ذِهَابَ رِجْلِهٖ مِنَ الْبَرْدِ وَبَعْدَ الثَّلَاثَةِ الْاَخِيْرَةِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَطْ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقُعٍ وَقُفَّازَيْنِ ؛

ترجمہ (۶) بدن تک پانی کے پہنچنے سے ان دونوں کا مانع ہونا (۷) پیر کے اگلے حصہ کا باقی رہنا، ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے تین انگلیوں کے برابر۔ پس اگر پیر کا اگلا حصہ نہ ہو (مثلاً کٹ گیا ہو) یا موزے پر مسح نہیں کرسکتا اگرچہ ایڑی موجود ہو۔ اور مقیم ایک دن ایک رات تک مسح کرسکتا ہے اور مسافر تین دن تین رات تک۔ اور مسح کے مدت کی ابتداء حدث (وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہے جو موزوں کے پہننے کے بعد پیدا ہو۔ اور اگر مقیم نے مسح کیا پھر مدت (یعنی ایک دن، رات) پوری ہونے سے پہلے سفر کرلیا تو وہ مسافر کی مدت (تین دن، تین رات) پورا کرسکتا ہے۔ اور مسافر ایک دن ایک رات مسح کرنے کے بعد مقیم ہوگیا تو وہ موزوں کو نکال ڈالے ورنہ ایک دن ایک رات پوری کرلے۔ اور مسح میں فرض ہے ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے تین انگلیوں کی مقدار، ہر ایک پیر کے اگلے حصہ کے اوپر کے حصہ پر، اور ہاتھ کی انگلیوں کو چھیدا اور کشادہ کرکے پیر کی انگلیوں کے سروں سے پنڈلیوں تک کھینچنا مسح کی سنت ہے۔

اور موزہ کے مسح کو چار چیزیں توڑ دیتی ہیں (۱) ہر وہ چیز جو وضو کو توڑے (۲) موزہ کا اتار دینا اگرچہ پیر کے زیادہ حصہ کے موزے کی ساق کی طرف نکل آنے کے باعث ہو۔ (۳) ایک پیر کے زیادہ حصہ پر پانی کا پہونچ جانا موزے میں (گھس کر) صحیح مذہب کے مطابق

(۴) مدت کا گذر جانا (بشرطیکہ سردی کے باعث پیر کے مارے جانے کا خوف نہ ہو) اور اخیر کے تین کے بعد فقط دونوں پیروں کو دھولے۔ عمامہ، ٹوپی، اور دستانوں پر مسح جائز نہیں

توضیح

منعهما: یعنی ایسے گاڑھے (دبیز) ہوں کہ پانی اندر نہ پہونچ سکے۔

من وقت الحدث، یہی قول راجح ہے۔ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت سے موزے پہنے گئے اس وقت سے اعتبار ہوگا۔ اور امام احمدؒ کے نزدیک جس وقت سے مسح کیا ہو اس وقت سے اعتبار ہوگا۔ (از حاشیہ) ۱۲

والا: یعنی دو بجے مثلاً پیر دھوکر اور وضو کرکے موزے پہنے اور پھر مغرب بعد تک وہی وضو باقی رہا، مغرب بعد وضو ٹوٹا۔ اب مدتِ مسح مغرب بعد سے شروع ہوگی، مقیم ہے تو اگلے روز مغرب بعد مدت مسح ختم ہوگی اور مسافر ہے تو تین دن یعنی مغرب بعد سے بہتر ۷۲ گھنٹے گذار کر مدتِ مسح ختم ہوگی۔ مختصر یہ کہ مدت کا آخری حصہ کا لحاظ ہوگا کہ اس میں مسافر ہے یا مقیم، اس کی چار صورتیں نکلتی ہیں (الف) مسافر تھا مقیم ہو گیا۔ (ب) مقیم تھا مسافر ہوگیا۔ (ج) پہلی صورت میں کہ مدتِ مسح پوری کی تھی یا نہیں (د) دوم صورت میں اسی طرح ہے کہ مدتِ مسح پوری کی تھی یا نہیں۔

(فائدہ) جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ مدت مسح مقدر ہے اور امام مالکؒ مقدر نہیں مانتے

فرض المسح: یعنی فرض تو صرف یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر ہر موزے کا اگلا حصہ جو پیر کی انگلیوں کے اوپر ہے تر ہو جائے خواہ وہ انگلیوں سے ہو یا کپڑے سے یا پانی گر جانے سے، البتہ سنت یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کو کشادہ کرکے پیر کی انگلیوں کے سروں سے پنڈلی تک کھینچ کر لے جائے صرف ایک مرتبہ، اسی طرح مسح کرنا سنت ہے۔ تین بار نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ مسح موزہ کے اس حصہ پر واقع ہو جس کے اندر قدم ہے۔ قدم سے خالی حصہ پر مسح جائز نہ ہوگا مثلاً اگر موزوں کا عرض طول پیر کی مقدار سے زیادہ ہو اور مسح کرنیوالا اس زائد حصہ پر مسح کر ڈالے جس کے نیچے پیر کا کوئی حصہ نہیں تو مسح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲

ینقض الخ: جس چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کل کا یہ حکم ہے تو مسح علی الخف جزء ہے جو حکم کل کا ہے وہی حکم جز کا ہے۔

نزع: یعنی اگر ایسی صورت ہو کہ موزہ کو اتارا تو نہیں بلکہ خود نکلنے لگا ہے اور نکلتے نکلتے پیر کا زیادہ حصہ موزے سے کھسک کر موزے کی پنڈلی میں آگیا ہے تو اس صورت میں بھی مسح ٹوٹ جائے گا اور موزہ نکل جانے، پانی پہونچ جانے اور مدت گذر جانے

کی صورتوں میں مسح ٹوٹ جائیگا

وَمَضِى الْمُدَّة الخ یعنی مدت مسح پورا ہو جانا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔ مثلاً اس مدت میں مسح نہ کیا ہو اور موزے پہننے کے بعد حدث پیش آیا پھر حدث کے بعد مدت مسح پوری ہوگئی تو وہ مسح نہ کرے۔ اب اس صورت میں موزے پر مسح کرنا درست نہ ہوگا اور اگر خوف ہو پیر کے ضائع ہونے کا پورا پیر یا پیر کے بعض حصہ کا سردی کی وجہ سے تو پھر مسح کرنا جائز ہے۔

فَقَط الخ یعنی اگر باوضو ہے تو اب وضو کا اعادہ ضروری نہیں، صرف پیروں کو دھولے۔
عَمَامَة ، اور اگر سر کو بقدر فرض پہنچ جائے تو عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے۔ جیساکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عمامہ پر مسح فرمایا۔ اور یہ روایت اسی کیفیت پر محمول ہے۔

(فَصْلٌ) إِذَا افْتَصَدَ أَوْ جُرِحَ أَوْ كُسِرَ عُضْوُهُ فَشَدَّهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ جَبِيْرَةٍ وَكَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ غَسْلَ الْعُضْوِ وَلَا يَسْتَطِيْعُ مَسْحَهُ وَجَبَ الْمَسْحُ عَلٰى أَكْثَرِ مَا شَدَّ بِهِ الْعُضْوَ وَكَفَى الْمَسْحُ عَلٰى مَا ظَهَرَ مِنَ الْجَسَدِ بَيْنَ عِصَابَةِ الْمُفْتَصِدِ وَالْمَسْحُ كَالْغَسْلِ فَلَا يَتَوَقَّتُ بِمُدَّةٍ وَلَا يُشْتَرَطُ شَدُّ الْجَبِيْرَةِ عَلٰى طُهْرٍ وَيَجُوْزُ مَسْحُ جَبِيْرَةِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ مَعَ غَسْلِ الْأُخْرٰى وَلَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ بِسُقُوْطِهَا قَبْلَ الْبُرْءِ وَيَجُوْزُ تَبْدِيْلُهَا بِغَيْرِهَا وَلَا يَجِبُ إِعَادَةُ الْمَسْحِ عَلَيْهَا وَالْأَفْضَلُ إِعَادَتُهُ وَإِذَا رَمِدَ وَأُمِرَ أَنْ لَا يَغْسِلَ عَيْنَهُ أَوِ انْكَسَرَ ظُفْرُهُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً وَعِلْكًا أَوْ جِلْدَةَ مَرَارَةٍ وَضَرَّهُ الْمَسْحُ تَرَكَهُ وَلَا يَفْتَقِرُ إِلَى النِّيَّةِ فِي مَسْحِ الْخُفِّ وَالْجَبِيْرَةِ وَالرَّأْسِ ٭

ترجمہ

جب فصد لیا ہو یا عضو مجروح ہو گیا یا ٹوٹ گیا ہو اس لئے اسکو پٹی یا ٹیکٹھی سے باندھ لیا ہو اور اس عضو کے دھونے پر قادر نہ ہو تو اس عضو پر پانی کا بھیگا ہاتھ پھیر لے اور اس چیز کے زائد حصہ پر جس سے کہ اس زخمی عضو کو باندھا گیا ہے مسح کرنا واجب ہوگا۔

اور فصد لینے والے کی پٹی کے بیچ میں بدن کا جو حصہ ظاہر ہو اس پر مسح کر لینا کافی ہے۔ دھونا فرض نہیں، اور یہ مسح دھونے کے مانند ہے پس کسی مدت کے ساتھ موقت نہ ہوگا اور نہ پاکی یعنی وضو کرنے کے بعد اس پٹی کا باندھنا شرط ہوگا۔ اور ایک پیر کی پٹی پر مسح کرنا دوسرے پیر کے دھونے کے باوجود جائز ہوگا اور اچھا ہونے سے پہلے پٹی کے گر جانے سے یہ مسح باطل نہ ہوگا اور پٹی کا دوسری پٹی سے بدل لینا جائز ہوگا اور مسح کا لوٹانا واجب نہ ہوگا اگرچہ افضل اس کا لوٹانا ہے۔ اور جب کہ آشوب چشم ہو اور اس کو یہ بتایا گیا ہو کہ آنکھ کو نہ دھوئے، یا ناخن ٹوٹ گیا ہو اور دوا ر علک یا پتے کی کھال (جھلی) اس پر رکھدی گئی ہو اور اس کا اتارنا اس کو نقصان دے تو ان تمام صورتوں میں مسح جائز ہے اور اگر اس کو مسح (بھی) نقصان دے تو اس کو بھی چھوڑ دے۔

موزوں اور جبیرہ اور سر کے مسح میں نیت کی حاجت نہیں۔

توضیح

یہ فصل پٹی پر مسح کے بیان میں ہے۔

جَبَائِرہ : جس کا ترجمہ ٹیکٹھی ہے، جبیرہ ان کھپچیوں کو کہا جاتا ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جاتی ہیں۔ آج کل کی اصطلاح میں پلاسٹر کہا جاتا ہے۔

اور مسح علی الخف اور مسح علی الجبیرہ میں قدرے فرق ہے۔ جبیرہ (پٹی) پر وضو کرکے باندھنا ضروری نہیں۔ بخلاف موزے پر مسح کے۔ مسح علی الجبیرہ (زخم کی پٹی) غیر موقت، اسمیں وقت کی تعیین نہیں۔ چنانچہ پٹی اگر بغیر اچھا ہوئے گر جائے زخم سے تو مسح ختم نہ ہوگا اور اگر اچھا ہونے کے بعد گر جائے تو اس جگہ کا دھونا واجب نہ ہوگا بشرطیکہ وضو سے ہو۔

جبیر (پٹی) کے مسح میں استیعاب واجب ہے اور پٹی پر مسح دونوں حالت میں برابر ہے خواہ حدث اصغر ہو خواہ حدث اکبر۔ حاصل یہ کہ ان حالتوں میں زخمی حصہ کا دھونا فرض نہیں، اگر ممکن ہو تو اس پر بھیگا ہاتھ پھیر لے اور اگر یہ بھی نقصان دے تو پھر اس پٹی یا ٹیکٹھی (کھپچیوں) پر ہی بھیگا ہاتھ پھیرے۔ اگر پٹی کے زیادہ حصہ پر ہاتھ پھیر لیا تب بھی کافی ہے۔

غسل الخ : یعنی فصد کے یا زخمی حصہ کے سوا جو حصہ بدن کا پٹی کے نیچے آگیا ہے اگرچہ وہ

وہ سالم ہے لیکن اس کے دھونے سے یا پٹی کے کھولنے سے اگر زخم کو نقصان پہونچنے کا خطرہ ہو تو اس سالم حصہ کا دھونا اس پر فرض نہیں رہتا بلکہ مسح کافی ہے۔ (واللہ اعلم)

کَالْغسل الخ اس عبارت سے اشارہ ہے کہ مسح پٹی پر غسل کیطرح ہے یہ بدل اور قائم مقام بھی نہیں ہے، برعکس موزے پر مسح کے کہ وہ قائم مقام اور نائب ہے۔ اسی بنار پر یہ جائز نہیں کہ ایک پیر پر مسح کرے اور ایک کو دھولیا جائے۔

فَلَا يَتَوَقَّتُ الخ یعنی پانچ احکام جو ماقبل میں بیان کئے ہیں وہ اسی اصل پر متفرع ہیں کہ مسح دھونے کے برابر ہے۔ اور ان احکام سے موزوں کے مسح اور پٹی کے مسح کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر نیچے کا حصہ بھیگ جائے تو پٹی کا مسح بیکار نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ غسل کے حکم میں ہے اور غسل کسی مدت کے ساتھ متعین نہیں ہے نیز مذکورہ عبارتوں سے مسح علی الخف اور مسح علی الجبیرہ کا فرق ظاہر ہوگیا۔

عَلَكًا: یہ ایک قسم کا گوند ہوتا ہے۔

بَابُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

يَخْرُجُ مِنَ الْفَرْجِ حَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَاِسْتِحَاضَةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْفُضُهٗ رَحِمُ بَالِغَةٍ لَا دَاءَ بِهَا وَ لَا حَبَلَ وَ لَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْاِيَاسِ وَ اَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَ اَوْسَطُهٗ خَمْسَةٌ وَ اَكْثَرُهٗ عَشَرَةٌ وَالنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقَبَ الْوِلَادَةِ وَ اَكْثَرُهٗ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَ لَا حَدَّ لِاَقَلِّهٖ وَالْاِسْتِحَاضَةُ دَمٌ نَقَصَ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ زَادَ عَلٰى عَشَرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلٰى اَرْبَعِيْنَ فِي النِّفَاسِ وَ اَقَلُّ الطُّهْرِ الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَ لَا حَدَّ لِاَكْثَرِهٖ اِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً وَيَحْرُمُ بِالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ ثَمَانِيَةُ اَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ

وَقِرَاءَةُ اٰيَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَمَسُّهَا اِلَّا بِغِلَافٍ وَ دُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَ الْجِمَاعُ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِمَا تَحْتَ السُّرَّةِ اِلٰى تَحْتِ الرُّكْبَةِ وَ اِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الْحَيْضِ وَ النِّفَاسِ حَلَّ الْوَطْءُ بِلَا غُسْلٍ

حیض اور نفاس اور استحاضہ کا باب

ترجمہ فرج سے حیض، نفاس اور استحاضہ خارج ہوتا ہے۔
پس حیض وہ خون ہے جس کو ایسی بالغ عورت کا رحم خارج کرے جس کو نہ کوئی مرض ہو نہ حمل ہو اور نہ سنِ ایاس (بڑھاپے کی عمر) کو پہونچی ہو۔

حیض کی اقل مدت تین دن ہیں، اوسط پانچ دن، زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔
نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد خارج ہو۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے دن چالیس ہیں، کم کی کوئی حد نہیں۔ استحاضہ وہ خون ہے جو تین دن سے کم ہو یا حیض کی صورت میں دس دن سے اور نفاس میں چالیس دن سے زائد ہو۔

اور کم سے کم طہر جو دو حیض کے درمیان فصل پیدا کرے وہ پندرہ ۱۵ دن ہے اور زائد طہر کی کوئی حد نہیں مگر اس عورت کے لئے جو حالتِ استحاضہ میں بالغ ہوئی ہو۔

حیض و نفاس سے آٹھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ نماز، روزہ، قرآن پاک کی کسی آیت کا پڑھنا، قرآن پاک کا چھونا مگر جزدان کے ساتھ، اور مسجد میں جانا، طواف جماع اور ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک عورت کے عضو سے لذت اندوزی کرنا۔ اور جب حیض اور نفاس کی زائد سے زائد مدت پر خون بند ہو تو مجامعت بلا غسل (بھی) حلال ہو جاتی ہے۔

توضیح يَخْرُجُ مِنَ الفرج: جو خون عورتوں کے فرج (پیشاب گاہ) سے نکلنے والے ہیں وہ تین قسم کے خون ہیں (۱) حیض (۲) نفاس (۳) استحاضہ اور بعض علماء کرام ایک اور قسم بیان کرتے ہیں۔ وہ ہے الضائع یہ وہ خون ہے جو عورت کے بالغ ہونے سے پہلے دکھائی دیتا ہے۔

حیض بالغہ عورت کے رحم سے آنے والے خون کا نام ہے، نہ اسے کوئی بیماری ہو، اور نہ وہ حاملہ ہو، یہ تعریف شرعی ہے، اور لغت میں مطلق سیلان کے معنٰی میں آتا ہے۔ نفاس بچہ کے پیدا ہونے کے بعد آنیوالے خون کا نام ہے، اور آخری مدت نفاس چالیس دن ہے۔ اور چالیس دن سے زیادہ آنیوالا خون استحاضہ کہلاتا ہے۔

ینفضہ : فاء کا ضمہ بمعنی کسی چیز کا حرکت کرنا تاکہ وہ شئی غبار وغیرہ سے صاف ہو جائے تو اس سے وہ خون نکل جاتا ہے جو رحم میں موجود ہوا اور خارج نہ ہوا ہو۔

رحم : یہ ایک ایسا عضو ہے کہ اس کے اندر بچہ قرار پاتا اور پرورش پاتا ہے اور اس میں نقطہ جمع ہوتا ہے۔ اس قید سے بقیہ تمام اعضاء کے خون نکل گئے اور امرأۃ کی قید سے تمام حیوان کے خون نکل گئے۔

حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور اوسط پانچ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں۔ نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن، کم کی کوئی تحدید نہیں۔ اور اقل مدت اور اکثر مدت میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اقل مدت دو دن اور تیسرے دن کا اکثر حصہ۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایک دن، اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ اما اعظمؒ حجت پکڑتے ہیں اس حدیث سے أَقَلُّ الْحَيْضِ لِلْجَارِيَةِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهَا وَأَكْثَرُهٗ عَشْرَةُ أَيَّامٍ۔

سن الایاس : یعنی وہ زمانہ جس میں حیض آنا قطعًا بند ہو جاتا ہے اس کی مدت پچپن ۵۵ سال ہے (اگرچہ حالات کے اعتبار سے متفاوت بھی ہوتی رہتی ہے۔

لاحد : چونکہ نفاس کی کم سے کم مدت متعین نہیں ہے لہٰذا ولادت کے بعد جتنی دیر اور جتنا بھی خون آئے گا وہ نفاس ہی ہوگا خواہ ایک دن آئے یا اس سے بھی کم۔

لاحد لاکثرہا : یعنی پہلی مرتبہ ہی خون آیا تو اس کا سلسلہ منقطع ہوا ہی نہیں حتیٰ کہ دس دن یا بصورتِ نفاس چالیس دن بھی گذر گئے تو اس صورت میں حیض اور طہر کی مدت معین کر دی جائے گی یعنی پندرہ دن (علیٰ ہٰذا) اور اگر ولادت ہوئی ہو تو نفاس کے چالیس دن مانے جائیں گے، اس کے بعد جو خون آئیگا اس کو استحاضہ مانا جائے گا، البتہ اگر کوئی بالغہ تھی اس کو حیض آتا تھا پھر استحاضہ شروع ہوا تو اگر حیض کے دن مقرر تھے مثلاً اس کی عادت تھی کہ پانچ روز حیض آیا کرتا تھا تو اب پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے باقی استحاضہ کے۔

قراءۃ اٰیۃ : یعنی یہی حکم ایک آیت کا بھی ہے خواہ وہ کاغذ پر لکھی ہوئی ہو یا

کپڑے پر یا تختی پر یا درہم و دینار پر یا دیوار پر۔ (واللہ اعلم)

ومسّھا الخ: یعنی چولی جو قرآن پاک سے ملی رہتی ہے اس کا یہ حکم نہیں۔ غلاف سے مراد وہ کپڑا ہے جو قرآن پاک سے الگ رہتا ہو جیسے جزودان۔ باقی اپنی آستین یا کرتے کے پلّے سے بھی چھونا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ چھونے والے کے تابع ہے، اس کا حکم ہاتھ جیسا ہے۔ اور قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے" لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ اور حدیث پاک میں بھی اسی قسم کا مضمون وارد ہے۔

وَدخولُ مَسْجِدٍ الخ جیسا کہ روایت میں ہے" اِنِّیْ لَآ اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِجُنُبٍ اَوْ لِحَائِضٍ" یعنی دخول مسجد مطلقًا درست نہیں ہے خواہ ٹھہرنا یا گزرنا، اور جملہ مساجد کا یہی حکم ہے، عیدگاہ اس سے مستثنیٰ ہے اسی طرح وہ جگہ جہاں نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، دونوں مقام مسجد کے حکم میں نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم)

الطواف: طواف بھی بحالتِ حیض و نفاس جائز نہیں ہے خواہ فرض ہو یا نفل، اور جماع بحالتِ حیض و نفاس حرام ہے اور استمتاع مافوق الازار حلال ہے مثلاً بوسہ دینا اور چھونا۔

واذا انقطعَ الخ: اس کی تین صورتیں ہیں۔ پورے دس دن میں حیض کا خون بند ہوا ہو۔ یا دس دن سے کم میں بند ہو۔ پہلی صورت میں بلا غسل جماع کرنا درست ہے اور دوسری صورت میں جماع بلا غسل درست نہیں۔ اگر ایک وقت نماز کا گزر جائے تو حلال ہو کیوں کہ یہ حکمًا پاک ہو گئی اور یہی حکم تیسری صورت کا ہے۔

وَلَا یَحِلُّ اِنِ انْقَطَعَ لِدُوْنِهٖ لِتَمَامِ عَادَتِهَا اِلَّا اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَیَمَّمَ وَتُصَلِّیَ اَوْ تَصِیْرَ الصَّلٰوةُ دَیْنًا فِیْ ذِمَّتِهَا وَذٰلِكَ بِاَنْ تَجِدَ بَعْدَ الْاِنْقِطَاعِ مِنَ الْوَقْتِ الَّذِیْ انْقَطَعَ الدَّمُ فِیْهِ زَمَنًا یَسَعُ الْغُسْلَ وَالتَّحْرِیْمَةَ فَمَا فَوْقَهُمَا وَلَمْ تَغْتَسِلْ وَلَمْ تَتَیَمَّمْ حَتّٰی خَرَجَ الْوَقْتُ وَتَقْضِی الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ الصَّوْمَ دُوْنَ الصَّلٰوةِ وَیَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ خَمْسَةُ اَشْیَاءَ الصَّلٰوةُ وَقِرَاءَةُ اٰیَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَمَسُّهَا اِلَّا بِغِلَافٍ

وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ كَرُعَافٍ دَائِمٍ لَا يَمْنَعُ صَلٰوةً وَّلَا صَوْمًا وَّلَا
وَطْئًا وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ عُذْرٌ كَسَلَسِلِ الْبَوْلِ وَاسْتِطْلَاقِ
بَطْنٍ لِوَقْتِ كُلِّ فَرْضٍ وَيُصَلُّوْنَ بِهٖ مَا شَاءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ
وَيَبْطُلُ وُضُوْءُ الْمَعْذُوْرِيْنَ بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فَقَطْ وَلَا يَصِيْرُ مَعْذُوْرًا
حَتّٰى يَسْتَوْعِبَهُ الْعُذْرُ وَقْتًا كَامِلًا لَيْسَ فِيْهِ اِنْقِطَاعٌ بِقَدْرِ
الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ وَهٰذَا شَرْطُ ثُبُوْتِهٖ وَشَرْطُ دَوَامِهٖ وُجُوْدُهٗ
فِيْ كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ اِنْقِطَاعِهٖ وَخُرُوْجُ
صَاحِبِهٖ عَنْ كَوْنِهٖ مَعْذُوْرًا خُلُوُّ وَقْتٍ كَامِلٍ عَنْهُ ؛

ترجمہ اور آخری مدت سے کم پر اس کی عادت کے پورے ہوجانے کے باعث اگر خون بند ہو تو مجامعت جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ غسل کرلے یا (اگر غسل پر قادر نہ ہو تو) تیمم کرلے اور نماز پڑھ لے یا نماز اس کے ذمہ فرض ہوجائے جسکی قضا فرض ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ خون کے بند ہونے کے بعد اس وقت سے کہ جب خون بند ہوا تھا اتنا وقت پالے جس میں غسل اور تحریمہ یا ان دونوں سے زائد کی گنجائش ہو۔ اور (پھر) غسل یا تیمم نہ کیا ہو یہاں تک کہ نماز کا وقت نکل گیا ہو۔ حائض اور نفساء روزہ کی قضا کریں نماز کی نہیں۔ جنابت کے باعث پانچ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں۔ نماز، قرآن پاک کی آیت کا پڑھنا اور غلاف کے بدون قرآن کی کسی آیت کا چھونا، مسجد میں جانا، اور طواف۔ محدث پر تین چیزیں حرام ہوجاتی ہیں۔ نماز، طواف، اور جزدان کے بغیر قرآن پاک کا چھونا۔ استحاضہ کا خون دائمی نکسیر کیطرح ہے نہ نماز کو روکتا ہے، نہ روزہ کو، نہ وطی کو۔ اور مستحاضہ اور ہر وہ شخص جس کو کوئی عذر ہو مثلاً پیشاب کا تسلسل یا پیٹ کا چلنا (یعنی متواتر دست آتے رہنا) ہر فرض کے وقت وضو کرلیں اور اس وضو سے (وقت کے اندر) جس قدر فرض اور نفل نماز چاہیں پڑھ لیں۔ معذوروں کا وضو صرف وقت کے نکل جانے سے بے کار ہوجاتا ہے (یعنی

وقت کے آنے سے نہیں) بشرطیکہ کوئی دوسرا ناقض پیش نہ آیا ہو، ناقض پیش آنے پر اندرونِ وقت بھی اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور معذور نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اس کا عذر اس کو (نماز کے) پورے وقت تک پوری طرح گھیرے نہ رہے (یعنی اتنا وقت نہ مل سکے کہ وضو کرکے فرض نماز پڑھ لے، اور اس تمام وقت میں وضو اور نماز کی مقدار خون کا انقطاع (بند ہو جانا) نہ ہو۔ یہ ثبوتِ عذر کی شرط ہے اور دوامِ عذر کی شرط یہ ہے کہ اس کے بعد ہر نماز کے وقت میں یہ عذر ثابت ہو جائے اگرچہ ایک ہی مرتبہ (پایا جاوے) اور عذر کے انقطاع اور صاحبِ عذر کے معذور ہونے سے خارج ہونے کی شرط نماز کے ایک پورے وقت کا اس عذر سے خالی ہو جانا ہے (نماز کا وقت پورا گذر جائے اور عذر پیش نہ آئے تو مانا جائیگا کہ عذر ختم ہوگیا۔

توضیح

الوقت: مطلق فرمایا اور یہ مقید ہے وقت کے ساتھ اور وہ پانچ اوقات ہیں۔ اگر چاشت کے وقت میں بند ہوا اور اس کے بعد غسل نہیں کیا اور نہ ہی تیمم کیا حتیٰ کہ وقتِ ظہر گذر گیا، اس صورت میں اس وقت کی نماز اس کے ذمہ قرض رہے گی۔ حاصل یہ رہا کہ حیض بند ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ اول زائد سے زائد مدت یعنی دس دن پر حیض بند ہوا ہو۔ دوم دس دن سے کم پر حیض بند ہوا ہو، اس صورت میں مجامعت اس وقت جائز ہو گی جبکہ مندرجہ ذیل تین چیزوں میں سے کوئی پائی جائے (۱) غسل کرلے (۲) تیمم کرکے نماز پڑھ لے (۳) اس کے اوپر اس وقت کی نماز کی قضا لازم ہو جائے، اور قضا اس وقت لازم ہو گی جب حیض بند ہونے کے وقت کم از کم وقت اس قدر باقی ہو جس میں غسل کرکے تحریمہ باندھ سکے اور زوال سے پہلے کا وقت وقتِ مہمل ہے اس کے گذر جانے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا، اسی طرح آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے خون بند ہوا ہو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اب اس صورت میں اگر اس قدر وقت یسر نہ ہو تو اس پر نماز واجب نہ ہو گی۔

دَمَ الاستحاضَةِ: یہ خون رحم سے خارج نہیں ہوتا۔ اس کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے اندر بو نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث پاک میں آیا ہے قال علیہ السلام اجتنبی الصلوٰۃ اَیَّامَ حَیْضِكِ ثم اغتسل وصلی و توضئی لکل صلوٰۃ، کہ ایامِ حیض میں نماز نہ پڑھ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ مدتِ حیض (دس دن) کے ختم ہونے پر غسل کرکے نماز پڑھے اور ہر نماز کے واسطے وضو کرے۔ اور ایک روایت میں عبارت یہ ہے ان قطر الدم علی الحصیر اگرچہ یہ خون کا قطرہ چٹائی پر ہو۔

کسَلسِ البَول : لام کے فتحہ کے ساتھ : برابر قطرہ آتا رہنا، اور لام کے کسرہ کے ساتھ یہ ایک مرض ہے جس کا ٹپکنا منقطع نہ ہو، وہ مثانے کی کمزوری سے ہو یا سردی کے غالب آجانیسے۔ **بخروجِ الوقت** : امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وقت ختم ہو جانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ صرف دخولِ وقت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (یعنی دخول وخروج دونوں سے)،

فائدہ : حاصل یہ کہ ناقضِ وضو مثلاً پیشاب بہہ رہا ہے وقت کے اندر وضو کو کارآمد مانا جائیگا اور ناقض کو نظر انداز کر دیا جائیگا۔ کیونکہ ادائے نماز کی ضرورت پوری ہو چکی اس لئے اب یہ وضو بے کار اور بے اثر ہو گیا یعنی اس سے نماز پڑھنی جائز نہیں رہی بلکہ حرام ہو گئی۔ غالباً یبطل کی قید اسی رعایت سے واقع ہوئی۔

بَابُ الْاَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ اِلٰی قِسْمَیْنِ غَلِیْظَةٌ وَخَفِیْفَةٌ فَالْغَلِیْظَةُ کَالْخَمْرِ وَالدَّمِ الْمَسْفُوْحِ وَلَحْمِ الْمَیْتَةِ وَاِهَابِهَا وَبَوْلِ مَا لَا یُؤْکَلُ وَنَجْوِ الْکَلْبِ وَرَجِیْعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالْاِوَزِّ وَمَا یَنْقُضُ الْوُضُوْءَ بِخُرُوْجِهٖ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ وَاَمَّا الْخَفِیْفَةُ فَکَبَوْلِ الْفَرَسِ وَکَذَا بَوْلُ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُهٗ وَخُرْءُ طَیْرٍ لَا یُؤْکَلُ وَعُفِیَ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ وَمَا دُوْنَ رُبْعِ الثَّوْبِ اَوِ الْبَدَنِ وَعُفِیَ رَشَاشُ بَوْلٍ کَرُؤُسِ الْاِبَرِ وَلَوِ ابْتَلَّ فِرَاشٌ اَوْ تُرَابٌ نَجِسَانِ مِنْ عَرَقِ نَائِمٍ اَوْ بَلَلِ قَدَمٍ وَظَهَرَ اَثَرُ النَّجَاسَةِ فِی الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنَجَّسَا وَاِلَّا فَلَا کَمَا لَا یَنْجُسُ ثَوْبٌ جَافٌّ طَاهِرٌ لُفَّ فِیْ ثَوْبٍ نَجِسٍ رَطْبٍ لَا یَنْعَصِرُ

الرَّطْبُ لَوْ عُصِرَ وَ لَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ بِنَشْرِهٖ عَلٰى اَرْضٍ نَجِسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَ لَا بِرِيْحٍ هَبَّتْ عَلٰى نَجَاسَةٍ فَأَصَابَتِ الثَّوْبَ إِلَّا اَنْ يَّظْهَرَ اَثَرُهَا فِيْهِ

ناپاکیوں اور ان سے پاکی کا بیان

ترجمہ نجاست دو قسموں پر منقسم ہے (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ۔ غلیظہ جیسے شراب، دمِ مسفوح، مردار کا گوشت، مردار کی کچی کھال، ان جانوروں کا پیشاب جو کھائے نہیں جاتے، کتے کا پاخانہ، درندوں کا پاخانہ اور ان کا لعاب، مرغی اور بطخ اور مرغابی کی بیٹ، اور وہ چیزیں جن کے نکلنے کے باعث انسان کے بدن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور خفیفہ جیسے گھوڑے کا پیشاب، ایسے ہی ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، اور مردار پرندوں کی بیٹ۔ نجاستِ غلیظہ میں ایک درہم کی مقدار معاف ہے۔ اور خفیفہ میں چوتھائی کپڑے بدن کے برابر۔ اور پیشاب کی باریک چھینٹیں جو سوئی کے ناکے کے برابر ہوں معاف ہیں۔ اور اگر ناپاک بستر یا ناپاک مٹی سونے والے شخص کے پسینہ یا پیر کی تری سے تر ہو جائیں اور ناپاکی کا اثر بدن اور پیر میں نمایاں ہو جائے تو یہ دونوں (یعنی بدن اور پیر) ناپاک ہو جائیں گے ورنہ (یعنی) اگر ناپاکی کا اثر نمایاں نہ ہو تو ناپاک نہ ہوں گے، جیسا کہ ناپاک نہیں ہوگا وہ سوکھا اور پاک کپڑا کہ ناپاک کپڑے میں جو گیلا تھا لپیٹ دیا گیا ہو، یہ ضروری ہے کہ وہ ناپاک ایسا گیلا ہو کہ اگر اس کو نچوڑا جائے تو اس کی تری نہ نچڑے (یعنی کچھ بوندیں نہ ٹپکیں) اور گیلا کپڑا ناپاک خشک زمین پر پھیلانے سے کہ زمین اس سے تر ہو جائے ناپاک نہیں ہوتا۔ اور نہ اس ہوا سے ناپاک ہوتا ہے جو کسی نجاست پر چلی ہو پھر کپڑے پر پہونچی ہو مگر اس صورت میں کہ ناپاکی کا اثر کپڑے میں نمایاں ہو جائے۔

توضیح بابُ الانجاس الخ مصنفؒ نجاستِ حکمیہ کو بیان کرنے کے بعد اب یہاں نجاستِ حقیقیہ کے استعمال کو ضروری نہ سمجھا۔ چونکہ نجس عام ہے۔

حقیقی، حکمی دونوں کو شامل ہے۔ تو اس باب میں نجاستوں اور ان سے طہارت کرنے کا طریقہ اور صورتوں کو بیان فرما رہے ہیں۔

غلیظۃ: یعنی گاڑھی یا سخت۔ یہ اس لئے کہ اس میں معافی کا حصہ بہت کم ہے۔

خفیفۃ: یعنی ہلکی اس لئے کہ اس کا زیادہ حصہ معاف ہوتا ہے باقی دھونے کے متعلق ان دونوں قسموں میں کوئی فرق نہیں، دھونے کا طریقہ دونوں کا ایک ہی ہے۔

غلیظہ اور خفیفہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ نجاستِ غلیظہ وہ ہے جو نص سے ثابت ہو اور دوسرے نص سے اس کا تعارض نہ ہو اور جس میں دو نصوں کا تعارض ہو ایک سے اس کا نجس ہونا دوسرے سے پاک ہونا ثابت ہو تو اس صورت میں نجاست والی نص کو لینا زیادہ اولیٰ ہے۔ جیسے ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

کالخمر: مصنفؒ نے کالخمر مقید کر کے ذکر فرمایا، اس لئے باقی مشروباتِ محرّمہ جیسے طلاء وغیرہ اس کے متعلق تین روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں مغلظ فرمایا، دوسری روایت میں اس کو مخفف فرمایا، تیسری روایت میں پاک فرمایا، بخلاف خمر کے کہ یہ بالاتفاق مغلظ ہے۔ اس لئے کہ اس کی حرمت قطعی ہے، خمر کے علاوہ مشروبات کی حرمت قطعی نہیں ہے۔

الدم المسفوح: مسفوح کے لفظی معنیٰ ہیں بہایا گیا، چنانچہ جو خون جاندار کے بدن سے نکل کر بہنے لگے گا اس کا یہی حکم ہوگا۔ ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے اس کا یہی حکم ہے ایسا خون اگر جم بھی جائے تب بھی یہی حکم رہے گا۔ البتہ مذبوح جانور کے گوشت میں سے جو اتفاقاً خون نکل آتا ہے وہ معاف ہے۔ تلی، دل، جگر، گردوں کا خون، اور جو خون ناقضِ وضو نہ ہو، مچھر، جوں، اور مچھلی کا خون معاف ہے۔ اسی طرح شہید کے لئے شہید کا خون معاف ہے۔ دمِ مسفوح کی عام پہچان یہ ہے کہ ہوا لگنے سے وہ گاڑھا ہو جائے اور سوکھ کر کالا پڑ جائے۔

لحم المیتۃ: مردار کی کچّی کھال جس میں خون ہو یعنی جس کو دباغت نہ دیا گیا ہو۔

بول مالا یوکل لحمہ: خواہ یہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، اور گوشت خواہ چوپایوں کا پاخانہ جیسے چیتا، سور وغیرہ، مگر گوشت خور پرندوں کی بیٹ کا یہ حکم نہیں۔ وہ نجاستِ خفیفہ ہے۔ چمگادڑ اور چوہے کا پیشاب پاک ہے اس لئے کہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم

وما ینقض: جو چیز انسان کے جسم سے نکلے اور اس سے وضو ٹوٹ جائے نجاستِ غلیظہ کے حکم میں ہے، لیکن ریح کو مستثنیٰ کر دیا ہے، اصح قول کے مطابق پاک ہے۔ یہاں مراد

ناقض سے ناقضِ حقیقی ہے۔ مثلاً نوم، قہقہہ ان دونوں کو پاک اور ناپاک متصف نہیں کیا جائے گا۔

بولَ مایوکل لحمہٗ : یعنی گھوڑے، خچر، گدھے، بھینس، گائے، بکری، ان چوپایوں کا گوبر، لید نجاستِ مغلظہ ہے امام اعظمؒ کے نزدیک۔ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ نجاستِ خفیفہ ہے

وعُفیَ : یعنی جو مقدار معاف ہے بغیر ازالۂ نجاست کے نماز درست ہے اور اس میں کراہت نہیں۔ اور اگر نجاست جمع کی جائے اور وہ درہم کے مقدار ہو جائے تو اب نماز مکروہ ہوگی، یا مقدار درہم سے کم ہے اور نماز کا وقت آگیا اور وقت میں گنجائش ہے تو نجاست کا دور کرنا (جو بقدرِ عفو ہے) افضل ہے۔

قدَرالدرھم : یعنی اگر نجاست مغلظ جسم والی ہے تو اس میں مقدار درہم (یعنی وزن کا) اعتبار ہوگا جس کی مقدار بیس قیراط ہے۔ اور اگر پتلی اور بہنے والی ہو تو ایک درہم ہتھیلی کے گڑھے کا اعتبار ہوگا۔

ومَا الخ : اگر نجاست جسم پر ہے تو تمام جسم اور اگر کپڑے پر ہے تو اس کپڑے کی چوتھائی کا اعتبار کیا جائے گا راجح قول کے مطابق جیسے ہاتھ پیر پر نجاست لگی ہے تو اس کے چوتھائی کا اعتبار کیا جائے گا، اور اگر آستین پر لگی ہے تو اس کا چوتھائی معتبر ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

ولوابتلّ فراش : اگر کوئی شخص نجس بستره پر سویا یا نجس مٹی پر سویا اور اس کے پسینہ سے وہ بستر اور مٹی بھیگ گئے تو اس صورت میں اس کا جسم ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر تری لیکر چلا اور اسے وہ نجاست ظاہر ہوگئی تو پیر ناپاک ہو جائے گا۔ نوم اور حالتِ بیداری دونوں کا یہی حکم ہے۔

اِلّا فلا : یعنی اگر بدن اور پیر میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوا تو اس صورت میں ناپاک نہ ہوگا۔

وَيَطهرُ متنجّسٌ بِنجَاسةٍ مَرْئِيَّةٍ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَلو بِمَرَّةٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ اَثَرٍ شَقَّ زَوَالُهٗ وَغَيْرِ الْمَرْئِيَّةِ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ وتَطْهُرُ النَّجَاسَةُ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ مُزِيْلٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَيَطْهُرُ الْخُفُّ وَنَحْوُهٗ بِالدَّلْكِ مِنْ نَجَاسَةٍ لَهَا جِرْمٌ وَلَوْ كَانَتْ رَطْبَةً وَيَطْهُرُ السَّيْفُ

وَنَحْوُهُ بِالْمَسْحِ وَإِذَا ذَهَبَ اَثَرُ النَّجَاسَةِ عَنِ الْاَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهَا دُوْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا وَيَطْهُرُ مَا بِهَا مِنْ شَجَرٍ وَكَلَأٍ قَائِمٍ بِجَفَافِهٖ وَتَطْهُرُ نَجَاسَةٌ اِسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَاَنْ صَارَتْ مِلْحًا اَوِ احْتَرَقَتْ بِالنَّارِ وَيَطْهُرُ الْمَنِيُّ الْجَافُّ بِفَرْكِهٖ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَيَطْهُرُ الرَّطْبُ بِغَسْلِهٖ ؛

ترجمہ اور وہ چیز جو نجاستِ مرئیہ سے ناپاک ہے (یعنی جس پر ایسی ناپاکی لگی ہوئی ہے جو نظر آرہی ہے) اس نجاست کے جرم کے زائل ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے اگرچہ ایک مرتبہ دھونے سے ہی (جرم زائل ہو گیا ہو) صحیح مذہب کے بموجب اور ناپاکی کے ایسے اثر کا باقی رہ جانا جس کا زائل ہونا شاق ہو مضر نہیں۔ اور نجاستِ غیر مرئیہ پاک ہوتی ہے تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ نچوڑنے سے۔ اور نجاست کپڑے اور بدن سے پانی اور ہر ایسی چیز کے ذریعہ سے پاک ہو جاتی ہے جو زائل کر دینے والی (یعنی ناپاکی کو ہٹانے والی) ہو۔ جیسے سرکہ، عرقِ گلاب (وغیرہ) موزہ اور اس جیسی چیز رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے اس نجاست سے جس کا جرم ہو، اگرچہ وہ تر ہو۔ اور تلوار اور اس جیسی چیزیں پونچھ دینے سے۔ اور جبکہ ناپاکی کا اثر زمین سے جاتا رہے اور زمین خشک ہو جائے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا، اس سے تیمم کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور وہ چیزیں جو زمین میں لگی ہوئی ہوں یعنی درخت یا کھڑی ہوئی گھاس زمین کے ساتھ ساتھ وہ بھی ناپاکی کے اثر کے خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہیں تو یہ ضروری نہیں کہ وہ درخت یا گھاس بھی خشک ہو جائیں۔ اور وہ ناپاکی جس کی ذات بدل گئی مثلاً نمک ہو گئی ہو یا آگ سے جل گئی ہو پاک ہو جاتی ہے۔ اور خشک منی کپڑے اور بدن سے رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے اور تر منی دھونے سے پاک ہوتی ہے۔

توضیح یطھر: مطلق فرمایا ہے۔ اور نجس عام ہے دونوں نوع کی نجاست کو شامل ہے، نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ۔ خواہ وہ نجاست بدن پر ہو یا کپڑے پر یا برتن پر۔

مَرْئِيَّةٌ : نجاست دو قسم پر ہے (۱) نجاست مرئیہ (۲) نجاستِ غیر مرئیہ۔
مرئیہ وہ نجاست ہے جو خشک ہونے کے بعد بھی دکھائی دے۔ جیسے خون وغیرہ
غیر مرئیہ وہ نجاست ہے جو خشک ہونے کے بعد دکھائی نہ دے۔ جیسے پیشاب وغیرہ

علَی الصحیح : اس نجاست کے جرم کے زائل ہونیکے بعد دو مرتبہ دھوئے فقیہ ابو جعفر کے قول کے مطابق فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد اس کو تین مرتبہ دھویا جائے (واللہ اعلم)

شَقَّ : یعنی اس کا دھبہ دور کرنے کے لئے علاوہ پانی کے صابن وغیرہ استعمال کرنیکی ضرورت پڑے، پس اگر صابن استعمال نہیں کیا اور اس ناپاکی کا رنگ باقی رہ گیا، یا مثلاً ناپاک تیل کا دھبہ باقی رہ گیا تو مضائقہ نہیں ہے کپڑا پاک ہوگیا، البتہ مردار کی چربی کا پوری طرح چھڑانا ضروری ہے، مٹی کے برتن پر تین دفعہ پانی گرایا جائے اور ہر مرتبہ اتنی دیر ٹھیر جائے کہ پانی سے پوری طرح تر ہو جائے۔

تطهر النجاسة : یہاں نجاست سے مراد نجاستِ خفیفہ ہے، اس لئے کہ نجاستِ حکمیہ دور نہیں ہوتی ہے جسم سے مائع مزیل کے ذریعہ۔

وبکل مائع مزیل : مزیل کی قید سے وہ شئ خارج ہوگئ جس سے نجاست دور نہ ہوتی ہو۔ جیسے تیل، گھی اور دودھ اور جو اس کے مشابہ ہو۔ اور ناپاک کپڑا ان جانوروں کے پیشاب سے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے نجاست زائل تو ہوسکتی ہے مگر وہ کپڑا ناپاک ہی رہے گا۔ ان اشیاء کا پاک ہونا شرط ہے جن سے پاکی حاصل کی جائے کیونکہ جو خود پاک نہیں ہے اس سے پاکی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ اور وہ شئ جس کا نچوڑنا دشوار ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ ایک مرتبہ دھوئے اور اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ پانی کا ٹپکنا بند ہو جائے۔ دوسری مرتبہ دھوئے اور اس کو چھوڑ دے۔ جب پانی کا قطرہ ٹپکنا بند نہ ہو جائے اسی طرح تین دفعہ کرے۔ (واللہ اعلم)

ونحوه : یعنی صیقل دار اشیاء جو نجاست کو چوس نہ سکتی ہوں۔ مثلاً آئینہ، برتن، پالش شدہ اشیاء، کھراد کی ہوئی چکنی لکڑیاں وغیرہ، یہ پونچھ دینے اور رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ دھونا ضروری نہیں ہے۔

واذا ذهب : یعنی اگر کپڑے اور بدن بوریہ وغیرہ پر اگر نجاست لگی اور خشک ہوگئی تو یہ چیزیں پاک نہ ہوں گی۔

دون التیمم : یہ طہارت نماز کے لئے ہوگی تیمم کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ تیمم کے لئے طہارت میں جو شرط ہے وہ قرآن شریف سے منصوص ہے اور یہ سنت اور اجتہاد سے ثابت ہے

ویطهر : یعنی مرد اور عورت کے منی کا حکم ایک ہے اگر سوکھ جائے تو رگڑنے سے

پاک ہو جاتی ہے۔ دلیل آپؒ کی حدیث ہے جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے كُنْتُ أَغْتَسِلُ الْجَنَابَةَ أَيِ الْمَنِيَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ دوسری حدیث جو حضرت عائشہؓ ہی سے مروی ہے كنت افرك المنى من ثوب النبى صلى الله عليه وسلم۔ (ترجمہ) ۱:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو دیتی تھی۔ ۲:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔ اور اگر تر منی ہو تو دھو کر پاک ہو گی۔

قالت كُنْتُ أَغْتَسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ رَطْبًا وَأَفْرُكُهُ إِذَا كَانَ يَابِسًا۔ (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو منی کے تر ہونے کی صورت میں دھوتی تھی اور خشک ہونے کی صورت میں رگڑ دیتی تھی۔ اور اسی طرح جملہ چوپایوں کی منی کا حکم ہے

فَصْلٌ يَطْهُرُ جِلْدُ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ كَالْقَرَظِ وَبِالْحُكْمِيَّةِ كَالتَّتْرِيْبِ وَالتَّشْمِيْسِ إِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَالْآدَمِيِّ وَتُطَهِّرُ الذَّكَاةُ الشَّرْعِيَّةُ جِلْدَ غَيْرِ الْمَأْكُوْلِ دُوْنَ لَحْمِهٖ عَلٰى أَصَحِّ مَا يُفْتٰى بِهٖ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَسْرِيْ فِيْهِ الدَّمُ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ كَالشَّعْرِ وَالرِّيْشِ الْمَجْزُوْزِ وَالْقَرْنِ وَالْحَافِرِ وَالْعَظْمِ مَا لَمْ يَكُنْ بِهٖ دَسَمٌ وَالْعَصَبُ نَجِسٌ فِي الصَّحِيْحِ وَنَافِجَةُ الْمِسْكِ طَاهِرَةٌ كَالْمِسْكِ وَأَكْلُهٗ حَلَالٌ وَالزَّبَادُ طَاهِرٌ تَصِحُّ صَلٰوةُ مُتَطَيِّبٍ بِهٖ ؞

ترجمہ مردار کی کھال دباغت حقیقیہ سے مثلاً کیکر کے پتوں سے پاک ہو جاتی ہے (یعنی کام میں لائی جا سکتی ہے) نیز حکمی دباغت سے مثلاً مٹی مل دینے سے یا دھوپ میں سکھا دینے سے مگر خنزیر اور آدمی کی کھال۔ اور شرعی طور پر جانور کا ذبح کرنا، حرام جانور کی کھال کو پاک کر دیتا ہے۔ اس کے گوشت کو پاک نہیں کر سکتا۔ صحیح

مذہب کے بموجب جس پر کہ فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اور جانور کے بدن کی ہر وہ چیز جس میں خون سرایت نہیں کرتا موت سے ناپاک نہیں ہوتی مثلاً بال جو کاٹ دیا گیا ہو۔ سینگ، کھر، ہڈی بشرطیکہ اس پر (چربی) چکناہٹ نہ ہو۔ اور صحیح قول کے بموجب پٹھا ناپاک ہے اور مشک کا نافہ مشک کیطرح پاک ہے اور مشک کا کھانا حلال ہے۔ اور زباد پاک ہے جو اس کو لگاتا ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

توضیح

جلد المیتۃ : یہ عام ہے۔ ہاتھی کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھی نجس العین ہے۔ رہی آدمی اور خنزیر کی کھال۔ تو آدمی کی کھال اس کے مکرم اور مشرف ہونے کیوجہ سے ناپاک ہے۔ خنزیر نجس العین ہونے کیوجہ سے۔ باقی کھالیں دباغت کے بعد پاک ہیں۔

الدباغۃ : بدبو اور نجس رطوبت کا دور کرنا ہے۔

کالقرظ : قرظ کا ترجمہ عام طور پر ورق السلم یعنی کیکر کی پتیاں ہیں۔ چنانچہ مراقی الفلاح میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ ترجمہ بیج کا کرتے ہیں یعنی کیکر کا بیج اور فرماتے ہیں کہ کیکر کی پتیاں دباغت کے کام میں نہیں آتیں۔ (واللہ اعلم)

فائدہ

: ان سے دباغت کے بعد بھی کسی طرح کا نفع اٹھانا درست ہے۔ دباغت سے صرف وہی کھال پاک ہو کر قابلِ انتفاع ہو سکتی ہے جس کی ناپاکی (گندی قسم کی رطوبت) ایسی قسم کی ہو کہ اس کو دباغت سے الگ کیا جا سکتا ہو۔ باقی جو کھال خود ہی گندی ہو اس پر دباغت کا کیا اثر ہو سکتا ہے، جس طرح کہ پیشاب پاخانہ دھل کر پاک نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہ چیز پاک ہو سکتی ہے جس پر پیشاب پاخانہ لگ گیا ہو۔ خنزیر کی نجاست پاخانہ جیسی ہے۔ خواہ کتنا ہی ملئے، پکائیے، سکھائیے مگر پاخانہ پاخانہ ہی رہتا ہے۔ رہا انسان سو اللہ تعالیٰ نے اسکو سب سے برتر اور اشرف بنایا ہے۔ دباغت کے بعد اس کی کھال کا استعمال کرنا، بلکہ خود دباغت کا اس پر عمل کرنا اس کی کھلی توہین ہے جو برداشت نہیں کی جا سکتی۔ امام محمدؒ نے ہاتھی کو بھی خنزیر جیسا ناپاک قرار دیا ہے کہ اس کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی۔ مگر حضراتِ شیخین کا فتویٰ یہ ہے کہ ہاتھی کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

دباغت کی دو قسم ہے۔ حقیقیہ، حکمیہ۔ حقیقیہ وہ ہے کہ دوا وغیرہ کے ذریعہ گندی رطوبت کا زائل کرنا جیسے نمک سے، کھجور کے چھلکے وغیرہ سے دباغت دینا۔ حکمیہ وہ ہے کہ کھال کی گندی رطوبت کو دھوپ کے ذریعہ دور کرنا۔ یہاں تک کہ بدبو ختم ہو جائے۔ زَباد : زا کے فتحہ کے ساتھ یہ ایک قسم کا مادہ ہے جو جنگلی بلیوں کی دم کے نیچے پاخانہ کے مقام پر جمع ہوتا رہتا ہے نہایت خوشبودار ہوتا ہے (واللہ اعلم)

كِتَابُ الصَّلوٰةِ

يُشْتَرَطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ اَلْاِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ. وَتُؤْمَرُ بِهَا الْاَوْلَادُ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَتُضْرَبُ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ وَاَسْبَابُهَا اَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِاَوَّلِ الْوَقْتِ وُجُوْبًا مُوَسَّعًا وَالْاَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اِلٰى قُبَيْلِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلٰى اَنْ يَّصِيْرَ ظِلَّ كُلِّ شَيْئٍ مِثْلَيْهِ اَوْ مِثْلَهٗ سِوٰى ظِلِّ الْاِسْتِوَاءِ وَاخْتَارَ الثَّانِيَ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبَيْنِ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنِ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمِثْلِ اَوِ الْمِثْلَيْنِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبِ مِنْهُ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَالْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ اِلَى الصُّبْحِ وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِلتَّرْتِيْبِ اللَّازِمِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ فِيْ وَقْتٍ بِعُذْرٍ اِلَّا فِيْ عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرْطِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْاِحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيْمٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ وَلَمْ يَجُزِ الْمَغْرِبُ فِيْ طَرِيْقِ مُزْدَلِفَةَ وَيُسْتَحَبُّ الْاِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ وَالْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيْلُهٗ فِي الشِّتَاءِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ وَتَاخِيْرُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيْلُهٗ فِيْ يَوْمِ الْغَيْمِ وَتَعْجِيْلُ الْمَغْرِبِ اِلَّا فِيْ يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ وَتَاخِيْرُ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَ

تَعۡجِیۡلُہٗ فِی الۡغَیۡمِ وَتَاخِیۡرُ الۡوِتۡرِ اِلیٰ اٰخِرِ اللَّیۡلِ لِمَنۡ یَّثِقُ بِالۡاِنۡتِبَاہِ ؛

نماز کا بیان

ترجمہ نماز فرض ہونے کیلئے تین چیزیں شرط ہیں (۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل۔ ساتؔ سال کی عمر میں اولاد کو نماز کا حکم کیا جائے اور جب دسؔ سال کے ہوجائیں تو نماز (چھوڑنے) پر انکو ہاتھ سے مارا جائے لکڑی سے نہیں۔

(فرضیتِ نماز کے) سبب اس کے وقت ہیں (چنانچہ) وقت کے پہلے حصہ میں ہی نماز واجب ہوجاتی ہے مگر آخرِ وقت تک اس کی ادائیگی کی گنجائش رہتی ہے۔ نماز کے وقت پانچ ہیں۔ (۱) صبح کا وقت:۔ فجر صادق کے طلوع سے لیکر آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے تک ۔

(۲) ظہر کا وقت:۔ آفتاب ڈھلنے کے وقت سے شروع ہوکر اس وقت تک کہ ہر چیز کا سایہ ظلِ استوار کے سوا اس چیز سے دوچند یا اس چیز کے برابر ہوجائے۔ قولِ ثانی کو امام طحاویؒ نے اختیار کیا ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے۔ (۳) عصر کا وقت:۔ (ظلِ استوار کے سوا) ایک مثل یا دومثل پر زیادتی کی ابتدار سے لیکر آفتاب غروب ہونے تک ہے۔ (یعنی سایہ اصلی کے علاوہ جب ایک مثل سے یا دومثل سے سایہ بڑھ جائے)۔ (۴) مغرب کا وقت:۔ غروبِ آفتاب سے لیکر مفتیٰ بہ قول کے بموجب شفق احمر کے غروب تک ہے۔ (۵) عشار اور وتر کا وقت شفقِ احمر کے غروب سے لیکر صبح تک ہے۔ وتر کو عشار سے پہلے نہ پڑھا جائے اس ترتیب کے باعث جو لازم ہے۔ اور جو شخص عشار اور وتر کا وقت ہی نہ پاسکے اس پر عشار اور وتر ہی واجب نہ ہوں گے اور کسی عذر کے باعث کسی ایک وقت میں دو فرضوں کو اکٹھا کرکے نہ پڑھا جائے مگر عرفات میں حاجیوں کے لئے۔ امام اعظم وسلطان یا نائب سلطان اور احرام کی شرط کے ساتھ پس جمع تقدیم کے طور پر ظہر اور عصر کو جمع کرے گا۔ اور مزدلفہ میں مغرب اور عشار کو اکٹھا کرکے پڑھے گا (عشار کے وقت میں) اور اس روز مغرب مزدلفہ کے راستہ میں جائز نہیں۔

اوقاتِ مستحب فجر میں مردوں کے لئے اسفار (اجالا کرنا) ہے۔ اور گرمیوں میں ٹھنڈا کرکے ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اور سردیوں میں ظہر کو جلد پڑھنا مستحب ہے لیکن ابر کے دن کیونکہ ابر کے دن (سردیوں میں بھی) تاخیر کرلے۔ اور عصر کو اس وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے کہ آفتاب (کی روشنی) میں تبدیلی نہ ہو۔ اور ابر کے دن عصر کو جلد پڑھ لینا مستحب ہے

اور مغرب کو جلد پڑھنا مستحب ہے مگر ابر کے دن چنانچہ بدلی کے دن مغرب کو مؤخر کر کے پڑھے اور عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور ابر کے دن اس کو جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور آخر شب تک وتر کو مؤخر کرنا مستحب ہے اس شخص کے لئے جو بیدار ہونے کا اعتماد رکھتا ہو۔

توضیح

مصنفؒ پاکی اور اس کے متعلقات سے فارغ ہونے کے بعد اب یہاں سے کتاب الصلوٰۃ کو بیان فرما رہے ہیں۔ صلوٰۃ کے لغوی معنیٰ دعا کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں ارکانِ مخصوصہ و افعالِ مخصوصہ کے ہیں۔

یشترط: شرط اس کو کہتے ہیں جو خارج شی ہو۔ یعنی نماز کی فرضیت موقوف ہو لیکن چند امور کے پائے جانے پر۔ (الف) مسلمان ہونا: اسلام سے قبل کی عبادت معتبر نہیں۔ (ب) بالغ ہونا: بالغ ہونے سے قبل فروعاتِ شرائع میں مخاطب نہیں ہوتا (ج) عقل کا ہونا: عقل نہ ہونے سے بھی اس کا مکلف نہیں ہوتا۔

لِفَرْضِیَّتِھَا: فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فرضِ عین، دوسرا فرضِ کفایہ۔ فرضِ عین ہر مکلف شخص پر جس کی ادائیگی لازم ہو اور بعض ادائیگی سے جملہ چیزوں سے بری نہیں ہوتا جیسے ایمان وغیرہ۔ فرضِ کفایہ: وہ ہے جو جملہ مسلمانوں پر لازم ہو بعض افراد کے ادائیگی سے تمام مسلمانوں سے ادا ہو جاتا ہے جیسے جہاد، نمازِ جنازہ۔ اور فرض نماز کی فرضیت قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔

مُوَسَّعًا: ترجمہ لفظی یہ ہے: نماز واجب ہوتی ہے وقت کے پہلے ہی حصہ میں ایسا وجوب کہ جسکی گنجائش دی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پہلے حصہ ہی سے اس کا وجوب شروع ہو جاتا ہے مگر گنجائش ہے اس کو وقت کے درمیانی یا آخری حصہ میں پڑھ لے، آخری حصہ کی نماز کو قضا نہیں کیا جائیگا البتہ وقت کے گذر جانے کے بعد ادا کرتا ہے تو گنہ گار ہوگا۔

الصَّادِقُ: فجرِ صادق یا صبحِ صادق وہ سفیدی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے پر شمالاً، جنوباً پھیلی ہوئی نظر آئے، وہ آناً فاناً بڑھتی رہتی ہے غائب نہیں ہوتی، اور جو روشنی اس سے پیشتر آسمان کے بیچ میں نظر آتی ہے جو تھوڑی دیر بعد غائب ہو جاتی ہے وہ فجرِ کاذب یا صبحِ کاذب کہلاتی ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں وہ رات ہی میں داخل ہے۔

ظِلَّ الْاِسْتِوَاءِ: استواء کے معنیٰ ہیں سیدھا کھڑا ہونا۔ ظل کے معنیٰ ہیں سایہ۔ اس آخری حد کو جس کے بعد آفتاب اور بلند نہ ہو بلکہ اترنے لگے استواء کہا جاتا ہے۔ یہی نصف النہار ہوتا ہے اس وقت شمالاً جنوباً کسی قدر سایہ باقی رہ جاتا ہے اس کو ظلِ استواء یا سایہ اصلی کہتے ہیں۔ اس وقت کسی قسم کی کوئی نماز جائز نہیں اس کے بعد پچھم کیطرف ڈھلتا ہے اس کو زوال کہتے

ہیں، زوال کے ساتھ ساتھ وہ سایہ جو شمالی یا جنوبی جانب تھا مشرق کی جانب بڑھنے لگتا ہے۔ اب یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ ظہر کا وقت زوال یعنی آفتاب کے ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کب تک باقی رہتا ہے۔ امام صاحبؒ کے نزدیک جب تک کسی چیز کا سایہ اس سایہ کے علاوہ جو استوار یعنی آفتاب کے سیدھے کھڑے ہونے کے وقت تھا یعنی سایۂ اصلی دوگنا ہو جائے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جب ایک مثل یعنی اس چیز کے برابر ہو جائے۔ پھر ایک قول کے بموجب عصر کے وقت کی ابتدا بھی دومثل یا ایک مثل کے بعد سے ہوگی۔ یعنی امام اعظمؒ کے نزدیک جبکہ سایۂ اصلی کے سوا ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک جبکہ سایہ اصلی کے سوا ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تب نمازِ عصر کا وقت شروع ہوگا۔ زوال کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک لکڑی کو اس مقام پر گاڑ دیا جائے اور سایہ جہاں تک جائے وہاں نشان لگا دے، اگر سایہ اس نشان سے کم ہو تو جان جائے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر اس نشان سے سایہ بڑھ جائے تو زوال کا وقت ختم ہو گیا، اور سایہ رکا رہا تو اس سے سمجھا جائے کہ زوال کا وقت ہے

الشفق: یعنی شفقِ ابیض کے غروب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد جو سرخی ہوتی ہے اس کو شفقِ احمر کہتے ہیں، اس کے بعد جو سفیدی ظاہر ہوتی ہے اس کو شفقِ ابیض کہتے ہیں

والعشاء والوتر الخ: نمازِ عشا اور وتر کا وقت غروبِ شفق کے بعد شروع ہوتا ہے، صبح صادق تک باقی رہتا ہے۔

للترتیب: یعنی چونکہ ترتیب جس طرح فرضوں میں ہے اسی طرح فرض و واجب میں بھی ہے۔ لہٰذا جیسے مغرب سے پہلے عشاء کی نماز جائز نہیں ایسے ہی عشاء سے پہلے وتر بھی جائز نہیں پس عدمِ جواز ترتیب کے باعث ہے۔

من لم یجد: دنیا میں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں رات ہی نہیں ہوتی، اِدھر آفتاب غروب ہوا اُدھر صبح صادق ہوئی پھر طلوع شروع ہو گیا۔ یہ حکم ان ہی ملکوں کے لئے ہے اس لئے کہ سبب وجوب نہیں پایا جا رہا ہے۔

ولا یجمع الخ: یعنی ادا کی نیت سے مثلاً ظہر کے وقت میں کوئی عصر پڑھنے لگے باقی ایک ادا دوسرا فرض قضا مثلاً عصر کے وقت میں پہلے ظہر کی قضا پڑھے یہ درست ہے۔ اور حاجیوں کے لئے عرفات میں یہ ضروری ہے کہ اولِ وقت ظہر کے ساتھ ہی عصر بھی پڑھ لیں۔ البتہ یہ شرط ہے کہ سلطان یا اس کا نائب امام ہو اور نماز پڑھنے والا شخص احرام باندھے ہوئے ہو۔

فی وقت: جمع کی دو صورتیں ہیں۔ جمع حقیقی، جمع صوری۔ جمع حقیقی مثلاً دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھ لینا یہ جائز نہیں۔ چاہے عذر ہو یا نہ ہو۔ جمع صوری مثلاً نمازِ ظہر کو منتہاءِ وقت

میں ادا کرنا اور عصر کو اولِ وقت میں پڑھ لینا درست ہے جبکہ کوئی عذر ہو بلا عذر کے بھی نماز ادا ہوجائے گی لیکن بہتر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

فیجمع الخ: ترجمہ لفظی یہ ہے۔ پس جمع کریگا درمیانِ ظہر اور عصر کے جمع کرنا مقدم کر کے۔ یعنی عصر کو بھی ظہر ہی کے وقت میں پڑھے گا۔ اذان ایک ہی ہوگی البتہ تکبیر دو ہوں گی۔

ولم یجز الخ مزدلفہ ایک جگہ کا نام ہے۔ مغرب تک عرفات میں قیام کے بعد حاجیوں کو مزدلفہ جانا ہوتا ہے اور وہیں یہ رات گذارنی ہوتی ہے، راستہ میں مغرب کا وقت گذرتا ہے مگر نماز جائز نہیں۔ اس صورت میں جمع تاخیر ہوگی، یہاں مغرب کی قضا نہیں بلکہ فقہاء نے تسلیم کیا ہے کہ اس روز حاجی کے لئے مغرب کا وقت بھی عشاء ہی کے ساتھ ہوتا ہے تفصیلی احکام کتاب الحج میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یستحب: عورتوں کے لئے اندھیرے ہی میں یعنی شروع وقت میں صبح کی نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔ البتہ اور وقتوں میں عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کے وقت کے بعد نماز پڑھیں۔

اسفار: اسفار یعنی روشن ہو جانا، یعنی اتنی تاخیر کرنا کہ صبح کی روشنی پھیل جائے اور اس کی حد یہ ہے کہ مسنون قرارت سے نماز پڑھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ نماز فاسد ہوئی تو اس کو دوبارہ مسنون قرارت سے ادا کرسکے۔ گویا آفتاب نکلنے سے اتنی دیر پہلے نماز شروع کرے کہ مسنون قرارت سے اتنے وقت میں دو مرتبہ نماز پڑھ سکے (تقریبًا بیس منٹ پہلے)

الابراد بالظہر، یعنی مستحب ہے مؤخر کرنا ظہر کو گرمی کے دنوں میں مگر زیادہ تاخیر درست نہیں بلکہ ایک مثل سے پہلے ہی ادا کرنی ضروری ہے۔ نمازِ جمعہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے کہ نمازِ جمعہ نمازِ ظہر کا نائب ہے۔ سردی میں تعجیل مستحب ہے البتہ ابر کے دن مؤخر کرے کیونکہ ابر کیوجہ سے اندیشہ ہے کہ قبل از وقت نہ ہوجائے۔

تاخیر العصر: یعنی آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے خواہ موسم سرما ہو یا موسم گرما۔ مطلب یہ ہے کہ آفتاب کی روشنی میں اتنا فرق آگیا کہ نگاہ چکا چوند نہیں ہوتی بلکہ ٹھہر جاتی ہے تو یہ روشنی میں تبدیلی ہوگی، نمازِ عصر اس سے پہلے پڑھ لینی چاہئے۔

ثُلُثُ اللَّیْلِ: یعنی نمازِ عشاء تہائی شب کے بعد نصف شب تک بلاکراہت جائز ہے اس کے بعد کراہت شروع ہو جاتی ہے جس کا سلسلہ صبح صادق تک جاری رہتا ہے۔

لِمَنْ یَثِقُ بِالْاِنْتِبَاہِ: جو شخص شب کے منتہی حصہ میں اٹھنے کا مکمل وثوق رکھتا ہو تو اس کے لئے تاخیر کرنا مستحب ہے۔ اور مستحب ہے مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنا خواہ گرمی

ہو یا سردی، البتہ ابر کے دن مؤخر کرنا افضل ہے اور مغرب کی اذان اور تکبیر کے درمیان زیادہ فصل نہ کرنا چاہیئے۔ تین آیت کے مقدار تاخیر کرنی چاہیئے کہ اذان کے بعد دعاء پڑھ سکے چنانچہ حدیث میں آیا ہے "اِنَّ اُمَّتِیْ لَنْ یَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَالَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰی اِشْتِبَاكِ النُّجُوْمِ مُضَاهَاةً لِلْیَهُوْدِ"

فائدہ :۔ نمازِ عشاء کے بعد غپ شپ اور قصہ کہانی مکروہ ہے۔ اس دن کا نامۂ اعمال جیسے نماز سے شروع ہوا تھا اب اس کو عشاء کی نماز پر ختم کیجئے تاکہ ابتداء بھی نماز اور انتہاء بھی نماز ہو البتہ مطالعہ، مذاکرہ یا کوئی دینی کام ہو تو مکروہ نہیں۔

چنانچہ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انھیں نمازِ عشاء تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا، دوسری روایت میں نصف کے الفاظ ہیں۔ اس تاخیر کا راز یہ ہے کہ جماعت کثیر ہو اور یہ کہ نمازِ عشاء کے بعد دنیوی بات چیت نہ کریں، اس لئے کہ روایت میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عشاء سے پہلے سونے اور نمازِ عشاء کے بعد دنیاوی غپ شپ سے منع فرمایا ہے۔

فَصْلٌ، ثَلَاثَةُ اَوْقَاتٍ لَا یَصِحُّ فِیْهَا شَیْءٌ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِیْ لَزِمَتْ فِی الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُوْلِهَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اِلٰی اَنْ تَرْتَفِعَ وَ عِنْدَ اِسْتِوَائِهَا اِلٰی اَنْ تَزُوْلَ وَعِنْدَ اِصْفِرَارِهَا اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ وَیَصِحُّ اَدَاءُ مَا وَجَبَ فِیْهَا مَعَ الْکَرَاهَةِ کَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَ سَجْدَةِ اٰیَةٍ تُلِیَتْ فِیْهَا کَمَا صَحَّ عَصْرُ الْیَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوْبِ مَعَ الْکَرَاهَةِ وَ الْاَوْقَاتُ الثَّلَاثَةُ یُکْرَهُ فِیْهَا النَّافِلَةُ کَرَاهَةَ تَحْرِیْمٍ وَلَوْ کَانَ لَهَا سَبَبٌ کَالْمَنْذُوْرِ وَ رَکْعَتَیِ الطَّوَافِ وَیُکْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِاَکْثَرَ مِنْ سُنَّتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَعِنْدَ خُرُوْجِ الْخَطِیْبِ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَعِنْدَ الْاِقَامَةِ اِلَّا سُنَّةَ الْفَجْرِ وَقَبْلَ الْعِیْدِ

وَلَوْ فِي الْمَنْزِلِ وَبَعْدَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ فِي عَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ وَعِنْدَ ضِيْقِ وَقْتِ الْمَكْتُوبَةِ وَمُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ وَحُضُوْرِ طَعَامٍ تَتُوْقُهُ نَفْسُهُ وَمَا يَشْغَلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ ❊

ترجمہ تین وقت وہ ہیں کہ ان میں کوئی فرض یا کوئی واجب جو ان اوقات کے آنے سے پیشتر ذمہ پر واجب ہو گیا ہو صحیح نہیں ہوتا۔ (١) آفتاب نکلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے (٢) آفتاب کے سیدھے کھڑے ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے (٣) آفتاب کے زرد ہونے کے وقت تا آنکہ وہ غروب ہو جائے اور جو فرائض کہ ان ہی اوقات میں لازم ہوئے ہوں انکی ادائیگی ان وقتوں میں صحیح ہے مگر کراہت کے ساتھ ہے جس طرح کہ ان اوقات میں حاضر شدہ جنازہ کی نماز یا اس آیت کا سجدہ جو ان ہی اوقات میں پڑھی گئی ہو، جیساکہ اسی دن کی عصر غروب آفتاب کے وقت کراہت کیساتھ ہو جاتی ہے، اور ان تینوں وقتوں میں نفل نماز بھی مکروہ تحریمی ہے اگرچہ اس نفل کے لئے کوئی سبب ہو مثلاً منت مانی ہوئی ہو، یا طواف کی دو رکعتیں ہوں جو طواف کے بعد واجب ہوتی ہیں اور صبح صادق کے طلوع کے بعد صبح کی سنتوں سے زیادہ نفل پڑھنا مکروہ ہے اور صبح اور عصر کی نماز کے بعد بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مغرب کی نماز سے پہلے اور خطیب کے نکل آنے کے بعد بھی نفل نماز مکروہ ہے اس وقت تک کہ خطیب نماز سے فارغ ہو۔ اور تکبیر کے وقت بھی نفل مکروہ ہے باستثناء فجر کی سنتوں کے یعنی فجر کی سنتیں اگرچہ نفل ہیں مگر وہ تکبیر صبح کے وقت جائز ہیں۔ اور نمازِ عید سے پہلے بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ گھر میں ہی پڑھے اور نماز عید کے بعد مسجد (عیدگاہ) میں نفل نماز مکروہ ہے اور مقام عرفہ اور مقام مزدلفہ پر ہو وہ نمازیں ساتھ ساتھ پڑھی جاتی ہیں ان کے بیچ میں بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے اور فرض نماز کا وقت تنگ ہونے کی شکل میں بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اور دو خبیث (بول و براز) کی مدافعت (دباؤ) کے وقت اور کھانے کی موجودگی میں جس کے لئے نفس مشتاق ہو اور ہر ایسی چیز کے حاضر ہونے کے وقت نفل نماز مکروہ ہے جو دل کو مشغول کرے اور خشوع میں خلل انداز ہو۔

❊ ❊ ❊ ❊

توضیح

مصنفؒ اس فصل میں اوقات مکروہہ کو بیان فرمارہے ہیں۔

ثَلَاثَۃٌ: ترجمہ لفظی یہ ہے کہ تین وقت ہیں کہ نہیں صحیح ہوتی ہے ان میں کوئی چیز ان فرائض اور واجبات میں سے جولازم ہوچکے ہیں ذمہ میں ان وقتوں کے آنے سے قبل۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے ثلٰث سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلے اللہ علیہ وسلم نَہَانَا اَنْ نُصَلِّیَ فِیْہِ اَوْ نَقْبُرَ فِیْھِنَّ حِیْنَ یَقُوْمُ قَائِمُ الظَّھِیْرَۃِ حَتّٰے تَمِیْلَ وَحِیْنَ تَضِیْفُ الْمَغْرِبُ حَتّٰی تَغْرُبَ (اخرجہ اصحاب السنن) یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس سے منع فرماتے تھے کہ ہم تین اوقات میں نماز پڑھیں اور ہم اپنے مُردوں کو دفن کریں جب سُورج طلوع ہو حتیٰ کہ روشن و بلند ہو جائے۔ اور نصفُ النہار کے وقت حتیٰ کہ زوال ہوجائے اور غروبؔ آفتاب کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔

کَالْمَنْذُوْرِ: یعنی منت مانی ہوئی نفلوں کے لئے منت سبب ہے، طواف کی دو رکعتوں کے وجوب کے لئے طواف سبب ہے، اسی طرح تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کے مستحب ہونے کے لئے مسجد میں داخل ہونا یا وضو کرنا سبب ہے۔ اس قسم کی نمازوں کو ذات السبب یعنی سبب والی نماز کہا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تمام ذات السبب نمازیں خواہ واجب ہوں یا نفل ان تینوں وقتوں میں جائز ہیں، لیکن امام صاحبؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی یا باطل ہیں خواہ ان کے استحباب یا وجوب کے لئے کوئی سبب ہو، جیساکہ اوپر بیان ہوا، یا کوئی سبب نہ ہو بطورِ خود پڑھنے لگا ہو۔ دونوں صورتوں میں کراہت یا حرمت ہے۔

یُکْرَہُ التَّنَفُّلُ: یعنی مکروہ ہے نوافل کا پڑھنا طلوعِ فجر کے بعد، اور اسی طرح نوافل نمازِ عصر کے بعد پڑھنا اور نماز مغرب سے پہلے آفتاب کے غروب کے بعد۔ اس لئے کہ نمازِ مغرب جماعت سے نہیں پڑھی جاسکے گی۔ امام صاحب کے نزدیک باجماعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے البتہ فجر کی سنت فرض نماز سے قبل پڑھنا درست ہے، اس لئے کہ نبی کریمؐ صبح صادق کے طلوع کے بعد دو رکعت پڑھ کر فرض پڑھا کرتے تھے لیکن فرض کے ادا کرنے کے بعد فجر کی سنت کا پڑھنا مکروہ ہے۔ (واللہ اعلم)

عِنْدَ خُرُوْجِ الْخَطِیْبِ: یعنی جب امام خطبہ کے لئے باہر نکلے حجرہ یا خلوت گاہ سے، اور اگر پہلے سے وہاں موجود تھا تو منبر پر پہنچنے کے بعد نفلیں اور سنتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ نیز عید، نکاح، حج وغیرہ کے خطبوں کا بھی یہی حکم ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سنتیں بھی نفل ہی ہیں لہٰذا جو حکم نفلوں کا ہے وہی سنتوں کا ہے۔ واللہ اعلم

فَائِدَہ: اقامت یعنی جب نماز کے لئے تکبیر شروع کر دے تو اس وقت بھی نفلوں اور سنتوں کا پڑھنا مکروہ ہے، بخلاف سنتِ فجر کے اسی طرح نمازِ عید سے پہلے نفلوں کا پڑھنا، اگرچہ گھر ہی کیوں نہ ہو مکروہ ہے، اسی طرح نمازِ عید کے بعد مسجد میں نفل نماز کا پڑھنا مکروہ ہے بخلاف گھر کے، بعد نمازِ عید گھر میں پڑھنا درست ہے۔ اس لئے کہ حدیث پاک میں ہے لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ۔

حاصل یہ ہے کہ میدانِ عرفات میں اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی صورت میں مثلاً عرفات میں ظہر اور عصر کے درمیان میں نفل نماز کا پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان میں نفل کا پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ ان ہی نمازوں کی سنت کیوں نہ ہو، مکروہ ہے (واللہ اعلم)

بَابُ الْأَذَانِ

سُنَّ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً لِلْفَرَائِضِ مُنْفَرِدًا أَدَاءً أَوْ قَضَاءً سَفَرًا أَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكُرِهَ لِلنِّسَاءِ وَيُكَبِّرُ فِي أَوَّلِهِ أَرْبَعًا وَيُثَنِّي تَكْبِيْرَ آخِرِهِ كَبَاقِي أَلْفَاظِهِ وَلَا تَرْجِيْعَ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مِثْلُهُ وَيَزِيْدُ بَعْدَ فَلَاحِ الْفَجْرِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْإِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ وَيَتَمَهَّلُ فِي الْأَذَانِ يُسْرِعُ فِي الْإِقَامَةِ وَلَا يُجْزِئُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهُ أَذَانٌ فِي الْأَظْهَرِ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَّكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ وَأَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ وَعَلٰى وُضُوْءٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ رَاكِبًا وَأَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَأَنْ يُحَوِّلَ وَجْهَهُ يَمِيْنًا بِالصَّلٰوةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ وَيَسْتَدِيْرُ فِي صَوْمَعَتِهِ وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْأَذَانِ

وَالْاِقَامَۃِ بِقَدْرِ مَا یَحْضُرُ الْمُلَازِمُوْنَ لِلصَّلٰوۃِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ وَفِی الْمَغْرِبِ بِسَکْتَۃٍ قَدْرَ قِرَاءَۃِ ثَلَاثِ اٰیَاتٍ قِصَارٍ اَوْ ثَلٰثِ خُطُوَاتٍ وَیُثَوِّبُ کَقَوْلِہٖ بَعْدَ الْاَذَانِ اَلصَّلٰوۃُ الصَّلٰوۃُ یَا مُصَلِّیْنَ۔

اذان کا بیان

ترجمہ مردوں کے لئے فرض نمازوں کے واسطے۔ اذان اور تکبیر سنتِ مؤکدہ ہیں اگرچہ وہ نمازی منفرد ہو، ادا اور قضاء، سفر اور حضر ہر حال میں۔ اور عورتوں کے لئے دونوں مکروہ ہیں۔ اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہے گا۔ اور اذان کے آخر میں اللہ اکبر اذان کے باقی الفاظ کی طرح دو مرتبہ کہے گا۔ اور دونوں شہادتوں (یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اور اشہد ان محمد رسول اللہ) میں ترجیع نہیں۔ اور تکبیر اذان کی طرح ہے۔ اور صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کا اضافہ کرے اور تکبیر میں حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ بڑھائے۔ اور اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے یعنی ہر دو کلموں کے بیچ میں سکتہ کرے، اور تکبیر میں سرعت کرے (یعنی دو کلموں کے بیچ میں سانس نہ توڑے) اور فارسی میں اذان کافی نہیں ہوتی اگرچہ یہ معلوم ہو کہ یہ اذان ہی ہے۔ ظاہر روایت کے بموجب۔ اور مستحب یہ ہے کہ مؤذن صالح ہو (اذان کی) سنت سے، اور نماز کے اوقات سے واقف ہو۔ نیز مستحب ہے کہ باوضو ہو قبلہ کیطرف منہ کئے ہوئے ہو مگر یہ کہ مؤذن (بضرورت) سوار ہو، اور مستحب ہے کہ اذان کے وقت اپنی انگلیوں کو کانوں میں دے لے اور حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں جانب کو اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب کو چہرہ پھیر لے (سینہ نہیں) اور اپنے میذنہ میں گھوم جائے۔ اور اذان اور تکبیر کے درمیان اتنا فصل کرے کہ وہ لوگ آجائیں جو نماز (باجماعت) کے پابند ہیں مگر وقتِ مستحب کی رعایت کرتے ہوئے۔ اور مغرب کے وقت چھوٹی تین آیتوں کے پڑھنے یا تین قدم چلنے کے بمقدار سکتہ کا فصل کرے اور تثویب کرسکتا ہے مثلاً اذان کے بعد کہے کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یا مصلین (نمازیو جماعت تیار ہے)

توضیح اذان لغت میں اعلام کے ہیں۔ یعنی اعلان کرنا۔ اور اصطلاح میں اعلام مخصوص ہیں الفاظِ مخصوص کے ساتھ یعنی نماز کیلئے الفاظ مخصوصہ سے خبر دینا ہے۔

اذان اوقاتِ نماز پہچاننے کا ذریعہ ہے۔ جیساکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا تو انھوں نے اذان دی۔

سنّ الاذان الخ: یعنی اذان واقامت سنتِ مؤکدہ ہے ہر فرائض وجمعہ کے لئے، خواہ ادا ہو یا قضا، مقیم ہو یا مسافر، باجماعت ہو یا منفرد۔ ان جملہ صورتوں میں اذان سنت ہے مردوں کے لئے اور مستورات کے لئے مکروہ ہے۔ اور اذان اونچے مقام پر اور اقامت زمین پر کھڑے ہوکر دینا سنت ہے۔

فائدہ: یعنی اذان فرائض کے لئے ہے صرف۔ عیدین، استسقاء، نمازِ خوف وکسوف اور نمازِ جنازہ وغیرہ میں اذان سنت نہیں ہے۔ اسی طرح جملہ نفلوں اور سنتوں میں۔ منفرد: یعنی نماز پڑھنے والا شہر کے محلہ کے کسی مکان میں ہو اور وہ ترک کردے تو مکروہ نہیں اس لئے کہ شہر اور محلہ کی اذان کافی ہے جس طرح عورت کا اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح اقامت بھی مکروہ ہے کیوں کہ اس میں آواز بلند ہوتی ہے۔

ترجیع: ترجیع کے معنٰی ہیں لوٹانا، اور اصطلاحًا ترجیع سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ کلمۂ شہادت کو آہستہ کہہ لے اور دوسری بار بلند آواز سے کہے۔ اس صورت سے آٹھ مرتبہ اشہد الخ پڑھے گا، چار مرتبہ زور سے اور چار مرتبہ آہستہ سے۔ اور دو دو اللہ اکبر ایک کلمہ کے حکم میں ہیں یعنی دونوں ساتھ ساتھ کہے بیچ میں سانس نہ توڑے اور باقی تمام کلموں میں بیچ میں سانس توڑتا رہے اور عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں اگر اذان دی جائے تو وہ معتبر نہ ہوگی۔ اور اگر بارش وغیرہ کے باعث گنبد یا کوٹھری میں اذان پڑھ رہا ہے تو گھوم کر یعنی سینہ پھیر کر دائیں بائیں روشندان یا دریچوں کی طرف منہ پھیر کر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے (واللہ اعلم)

یثوب: تثویب کے معنٰی ہیں ایک اطلاع کے بعد دوبارہ اطلاع دینا۔ مطلب یہ ہے کہ اذان جو بذاتِ خود جماعت کی اطلاع ہے اس کے بعد نمازیوں کو جماعت کی تیاری کی اطلاع دی جاسکتی ہے۔ یہ صورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے مقدس وقت میں نہ تھی مگر چونکہ عمومًا لوگوں میں سستی پیدا ہوگئی اس لئے یہ صورت جائز قرار دی گئی۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ جماعت کے تیار ہونے کی اطلاع مناسب طریقہ پر دے دی جائے۔

وَيُكْرَهُ التَّلْحِيْنُ وَاِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَاَذَانُهٗ وَاَذَانُ الْجُنُبِ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ وَمَجْنُوْنٍ وَسَكْرَانَ وَامْرَأَةٍ وَفَاسِقٍ وَقَاعِدٍ وَالْكَلَامُ فِيْ خِلَالِ الْاَذَانِ

وَالْاِقَامَةِ وَيُسْتَحَبُّ اِعَادَتُهٗ دُوْنَ الْاِقَامَةِ وَيُكْرَهَانِ لِظُهْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي الْمِصْرِ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ وَيُقِيْمُ وَكَذَا الْاُوْلٰى الْفَوَائِتِ وَكُرِهَ تَرْكُ الْاِقَامَةِ دُوْنَ الْاَذَانِ فِي الْبَوَاقِيْ اِنِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ وَاِذَا سَمِعَ الْمَسْنُوْنَ مِنْهُ اَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلَهٗ وَحَوْقَلَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وَقَالَ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ ؛

ترجمہ اور مکروہ ہے تلحین (یعنی اس طرح آواز بنانا کہ اذان کے کلمات یا ان کے زیر زبر بگڑ جائیں) اور مکروہ ہے بے وضو کی تکبیر اور اس کی اذان اور جنبی اور ایسے بچے کی اذان جو سمجھ نہ رکھتا ہو۔ نیز مکروہ ہے پاگل اور نشہ والے شخص اور عورت اور فاسق اور بیٹھے ہوئے شخص کی اذان (یعنی بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے) اور مکروہ ہے اذان وتکبیر کے بیچ میں کلام کرنا، اور اس اذان کا لوٹانا مستحب ہے جس میں کلام ہوا ہو لیکن تکبیر کا لوٹانا مستحب نہیں، اور اذان وتکبیر دونوں مکروہ ہیں جمعہ کے دن کی ظہر کے لئے شہر میں، اور قضا نماز کے لئے اذان دے اور تکبیر بھی کہے اور اسی طرح چند قضا نمازوں میں پہلی قضا نماز کے لئے (اذان اور تکبیر) دونوں کہے اور باقی نمازوں میں اگر مجلس قضا (نماز پڑھنے کی جگہ) ایک ہی ہے تو تکبیر کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اذان کا چھوڑ دینا مکروہ نہیں ہے۔ (یعنی تکبیر تو ہر ایک قضا نماز کے لئے پڑھتا رہے البتہ اذان صرف پہلی کی ہوگی پھر نہیں)، اور جب مسنون اذان سنے جس میں تلحین جیسا کوئی خلاف سنت فعل نہ ہو تو رک جائے اور مؤذن کے (کلمات کے) مانند یہ بھی کلمات کہتا رہے اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور مؤذن کے الصلوٰۃ خیر من النوم (کے جواب) کے وقت کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ، یا کہے ماشاء اللہ۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے "وسیلہ" کی دعا مانگے یعنی یہ الفاظ ادا کرے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ " (ترجمہ) اے اللہ اس کامل پکار کے مالک اور اس ابدی اور دائمی نماز کے رب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور آپ کو اس مقامِ محمود پر پہونچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

توضیح

التلحین : تلحین یا لحن کے دو معنیٰ ہیں۔ ایک تو یہ کہ آواز اچھی بنائی جائے حروف کو صحیح ادا کیا جائے جیساکہ قاری صاحبان کرتے ہیں۔ یہ شکل اذان اور قراءۃِ قرآن شریف وغیرہ میں بہتر ہے۔ دوسرے معنیٰ وہ ہیں جو یہاں مراد ہیں یعنی گانے کا انداز اختیار کرنا جس طرح گویئے اور مطرب اپنے گانوں میں کچھ لفظوں کو بہت زیادہ کھینچتے ہیں کسی کو گھٹا دیتے ہیں۔ یہ تلحین مکروہ اور ناجائز ہے مثلاً اللہ اکبر میں الف یا بار کو کھینچ دیا جائے یا زبر زیر پیش کھینچ کر پڑھا جائے۔

اذانہ : یعنی بے وضو اذان دینا مکروہ ہے جیساکہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے وضو آدمی اذان نہ دے۔ بے وضو کی اذان کے متعلق علمار کا اختلاف ہے بعض اسے مکروہ بتاتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام اسحٰق کا یہی قول ہے اور بعض علمار نے اس کی اجازت ورخصت دی ہے۔ سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ اور امام احمدؒ اسی گروہ میں ہیں۔

یستحب : یعنی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا مکروہ اور اذان کا لوٹانا مستحب ہے تکبیر کا لوٹانا ضروری نہیں نیز اذان واقامت کے درمیان سلام کا جواب دینا بھی مکروہ ہے (واللہ اعلم)۔

یؤذّن للفائتۃ : یعنی جب کہ مکان میں قضا نماز پڑھے لیکن مسجد میں اگر پڑھ رہا ہے تو اس کے لئے اذان جائز نہیں ہاں اگر عام ضرورت اور ابتلار کے باعث سبھی لوگوں کی نماز قضا ہوگئی مثلاً جنگ کا سلسلہ اس طرح جاری رہا کہ نماز پڑھنے کا قطعاً موقع نہ مل سکا تو مسجد میں بھی قضا نماز کی اذان پڑھی جاسکتی ہے۔

وکذا الخ یعنی اگر چند نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کو ادا کرنے کے وقت پہلی نماز کے لئے تکبیر اور اذان دونوں کہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف تکبیر پڑھتا رہے۔ اور اگر مجلسِ قضا بدل جائے تو دوبارہ اذان کہنا ہوگا اور اگر متحد المجلس ہوں تو اذان ضروری نہیں اقامت کہنا ہوگا چونکہ اس سے حاضرین کو مطلع کرنا ہوتا ہے کہ نماز کھڑی ہوگئی ہے اور تکبیر کا ترک کرنا خلافِ سنت ہے۔

وَاذا سمع : یعنی مسنون طریقہ سے اذان دی جائے، اور سنی جائے۔ سننے والے کو چاہئے کہ رک کر اذان کا جواب دے اگرچہ وہ تلاوتِ قرآن کیوں نہ کر رہا ہو یا ذکر میں مشغول ہو۔

حاصل یہ ہے کہ جواذان کے جواب دینے میں مخل ہو تو ترک کر دینا چاہئے۔ البتہ اگر علم دین سکھا رہا ہو تو اس صورت میں جواب دینا ضروری نہیں۔

مثلہ، یعنی سننے والا جواب میں وہی کہے جو مؤذن کہے، البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول الخ پڑھے۔ جیساکہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم لوگ اذان سنو تو جو کچھ مؤذن کہے وہی تم بھی کہو

الوسیلۃ: یعنی اذان کے ختم ہونے پر سننے والا دعا کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤذن کی اذان سنو تو جیسے مؤذن کہے تم بھی کہتے رہو، پھر میرے اوپر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے خداوند عالم اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں پس میرے لئے خدا سے وسیلہ کی دعا کرو۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے وہ خداوند عالم کے تمام مومن بندوں میں سے صرف ایک ہی کو ملے گا اور مجھے توقع ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگے گا اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوجائیگی۔

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ وَاَرْكَانِهَا

لَابُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ مِنْ سَبْعَةٍ وَّ عِشْرِيْنَ شَيْئًا اَلطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثِ وَطَهَارَةُ الْجَسَدِ وَالثَّوْبِ وَالْمَكَانِ مِنْ نَجَسٍ غَيْرِ مَعْفُوٍّ عَنْهُ حَتّٰى مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ عَلَى الْاَصَحِّ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلَا يَضُرُّ نَظَرُهَا مِنْ جَيْبِهٖ وَاَسْفَلِ ذَيْلِهٖ وَاِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمُشَاهِدِ فَرْضُهٗ اِصَابَةُ عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمُشَاهِدِ جِهَتُهَا وَلَوْ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّحِيْحِ وَالْوَقْتُ وَاِعْتِقَادُ دُخُوْلِهٖ وَالنِّيَّةُ وَالتَّحْرِيْمَةُ بِلَا فَاصِلٍ وَالْاِتْيَانُ بِالتَّحْرِيْمَةِ قَائِمًا قَبْلَ اِنْحِنَائِهٖ لِلرُّكُوْعِ وَعَدَمُ تَاْخِيْرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيْمَةِ

وَالنُّطْقُ بِالتَّحْرِيْمَةِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ نَفْسَهٗ عَلَى الْاَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ لِلْمُقْتَدِيْ وَتَعْيِيْنُ الْفَرْضِ وَتَعْيِيْنُ الْوَاجِبِ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِيْنُ فِي النَّفْلِ

نماز کے شرائط اور اس کے ارکان کا بیان

ترجمہ نماز کی صحت کے لئے ستائیس ۲۷ چیزیں ضروری ہیں (۱) حدث سے پاک ہونا اور بدن کا کپڑے کا اور جگہ کا اس (مقدار) نجاست سے پاک ہونا جس کی معافی نہیں دی گئی حتیٰ کہ دونوں قدم دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں اور صحیح قول کے بموجب پیشانی کی جگہ کا پاک ہونا۔ (۲) ستر کا ڈھکنا، اور عورت کا یعنی شرمگاہ کا گریبان میں سے یا دامن کے نیچے سے دیکھ لینا (نظر آجانا) مضر نہیں (۳) قبلہ کیطرف رخ کرنا۔ اب جو شخص مکّہ میں ہے اور خانۂ کعبہ کو دیکھ رہا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ خاص خانہ کعبہ کی سیدھ کرے اور جو شخص خانۂ کعبہ کو نہیں دیکھ رہا ہے صحیح قول کے بموجب اس پر سمتِ قبلہ کی سیدھ کرنا واجب ہے اگرچہ وہ مکہ میں ہو (۴) وقت (۵) وقت کے داخل ہونے کا اعتقاد (۶) نیت (۷) تحریمہ، بلا کسی غیر متعلق اور اجنبی کے جو فصل پیدا کر نیو الا ہو (۸) ادا کرنا تحریمہ کو اس حال میں کہ کھڑا ہوا ہو رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے (۹) نیت کو تحریمہ سے مؤخر نہ کرنا یعنی نیت اللہ اکبر کہنے سے پہلے کر لینا (۱۰) اور تحریمہ کو زبان سے اس طرح ادا کرنا کہ وہ خود اس کو سن سکے صحیح مذہب کے بموجب (۱۱) مقتدی کو امام کی متابعت کی نیت کرنا (۱۲) فرض کو معین کرنا (۱۳) واجب کو معین کرنا، نفل نماز کو معین کرنا شرط نہیں ہے۔

توضیح شروط الخ جمع ہے شرط کی۔ شرط کے لغوی معنیٰ ہیں علامت۔ اور رکن کے معنیٰ قوی اور مضبوط کنارہ کے ہیں۔ اور اصطلاحًا شرط وہ چیز ہے جس کے پائے جانے پر دوسری چیز کا پایا جانا موقوف ہو اور وہ اس دوسری چیز کا جز نہ بن رہی ہو۔ مثلاً وضو، نماز کی صحت اس پر موقوف ہے مگر وضو نماز کا جز نہیں اور رکن وہ چیز ہے جو کسی ذات کا جز ہو یعنی اس سے اور اس جیسی کسی دوسری چیز سے مل کر اس کی حقیقت بنتی ہو مثلاً رکوع نماز کا رکن ہے چنانچہ نماز کی حقیقت میں داخل ہے اور رکوع جیسی دوسری چیزوں میں مثلاً قیام سجدہ وغیرہ سے مل کر نماز کی ذات مرتب ہوتی ہے۔ اور تفصیل یہ ہے کہ جب کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے کوئی تعلق ہو تو اس تعلق کی دو صورتیں ہیں۔ یہ چیز ایسی دوسری چیز کی حقیقت میں داخل ہوگی یا خارج۔ داخلِ حقیقت کا نام رکن ہے جیسے رکوع نماز کا رکن ہے اور اگر خارج ہو تو اسکی

دو صورتیں ہیں۔ یا تو اس دوسری چیز کے وجود میں مؤثر ہوگی یعنی عطاءِ وجود کرتی ہوگی یا نہیں۔ اگر مؤثر ہو تو اس کو علت کہتے ہیں جیسے نکاح کا ایجاب و قبول ازدواجی تعلقات کے جواز کے لئے علت ہے۔ اور اگر عطاءِ وجود اس کا کام نہ ہو تو وہ شی یا تو ذریعہ ہوگی دوسری شئ کے لئے یا نہیں۔ ثانی کو علامت کہیں گے۔ اور اول میں پھر دو صورتیں ہوں گی کہ وہ ذریعہ یا موقوف علیہ ہوگا اس دوسری شئ کا وجود ہوگا یا نہیں۔ اول کو شرط اور ثانی کو سبب کہیں گے۔ مختصر ہر ایک کی تعریف یہ ہے۔

رکن: وہ چیز ہے جو دوسری چیز کی حقیقت کا جز بن رہی ہو۔

علت: وہ باہر والی چیز جو دوسری چیز کو موجود کر دے۔

سبب: جو دوسری چیز کے وجود کا (بالواسطہ) ذریعہ ہو یعنی اس کے پائے جاتے ہی دوسری چیز کا پایا جانا ضروری نہ ہو بلکہ درمیان میں اور بھی واسطہ ہو۔

شرط: وہ چیز جو دوسری چیز کی حقیقت سے اگرچہ خارج بھی ہو اور دوسری چیز کا وجود اس پر موقوف نہ ہو البتہ تعلق ایسا ہو کہ اس کے ذریعہ سے وہ چیز پہچان لی جاتی ہو جیسے اذان جماعت کے لئے علامت ہے۔

سبعۃ و عشرین: ستائیس چیزیں جو ضروری ہیں ان کی تعداد میں حصر نہیں ہے بلکہ چھ شرائط اور چھ ارکان کا ذکر کر رہے ہیں اور ان میں جو ستائیس چیزوں کو ضروری فرمایا ہے ان کا مقصد تقریب ہے کیونکہ نماز میں انھیں ستائیس چیزوں کی ضرورت ہے، اس میں اسی شئ کو بیان فرما رہے ہیں جن سے نماز کی ابتداء اور انتہاء تک درستگی لازم ہے۔

والمکان: یعنی وہ جگہ جس حصہ میں نماز پڑھی جائے مثلاً دونوں ہاتھ اور پاؤں، گھٹنوں کی جگہوں کا پیشانی کی مقدار پاک ہونا ضروری ہے اگرچہ مرجوح قول یہ بھی ہے کہ محض ناک کی پھونگل کی جگہ اگر پاک ہے تب بھی نماز ہو جاتی ہے۔ اور اس اختلاف کا باعث بظاہر یہ ہے کہ مدارِ سجدہ پیشانی رکھنے پر ہے یا صرف ناک کی پھونگل بھی کافی ہو جاتی ہے۔ اس مرجوح قول میں گویا اس پر اعتماد کیا گیا ہے کہ محض ناک کی پھونگل کافی ہو جاتی ہے چنانچہ جب اس کی جگہ پاک ہوگی تو سجدہ جائز ہو جائیگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک پیشانی یا ناک کی پھونگل زمین پر نہ رکھی جائے اس وقت تک مذکورہ بالا اختلاف چل سکتا ہے لیکن جب کہ پیشانی اور ناک کی پھونگل زمین پر رکھ دی گئیں تو دونوں کی حیثیت فرض ہونے کے بارے میں برابر ہوگی اور دونوں کی جگہ کا پاک ہونا مساوی حیثیت میں برابر اور ضروری ہوگا البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر محض ناک کی جگہ ناپاک تھی تو چونکہ وہ مقدار درہم سے کم ہے اس لئے وہ معاف ہو سکتی ہے بخلاف پیشانی کی جگہ کے اگر

وہ ناپاک ہوگی تو ایک درہم سے زیادہ جگہ ہوگی اور ایسے عضو کے مقابلہ پر ہوگی کہ جس کا رکھنا سجدہ کا فرض اور رکن ہے لہٰذا اس کا پاک ہونا شرط قرار دیا گیا، اس کے ناپاک ہونے پر نماز نہیں ہوگی۔

لَا يَضُرُّ نَظَرُهَا: اگر کسی شخص کا کرتا گھٹنوں سے نیچے تک ہے اور وہ صرف کرتا ہی پہنے ہوئے ہو اور اس نے گریبان کے اندر نظر ڈالی اور شرمگاہ نظر آئی یا کسی نے نیچے سے جھانک لیا تو اس طرح نظر آنا یا دیکھ لینا نماز پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ الخ۔ قبلہ کے لغوی معنٰی ہیں جہت سمت رخ کے۔ اور استقبال کے معنٰی رخ کرنا، اور شرعی اصطلاح میں قبلہ وہ خاص جہت اور سمت ہے جس کی طرف نماز پڑھی جاتی ہے جو زمین سے لے کر ساتویں آسمان تک مانی گئی ہے اس کو محراب بھی کہتے ہیں۔ اور خاص وہ تعمیر جس کی طرف رخ کیا جاتا ہے کعبہ کہلاتا ہے اور اس کے آس پاس کے احاطہ کا نام مسجد حرام ہے اور اس شہر کا نام جس میں کعبہ ہے مکہ ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے نماز اس طرح پڑھتے تھے کہ خانۂ کعبہ اور بیت المقدس دونوں جانب رخ ہو جاتا تھا اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ اس زمانہ میں قبلہ بیت المقدس تھا یا خانہ کعبہ، البتہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہونچ کر سولہ ماہ چند دن تک بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ رہا اس کے بعد ۱۵ر رجب سنہ ۲ھ بروز دوشنبہ کو حکم خداوندی نازل ہوا اور ابدالآباد تک مسلمانوں کے لئے کعبہ مکرمہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔ خانۂ کعبہ کی تعمیر یا محراب قبلہ نہیں نہ وہ مسجود ہے اگر اسکی طرف رخ کی نیت کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور اس کو سجدہ کی نیت کریگا شرک ہوگا۔ قبلہ وہ جگہ یا وہ فضا ہے جو، اس تعمیر سے محدود ہے، لہٰذا اگر تعمیر خدا نخواستہ منہدم بھی ہو جائے تب بھی قبلہ بدستور باقی رہے گا مگر سجدہ صرف اللہ ہی کا ہے اس جگہ یا اس فضا کا بھی نہیں۔ وہ جگہ یا فضا صرف اس لئے معین کی گئی کہ مسلمانوں کی نماز میں اختلاف اور شقاق پیدا نہ ہو، نظم اور ترتیب باقی رہے مسلمان اخوت کا حامل ہے، مساوات اور اتحاد کا پیکر۔ اگر اس کی عبادات کے لئے ایک رخ معین نہ کر دیا جاتا تو خود غور کرو کہ اختلاف اور شقاق کی کس قدر بھیانک شکل پیدا ہوتی، ایک ہی مسجد میں کسی کا رخ کسی طرف ہوتا اور کسی کا کسی طرف، پھر وہ امام کو اپنی طرف کھینچتا اور یہ اپنی طرف۔ گذشتہ زمانہ میں اگر ہر قبیلہ کا بت جدا تھا تو اسلام میں ہر قبیلہ کا قبلہ جدا ہوتا۔ معاذ اللہ۔

فَلِلْمَكِّيِّ الخ: ترجمہ لفظی یہ ہے۔ پس مکہ والے کے لئے جو کچھ دیکھ رہا ہے اس کا فرض ہے ٹھیک رخ کرنا کعبہ کی ذات کا (خاص کعبہ کا)، یعنی اس کا پورا رخ خاص کعبہ کی عمارت کی طرف ہو، اگر پورا رخ نہ ہو اور اس طرح کھڑا ہو کہ بدن کا کچھ حصہ خانہ کعبہ کی سیدھ میں ہو کچھ

سیدھ سے ہٹا ہوا مگر سمتِ کعبہ کی طرف ہو تب بھی نماز ہو جائے گی۔ دیگر علماء کا قول یہ بھی ہے کہ ہر حالت میں خاص خانۂ کعبہ کے مقابلہ اور سیدھ کی نیت کرنا فرض ہے، اب جو شخص دیکھ نہیں رہا ہے اس پر حتی المقدور خانہ کعبہ کے تقابل کی جد و جہد اور پھر تقابل اور سیدھ کی نیت واجب ہے، اب اگر واقعۃً مقابلہ اور بالکل سیدھ ہو تو فبہا ورنہ نیت اور حتی الوسع کوشش اس صحیح تقابل کے قائم مقام ہو گی اس قول کے بموجب یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ سمت قبلہ کی نیت کر کے نماز پڑھے لیکن مصنفؒ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ خاص خانۂ کعبہ کے تقابل کا مطلب یہ ہے کہ نمازی اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے چہرہ سے سیدھا خط کھینچا جائے تو وہ خانۂ کعبہ پر ہوتا ہوا گذرے۔ سمتِ کعبہ کے تقابل کا مطلب یہ ہے کہ نمازی اس طرح کھڑا ہو کہ اگر اس کے چہرہ سے خط کھینچا جائے تو وہ خط اس خط پر زاویہ قائمہ قائم کرتا ہوا گذرے کہ جو خط خانۂ کعبہ سے شمالاً، جنوباً گذر رہا ہے۔ اب یہ چیز متفقہ ہے کہ نمازی خواہ خاص خانۂ کعبہ کے مقابل ہو یا سمت کعبہ کے مقابل ہو اسکی نماز صحیح ہو گی۔ فرق صرف یہ ہے کہ مصنفؒ کے نزدیک دونوں کی نیت کرنا بھی صحیح ہے لیکن دوسرے قول کے بموجب لامحالہ اس کو خاص کعبہ کے تقابل ہی کی نیت کرنی ہوگی اور اسی کی وہ جد و جہد کریگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ واقعی اس میں کامیاب ہو جائے یا وہ مسامت ہی ہو کر رہ جائے۔ (واللہ اعلم)

اَلْوَقْتُ : وقت کا ہونا بھی شرط ہے یعنی یہ بھی یقین ہو کہ وقت ہو گیا۔ اب اگر اس یقین کے بدون شک اور تردد کی حالت میں نماز پڑھ لی تو اگرچہ فی الواقع وقت ہو گیا ہو مگر چونکہ اس کو یقین نہ تھا، نماز نہ ہو گی۔ اور نیت کرنا بھی شرط ہے یعنی اس نماز کا ارادہ کرنا جس کو پڑھنا چاہتا ہے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ نیت کے سلسلہ میں صرف اس قدر کافی ہے کہ وہ اپنے خیال اور دھیان کو جما کر ارادہ کر لے خاص الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعض علماء نے اس کو بدعت کہا ہے۔ البتہ متأخرین نے اس کو جائز اور بعض نے اس کو مستحسن کہا ہے تاکہ دل اور زبان دونوں میں موافقت ہو جائے۔ تفصیل فقہ کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نیت زبان کا فعل نہیں بلکہ یہ قلب کا فعل ہے۔ اس کا تعلق صرف قلب سے ہی ہو گا۔

اَلتَّحْرِیْمَۃُ الخ اور تکبیر تحریمہ بھی شرط ہے۔ تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا۔ تحریمہ کے اصل معنٰی ہیں کسی چیز کو حرام قرار دینا۔ چونکہ تمام غیر متعلق باتوں کو نماز کا پہلا اللہ اکبر کہہ کر حرام قرار دے لیتا ہے اس لئے پہلے اللہ اکبر کہنے کا نام تحریمہ رکھا گیا۔

بِلَا فَاصِلٍ الخ : یعنی تحریمہ اور نیت کے درمیان کوئی ایسا فعل نہ ہوا ہو جو نماز سے تعلق

نہ رکھتا ہو۔ مثلاً نیت کرنے کے بعد کھانا کھانے یا پانی پینے میں مشغول ہوگیا پھر تکبیر تحریمہ کہی تو یہ درست نہیں ہے البتہ اگر نماز کو جا رہا تھا جاتے وقت نیت کرتا رہا تو یہ چلنا نماز کے سلسلہ کا کام ہے، فاصل نہیں مانا جائے گا، وضو کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ فاصل نہیں مانا جائے گا۔ تحریمہ بھی شرط ہے بخلاف امام محمدؒ کے، وہ فرماتے ہیں کہ رکن ہے اس لئے کہ اس کو فرائض میں شمار کیا گیا ہے اور اس کو حالتِ قیام میں ادا کرتے ہیں جس طرح کہ قرارت رکن ہے یعنی رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے سیدھے کھڑے ہوکر تکبیر تحریمہ کا ادا کرنا شرط ہے۔ اگر رکوع میں جھکنے کے بعد تکبیر کہی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر امام رکوع میں تھا اور مقتدی نے جھکتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہی تو اگر تکبیر تحریمہ کہتے وقت قیام سے قریب تھا تو تحریمہ ادا ہوگیا اور اس صورت میں اگر دوسری تکبیر جو رکوع میں جانے کی تھی وہ نہ کہی تب بھی اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ رکوع میں جانے کے وقت کی تکبیر سنت ہے اور سنت کے چھوٹنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ اگر تحریمہ کہنے کے وقت رکوع سے قریب تھا تو تکبیر تحریمہ ادا نہیں ہوئی لہٰذا اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہوگی۔

تنبیہ: اگر اتنا جھک گیا کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہونچ گئے ہیں تو اس کو رکوع کے قریب کہا جائیگا، اور اگر ہاتھ گھٹنوں تک نہیں پہونچے تو قیام کے قریب ہے۔

فائدہ: یعنی تکبیر تحریمہ رکوع میں جھکنے سے پہلے حالتِ قیام میں ادا نہ کیا اور عجلت میں رکوع میں جاتے ہوئے ادا کیا تو یہ ادا نہ ہوگا اور شرط کے فوت ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہاں قیام سے مراد قیام حقیقی، حکمی دونوں ہیں۔ اور فرض و واجب میں قیام حقیقی کا پایا جانا ضروری ہے، غیر معذور شخص تکبیر تحریمہ نفلوں میں بیٹھ کر ادا کرتا ہے تو درست ہے۔ اور معذور شخص پر قیام فرض نہیں، عذر کی صورت میں رخصت دی گئی ہے تو یہاں قیام حکمی پایا گیا۔

اَلنُّطْقُ الخ یعنی تکبیر تحریمہ کو اس طرح ادا کرے کہ وہ خود سن لے۔ اس کی تفصیل ذیل کے نمبروں میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) اس طرح پڑھنا کہ نہ زبان کو حرکت ہو نہ پھسپھساہٹ پیدا ہو محض دل ہی دل میں خیال کرے اس صورت کو پڑھنا یا کہنا نہیں کہا جاتا، اس کا نام درحقیقت خیال کرلینا ہے۔ (۲) اس طرح پڑھنا کہ زبان کو حرکت بھی ہو، زبان سے حروف بھی ادا کئے جائیں، مگر سانس کی پھسپھساہٹ قطعاً نہ ہو۔ اس صورت کو بھی پڑھنا نہیں کہا جاتا۔ (۳) اس طرح ادا کرنا کہ زبان کو حرکت بھی ہو زبان سے حروف بھی ادا کئے جائیں اور پھسپھساہٹ بھی پیدا ہو لیکن وہ پھسپھساہٹ صرف

وہی سن سکتا ہے۔ دوسرا شخص جو اس کے قریب کھڑا ہے وہ نہیں سن سکتا تو اس صورت کا نام آہستہ پڑھنا ہے۔ جن جن چیزوں کا تعلق پڑھنے یا بولنے یا کہنے سے ہے، ان تمام صورتوں میں ان تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے یعنی یہ کہ زبان کو حرکت ہو، زبان سے حروف کی ادائیگی ہو اور اس کی پھسپھساہٹ اس کے کانوں تک پہنچے چنانچہ تکبیروں کا ادا کرنا، فاتحہ یا سورہ کا پڑھنا بسم اللہ، التحیات، درود شریف، رکوع سجدہ کی تسبیحات یا مثلاً قسم طلاق، سلام وغیرہ میں ان تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر پھسپھساہٹ نہ پیدا ہوئی تو یہ تمام چیزیں غلط ہوں گی۔ ہاں اگر گونگا ہو تو معذور ہے یا خود بہرا ہے تو وہ خود نہیں سن سکتا مگر اس درجہ کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ ایک شکل اور ہے وہ یہ کہ پھُسپھُساہٹ تو پیدا ہوتی ہے مگر اس کے کانوں تک نہیں پہونچتی، ہاں اگر کوئی شخص اس کے ہونٹوں پر کان رکھ دے تو سن سکتا ہے۔ بعض کتب فقہ میں اس کو بھی پڑھنے کی حد میں داخل کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا چیزوں کو اگر کوئی اس طرح ادا کر دیگا تب بھی یہ چیزیں صحیح مان لی جائیں گی۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ اس کی آواز برابر والے تک پہونچ جائے اس کا نام زور سے پڑھنا ہے۔ ان تمام فرقوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

نِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ: مقتدی کو اقتدار کی نیت کرنا ضروری ہے یعنی یہ نیت کرے کہ اس امام کے پیچھے یا اس طرح نہ کہے، یہ نیت کرے کہ پیچھے امام کے۔

تَعْيِيْنُ الْفَرْضِ: جب فرض نماز پڑھنے کا قصد کرے تو فرضوں میں یہ نیت کرنا کہ کون سا فرض پڑھ رہا ہے۔ ظہر یا عصر، قضا یا ادا۔ اسی طرح واجبوں میں مثلا یہ کہ وتر یا نذر وغیرہ، جو بھی ہو اس کو معین کرنا، ہاں سنتوں اور نوافل میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، وہاں خاص طور سے کسی نام کے معین کرنے کی ضرورت نہیں اگر کر لے تو بہتر ہے اور اگر نہ کرے تو بھی وہ نفل یا سنت ادا ہو جائیگی۔

وَالْقِيَامُ فِي غَيْرِ النَّفْلِ وَالْقِرَاءَةُ وَلَوْ اٰيَةً فِي رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ وَكُلِّ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ وَلَمْ يَتَعَيَّنْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيُنْصِتُ وَاِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيْمًا وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى مَا يَجِدُ حَجْمَهٗ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ جَبْهَتُهٗ وَلَوْ عَلٰى كَفِّهٖ اَوْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ اِنْ طَهُرَ مَحَلُّ وَضْعِهٖ وَسَجَدَ وُجُوْبًا بِمَا صَلُبَ مِنْ اَنْفِهٖ وَبِجَبْهَتِهٖ وَلَا يَصِحُّ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ

8/1

إِلَّا مِنْ عُذْرٍ بِالْجَبْهَةِ وَعَدَمُ ارْتِفَاعِ مَحَلِّ السُّجُوْدِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِأَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ وَإِنْ زَادَ عَلٰى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجُزِ السُّجُوْدُ إِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيْهَا عَلٰى ظَهْرِ مُصَلٍّ صَلٰوتَهٗ، وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِي الصَّحِيْحِ وَوَضْعُ شَيْءٍ مِنْ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ حَالَةَ السُّجُوْدِ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَكْفِيْ وَضْعُ ظَاهِرِ الْقَدَمِ وَتَقْدِيْمُ الرُّكُوْعِ عَلَى السُّجُوْدِ وَالرَّفْعُ مِنَ السُّجُوْدِ إِلٰى قُرْبِ الْقُعُوْدِ عَلَى الْأَصَحِّ وَالْعَوْدُ إِلَى السُّجُوْدِ وَالْقُعُوْدُ الْأَخِيْرُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ وَتَأْخِيْرُهٗ عَنِ الْأَرْكَانِ وَأَدَاءُهَا مُسْتَيْقِظًا وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَفْرُوْضَةِ عَلٰى وَجْهٍ يُمَيِّزُهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَسْنُوْنَةِ وَاعْتِقَادُ أَنَّهَا فَرْضٌ حَتّٰى لَا يَتَنَفَّلَ بِمَفْرُوْضٍ وَالْأَرْكَانُ مِنَ الْمَذْكُوْرَاتِ أَرْبَعَةٌ اَلْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَقِيْلَ الْقُعُوْدُ الْأَخِيْرُ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَبَاقِيْهَا شَرَائِطُ بَعْضُهَا شَرْطٌ لِصِحَّةِ الشُّرُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجَهَا وَغَيْرُهٗ شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا۔

ترجمہ

(۱۴) نفل کے علاوہ نمازوں میں یعنی فرض اور واجب میں قیام فاتحہ اور سورہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہونا (۱۵) قرارت (قرآن شریف پڑھنا) اگرچہ ایک ہی آیت ہو، فرض کی دو رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی ہر رکعت میں نماز صحیح ہونے کے لئے قرآن پاک کی کوئی چیز یعنی کوئی آیت یا کوئی سورہ معین نہیں، جو رکوع یا جو سورہ اور جو آیتیں بھی پڑھ لے گا نماز صحیح ہوجائے گی، مقتدی قرارت نہ کرے بلکہ کان لگائے رہے اور خاموش رہے اور اگر پڑھے گا تو مکروہ تحریمی ہے۔ (۱۶) رکوع۔ (۱۷) سجدہ کسی ایسی چیز پر جس کا حجم پالے اور اس پر اس کی پیشانی ٹھہر جائے اور اگر اپنی ہتھیلی پر یا اپنے کپڑے کے کنارے پر سجدہ کرے تب بھی سجدہ ہوجائے گا بشرطیکہ اس کے رکھنے کی جگہ پاک ہو اور بطور وجوب

ناک کے اس حصہ سے جو سخت ہے اور پیشانی سے سجدہ کرے، اور محض ناک پر بس کر لینا صحیح نہیں ہاں کسی عذر کے باعث جو پیشانی میں ہو۔ (۱۸) اور سجدہ کی جگہ کا قدموں کی جگہ سے نصف ذراع سے زیادہ بلند نہ ہونا۔ اور اگر نصف ذراع سے زیادہ (بلند) ہو تو یہ سجدہ جائز نہ ہوگا مگر بھیڑ کے باعث کہ بھیڑ میں اس نماز پڑھنے والے کی پشت پر سجدہ کر سکتا ہے جو اسی کی نماز پڑھ رہا ہو یعنی وہی نماز پڑھ رہا ہو جو یہ پڑھ رہا ہے۔ (۱۹) اور صحیح مذہب کے بموجب دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا (زمین پر) رکھنا۔ (۲۰) اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں سے کچھ کا سجدہ کی حالت میں زمین پر رکھنا (فرض ہے) اور پاؤں کی پشت کا رکھنا کافی نہیں (۲۱) اور رکوع کا سجدہ پر مقدم کرنا (۲۲) اور اصح مذہب کے بموجب سجدہ سے نشست کے قریب تک اٹھنا (۲۳) اور دوسرے سجدہ کی طرف لوٹنا (۲۴) اور التحیات کی مقدار قاعدہ اخیرہ (۲۵) اور قعدہ اخیرہ کو تمام ارکان سے مؤخر کرنا (۲۶) اور نماز کو جاگتے ہوئے ادا کرنا (۲۷) نماز کی کیفیت کو پہچاننا۔ اور وہ باتیں (صفات) جو نماز میں فرض ہیں ان کو اس طرح پہچاننا کہ مسنون باتوں (صفات) سے ان کو الگ الگ تمیز کر سکے یا اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ وہ سب فرض ہیں تاکہ فرض چیزوں کو نفل کی نیت سے ادا نہ کرے، اور وہ تمام فرض جو ذکر کئے گئے ہیں ان میں رکن چار ہی ہیں۔ قیام، قرارت، رکوع، سجدہ۔ اور کہا جاتا ہے کہ قعدہ اخیرہ التحیات (پڑھنے) کی مقدار (بھی رکن ہے)۔ اور ان چار یا پانچ کے علاوہ باقی شرطیں ہیں، کچھ تو نماز کے شروع کو صحیح کرنے کے لئے شرط ہیں اور وہ وہ ہیں جو نماز سے خارج ہیں اور ان کے ماسوا نماز کی صحت کو باقی رکھنے کے لئے شرط ہیں۔

توضیح

وَالْقِیَام: قیام نفل نمازوں کے علاوہ میں شرط ہے۔ اور قیام کی حد یہ ہے کہ اس حالت میں اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہونچ سکیں۔

وَالْقِرَاءَۃ وَلَوْ اٰیَۃً: یعنی قرآن شریف کا پڑھنا فرض ہے یعنی ایک بڑی آیت چھوٹی تین آیتیں فرض نماز کی دو رکعت میں اور جملہ نمازوں کی تمام رکعتوں میں کسی آیت یا کسی سورت کو بآسانی پڑھ سکتا ہو تو پڑھ لے رکنِ نماز ادا ہو جائے گا۔

وَالسُّجُوْد: یعنی سجدہ کرنا بھی فرض ہے اور سجدہ کی درستگی کے لئے شرط یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ پر سجدہ کرے جس میں ضخامت ہو اور اس میں صلابت ہو بالفاظِ دیگر وہ ایسی سخت ہو جس پر پیشانی ٹھہر جائے، پھولی ہوئی ایسی چکنی اور پھسلنے والی چیز کہ پیشانی اس پر ٹھہر نہ سکے مثلاً پھولی ہوئی روئی یا دھنا ہوا ریشم یا پھولی ہولی پورال پر اگر سجدہ کیا جائے تو پیشانی نیچے کو گرتی رہے ان چیزوں میں ایسی صلابت نہیں جس پر پیشانی ٹھہر جائے۔ اسی طرح جوار باجرہ وغیرہ کے

ڈھیر پر اگر سجدہ کرلیں تو پیشانی گڑتی اور پھسلتی رہے گی ہاں اگر یہی چیزیں اتنی سخت اور منجمد ہو جائیں کہ پیشانی نہ گڑے اور ٹھہر جائے جیسے روئی کا گدا، جوار وغیرہ کسی برتن میں رکھی ہوئی ہو تو اس پر سجدہ جائز ہوگا۔ اور اگر دھنی ہوئی روئی پر سجدہ شروع کیا پہلے پیشانی نہیں ٹھیری پھر ٹھہر گئی تو سجدہ ہو گیا۔

ولو علیٰ کفہ الخ یعنی کان کے برابر میں ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ اگر کسی نے ماتھے کے نیچے ہتھیلی رکھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی، یا چادر کا پلہ پیشانی کے نیچے آگیا یا گرمی وغیرہ سے بچنے کے لئے ہتھیلی رکھ لی یا چادر کا کنارہ پیشانی کے نیچے ڈال لیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔ یہ شرط بہرحال ضروری ہے کہ جگہ پاک ہو۔ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ کم از کم پیشانی ایک ہاتھ ایک گھٹنا، ایک پاؤں کی کچھ انگلیاں زمین پر رکھے۔ اگر ان چاروں میں سے کوئی ایک زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ نہ ہوگا اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

وسجد الخ: یعنی سجدہ میں پیشانی اور ناک کا بانسہ زمین پر رکھنا واجب ہے اگر ناک کا بانسہ زمین پر نہ رکھا گیا تو نماز صحیح نہ ہوگی اور مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر پیشانی زمین پر نہ رکھی گئی تو صرف ناک کے بانسہ پر سجدہ کرلینا کافی ہوگا۔

مِنَ السّجودِ الخ یعنی اصح مذہب کے بموجب اٹھنا ضروری ہے کہ اس کو بیٹھا ہوا کہا جا سکے یا بیٹھنے کے قریب کہا جا سکے۔ اس قدر اٹھنا تو فرض ہے۔ اگر اتنا نہیں اٹھا تو اس کی نماز ہی نہ ہوگی، باقی واجب یہ ہے کہ وہ سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ سیدھا بیٹھے پھر دوسرے سجدہ میں جائے اگر ایسا نہ کرے گا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

اداءَ ھا۔ یعنی رکوع یا سجدہ یا کوئی اور رکن سوتے ہوئے ادا ہو گیا تو نماز نہ ہوگی البتہ اگر رکوع یا سجدہ میں یا قیام میں غنودگی آگئی تو اس سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

لا یتنفل الخ یعنی فرض چیز نفل کی نیت سے ادا نہیں ہوتی ہاں نفل کو اگر فرض کی نیت کر کے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گی مثلاً ظہر کے فرض کو نفل کی نیت سے ادا کرے تو وہ نفل ہی ہو گی، فرض نہ ہوگی۔ لیکن اگر ظہر کی سنتوں میں بھی فرض کی نیت کر لی پھر فرض پڑھے تو سنتیں ادا ہو جائیں گی اسی طرح اگر قیام یا رکوع سجدہ جو فرض ہیں ان کے متعلق نفل کا خیال کر کے ان کو ادا کیا تو وہ نفل ہی تصور کئے جائیں گے لیکن اگر سجدہ یا رکوع کی تسبیحات کو فرض سمجھ لیا تو ان میں کوئی خرابی نہ آئے گی، اسی طرح اگر کسی شخص نے زکوٰۃ مقدار سے زائد ادا کی تو زائد کو صدقہ نفلیہ مان لیا جائے گا لیکن اگر مقدار زکوٰۃ سے دوگنا چوگنا بھی صدقہ کی نیت سے دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ درحقیقت اس عبارت کا مفہوم بظاہر یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری

ہے یا تو نماز کے ارکان اور اس کی تمام چیزوں کے متعلق اس کو الگ الگ معلوم ہو کہ کون فرض ہے اور ان میں سے کون سی چیز سنت ہے اور اگر اتنی واقفیت نہ رکھتا ہو تو کم از کم یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ سب فرض ہیں تاکہ کسی فرض کو نفل کی نیت سے ادا کرنے کی قباحت پیش نہ آئے بہت سے بہت یہی ہو کہ نفل کو فرض کی نیت سے ادا کر دے۔ لیکن علامہ حسن بن عمار شرنبلالی نے اس عبارت کو اجزاء نماز کے متعلق نہیں مانا بلکہ خود نمازوں کے متعلق مانا ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جو نمازیں فرض ہوں انکو فرض ماننا اور نفل نمازوں کو نفل سمجھنا، مثلاً صبح کی چار رکعتوں کے متعلق ممتاز طور پر جانتا ہو کہ دو رکعت فرض اور دو رکعت سنت ہیں اور اگر یہ تفصیل اس کو معلوم نہ ہو تو کم سے کم ہر نماز کو فرض ہی جانتا ہو تاکہ یہ قباحت پیش نہ آئے کہ فرض کو سنتوں کی نیت سے ادا کرے۔

والقعود الخ: یعنی قاعدہ اخیرہ بھی فرض ہے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ بیٹھنے کے مقدار میں اختلاف ہے جمہور احناف کے نزدیک تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے۔ اور قاعدہ اخیرہ کو جملہ ارکان سے مؤخر کرنا بھی شرط ہے۔

(**فَصلٌ**) تَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ عَلٰی لِبَدٍ وَجْهُهُ الْاَعْلٰی طَاهِرٌ وَالْاَسْفَلُ نَجِسٌ وَعَلٰی ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبِطَانَتُهٗ نَجِسَةٌ اِذَا کَانَ غَیْرَ مُضَرَّبٍ وَعَلٰی طَرَفٍ طَاهِرٍ وَاِنْ تَحَرَّكَ الطَّرَفُ النَّجِسُ بِحَرَکَتِهٖ وَلَوْ تَنَجَّسَ اَحَدُ طَرَفَیْ عِمَامَتِهٖ فَاَلْقَاهُ وَاَبْقَی الطَّاهِرَ عَلٰی رَاْسِهٖ وَلَمْ یَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرَکَتِهٖ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ وَاِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ وَفَاقِدُ مَا یُزِیْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ یُصَلِّیْ مَعَهَا وَلَا اِعَادَةَ عَلَیْهِ وَلَا عَلٰی فَاقِدِ مَا یَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَلَوْ حَرِیْرًا اَوْ حَشِیْشًا اَوْ طِیْنًا فَاِنْ وَجَدَهٗ وَلَوْ بِالْاِبَاحَةِ وَرُبُعُهٗ طَاهِرٌ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ عَارِیًا وَخُیِّرَ اِنْ طَهُرَ اَقَلُّ مِنْ رُبُعِهٖ وَصَلٰوتُهٗ فِیْ ثَوْبٍ نَجِسِ الْکُلِّ اَحَبُّ مِنْ صَلٰوتِهٖ عُرْیَانًا وَلَوْ وَجَدَ مَا یَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اِسْتِعْمَالُهٗ وَیَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ فَاِنْ لَمْ یَسْتُرْ اِلَّا اَحَدَهُمَا قِیْلَ یَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِیْلَ الْقُبُلَ وَنُدِبَ صَلٰوۃُ الْعَارِیْ جَالِسًا بِالْاِیْمَاءِ مَادًّا رِجْلَیْهِ نَحْوَ

الْقِبْلَةِ فَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا بِالْإِيْمَاءِ أَوْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَحَّ ۔

ترجمہ نماز ایسے نمدہ پر جائز ہے کہ جس کا اوپر کا رخ پاک ہو اور نیچے کا ناپاک، اور اس کپڑے پر بھی نماز جائز ہے جو خود پاک ہو اور اس کا استر ناپاک ہو جب کہ بخیہ کیا ہوا نہ ہو۔ یعنی سوزنی کیطرح۔ فرش یا چٹائی یا دری وغیرہ کے کنارہ پر بھی نماز جائز ہے اگرچہ ناپاک کنارہ نمازی کی حرکت سے ہل جاتا ہو، صحیح یہی ہے۔ اور اگر نمازی کے عمامہ کا ایک کنارہ ناپاک ہوگیا اس کو (نیچے) ڈال دیا اور پاک کنارہ کو سر پر باقی رکھا اور ناپاک کنارہ اس کی حرکت سے نہیں ہلتا یعنی عمامہ اتنا لمبا ہے کہ یہ نمازی رکوع میں جاتے یا سجدہ کرنے میں نیچے پڑا ہوا ناپاک حصہ اس کی حرکت سے حرکت نہیں کرتا تو اس کی نماز جائز ہوگی۔ اور اگر ناپاک کنارہ اس نمازی کے حرکت سے حرکت کرتا ہے تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اور ایسی چیز کا نہ پانے والا جس سے ناپاکی زائل کر سکے اس ناپاکی کے ساتھ ہی نماز پڑھ لے اور اس پر نماز کا اعادہ (لوٹانا) واجب نہیں اور نہ اس شخص پر نماز کا لوٹانا واجب ہے جو کسی بھی ایسی چیز کو، حتیٰ کہ ریشم یا گھاس یا مٹی کو نہیں پاتا جو اس کے ستر کو چھپا سکے۔ پس اگر (حریر کو یا کسی چیز کو) پالے اگرچہ وہ اس کی نہ ہو بلکہ کسی نے اس کو نماز پڑھنے کے لئے دیدی ہو اور وہ تمام پاک ہو یا صرف اس کا چوتھائی حصہ پاک ہو، اب اس کی نماز برہنہ بدن جائز نہیں اور اگر چوتھائی کپڑا بھی پاک نہ ہو بلکہ چوتھائی سے کم پاک ہو تو اس کو اختیار دیا گیا کہ برہنہ نماز پڑھے یا یہ ناپاک کپڑے پہن کر، اور کسی ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جو تمام ناپاک ہو برہنہ تن نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر ایسی چیز کو پالے جس سے ستر کے کچھ حصہ کو چھپالے تو اس کا استعمال واجب ہے (جبکہ وہ پاک ہو) اور اگلے حصہ کو بھی چھپائے اور پچھلے حصہ کو بھی اور اگر صرف ایک کو چھپا سکے تو ایک قول یہ ہے کہ پچھلے حصہ کو چھپائے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے حصہ کو چھپائے۔ اور برہنہ بدن کا نماز بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہے اشارہ سے، اس صورت سے کہ دونوں پیر قبلہ کیطرف پھیلائے ہوئے ہو اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھی یا رکوع اور سجدہ سے تو یہ بھی صحیح ہے۔

توضیح اس فصل سے متعلقاتِ شرائط اور اس کے فروع کو بیان فرما رہے ہیں۔

لِبَدٌ: کسرۂ لام اور سکونِ بار کے ساتھ، اون کے فرش کو کہا جاتا ہے اور ہر ایسی چیز کا یہی حکم ہے جس کو بیچ میں سے چیر کر دو حصہ کئے جا سکتے ہوں خواہ وہ نمدہ اور موٹے ٹاٹ کی قسم کا فرش ہو یا لکڑی تختہ وغیرہ، اور فرش یا چٹائی وغیرہ کا حکم زمین جیسا ہے یعنی جس طرح زمین کے اس حصہ کا پاک ہونا ضروری ہے جہاں نماز پڑھ رہا ہے

اسی طرح فرش یا چٹائی میں بھی اس حصہ کا پاک ہونا ضروری ہے جو اس کے نیچے ہے یعنی استر وہ ناپاک ہے اور اوپر کے کپڑے پاک ہیں تو ایسے کپڑے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

عَلَی الصَّحِیْحِ : یعنی اگر کوئی شخص بستر یا کسی دوسری چیز پر نماز پڑھ رہا ہے تو صحیح قول کے بموجب نماز جائز ہے۔

وَفَاقِدٌ : یعنی جس شخص کے کپڑے ناپاک ہوں اور پانی جیسی پاک کرنے والی چیز اس کو میسر نہ آسکے تو وہ ناپاک کپڑوں ہی میں نماز پڑھ لے اور اگر اس کے بعد اس کو پاک کرنے والی چیز میسر ہو تو (یعنی پانی مل جائے) تو اس صورت میں نماز کا اعادہ نہ کرے۔ اسی طرح جس شخص کو ستر کرنے جیسی چیز میسر نہ ہو اور حالتِ عریانی میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی، اس کے بعد اگر کپڑا پائے تو پھر نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ (واللہ اعلم)

فَاِنْ الخ : یعنی نماز پڑھنے والے کو کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک میسر ہو اور ننگے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی، اسی طرح اگر بطور عاریت کے اس کو کپڑا میسر ہو اور جس کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو حالتِ عریانی میں نماز جائز نہیں۔ چونکہ ستر کا چھپانا واجب ہے اگرچہ کچھ دیر کیلئے میسر ہو۔

وَخُیِّرَ : یعنی نماز پڑھنے والے کو اگر کپڑا چوتھائی حصہ سے کم پاک میسر ہو تو اس کو اختیار ہے کہ اسی کپڑے کو پہن کر نماز پڑھ لے یا ننگے نماز پڑھ لے مگر افضل یہ ہے کہ کپڑا پہنکر نماز پڑھے اور اگر ننگے نماز پڑھ رہا ہو تو اس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ اشارہ سے ادا کرے۔

جَالِسًا : یعنی وہ شخص جو ننگا ہو اس کو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے خواہ دن کی نماز ہو یا رات کی، مستحب یہی ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور بعض مشائخؒ فرماتے ہیں کہ رات کی نماز کھڑے ہو کر ادا کرے کیونکہ رات کی تاریکی عورت کو چھپا دیتی ہے۔

وَعَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَمُنْتَهَى الرُّكْبَةِ وَتَزِيْدُ عَلَيْهَا الْأَمَةُ الْبَطْنَ وَالظَّهْرَ وَجَمِيْعُ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا وَكَشْفُ رُبُعِ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَاءِ الْعَوْرَةِ يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ تَفَرَّقَ الْاِنْكِشَافُ عَلٰى أَعْضَاءٍ مِنَ الْعَوْرَةِ وَكَانَ جُمْلَةُ مَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ رُبُعَ أَصْغَرِ الْأَعْضَاءِ

الْمُنْكَشِفَةِ مَنَعَ وَإِلَّا فَلَا وَمَنْ عَجَزَ عَنْ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ اَوْ عَجَزَ عَنِ النُّزُوْلِ عَنْ دَابَّتِهٖ اَوْ خَافَ عَدُوًّا فَقِبْلَتُهٗ جِهَةُ قُدْرَتِهٖ وَاَمْنِهٖ وَمَنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مُخْبِرٌ وَلَا مِحْرَابٌ تَحَرّٰى وَلَا اِعَادَةَ عَلَيْهِ لَوْ اَخْطَأَ وَاِنْ عَلِمَ بِخَطَئِهٖ فِيْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَدَارَ وَبَنٰى وَاِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ صَحَّتْ وَاِنْ عَلِمَ بِاِصَابَتِهٖ فِيْهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ اِصَابَتَهٗ اَصْلًا وَلَوْ تَحَرّٰى قَوْمٌ جِهَاتٍ وَجَهِلُوْا حَالَ اِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ ۞

ترجمہ

اور مرد کا ستر، ناف اور گھٹنے کے آخری حصہ (نیچے کے حصہ) کے درمیان ہے۔ اور باندی اس پر پیٹ اور پیٹھ کی زیادتی کرے۔ اور آزاد عورت کا (جو زر خرید باندی نہ ہو) تمام بدن ستر ہے ماسوا چہرے اور ہتھیلیوں اور پیروں کے۔ اعضاء ستر میں سے چوتھائی عضو کا کھل جانا صحتِ نماز کے لئے مانع ہے اور اگر ستر کے چند اعضاء پر انکشاف متفرق طور پر ہو اور وہ تمام حصہ جو متفرق طور پر کھلا ہوا ہے کھلنے والے اعضاء میں سے سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی کی مقدار کو پہونچ جائے تو نماز ممنوع ہو گی ورنہ نہیں اور جو شخص قبلہ کیطرف رخ کرنے سے کسی مرض کے باعث عاجز ہو یا اپنی سواری سے اترنے سے عاجز ہو یا کسی دشمن کا خوف ہو تو اس کا قبلہ اس کی قدرت اور اس سے امن کی جہت ہے، یعنی اس کا قبلہ وہی رخ ہے جس طرف منہ کر کے پڑھنے پر قادر ہو اور جس طرف رخ کرنے میں اس کو خطرہ نہ ہو، اور جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے (قبلہ کی سمت نہ معلوم کر سکے)، اور اس کے پاس کوئی خبر دینے والا نہ ہو، اور نہ محراب ہو تو وہ غور کرے اور اس کو دوبارہ نماز پڑھنا نہ ہو گا، اگر وہ غلطی کر جائے۔ اور اگر اپنی غلطی کو نماز ہی میں جان لے تو وہ گھوم جائے اور بناء کر لے (یعنی سابق نماز سے ہی باقی نماز ملالے اور دوبار نیت نہ باندھے)، اور اگر بلا غور کئے نماز شروع کر لی تھی پھر فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے صحیح رخ کیطرف نماز پڑھی تو اس کی نماز ہو گئی اور اگر اپنی درستی کو نماز میں ہی جان لیا تو نماز فاسد ہو گئی جیسے کہ وہ اپنی درستی کو بالکل نہ جانتا (تو اس وقت

نماز فاسد ہوتی)، اوراگر کسی قوم نے متعدد جانبوں کیطرف غور کے بعد خیال قائم کیا اور ہرایک نے اپنے اپنے خیال کے بموجب رخ کر لیا ہے اور اپنے امام کی حالت سے ناواقف رہے تو سب کی نماز ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کی پشت امام کے منہ کی طرف نہ ہو۔

توضیح

عَوْرَۃُ الرَّجُلِ: مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک باندی کا ستر سینہ سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک اور آزاد عورت کا ستر چہرے ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے سوا تمام بدن نیز آزاد عورت کے سر کے بال اور کلائیاں بھی ستر ہیں اگر نماز میں یہ چیزیں کھل جائیں گی تو نماز نہ ہوگی، یہاں صرف اس ستر کا ذکر ہے جس کا چھپانا نماز میں فرض ہے، نماز کے علاوہ جوان عورت کا تمام بدن ستر مانا جاتا ہے۔ اجنبی سے تمام بدن چھپانا ضروری ہے۔

وَکَشْفُ الخ: یعنی اعضاء عورت مرد کے ہوں یا آزاد عورت کے یا باندی کے جن کا چھپانا فرض ہے، اگر اس کا چوتھائی نماز میں کھل جائے اور اتنی دیر تک کھلا رہے کہ جتنی دیر میں ایک رکن ادا ہو سکے یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ یا سبحان ربی العظیم کہا جا سکے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اتنی مقدار نہ ہو یا اتنی دیر نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی نیز اس قدر کی قید اس وقت ہے جبکہ خود سے کھل گیا ہو، لیکن اگر قصداً کھولا تھا تو نماز فوراً ٹوٹ جائے گی وہاں وقت کے لئے کسی مقدار کی قید نہیں۔

تنبیہ: یہاں پر عورت سے مراد عورتِ غلیظہ و خفیفہ دونوں ہیں۔ عورتِ غلیظہ یعنی قُبُل، دبُر اور ان کے اطراف ہیں۔ اور عورتِ خفیفہ ان اعضاء مذکورہ کے علاوہ جملہ اعضاء ہیں۔

ولو تفرّق: یعنی متفرق اعضاءِ عورت کھل جائیں اور اس کی مقدار ایک عضو کے چوتھائی مقدار کو پہونچ جائے تو اس صورت میں نماز کی درستگی کو مانع ہے۔ اور اگر ایک عضو کی ربع مقدار کو نہ پہونچے تو نماز کی صحت کو مانع نہیں ہے نماز درست ہو جائے گی۔

اَوْ خَافَ: یعنی درندہ وغیرہ کا خوف ہو، حتیٰ کہ اگر یہ خوف ہو کہ اگر کھڑا ہوا ہو یا بیٹھا ہو تو دشمن دیکھ لے گا تو لیٹ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے قبلہ کیطرف رخ کر کے ورنہ جس طرف ممکن ہو۔

مَنِ اشْتَبَهَتْ: یعنی اگر کسی شخص پر سمتِ قبلہ مشتبہ ہو جائے اور وہ کسی مکان یا احاطہ میں ہے مگر اس احاطہ اور مکان کی دیواروں میں کوئی نشان ایسا نہیں جس سے قبلہ کا رخ ظاہر ہوتا ہو، اور اگر کوئی نشان مسجد کا موجود ہے یا مسجد بنی ہوئی ہے تو اب اس پر تحری نہیں صرف یہ علامت ہی کافی ہے اور اگر مسجد اور محراب سب کچھ ہے مگر اس قدر تاریک ہے کہ کچھ نہیں معلوم ہوتا تو اب تحری کرے گا، مثلاً کوئی شخص رات کے وقت مسجد ہی میں ہے مگر تاریکی اسقدر ہے

کہ رخ کا علم نہیں ہو سکتا، اب اس نے غور کیا اور کوئی رخ معین کر کے اس طرف نماز پڑھ لی، تھوڑی دیر بعد جب روشنی ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس نے غلط رخ پر نماز پڑھی تھی تو اگر تحری اور غور کے بعد نماز پڑھی تھی تو اس کی نماز ہو گئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ اندھے پر فرض نہیں ہے کہ دیواروں کو ٹٹول کر رخ معلوم کرے۔ ہاں اگر کوئی اس کے پاس ہو تو اس سے دریافت کرنا ضروری ہے اور اس نے اگر غلط رخ پر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

فَسَدَتْ: یعنی کسی شخص کو نماز ہی میں اس غلطی کا علم ہوا کہ صحیح رخ تھا تو نماز ہو گئی کیونکہ اثنائِ نماز میں کوئی خاص صورت پیش نہیں آئی اور اگر فراغت کے بعد غلطی کا علم ہوا تو نماز لامحالہ نہ ہوگی اور اگر درمیانِ نماز صحت کا علم ہو گیا تو اب ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی حالت ایک کمزور حالت تھی، اب ایک قوی حالت ہے جس کے پیش آنے سے وہ کمزور بنیاد قائم نہ رہے گی جیسے تیمم سے نماز پڑھنے والے کی نماز وسطِ نماز میں پانی ملنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(**فَصْلٌ**) فِيْ وَاجِبَاتِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا، قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ وَضَمُّ سُوْرَةٍ أَوْ ثَلَاثِ اٰيَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيَّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِيْ جَمِيْعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ وَتَعْيِيْنُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَتَقْدِيْمُ الْفَاتِحَةِ عَلٰى سُوْرَةٍ وَضَمُّ الْأَنْفِ لِلْجَبْهَةِ فِي السُّجُوْدِ وَالْإِتْيَانُ بِالسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْإِنْتِقَالِ لِغَيْرِهَا وَالْإِطْمِئْنَانُ فِي الْأَرْكَانِ وَالْقُعُوْدُ الْأَوَّلُ وَقِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ فِيْهِ فِي الصَّحِيْحِ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ وَالْقِيَامُ إِلَى الثَّالِثَةِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَفْظُ السَّلَامِ دُوْنَ عَلَيْكُمْ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَاتُ الْعِيْدَيْنِ وَتَعْيِيْنُ التَّكْبِيْرِ لِافْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا الْعِيْدَيْنِ خَاصَّةً وَتَكْبِيْرَةُ الرُّكُوْعِ فِيْ ثَانِيَةِ الْعِيْدَيْنِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَأُوْلَيَيِ الْعِشَاءَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالتَّرَاوِيْحِ

وَالْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ وَالْإِسْرَارُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِيمَا بَعْدَ أُولَيِي الْعِشَائَيْنِ وَنَفْلِ النَّهَارِ، وَالْمُنْفَرِدُ مُخَيَّرٌ فِيمَا يَجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ وَلَوْ تَرَكَ السُّوْرَةَ فِي أُولَيِي الْعِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ مَعَ الْفَاتِحَةِ جَهْرًا وَلَوْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ لَا يُكَرِّرُهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ ؛

ترجمہ نماز کے واجبات اٹھارہ چیزیں ہیں (۱) فاتحہ (سورۂ الحمد) پڑھنا (۲) کسی سورہ یا تین آیتوں کا ملانا فرض کی دو غیر معین رکعتوں میں اور نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں (۳) پہلی دو رکعتوں میں قرأت کو معین کرنا (۴) فاتحہ کو سورہ پر مقدم کرنا (۵) اور ناک کو پیشانی کے ساتھ سجدہ میں ملانا یعنی پیشانی کیطرف ناک کے سخت حصہ کو بھی زمین پر رکھنا۔

(۶) ہر رکعت میں دوسرا سجدہ اس رکعت سے دوسری رکعت کیطرف منتقل ہونے سے پہلے کرلینا۔

(۷) ارکان میں اطمینان (۸) پہلا قعدہ (۹) صحیح قول کے بموجب پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنا۔

(۱۰) آخری قعدہ میں التحیات پڑھنا (۱۱) التحیات پڑھنے کے بعد تاخیر کئے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جانا (۱۲) السّلام کا لفظ نہ علیکم کا لفظ (۱۳) وتر کی (دعا) قنوت۔ (۱۴) دونوں عیدوں کی تکبیریں (۱۵) اور تکبیروں کا معین کرنا ہر نماز کو شروع کرنے کے لئے، نہ خاص طور پر عیدین کو شروع کرنے کے لئے (۱۶) رکوع کی تکبیر عیدین کی دوسری رکعت میں (۱۷) امام کا جہر کرنا فجر کی قراءت میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعت میں اگرچہ وہ قضاء ہی ہوں اور جمعہ اور دونوں عید اور تراویح میں اور رمضان کے وتر میں اور آہستہ پڑھنا ظہر اور عصر میں اور دونوں عشاؤں (مغرب اور عشاء) کے پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں اور دن کی نفلوں میں اور منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے شخص کو شب کے وقت نفل پڑھنے والے کیطرح ان نمازوں میں جن میں جہر کیا جاتا ہے اختیار دیا گیا ہے خواہ آہستہ پڑھے یا زور سے اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگر سورت چھوڑ دے تو اس کو آخر کی دو رکعتوں میں فاتحہ سمیت پڑھ لے جہر کے ساتھ اور اگر فاتحہ کو (پہلی دو رکعتوں میں) چھوڑ دیا تھا تو آخر کی دو رکعتوں میں اس کو مکرر کرکے نہ پڑھے (آخر میں سجدہ سہو کرلے)

توضیح وَاجِبٌ الخ یعنی واجب وہ ہے جسکا کرنا ضروری اور کرنیوالا مستحق ثواب ہو، نہ کرنا گناہ اور موجب عذاب ہو مگر اس کے منکر کو کافر نہ کہا جائے گا اور واجب

کے چھوڑنے پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور جان بوجھ کر ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔

وَتقدیمُ الفاتحة الخ: یعنی فرضوں کے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ کا فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے مگر مصنفؒ نے اس کو تین حصوں میں بیان فرمایا ہے ایک واجب تو یہ ہے کہ فرض کی دو رکعتوں میں اور فرض کے علاوہ تمام نوافل اور واجب نمازوں میں کوئی سورت، کم از کم تین آیتیں پڑھے جس کو دوسرے نمبر پر ذکر کیا ہے۔ دوسرا واجب یہ ہے کہ فرض کی وہ دو رکعتیں ہوں اس کو تیسرے نمبر پر ذکر کیا ہے۔ اور تیسرا واجب یہ ہے کہ ترتیب قرارت اس طرح ہونی چاہیئے کہ پہلے الحمد پڑھی جائے پھر قرارت پڑھی جائے اس کو چوتھے نمبر پر بیان کیا گیا ہے گویا ایک واجب تعداد رکعت کے متعلق ہے کہ فرض میں دو ہوں نہ زیادہ نہ کم، دوسرا واجب ان رکعتوں کی تعیین کے متعلق ہے کہ وہ پہلی ہوں، تیسرا واجب ترتیب کے متعلق ہے کہ پہلے فاتحہ ہو پھر سورت۔ اب اگر ان میں سے کوئی ایک بھی سہوًا چھوٹ جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور قصدًا چھوڑ دینے پر گنہگار بھی ہوگا اور نماز بھی لوٹانا پڑیگا۔

وَالِاتْیَانُ الخ: یعنی قعدہ یا اگلی رکعت سے پیشتر سجدۂ ثانیہ ادا کر لیا جائے مثلاً اگر ایک سجدہ کرکے دوسری رکعت شروع کردی تو واجب چھوڑ دیا یا مثلاً قعدۂ اخیرہ کے لئے سجدۂ ثانیہ ادا کرنے سے پیشتر بیٹھ گیا تو واجب چھوڑ دیا۔ اس پر واجب ہے کہ وہ سجدہ کرے اور پھر سجدہ سہو ادا کرے، بشرطیکہ سہوًا ایسا ہوا ہو۔ یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر آخری رکعت میں دوسرا سجدہ بھول کر التحیات شروع کردی تھی تو یاد آنے پر جب وہ سجدۂ ثانیہ ادا کرے گا تو التحیات دوبارہ پڑھے۔ اور پھر سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے بعد میں پھر التحیات پڑھکر آخری سلام پھیرے کیونکہ جب اس نے سجدۂ ثانیہ ادا کیا تو آخری قعدہ اور اس کی التحیات کالعدم ہو گئی، اس کو دوبارہ ادا کرے۔ اور اگر غلطی سے سلام پھیر لیا تھا اور کلام وغیرہ سے پیشتر اس کو یاد آگیا تب بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔ (واللہ اعلم)

وَالِاطْمِیْنَانُ: یعنی ارکانِ نماز کو خوب اطمینان سے رکوع وسجود کو ادا کرے یعنی اتنی دیر تک ٹھیرا رہے جس سے اعضاء کی حرکت ختم ہو کر کامل سکون پیدا ہو جائے اور تمام جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آکر ٹھہر جائیں۔ اس میں ائمہؒ کا اختلاف ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تعدیلِ ارکان فرض ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ تعدیلِ ارکان کو رکن کا درجہ نہیں دیتے بلکہ فرضِ عملی کا درجہ قرار دیتے ہیں۔

وَالْقُعُوْدُ الخ: یعنی قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور جس نماز میں قعدۂ ثانیہ نہیں ہے مثلاً نمازِ فجر، جمعہ وغیرہ۔ اس میں قعدہ فرض ہے اور جس نماز میں کئی قعدہ ہوں تو مثلاً مسبوق کی نماز جو چار

رکعت والی ہے اگر تین قعدہ پایا گیا تو پہلا اور دوسرا قعدہ واجب ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔

وَقِرَاءَۃُ الخ: یعنی قاعدۂ اولیٰ میں تشہد کا پڑھنا واجب اور غیر صحیح قول یہ ہے کہ التحیات کا پڑھنا سنت ہے یعنی قعدۂ اولیٰ کے تشہد میں اختلاف بعض کے قول کے بموجب سنت ہے اور بعض کے قول کے بموجب واجب ہے البتہ قعدۂ اخیرہ کے تشہد میں کوئی اختلاف نہیں لیکن مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد واجب ہے۔

مِنْ غَیْرِ تَرَاخٍ الخ: یعنی تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا بغیر تاخیر کئے ہوئے مثلاً التحیات پڑھنے کے بعد بھولے سے اتنی دیر بیٹھا رہ گیا جتنی دیر میں ایک رکن ادا ہو سکے تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

اَلسَّلَامُ: یعنی لفظ السلام نماز کے اختتام پر واجب ہے علیکم واجب نہیں وہ سنت مؤکدہ ہے۔

وَقُنُوْتُ الخ: یعنی قنوت کا پڑھنا واجب ہے اسی طرح قنوت کے لئے تکبیر کہنا واجب ہے اور اگر قنوت کے علاوہ اور کوئی دعا پڑھے تو نماز جائز ہو گی البتہ سنت کے خلاف ہے بلکہ تکبیراتِ عیدین بھی واجب ہیں۔

تَکْبِیْرَاتُ الخ: یعنی تکبیرات (زوائد) نمازِ عیدین میں واجب ہے اور ترکِ واجب پر سجدۂ سہو واجب ہے اور طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ عیدین اور جمعہ میں ترکِ واجب پر سجدۂ سہو نہیں اور مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرارت سے پہلے تین تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرارت تین تکبیر۔

وَتَعْیِیْنُ التَّکْبِیْرِ: یعنی صرف عیدین ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر نماز کے اندر واجب یہی ہے کہ اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) سے ادا کرے یہ نہیں کہ عیدین میں اللہ اکبر کے لفظ سے نماز کا شروع کرنا واجب ہو اور عیدین کے علاوہ دوسری نمازوں میں سنت ہو جیساکہ مشہور ہے۔

وَالْجَھْرُ الخ: یعنی واجب ہے نمازِ جمعہ، عیدین، تراویح کی نمازوں میں ماہِ رمضان میں وتر کی نماز میں قرارت میں جہر کرے۔ مستحب یہ ہے کہ جماعت کے اعتبار سے آواز بلند کرے البتہ منفرد (نماز پڑھنے والے کو اختیار دیا گیا خواہ آہستہ پڑھے یا زور سے جہر کے ساتھ پڑھنا اس کیلئے جہری نمازیں واجب نہیں۔

وَلَوْ تَرَکَ: یعنی عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ کا ملانا بھول جائے تو اخیر کی دو رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ ادا کرے اس لئے کہ سورہ کا ملانا پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے۔

لَا یُکَرِّرُھَا: یعنی اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بھول جائے تو اس کو اخیر کی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ مکرر پڑھنا ضروری نہیں البتہ سجدہ سہو کرے اور مکرر پڑھنا خلافِ اولیٰ ہے۔

(فَصْلٌ) فِي سُنَنِهَا وَهِيَ إِحْدَى وَخَمْسُونَ رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيمَةِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ وَالْأَمَةِ وَحِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ لِلْحُرَّةِ وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ وَمُقَارَنَةُ إِحْرَامِ الْمُقْتَدِي لِإِحْرَامِ إِمَامِهِ وَوَضْعُ الرَّجُلِ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ سُرَّتِهِ وَصِفَةُ الْوَضْعِ أَنْ يَجْعَلَ بَاطِنَ كَفِّ الْيُمْنَى عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ الْيُسْرَى مُحَلِّقًا بِالْخِنْصِرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ وَوَضْعُ الْمَرْأَةِ يَدَيْهَا عَلَى صَدْرِهَا مِنْ غَيْرِ تَحْلِيقٍ وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَةُ أَوَّلَ كُلِّ رَكْعَةٍ وَالتَّأْمِينُ وَالتَّحْمِيدُ وَالْإِسْرَارُ بِهَا وَالْاعْتِدَالُ عِنْدَ التَّحْرِيمَةِ مِنْ غَيْرِ طَأْطَأَةِ الرَّأْسِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْمِيعِ وَتَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ وَأَنْ تَكُونَ السُّورَةُ الْمَضْمُومَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَمِنْ قِصَارِهِ فِي الْمَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيمًا وَيَقْرَأُ أَيَّ سُورَةٍ شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا وَإِطَالَةُ الْأُولَى فِي الْفَجْرِ فَقَطْ وَتَكْبِيرَةُ الرُّكُوعِ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا وَأَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ وَالْمَرْأَةُ لَا تُفَرِّجُهَا وَنَصْبُ سَاقَيْهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهِ وَتَسْوِيَةُ رَأْسِهِ بِعَجُزِهِ وَالرَّفْعُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهُ مُطْمَئِنًّا.

ترجمہ نماز کی سنتیں اکیاون ۵۱ ہیں (۱) مرد اور باندی کے لئے تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھانا اور آزاد عورت کے لئے مونڈھوں کے برابر اٹھانا (۲) انگلیوں کا کھولنا (۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ ہونا (۴) مرد کا داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا اور ہاتھ رکھنے کی صورت یہ ہے کہ داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اس صورت سے کہ پہونچے پر داہنے انگوٹھے اور کن انگلی (سب سے

چھوٹی انگلی) کا حلقہ کرے۔ (۵) عورت کا حلقہ کئے بدون، دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھنا (۶) سبحٰنک اللّٰھم الخ پڑھنا (۷) قرارت کے وقت اعوذ باللہ پڑھنا (۸) ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۹) آمین کہنا (۱۰) ربنالک الحمد کہنا (۱۱) ان تمام چیزوں کو یعنی ثنار، تعوذ، تسمیہ، تامین، تحمید کو آہستہ پڑھنا (۱۲) تحریمہ کیوقت سر کو جھکائے بدون سیدھا کھڑا ہونا (۱۳) تکبیر یعنی اللہ اکبر (۱۴) اور تسمیع (یعنی سمع اللہ لمن حمدہ) کو امام کا زور سے کہنا (۱۵) قیام کی حالت میں چار انگلیوں کے برابر دونوں پیروں کو کشادہ رکھنا (۱۶) جو سورہ کہ فاتحہ کے بعد ملائی گئی ہے اس کا فجر اور ظہر کی نمازیں طوال مفصل سے ہونا اور عصر اور عشار کی نمازیں اوساطِ مفصل سے اور مغرب کی نمازیں قصارِ مفصل میں سے ہونا بشرطیکہ مقیم ہو اور اگر مسافر ہو تو وہ جو بھی سورت چاہے پڑھ لے (۱۷) اور صرف فجر کی نمازیں پہلی رکعت کا دراز کرنا (۱۸) رکوع کی تکبیر (۱۹) رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنا (۲۰) دونوں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا (۲۱) انگلیوں کو کشادہ کرنا (یعنی انگلیاں کشادہ کرکے گھٹنے پکڑلے اور عورت کشادہ نہ کرے (۲۲) دونوں پنڈلیوں کو کھڑا رکھنا (۲۳) کمر کو پھیلانا۔ (۲۴) سر کو سرین کے برابر رکھنا (۲۵) رکوع سے اٹھنا (۲۶) رکوع کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا۔

توضیح

سُنَنُهَا: یعنی نمازیں جو سنن ہیں ان میں سے اگر کسی کو بھولے سے چھوڑ دے تو اس کے چھوڑنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور نہ نمازیں فساد واقع ہوتا ہے۔ ہاں البتہ ار جان بوجھ کر ترک کر دے تو ایسا کرنا برا ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ: یعنی انگلیاں مڑی ہوئی نہ ہوں بلکہ انکو اپنی حالت پر ان کو رکھا جائے۔ نہ ہلایا جائے نہ چھیڑا جائے اور اس حالت میں انگلیاں اور ہتھیلی قبلہ کیطرف رہنی چاہئیں اور اس طرح اٹھانا چاہیے کہ انگوٹھا کان کے لَو کے مقابل پر آجائے اور انگلیوں کے پورے کان کے بالائی حصہ کے بالمقابل ہوں اور گٹے مونڈھے کے مقابل ہوجائیں۔

وَمُقَارَنَتُهُ الخ: یعنی مقتدی امام کے تحریمہ کے ساتھ تحریمہ (اللہ اکبر) کو ادا کرے اور اگر مقتدی تکبیر کو امام کی تکبیر کے بعد ختم کرے، اگر امام کی تکبیر سے پہلے ختم کردی تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

وَوَضْعُ الخ: یعنی نماز کی سنتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد مرد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔ اور ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے پشت پر رکھے اس صورت سے کہ پہونچے پر داہنے انگوٹھے اور کن کی انگلی کا حلقہ کرے۔

وَوَضْعُ الْمَرْأَةِ: یعنی عورت تحریمہ کے بعد اپنے ہاتھ کو سینے پر رکھے اور مردوں کی طرح

حلقہ نہ بنائے۔

وَالتَّعَوُّذُ الخ: یعنی اگر قراءت کرنی ہو تو اعوذ باللہ پڑھے اس لئے کہ اعوذ باللہ قراءت قرآن کے تابع ہے اور اگر قراءت نہ کرنی ہو یعنی مقتدی ہو تو وہ صرف سبحانک اللہم پڑھ کر خاموش ہو جائے۔

التحمید: یعنی با جماعت نماز پڑھنے والوں کے لئے ربنا لک الحمد کا کہنا آہستہ سے سنت ہے اور منفرد یعنی تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو سمع اللہ لمن حمدہ کے ساتھ ربنا لک الحمد بھی کہے، اس کی صورت یہ ہے کہ سمع اللہ لمن حمدہ کو بلند آواز سے کہے اور ربنا لک الحمد کو پست آواز سے کہے۔

طِوَالَ الْمُفَصَّلِ: یعنی سورۂ حجرات سے لیکر آخر قرآن پاک تک جتنی سورتیں ہیں انکو مفصل کہا جاتا ہے پھر ان میں سے سورۂ حجرات سے لیکر سورۂ بروج تک کی سورتوں کو طوالِ مفصل کہا جاتا ہے اور سورۂ بروج سے لیکر سورۂ لم یکن تک جس قدر سورتیں ہیں انکو اوساطِ مفصل کہا جاتا ہے۔ اور سورۂ لم یکن سے لیکر آخر قرآن تک کو قصارِ مفصل کہا جاتا ہے۔

مسافر: یعنی مسافر کے لئے کسی نماز میں بھی خاص سورہ کی قید نہیں وہ گنجائش کے بموجب قراءت کرے۔

اِطَالَةُ الْاُوْلٰی: یعنی نمازِ فجر میں پہلی رکعت کو طویل کرے، دوسری رکعت سے۔ اسمیں اعانت جماعت میں شریک ہونے والے کی کہ وہ پوری جماعت پا سکے مثلاً پہلی رکعت میں چالیس آیتیں پڑھے اور دوسری رکعت میں بیس آیتیں پڑھے۔

فقط: اس سے امام محمدؒ کے قول کی جانب اشارہ ہے کہ ہر نماز میں پہلی رکعت کو طویل کرے دوسری رکعت سے۔ اور دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے طویل کرنا مکروہ ہے۔

ونَصْبُ الخ: یعنی عموماً پنڈلیوں کو اس طرح رکھتے ہیں کہ وہ اندر کی طرف کو ہوتی ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ پنڈلیاں بند ہی ہوں ایسے ہی ہاتھ بھی سیدھے رکھے جائیں اور گھٹنے مضبوطی سے پکڑے جائیں اور کمر سیدھی رکھی جائے، سر کو کمر کے برابر رکھا جائے۔

وَوَضْعُ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ لِلسُّجُوْدِ وَعَكْسُهُ لِلنُّهُوْضِ وَتَكْبِيْرُ السُّجُوْدِ وَتَكْبِيْرُ الرَّفْعِ مِنْهُ وَكَوْنُ السُّجُوْدِ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَتَسْبِيْحُهُ ثَلَاثًا وَمُجَافَاةُ الرَّجُلِ بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ عَنِ الْاَرْضِ وَانْخِفَاضُ الْمَرْأَةِ وَلَزْقُهَا بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَالْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَوَضْعُ

الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهٖ الْيُسْرٰى وَنَصْبُ الْيُمْنٰى وَتَوَرُّكُ الْمَرْأَةِ وَالْإِشَارَةُ فِي الصَّحِيْحِ بِالْمُسَبِّحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ وَيَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْمَا بَعْدَ الْأُوْلَيَيْنِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ أَلْفَاظَ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ لَا كَلَامَ النَّاسِ وَالْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ وَنِيَّةُ الْإِمَامِ الرِّجَالَ وَالْحَفَظَةَ وَصَالِحَ الْجِنِّ بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ فِي الْأَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمَأْمُوْمِ إِمَامَهٗ فِيْ جِهَتِهٖ وَإِنْ حَاذَاهُ نَوَاهُ فِي التَّسْلِيْمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفَظَةِ وَصَالِحِ الْجِنِّ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلٰئِكَةَ فَقَطْ وَخَفْضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأُوْلٰى وَمُقَارَنَتُهٗ لِسَلَامِ الْإِمَامِ وَالْبُدَاءَةُ بِالْيَمِيْنِ وَانْتِظَارُ الْمَسْبُوْقِ فَرَاغَ الْإِمَامِ ؕ

ترجمہ (۲۷) سجدہ کے لئے (پہلے) گھٹنوں کو (زمین پر) رکھنا، پھر دونوں ہاتھوں کو پھر چہرہ کو (۲۸) اور سجدہ سے کھڑے ہونے کے وقت اس کا عکس کرنا یعنی پہلے ماتھا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا (۲۹) اور سجدہ میں جانے کی تکبیر (۳۰) سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر (۳۱) سجدہ کا دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں ہونا (۳۲) سجدہ میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا (۳۳) مرد کا پیٹ کو رانوں سے، کہنیوں کو دونوں پہلوؤں سے اور کلائیوں کو زمین سے الگ رکھنا (۳۴) عورت کا پست ہونا (سجدہ کی حالت میں) اور پیٹ کو رانوں سے ملانا (۳۵) قومہ (۳۶) دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ (۳۷) دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا جیسے التحیات پڑھنے کی حالت میں ہاتھ رانوں پر رکھا کرتے ہیں۔

(۳۸) اپنے بائیں پیر کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا رکھنا (۳۹) اور عورت کے لئے سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھنا (۴۰) صحیح مذہب کے بموجب شہادت کی انگلی سے کلمۂ شہادت (جو التحیات کے آخر میں ہے) کے وقت اشارہ کرنا (اسطرح کہ) نفی یعنی لا کہتے ہوئے اس کو اٹھائے اور

اثبات یعنی اِلَّا اللہ کے وقت اس کو رکھ دے (۴۱) اور پہلی دو رکعتوں کے بعد کی رکعتوں میں یعنی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کا پڑھنا (۴۲) آخر جلوس یعنی قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف یعنی اللّٰھم صل علیٰ الخ پڑھنا (۴۳) اور ایسے الفاظ سے دعا مانگنا جو قرآن شریف اور حدیث شریف کے الفاظ کے مشابہ ہوں آدمیوں کی گفتگو کے مشابہ نہ ہوں (۴۴) دونوں سلام ادا کرتے ہوئے داہنی جانب پھر بائیں جانب مڑنا (۴۵) صحیح مذہب کے مطابق دونوں سلام پھیرنے کیوقت امام کو مقتدیوں کی اور نگراں فرشتوں اور نیک جنات کی نیت کرنا (۴۶) اور مقتدی کو امام کی جانب میں امام کی نیت کرنا، اور اگر مقتدی امام کی سیدھ میں ہو تو دونوں سلاموں کے وقت امام کی نیت کرنا اور امام کی نیت کے ساتھ قوم کی (یعنی باقی مقتدیوں کی) اور نگراں فرشتوں کی اور نیک جنات کی نیت کرنا (۴۷) منفرد کو صرف ملائکہ کی نیت کرنا (۴۸) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام (کی آواز) سے پست رکھنا۔ (۴۹) مقتدیوں کا اپنے سلام کو امام کے سلام کے ساتھ ساتھ کرنا۔ (۵۰) سلام کو داہنی جانب سے شروع کرنا یعنی پہلا سلام داہنی جانب پھیرنا (۵۱) مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔

توضیح

وَانْخِفَاضُ الخ یعنی عورت نیچے کو دب کر اور بھینچ کر سجدہ کرے کیونکہ اس کے لئے ہر حالت میں پردہ لازم ہے اور یہ مسنون ہے۔

وَوَضع الیَدَیْنِ: یعنی سجدوں کے بیچ میں یا التحیات پڑھنے کیلئے بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا مسنون ہے۔

تَوَرُّكُ الخ یعنی عورت کے لئے مسنون یہ ہے کہ سجدوں کے بیچ یا التحیات کے لئے اس طرح بیٹھے کہ بائیں سرین کو زمین پر رکھ کر دونوں پیر داہنی جانب کو نکال دے۔

والاَشارۃ: یعنی شہادت کے وقت اشارہ کرنا، اصح قول کے مطابق سنت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نفی یعنی لا کہتے وقت انگلی اٹھائے اور اثبات یعنی الا اللہ کے وقت اس کو رکھ دے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اشارہ نہ کیا جائے مگر یہ قول صحیح نہیں ہے۔

وَقِرَاءَۃُ الفَاتِحَۃِ الخ یعنی فرض نماز کے آخر کی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مسنون ہے اور اگر بھولے سے چھوڑ دے تو سجدۂ سہو واجب نہیں البتہ واجب، سنت، نفلوں کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔

وَالصَّلوٰۃُ الخ یعنی آخر جلوس میں یعنی قعدۂ اخیرہ میں درود کا پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت امام محمدؒ سے پوچھا گیا کہ نمازوں میں کون سا درود پڑھنا چاہئے تو انھوں نے جواب دیا کہ

اللّٰہم صل علی الخ۔ اور درود پڑھنے کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) فرض: یعنی عمر بھر میں ایک دفعہ درود کا پڑھنا فرض ہے۔ (۲) واجب: یعنی طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بموجب جب بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے۔ (۳) سنت: یعنی قعدۂ اخیرہ میں درود کا پڑھنا سنت ہے۔ (۴) مستحب: یعنی ہر اوقات میں پڑھنا مستحب ہے۔ (۵) مکروہ: یعنی قعدۂ اخیرہ اور قنوت کے علاوہ میں پڑھنا مکروہ ہے۔ (۶) حرام: یعنی حرام کام کرتے وقت درود شریف کا پڑھنا حرام ہے، غیر محل مثلاً بیت الخلاء وغیرہ میں بھی پڑھنا حرام ہے۔

وَالدُّعَاءُ الخ: یعنی دعا کا مانگنا جو قرآن کریم اور حدیث پاک میں وارد ہوئی ہیں، بعینہٖ وہی پڑھی جائیں یا ان کے مضمون کے عربی الفاظ میں ادا کیا جائے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ بجنسہٖ وہی دعائیں پڑھی جائیں جو قرآن پاک میں یا احادیث میں وارد ہیں، اور مزید احتیاط یہی ہے کہ خاص وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقع پر جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ: (ترجمہ) خداوند میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے، خداوند تو اپنی خاص رحمت سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، تو ہی غفور الرحیم ہے۔

پس اگر بعینہٖ یہ عربی الفاظ ادا نہ ہوئے لیکن ان کا مفہوم ادا ہوگیا تب بھی سنت ادا ہو جائے گی، اسی طرح اور بھی بہت سی دعائیں ثابت ہیں۔ لہٰذا اس موقعہ پر عربی ہی میں دعا ہونی چاہئے دوسری زبان میں نہیں کیونکہ دوسری زبان میں دعاء جلالِ الٰہی کے مخالف ہے۔ گویا ربانی حکومت کی زبان عربی ہی قرار دی گئی ہے اور درخواست حکومت کی زبان ہی میں ہونی چاہئے نیز ایسی دعاء نہ مانگنی چاہئے جو محال ہو انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہو جیسے نزولِ مائدہ کی دعا مانگنا یا معراج کی دعا۔ اسی طرح ایسی دعا نہ مانگنی چاہئے جو چیزیں ایسی ہیں کہ انسان ان کو خود کر سکتا ہے۔ ان کی دعا کو گفتگو یا کلامِ ناس کے مشابہ کہا جائے گا مثلاً کسی عورت سے نکاح کی دعا، یا مکان بنوانے کی، یا روپئے ملنے یا کسی کا قرضہ ادا کرنے کی دعا۔ اور جو چیزیں انسان سے ممکن نہ ہوں مثلاً گناہوں کا بخشنا، عافیتِ دارین وغیرہ ایسی دعاؤں کو قرآن وحدیث کی دعاؤں کے مشابہ کہا جائے گا۔

وَالْاِنْتِظَارُ الخ: یعنی مسبوق کو چاہئے کہ انتظار کرے، یعنی جب امام دوسرا سلام پھیرے تب کھڑا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ امام کو سجدۂ سہو کرنا ہو۔

(فَصْلٌ)، مِنْ اٰدابِهَا اِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَنَظَرُ الْمُصَلِّي اِلٰى مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ قَائِمًا وَاِلٰى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَاِلٰى اَرْنَبَةِ اَنْفِهٖ سَاجِدًا وَاِلٰى حجره جَالِسًا وَالَے الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ وَكَظْمُ فَمِهٖ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْاِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ مَامَتِ الصَّلوٰةُ

ترجمہ نماز کے آداب و مستحبات میں سے ہے مرد کا تکبیر تحریمہ کے وقت اپنی ہتھیلیوں کو آستینوں میں سے نکالنا، قیام کی حالت میں نظر کا سجدہ کی جگہ پر رہنا، رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر، اور سجدہ کی حالت میں ناک کی پھونگل کیطرف اور بحالتِ قعود گود کی جانب اور سلام پھیرنے کی حالت میں مونڈھوں کی جانب کھانسی کا مقدور بھر (پوری طاقت سے) دفع کرنا۔ جمائی کے وقت منہ کو بند کرنا، کھڑا ہونا جس وقت حی علے الفلاح کہا جائے، امام کا نماز شروع کر دینا جس وقت قدقامت الصلوٰۃ کہا جائے۔

توضیح مِنَ اٰدابِها: مِن تبعیضیہ ہے۔ اس سے اشارہ اس بات کی جانب ہے کہ اس فصل کے اندر نماز کے جملہ آداب کو بیان نہیں کیا ہے بلکہ بعض آداب کو ذکر کیا ہے جس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ جس فعل کو کئے ہوں اور آپؐ نے اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی، اس کو آداب کہتے ہیں اور آداب کی مشروعیت سنت کی تکمیل کیو جسے ہوتی ہے۔

التکبیرُ الخ: یعنی مستحب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھوں کو اپنی آستین سے نکال لے، اور اگر کوئی عذر ہو تو مثلاً ٹھنڈک ہے تو نہ نکالے لیکن افضل یہ ہے کہ نکال لے۔ البتہ عورت اپنے ہاتھ کو آستین سے باہر نہ کرے کیونکہ اس کے لئے ستر ضروری ہے۔

نَظَرُ المُصَلِّي: یعنی نماز پڑھنے والے کی نگاہ قیام کی صورت میں سجدہ گاہ پر ہو اور حالتِ رکوع میں قدم کے ظاہری حصہ پر ہو اور سجدہ میں ناک کی پھونگل پر ہو اور قعدہ کی حالت میں نگاہ گود میں ہو، قعدہ اولیٰ ہو یا قعدہ اخیرہ۔ اور سلام پھیرتے وقت نگاہ مونڈھوں کی جانب ہو کیونکہ اس کے اندر خشوع اور خضوع ظاہر ہوتا ہے اور یکسو کی کیفیت پیدا ہوتی ہے

عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

مَا اسْتَطَاعَ الخ یعنی ترجمہ لفظی یہ ہے کہ دفع کرنا کھانسی کو جس قدر طاقت ہو۔ کھانسی کو دفع کرنے سے اگر نماز میں نقصان واقع ہو رہا ہو تو وہ ایسا نہ کرے، اسی طرح جمائی کے وقت اپنے منہ کو بند کرلے اور اگر بند کرنے کی طاقت نہ ہو تو ہاتھ یا آستین وغیرہ سے منہ کو ڈھک دے۔ (واللہ اعلم)

فَصْلٌ فِيْ كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ الصَّلٰوةِ: إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُوْلَ فِي الصَّلٰوةِ أَخْرَجَ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ بِلَا مَدٍّ نَاوِيًا وَيَصِحُّ الشُّرُوْعُ بِكُلِّ ذِكْرٍ خَالِصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى كَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِالْفَارِسِيَّةِ إِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ وَإِنْ قَدَرَ لَا يَصِحُّ شُرُوْعُهُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَلَا قِرَاءَتُهُ بِهَا فِي الْأَصَحِّ ثُمَّ وَضَعَ يَمِيْنَهُ عَلٰى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ عَقِبَ التَّحْرِيْمَةِ بِلَا مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا وَهُوَ أَنْ يَقُوْلَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ وَيَسْتَفْتِحُ كُلُّ مُصَلٍّ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ سِرًّا لِلْقِرَاءَةِ فَيَأْتِيْ بِهِ الْمَسْبُوْقُ لَا الْمُقْتَدِيْ وَيُؤَخِّرُ عَنْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ ثُمَّ يُسَمِّيْ سِرًّا وَيُسَمِّيْ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ وَأَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُوْمُ سِرًّا ثُمَّ قَرَأَ سُوْرَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَأْسَهُ بِعَجُزِهِ آخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا أَصَابِعَهُ وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَاطْمَأَنَّ قَائِلًا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَوْ إِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا أَوِ الْمُقْتَدِيْ يَكْتَفِيْ بِالتَّحْمِيْدِ.

ترجمہ

جب نماز شروع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو آستینوں سے نکالے پھر انکو کانوں کے برابر تک اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے مد کے بغیر نماز کی نیت کرتا ہوا اور نماز کا شروع کرنا ہر ایسے ذکر سے بھی صحیح ہوجاتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے لئے ہی خاص ہو (دعا نہ ہو) جیسے سبحان اللہ۔ اور اگر عربی سے عاجز ہے تو فارسی زبان میں بھی (شروع کرنا) صحیح ہوجاتا ہے۔ اور اگر عربی پر قادر ہو صحیح مذہب کے مطابق نہ فارسی میں شروع کرنا صحیح ہوتا ہے نہ فارسی میں قراءت۔ پھر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔ تحریمہ کے (فورًا) بعد بلا توقف کے استفتاح کرتے ہوئے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھتے ہوئے۔ استفتاح (مندرجہ ذیل دعا پڑھنے کو کہتے ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اور ہر نماز پڑھنے والا سبحانک اللہم پڑھے۔ پھر اعوذ باللہ پڑھے آہستہ سے۔ قراءت کی تمہید کے طور پر۔ چنانچہ اس کو مسبوق پڑھے گا، مقتدی نہیں پڑھے گا۔ اور تکبیراتِ عیدین سے مؤخر کریگا پھر اعوذ باللہ پڑھنے کے بعد آہستہ سے بسم اللہ پڑھے اور ہر رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے ہی بسم اللہ پڑھے۔ اور مقتدی (سورۂ فاتحہ کے ختم پر) آہستہ سے آمین کہے، پھر کوئی سورہ یا تین آیتیں (کم ازکم) پڑھے۔ پھر رکوع میں جاتا ہوا تکبیر کہے اس صورت سے کہ مطمئن ہو (اطمینان سے رکوع ادا کرنیوالا ہو) اپنے سر کو سُرین کے برابر کئے ہوئے ہو، اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے اپنی انگلیوں کو کشادہ کرکے پکڑے ہوئے ہو اور رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہے اور یہ کم ازکم مرتبہ ہے پھر اپنے سر کو اٹھائے اور اطمینان سے سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کہتا ہوا کھڑا ہو اگر امام یا منفرد ہو، اور مقتدی ربنا لک الحمد کہنے ہی پر اکتفاء کرے۔

توضیح

حِذَاءَ: یعنی کانوں کے بالمقابل کرلے، اس صورت سے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر رہیں اور ہتھیلی کو قبلہ کیطرف رکھے اور اپنی انگلیوں کو کھولے رکھے۔

بِلَا مَدٍّ: یعنی اللہ اکبر بغیر مد کے کہے۔ تکبیر میں مد چند جگہ پر ہوسکتا ہے (۱) اللہ کی ہمزہ پر، یہ ناجائز ہے اس سے نماز فاسد ہوجائے گی (۲) اللہ کے لام پر، یہ جائز ہے مگر اس میں زیادہ طوالت نہ ہو۔ یعنی دو حرکتوں کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ اس سے زیادہ کی صورت میں کراہت ہوگی (۳) لفظِ اللہ کی ہا پر اس صورت میں اگرچہ نماز فاسد نہ ہوگی مگر ایک غلط چیز ہے۔ (۴) اکبر کی ہمزہ پر، اس صورت میں نماز ناجائز اور فاسد ہوگی (۵) اکبر کی با پر، یہ بھی

ناجائز ہے، اس میں فسادِ نماز کا قوی خطرہ ہے۔ (۶) اکبر کی رآ پر، یہ بھی ناجائز ہے۔ (واللہ اعلم)

خالص: یعنی نماز کا شروع کرنا اس ذکر کے ساتھ جو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ خاص ہو یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کی مدح، ثنا یا تعظیم بیان کی گئی ہو۔ جیسے الحمد للہ، سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ۔ مگر اس صورت میں اگرچہ فریضۂ تحریمہ ادا ہو جائے گا لیکن مکروہ یقینا ہے کیونکہ لفظِ اللہ اکبر کہنا واجب ہے چنانچہ لا حول ولا قوۃ، یا اللّٰہم اغفرلی جیسے جملہ سے تکبیرِ تحریمہ کا فرض ادا نہ ہو گا۔

وبالفارسیۃ الخ۔ یعنی نماز کو شروع کرنا عربی کے ماسوا کوئی دوسری زبان میں خواہ فارسی ہو یا اردو یا کوئی اور زبان ہو۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ اللہ اکبر نہ کہہ سکے تو اس صورت میں درست ہے اور اگر عربی کلمات ادا کر سکتا ہے خواہ معنٰی نہ سمجھتا ہو لیکن قولِ اصح یہی ہے کہ نماز کو عربی زبان سے شروع کرے۔

ولا قراءتہا: یعنی قولِ اصح کے مطابق قرآن کریم کی قرارت عربی زبان کے ماسوا میں درست نہیں ہے خواہ وہ قادر ہو یا نہ ہو۔

ووضع: یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد بلا تاخیر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیرِ ناف رکھے، اس کے بعد نماز اس سے شروع کرے۔ سبحانک اللّٰہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ (ترجمہ) اے میرے معبود میرا عقیدہ ہے، میں یقین رکھتا ہوں کہ تو تمام نقصانات اور عیوب سے پاک ہے، اور تیرے احسانات کے شکر کے ساتھ یقین رکھتا ہوں کہ ہر قسم کا کمال تیرے ہی لئے ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان بلند ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ویستفتح: یعنی نماز کی ابتدا یعنی سبحانک اللّٰہم وبحمدک۔ اس میں ذات حق جل مجدہٗ کی نزاہت عن النقص ہے اور بحمدک میں حضرت جل مجدہٗ کے صفاتِ کاملہ کو ثابت کیا۔ گویا کہ نماز کی ابتداء ثناء سے ہوئی اور شروع ثناء میں نزاہت عن النقص کو بیان کیا۔ اور ثناء کا ختم درخواست کے ساتھ۔

ثم: یعنی قرارت کی تمہید کے طور پر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے۔ حاصل یہ ہے کہ جس کو جس حالت میں قرارت کرنی ہو وہ پہلی مرتبہ اعوذ باللہ پڑھے۔

فیاتی بہا الخ: یعنی جس شخص کی کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب وہ اس کو ادا کریگا تو چونکہ اب اس کو قرارت کرنی ہو گی تو پہلی رکعت میں وہ اعوذ باللہ بھی پڑھے گا اور چونکہ عیدین میں قرارت پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد ہوتی ہے تو اعوذ باللہ بھی تکبیروں کے بعد ہی پڑھی جائے گی۔ امام جب قرارت شروع کرے تب

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھے۔ اور مقتدی اعوذ باللہ نہ پڑھے چونکہ قرارت پڑھنی نہیں ہے۔

فَقَط: یعنی سورۂ فاتحہ اور قرارت کے بیچ میں بسم اللہ نہ پڑھنی چاہئے اگرچہ پڑھ لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

رَاكِعًا: یعنی رکوع میں جاتا ہوا تکبیر اور خوب اطمینان سے رکوع کرے خواہ امام ہو یا منفرد۔ اور اپنے سر کو سُرین کے برابر رکھے اور اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑے اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے اور رکوع میں کم از کم تین تسبیح پڑھے۔

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ: یعنی امام یا منفرد صاحبین کے قول کے مطابق ربنا لک الحمد کہیں گے۔ ربنا لک الحمد کہنے ہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ افضل یہ ہے کہ اللّٰہم ربنا ولک الحمد۔ یا اللّٰہم ربنا لک الحمد بغیر واؤ کے کہے۔

ثُمَّ كَبَّرَ خَارًّا لِلسُّجُوْدِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهٗ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَسَجَدَ بِاَنْفِهٖ وَجَبْهَتِهٖ مُطْمَئِنًّا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَجَافٰى بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَيْهِ وَعَضُدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ فِيْ غَيْرِ زَحْمَةٍ مُوَجِّهًا اَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرْاَةُ تَخْفِضُ وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ مُطْمَئِنًّا ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مُطْمَئِنًّا وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلَاثًا وَجَافٰى بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَيْهِ وَاَبْدٰى عَضُدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مُكَبِّرًا لِلنُّهُوْضِ بِلَا اِعْتِمَادٍ عَلَى الْاَرْضِ بِيَدَيْهِ وَبِلَا قُعُوْدٍ وَالرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْاُوْلٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا يُثْنِيْ وَلَا يَتَعَوَّذُ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيْرِ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَحِيْنَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِيْنَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوْفِ

بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ وَبَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ الْأُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَعِنْدَ التَّسْبِيْحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ وَإِذَا فَرَغَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَتَيِ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنَاهُ وَوَجَّهَ اَصَابِعَهَا الْقِبْلَةَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَبَسَطَ اَصَابِعَهُ وَالْمَرْأَةُ تَتَوَرَّكُ

ترجمہ

پھر سجدہ کے لئے جھکتا ہوا اللہ اکبر کہے، پھر اپنے گھٹنوں کو (زمین پر) رکھے پھر ہاتھوں کو پھر چہرہ کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں سجدہ کرے ناک اور پیشانی کے ساتھ اطمینان سے تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہوئے اور یہ کم سے کم مقدار ہے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جدا رکھے، اور اپنے بازؤں کو اپنی بغلوں سے ازدحام نہ ہونے کی صورت میں اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کیطرف پھیر کر اور عورت پست ہو جائے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملادے اور دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر اطمینان سے بیٹھے، پھر اللہ اکبر کہے اور اطمینان سے سجدہ کرے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے اور دونوں بازؤں کو کھول کر رکھے پھر اپنے سر کو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھائے، کھڑے ہونے کے لئے زمین پر ہاتھوں کا سہارا دیئے اور بیٹھے بغیر۔ اور دوسری رکعت پہلی رکعت کیطرح ہے مگر (فرق یہ ہے کہ) نہ سبحانک اللّٰھم پڑھے گا اور نہ اعوذ باللہ اور ہاتھوں کا اٹھانا سنت نہیں ہے مگر نماز کے شروع میں اور وتر نماز میں تکبیر قنوت کے وقت اور دونوں عیدوں میں تکبیرات زوائد کے وقت اور کعبہ مکرمہ کو دیکھنے اور حجر اسود کو بوسہ دینے اور صفا اور مروہ پر کھڑے ہونے اور عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کیوقت، جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد اور نمازوں کے بعد تسبیح سے فراغت پر دعا مانگنے کیوقت (ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے)۔

اور مرد جب دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے تو بائیں پیر کو بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے اور داہنے پیر کو کھڑا کرے اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کیطرف پھیرے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں پھیلا لے (بچھائے) اور عورت سُرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھے۔

⁂ ⁂ ⁂

توضیح

وَجَافٰی الخ یعنی سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے اور اپنے دونوں بازؤں کو بغلوں سے علیحدہ رکھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ازدحام نہ ہو، اور اگر جماعت کی بھیڑ ہو تو اعضاءِ مذکورہ کو بقدرِ ضرورت ملالے۔

مُوَجِّهًا الخ: یعنی سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی اور ملی ہوئی رکھے اور پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رو کردے یہ سنت ہے۔ اور اگر انگلیوں کو قبلہ رو نہ کرسکے تو ان کو زمین پر ضرور رکھے۔ اگر سجدہ میں دونوں پیروں کی انگلیاں اٹھی رہیں زمین سے نہ ملیں تو سجدہ بھی نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

بِلَا اِعْتِمَادٍ: یعنی اس طرح کھڑا ہو کہ نہ زمین پر ہاتھوں کو ٹیکے اور نہ یہ کہ اول کچھ بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو، بلکہ ہاتھوں کو اول گھٹنوں پر رکھے پھر سیدھا کھڑا ہوجائے۔

لَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ الخ: یعنی ہاتھوں کا اٹھانا ان ہی گیارہ موقعوں پر مسنون ہے۔ ان کے سوا رکوع میں جانے کے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت مسنون نہیں۔ ان گیارہ موقعوں کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ آئے گی۔

وَقَرَأَ تَشَهُّدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَ يَضَعُهَا عِنْدَ الْاِثْبَاتِ وَ لَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ وَ هُوَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْاُوْلَيَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ وَ قَرَأَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ دَعَا بِمَا يُشْبِهُ الْقُرْاٰنَ وَ السُّنَّةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ يَمِيْنًا وَ يَسَارًا فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ نَاوِيًا مَنْ مَعَهٗ كَمَا تَقَدَّمَ

ترجمہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی التحیات پڑھے اور شہادت کے کلمے پر

شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے (اس طرح) کہ نفی لآ کے وقت اس کو اٹھائے اور اِلّا اللہ کیوقت اس کو رکھ دے اور پہلے قعدہ میں التحیات سے زائد (کچھ) نہ پڑھے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ والی التحیات یہ ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔۔

اور پہلی دو رکعتوں کے بعد (باقی رکعتوں میں) فاتحہ پڑھے پھر (آخری رکعت پڑھنے کے بعد) بیٹھ جائے اور التحیات پڑھے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پھر ایسے کلمات سے دُعا مانگے جو قرآن پاک اور سنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں پھر داہنے اور بائیں کو سلام پھیرے یعنی السّلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے۔ ان لوگوں کی نیت کرتے ہوئے جو اس کے ساتھ ہیں جیساکہ پہلے گذر چکا۔

توضیح

ابنَ مَسعودؓ: یعنی التحیات کئی طرح مروی ہے۔ امام اعظمؒ اس التحیاتؔ کو سب سے افضل قرار دیتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اور اگر جملہ تشہدات میں سے کوئی پڑھ لے گا تو واجب ادا ہوجائیگا۔

التحیات: شبِ معراج میں جب سید الکونین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارگاہ رب ذوالجلال میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے آداب وتسلیم کے طور پر ان الہامی کلمات کو ادا کیا "التحیات للہ والصّلوات والطیبات"۔

التحیاتؔ: یعنی ہر قسم کی وہ تعظیم وتکریم جو انسان زبان سے کرسکے۔ الصلوات، یعنی وہ تمام تعظیم وآداب جو انسان بدن سے کرسکے۔ الطیبات یعنی وہ تمام احترام واکرام جو انسان اپنے مال سے کرسکے۔ سب اللہ بالا وبرتر کے لئے ہیں۔ غور کرو کہ کس قدر مختصر کلمات ہیں اور کس قدر جامع اور حاوی، اس معجزانہ اکرام وآداب پر حق تعالےٰ کی جانب سے یہ جواب ارشاد ہوا۔ "السّلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور خدا کی برکتیں۔

ظاہر ہے کہ رب العالمین کا ارشاد کس قدر حاوی اور محیط ہے۔ سلام، رحمت اور برکت کے سوا اور کیا چاہیئے۔ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ رحمت و برکت کی بارش ہو رہی ہے تو آپ کی ہمہ گیر رحمت اور شفقت کا تقاضہ ہوا کہ رحمت کی اس وسیع چادر میں تمام نیک بندوں کو شامل کرلیں۔ چنانچہ آپ نے عرض کیا السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین: یعنی خداوندا، سلام ہم پر بھی اور خدار

قدوس کے تمام نیک بندوں پر، انبیاء ہوں یا اولیاء یا تمام اہل ایمان۔ جب ملائکہ نے یہ عجیب وغریب خطاب وجواب دیکھا تو ان میں سے ہر ایک پکار اٹھا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی میں شاہد ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پھر چونکہ نماز کو حدیث شریف میں مناجات یعنی سرگوشی اور مکالمہ عابد ومعبود سے تعبیر کیا گیا، نیز مومنین کی معراج قرار دیا گیا، تو ضروری ہوا کہ سب سے بڑے عابد اور تمام دنیا میں سب سے افضل عبد اس کے خدائے بالا وبرتر کے برحق مکالمہ کا استحضار بھی ہوجائے۔

قَرَأَ الْفَاتِحَةَ: یعنی نمازِ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ میں صرف سورۂ فاتحہ کی قرارت کی جائے۔ (واللہ اعلم)

بَابُ الْإِمَامَةِ

هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْأَحْرَارِ بِلَا عُذْرٍ وَشُرُوطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْأَصِحَّاءِ سِتَّةُ أَشْيَاءَ۔ اَلْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُورَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْأَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَأْفَأَةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللَّثْغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسَتْرِ عَوْرَةٍ. وَشُرُوطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِي الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيمَتِهِ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْإِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهِ وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقِبِهِ عَنِ الْمَأْمُومِ وَأَنْ لَا يَكُونَ أَدْنٰى حَالًا مِنَ الْمَأْمُومِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُصَلِّيًا فَرْضًا غَيْرَ فَرْضِهِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُقِيمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِي

رُبَاعِيَّةٍ وَلَا مَسْبُوقًا وَأَنْ لَا يَفْصِلَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ صَفٌّ مِنَ النِّسَاءِ وَأَنْ لَا يَفْصِلَ نَهْرٌ يَمُرُّ فِيهِ الزَّوْرَقُ وَلَا طَرِيقٌ تَمُرُّ فِيهِ الْعَجَلَةُ وَلَا حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِانْتِقَالَاتِ الْإِمَامِ فَإِنْ لَمْ يَشْتَبِهْ لِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ صَحَّ الْاِقْتِدَاءُ فِي الصَّحِيحِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ رَاكِبًا وَالْمُقْتَدِي رَاجِلًا أَوْ رَاكِبًا غَيْرَ دَابَّةِ إِمَامِهِ وَأَنْ لَا يَكُونَ فِي سَفِينَةٍ وَالْإِمَامُ فِي أُخْرَى غَيْرِ مُقْتَرِنَةٍ بِهَا وَأَنْ لَا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِي مِنْ حَالِ إِمَامِهِ مُفْسِدًا فِي زَعْمِ الْمَأْمُومِ كَخُرُوجِ دَمٍ أَوْ قَيْءٍ لَمْ يُعِدْ بَعْدَهُ وُضُوءَهُ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ مُتَوَضِّئٍ بِمُتَيَمِّمٍ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِأَحْدَبَ وَمُومٍ بِمِثْلِهِ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ وَإِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلٰوةِ إِمَامِهِ أَعَادَ وَيَلْزَمُ الْإِمَامَ إِعْلَامُ الْقَوْمِ بِإِعَادَةِ صَلٰوتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فِي الْمُخْتَارِ

امامت کا بیان

ترجمہ امامت اذان سے افضل ہے۔ اور جماعت سے نماز پڑھنا آزاد مردوں کے لئے جن کو عذر لاحق نہ ہو سنت ہے۔ تندرست مردوں کے لئے امامت کے صحیح ہونے کی چھ شرطیں ہیں (۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل (۴) مذکر ہونا (۵) قرآن شریف پڑھنا (۶) عذروں سے سالم ہونا۔ مثلاً فأفأة (یعنی گفتگو میں فا زیادہ نکلے) یا تمتمہ (یعنی گفتگو میں تار کا زیادہ نکلنا) لثغ (زبان کی شکستگی یعنی سین کی جگہ ثار اور رار کی جگہ غین کا نکلنا) یا کسی شرط مثلاً طہارت یا پاکی یا ستر عورت کا فقدان اور

اقتدار کے صحیح ہونے کی شرطیں چودہ ۱۴ ہیں۔ مقتدی کو امام کی متابعت کی نیت کرنا، اس طرح کہ مقتدی کا تحریمہ امام کے ساتھ ساتھ ہو (یعنی نیت کے ساتھ ساتھ متابعتِ امام کی نیت کرنا)۔ کسی مرد کے پیچھے عورتوں کی اقتدار کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے اس مرد کا امامتِ مستورات کی نیت کرنا۔ امام کی ایڑی کا مقتدی کی ایڑی سے آگے ہونا اور یہ کہ امام اپنی حالت میں مقتدی سے کمتر نہ ہو، اور یہ کہ امام کسی ایسے فرض کو نہ پڑھ رہا ہو جو مقتدی کے فرض کے ماسوا ہو، اور یہ کہ مسافر کا امام وقت گذرجانے کے بعد چار رکعت والی نماز میں مقیم نہ ہو۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ امام مسبوق ہو، اور یہ کہ امام اور مقتدی کے بیچ میں عورتوں کی صف فاصل نہ ہو، نیز کوئی ایسی نہر فاصل نہ ہو جس میں ڈونگی (چھوٹی کشتی گذر سکے)، اور نہ کوئی ایسی سڑک فاصل ہو جس میں گاڑی گذر سکے، نیز کوئی ایسی دیوار حائل نہ ہو جس سے امام کے انتقالات (رکوع، سجدہ میں جانیکے حالات) مشتبہ ہوجائیں پس اگر سننے یا دیکھنے کے باعث اشتباہ نہ پیدا ہو صحیح مذہب کے بموجب اقتدار صحیح ہوجاتی ہے اور یہ کہ نہ ہو امام سوار اور مقتدی پیدل، یا امام کی سواری کے علاوہ دوسری سواری پر سوار اور یہ کہ نہ ہو مقتدی ایک کشتی میں اور امام دوسری کشتی میں جو مقتدی کی کشتی سے ملی ہوئی نہ ہو، اور یہ کہ مقتدی اپنے امام کی حالت سے کوئی ایسی چیز نہ جانتا ہو جو مقتدی کے عقیدہ میں مفسد ہو مثلاً خون یا قئ کا خارج ہونا کہ اس کے بعد امام نے وضو نہ لوٹایا ہو اور وضو والے شخص کے لئے تیمم والے کی اقتدا (یعنی تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھنا) درست ہے، اور پیروں کے دھونے والے شخص کی اقتدار مسح کرنے والے کے پیچھے اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کی اقتدار بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے اور کبڑے کے پیچھے درست ہے۔ اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کی اقتدار اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ اور نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدار فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اور اگر امام کی نماز کا بطلان ظاہر ہو جائے تو مقتدی نماز کو لوٹائے۔ اور مذہبِ مختار کے بموجب امام پر لازم ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو قوم کو نماز کے لوٹانے کی ضرورت سے خبردار کردے۔

توضیح

افضل: یعنی امامت افضل ہے اذان دینے سے، امام اعظمؒ کا طرزِ عمل یہ ہے کہ امام ہی مؤذن ہو اور یہ افضل ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ ان کے نزدیک اذان دینا افضل ہے۔ امام اعظمؒ امامت کے افضلیت پر بحث پکڑتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر مواظبت فرمائی ہے۔ اس کے بعد حضراتِ

خلفاء نے اس طریقہ کو اختیار فرمایا ہے جو کہ واضح ثبوت ہے امامت کے افضل ہونیکا۔

سنۃ: یعنی باجماعت پڑھنا آزاد مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے، اور اکثر مشائخ واجب کہتے ہیں، یہی قول قوی اور راجح ہے۔ اور جب سنت سے مراد سنت مؤکدہ ہے تو عملاً وہ بھی واجب ہی کی شان رکھتی ہے۔ سنت مؤکدہ وہ ہے جس پر نبی کریمؐ نے مواظبت فرمائی ہو اور اس پر تاکید فرمائی ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جائیگا اور اس کے چھوڑنیوالے پر ملامت۔

کالرعاف: یعنی جو نکسیر یا سلسل بول وغیرہ کے عذر میں مبتلا نہ ہو۔ ایسے معذوروں کی امامت معذوروں کے لئے تو جائز ہے باقی جو کسی عذر میں مبتلا نہوں ان کے لئے معذور کی امامت جائز نہیں۔

والفأفأۃ: یعنی جس کی زبان میں اس قسم کا کوئی سقم ہو اس پر اصلاح کرنا اور کلمات کو صحیح ادا کرنے کے لئے کوشش کرنا واجب ہے ورنہ اس کی نماز صحیح نہ ہوگی ہاں اگر وہ کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو تو معذور مانا جائے گا اس کی نماز صحیح ہو جائے گی مگر امامت جائز نہ ہوگی ہاں اپنے جیسے کا امام بن سکتا ہے۔

فقد شرط: یعنی نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا نہ پایا جانا جیسے پاکی، ستر چھپانا۔ نیز یہ عذر اسی طرح ہے جس طرح نکسیر وغیرہ، کیونکہ پاک نہ ہونا بھی عذر ہے۔

نیۃ الرجل: یعنی اگر امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہ کی تھی تو عورتوں کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی۔ اور عورت کی اقتداء مرد امام کے پیچھے اس وقت صحیح ہوگی جب امام بھی امام بننے کی نیت کرلے اور نیز خنثیٰ کا حکم بھی یہی ہے۔

وتقدم: یعنی آگے بڑھنا امام کا اپنی ایڑی سے یا آگے رکھنا امام کا اپنی ایڑی کو۔ اگر مقتدی کا پیر بڑھا ہوا ہو اور اس کی ایڑی امام کی ایڑی سے پیچھے ہو مگر انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے ہوں تو اس کی نماز ہو جائے گی۔

وان لا یکون: یعنی امام مقتدی کی حالت سے کمتر نہ ہو، مثلاً امام نفلیں پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرضوں کی نیت کرلے۔ اسی طرح مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرلے یعنی امام ایسا فرض نہ پڑھ رہا ہو جو مقتدی کے فرض کے سوا ہو اس صورت میں مقتدی کی نماز درست ہوگی۔

مقیما الخ: یعنی چار رکعت والی نماز میں وقت گذر جانے کے بعد مسافر کا امام مقیم نہ ہونا چاہئے، وقت کے اندر جائز ہے کہ مسافر چار رکعت والی نماز میں مقیم کی اقتداء کرے

اس صورت میں مسافر کو بھی چار ہی رکعت پڑھنی ہوگی خواہ تمام نماز امام کے پیچھے پڑھے یا یا کوئی جزء، نماز کا امام کے پیچھے ادا کرے لیکن وقت گذر جانے کے بعد اگر قضاء نماز ادا کر رہا ہے تو اب جائز نہیں کہ مقیم کے پیچھے پڑھے کیونکہ وقت گذر جانے پر مسافر کو دو ہی رکعت پڑھنی ہوگی زیادتی جائز نہ ہوگی۔

وَ لَا مَسْبُوْقًا : یعنی اگر مسبوق باقی ماندہ نماز پڑھ رہا تھا تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس کے پیچھے نیت باندھے۔

وَ اَنْ لَا یَعْلَمَ الخ : یہ مسائل اس خاص مسئلہ پر مبنی ہیں کہ امام شافعیؒ کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور امام صاحبؒ کے نزدیک خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے پس اگر مقتدی کے علم میں امام میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس سے اس کے حنفی مذہب کے بموجب وضو ٹوٹ جاتا ہو تو امام شافعیؒ یا مالکیؒ یا حنبلی امام کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ ہاں اگر اس نے خون نکلتے دیکھا پھر فوراً ہی بغیر وضو کئے نماز پڑھانے لگا تو اب اس حنفی کی نماز نہ ہوگی۔

صَحَّ الاقتداء : یعنی تیمم کرنے والے کے پیچھے وضو والے شخص کا نماز پڑھنا، اسی طرح پیروں کو دھونے والے کی اقتداء مسح کرنے والے کے پیچھے۔ اور امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہو کر پڑھے ان جملہ صورتوں میں اقتداء کرنا درست ہے۔ نیز کبڑے یعنی جو سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا۔ لیکن رکوع کی حقیقت سے اونچا رہتا ہے لیکن اگر رکوع جیسی حقیقت رہتی ہے یا اس سے بھی زیادہ جھکا رہتا ہے تو اس کے پیچھے نماز کے جواز میں اختلاف ہے اسی طرح مذکورہ مسائل وضو والے کی اقتداء تیمم والے کے پیچھے، نماز کے جواز میں اختلاف ہے امام محمدؒ کے نزدیک وضو والے شخص کی اقتداء درست نہ ہوگی۔ اور شیخینؒ اس کو مطلق پاک فرماتے ہیں، باقی نہ ہونے کی صورت میں اسے معلوم ہوا کہ اگر مقتدی کے پاس پانی موجود ہونے کی صورت میں تیمم والے کے پیچھے ان کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ نماز جنازہ میں تیمم کرنے والے کے پیچھے وضو کرنے والے مقتدی کی نماز بالاتفاق صحیح ہوگی (واللہ اعلم)

وَ اِنْ ظَهَرَ الخ : یعنی اگر امام کی نماز باطل ہوجائے تو اس کا اعادہ کیا جائے گا اور امام پر لازم ہے کہ مقتدی کو خواہ زبانی اطلاع دے یا بذریعہ تحریر اور قاصد مطلع کرے کہ فلاں وقت کی نماز نہیں ہوئی لوٹاؤ۔ لوٹانا ضروری ہے۔

* * *

(فَصْلٌ) يَسْقُطُ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَبَرْدٌ وَخَوْفٌ وَظُلْمَةٌ وَحَبْسٌ وَعَمًى وَفَلْجٌ وَقَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ وَسِقَامٌ وَاِقْعَادٌ وَوَحْلٌ وَزَمَانَةٌ وَشَيْخُوْخَةٌ وَتَكْرَارُ فِقْهٍ بِجَمَاعَةٍ تَفُوْتُهٗ وَحُضُوْرُ طَعَامٍ تَتُوْقُهٗ نَفْسُهٗ وَاِرَادَةُ سَفَرٍ وَقِيَامُهٗ بِمَرِيْضٍ وَشِدَّةُ رِيْحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا

وَاِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ اَعْذَارِهَا الْمُبِيْحَةِ لِلتَّخَلُّفِ
يَحْصُلُ لَهٗ ثَوَابُهَا ؞

ترجمہ

اٹھارہ ۱۸ چیزوں میں سے کسی ایک کے موجود ہونے سے جماعت کی حاضری معاف ہو جاتی ہے۔ بارش، سخت سردی، خوف، تاریکی، روک (قید)، نابینائی، فالج زدہ ہونا، ہاتھ اور پیر کا کٹا ہوا ہونا، بیماری، پیروں کا مارا جانا، کیچڑ، دلدل، اپاہج پنا، (ہاتھوں اور پاؤں کا مارا جانا) بڑھاپا، جماعت کیساتھ (فقہ کی کتاب کا) تکرار جو اس سے چھوٹ جائیگا، کھانے کا آجانا جس کی اس کو اشتہار (سخت خواہش) ہے، اور سفر کا ارادہ اور کسی مریض کی تیمارداری، اور رات کے وقت آندھی کی تیزی دن کو نہیں۔ اور جب جماعت سے کسی ایسے عذر کی بنا پر جس کی موجودگی میں ترکِ جماعت جائز ہو تو اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا (بشرطیکہ جماعت کا پابند ہو اور اس وقت بھی جماعت میں حاضر ہونے کی نیت ہو)

توضیح

یسقط الخ: یعنی اٹھارہ چیزوں میں سے کوئی ایک چیز پائی جائے تو ان تمام صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ مجبوری کی حالت پیدا ہو جائے تو جماعت میں حاضر ہونا ضروری نہیں رہتا۔

خوف الخ: یعنی ڈاکو اور دشمن، درندے یا ظالم وغیرہ کا خطرہ ہے کہ اگر مسجد میں جائیگا تو گرفتار ہو جائے گا۔

حبس الخ: یعنی تنگدست مدیون کو قرض خواہ نے پکڑ رکھا ہو یا ویسے ہی ظلماً کسی کو پکڑ لیا جائے۔

وتکرار الخ: یعنی فقہ کی کتاب کا تکرار ہو رہا ہے کہ اگر اس کو چھوڑ کر جائیں گے تو آئندہ یہ

فوت ہو جائے گا اور یہ اتفاقی طور پر ایسا ہو ورنہ تکرارِ فعہ کی خاطر ہمیشہ جماعت کا ترک کرنا جائز نہ ہوگا۔

وَاَرَادَ سَفَرًا الخ: یعنی سفر کا ارادہ ہے اگر جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو یہ اندیشہ ہے کہ قافلہ کوچ کر جائے گا تو اس صورت میں تاکیدِ جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بیماروں کی تیمارداری میں ہے کہ اگر جماعت میں شریک ہوتا ہے تو اس بیمار شخص کو نقصان لاحق ہو جائے گا تو اس صورت میں بھی تاکیدِ جماعت ختم ہو جاتی ہے اور اسی طرح رات میں ہوا کے تیز ہونے کی وجہ سے مسجد جانا دشوار ہے تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔

وَاِذَا انْقَطَعَ الخ یعنی ان مذکورہ اعذار کی بناء پر جماعت میں شریک نہ ہو سکا نیز اگر وہ پابند جماعت ہے اور معذور ہونے کی حالت میں با جماعت نماز پڑھنے کی نیت ہے تو ایسی صورت میں اس کو جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

‹فَصْلٌ› فِي الْاَحَقِّ بِالْاِمَامَةِ وَتَرْتِيْبِ الصُّفُوْفِ: اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِيْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيْفَةٍ وَلَا ذُوْ سُلْطَانٍ فَالْاَعْلَمُ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ ثُمَّ الْاَقْرَأُ ثُمَّ الْاَوْرَعُ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا فَاِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ اَوِ الْخِيَارُ لِلْقَوْمِ فَاِنِ اخْتَلَفُوْا فَالْعِبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْاَكْثَرُ وَاِنْ قَدَّمُوْا غَيْرَ الْاَوْلٰى فَقَدْ اَسَاءُوْا وَكُرِهَ اِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْاَعْمٰى وَالْاَعْرَابِيِّ وَوَلَدِ الزِّنَا الْجَاهِلِ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَتَطْوِيْلِ الصَّلٰوةِ وَجَمَاعَةُ الْعُرَاةِ وَالنِّسَاءِ فَاِنْ فَعَلْنَ يَقِفُ الْاِمَامُ وَسْطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ وَيَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الْاِمَامِ وَالْاَكْثَرُ خَلْفَهُ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخَنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءُ ◆

فصل امامت کے سب سے زیادہ مستحق ہونے اور صفوں کی ترتیب میں

ترجمہ

جب حاضرین میں صاحبِ خانہ اور صاحبِ وظیفہ اور صاحبِ اقتدار (حاکم) نہ ہو تو جو شخص (حاضرین میں) سب سے زیادہ عالم ہے اور وہ امامت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ پھر وہ شخص جو (حاضرین میں) سب سے زیادہ قاری ہے۔ پھر وہ شخص جو (حاضرین میں) سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ پھر جو سب سے زیادہ معمر ہے۔ پھر جو عادت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اچھا ہے۔ پھر جو چہرہ کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔ پھر جو نسب کے لحاظ سے سب سے زیادہ شریف ہے۔ پھر جو آواز کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔ پھر جس کے کپڑے سب سے زیادہ پاک وصاف ہوں۔ پھر اگر سب کے سب (اوصاف واخلاق میں) برابر ہوں تو قرعہ ڈال لیا جائے ورنہ قوم کو اختیار ہے۔ پھر قوم (اہل مسجد) میں اگر اختلاف ہو جائے تو اس کا اعتبار ہوگا جس کو اکثر لوگوں نے پسند کیا، اگر قوم نے اس شخص کو آگے بڑھا دیا جو سب سے بہتر نہ تھا تو بُرا کیا (غیر پسندیدہ فعل کیا) غلام، اندھے، حرامی، جاہل، فاسق اور بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔ نماز کو طویل کرنا اور برہنہ لوگوں اور عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ اگر عورتیں جماعت کرلیں تو جو عورت امام ہو وہ عورتوں (کی صف) کے بیچ میں کھڑی ہو برہنہ نماز پڑھنے والوں کی طرح، ایک مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور ایک سے زیادہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ (اولاً) مرد صف لگائیں پھر بچے صف لگائیں پھر مخنث پھر عورتیں۔

توضیح

فِی الْاَحَقِّ: یعنی امام یا حاکم نماز پڑھانے کے لئے موجود نہ ہو تو سب سے زیادہ مستحق عالم ہوگا، یعنی جس کو نماز کے امور معلوم ہوں کہ کن کن چیزوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور کن کن صورتوں میں نماز فاسد و باطل ہوجاتی ہے تاکہ نماز کی درستگی اور عدمِ درستگی میں اچھی طرح امتیاز کرسکے۔

وظیفتہ: صاحبِ وظیفہ یعنی وہ امام جس کو واقف نے مقرر کیا ہو، یا وہ شخص جس کو اس محلہ کی امامت کے لئے بیت المال یا اوقاف وغیرہ سے وظیفہ ملتا ہے۔

سلطان: سلطان کے معنٰی غلبہ کے ہیں۔ مراد ہے حاکم۔ کیونکہ اسلام میں حاکم ہی کو امام قرار دیا گیا ہے۔

فالاَعلَمُ: یعنی جو سب سے زیادہ جاننے والا ہو نماز کے مسائل کے متعلق اگرچہ دیگر علوم میں وہ فوقیت نہ رکھتا ہو۔

ثم الاَقرَأُ: یعنی ان میں عالم کوئی بھی نہیں، یا یہ کہ متعدد عالم ہیں مگر ایک کو زیادہ قرآن شریف یاد ہے۔ اسی صورت سے باقی مسائل کو قیاس کرنا چاہئے یعنی جو احکامِ قرارت سے زیادہ

واقف ہے صرف زیادہ سورتوں کے یاد ہونے کا لحاظ نہیں۔

ثم الورع : یعنی سب علماء اور حفاظ ہیں برابر درجہ کے یا متعدد علماء و حفاظ ہیں یا عالم و حافظ کوئی بھی نہیں تو ان تینوں صورتوں میں پرہیزگاری وجہِ ترجیح ہوگی۔

غیر الاولٰے : یعنی اگر نمازیوں کو کسی امام کی امامت ناگوار ہو تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔ یا تو امام میں کوئی خرابی تھی جو کہ مقتدیوں کے لئے باعث ناگوار تھی مثلاً وہ بدعتی یا فاسق ہے۔ اور یا اس لئے ناگواری ہوگی کہ اس سے بہتر کوئی اور شخص ہے جس کو یہ امام موقع نہیں دیتا۔ ان دونوں صورتوں میں امام گنہگار ہوگا اور اگر وہی مستحقِ امامت تھا اور اس سے بہتر کوئی نہ تھا پھر بھی مقتدی اس سے نفرت کرتے ہیں تو اس صورت میں امام گنہگار نہ ہوگا۔

وکرہ الخ یعنی غلام یا حرامی کی امامت اس لئے مکروہ ہے کہ یہ لوگ عموماً جاہل غیر مہذب ہوتے ہیں لیکن اگر وہ عالم اور پرہیزگار ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔ اندھے عام طور پر کپڑے کی حفاظت نہیں کر سکتے، قبلہ کیطرف صحیح نہیں کھڑے ہوتے۔ اور اگر اندھا ہی سب میں بہتر ہے تو کراہت نہیں۔

وَالمُبتَدِع : یعنی بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ بدعت کی تعریف "مَا اُحْدِثَ عَلٰے خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلم مِنْ عِلْمٍ وَعَمَلٍ اَوْ حَالٍ اَوْ صِفَۃٍ بِنَوْعِ اِسْتِحْسَانٍ وَطَرِیْقِ شُبْہَۃٍ وَجَعَلَ دِیْنًا قَیِّمًا وَصِرَاطًا مُسْتَقِیْمًا۔ (ترجمہ) یعنی وہ علم و عمل یا حال یا وصف جو کسی ظاہری پسندیدگی کے باعث یا ظاہری مشابہت کیوجہ سے اس طریق حق کے برخلاف (جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا گیا ہے) ایجاد کر لیا گیا ہو اور پھر اس کو دین قیم اور صراط مستقیم قرار دے لیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات خاص طور پر خیال کرنے کی ہے کہ اگر کوئی خلافِ شرع کام کیا جاتا ہے مگر اس کو دین کا کام نہیں مانا جاتا تو وہ گنہگار تو ہو سکتا ہے مگر اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ شادی کی رسمیں جو تفریح اور خوش طبعی کے لئے کی جاتی ہیں چونکہ انکو خود ہی رسم یا تفریح سمجھتے ہیں، دین کا کام نہیں سمجھتے لہٰذا بدعت نہیں ہوں گے البتہ حد جواز سے اگر بڑھے ہوئے ہیں تو گنہگار ہوں گے ایسے ہی جماعتوں کے بنائے ہوئے دستور العمل یا سرکاری غیر سرکاری محکموں اور اداروں کے قاعدے اور ضابطے چونکہ دینی نہیں مانے جاتے اس لئے انکو بدعت نہیں کہا جائے گا البتہ کوئی ضابطہ خلافِ شرع ہو تو اس کو ناجائز یا حرام کہا جائے گا۔

وتطویل الصَّلوٰۃِ : یعنی نماز کو لمبا کر کے پڑھنا بھی مکروہ ہے، البتہ اگر قوم رضامند ہو تو

کوئی حرج نہیں لیکن بعض فقہاء نے سنت کے بقدر کی قید فرمائی ہے یعنی قراءت مسنونہ کی مقدار سے زائد پڑھنا مکروہ ہے۔ اور دیگر مشائخ کے قول کے مطابق نمازیوں کی حالت کے اعتبار سے نماز پڑھائی جائے۔

وَالأكثر: یعنی ایک سے زیادہ نمازی ہوں تو امام سب سے آگے کھڑا ہوگا۔ اور نمازی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

(فَصْلٌ)، فِيْمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهٖ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهٖ. لَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِيْ مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهٗ وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَاسَهٗ قَبْلَ تَسْبِيْحِ الْمُقْتَدِيْ ثَلَاثًا فِي الرُّكُوْعِ اَوِ السُّجُوْدِ يُتَابِعُهٗ وَلَوْ زَادَ الْإِمَامُ سَجْدَةً اَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ سَاهِيًا لَا يَتَّبِعُهُ الْمُؤْتَمُّ وَإِنْ قَيَّدَهَا سَلَّمَ وَحْدَهٗ وَإِنْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ سَاهِيًا اِنْتَظَرَهُ الْمَامُوْمُ فَإِنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِيْ قَبْلَ اَنْ يُقَيِّدَ إِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهٗ وَكُرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهٖ ؁

فصل اس واجب اور غیر واجب کے بیان میں جسکو مقتدی امام کے فارغ ہونیکے بعد کرے گا

ترجمہ مقتدی کے التحیات کے فارغ ہونے سے پہلے اگر امام سلام پھیر دے تو مقتدی اپنے التحیات کو پوری کرلے گا۔ اور اگر رکوع یا سجدہ میں مقتدی کے تین مرتبہ تسبیح سے بیشتر ہی امام سر اٹھالے تو مقتدی امام کی متابعت کریگا اور اگر امام

نے ایک سجدہ زائد کرلیا یا قاعدہ اخیرہ کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کی متابعت نہ کرے اور اگر امام نے اسکو (سجدہ کے ساتھ) مقید کر دیا (یعنی اسی زائد رکعت کا سجدہ کرلیا)، تو مقتدی تنہا ہی (بلا امام کے) سلام پھیر دے۔ اور اگر امام قاعدہ اخیرہ سے پہلے بھولے سے کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا انتظار کرے گا پس اگر مقتدی اس سے پہلے ہی کہ امام اس زائد رکعت کو سجدہ سے مقید کرے (یعنی اس زائد رکعت کا سجدہ کرے) سلام پھیر دے تو مقتدی کا فرض فاسد ہو جائے گا۔ اور امام کے التحیات پڑھ لینے کے بعد امام کے سلام سے پہلے مقتدی کا سلام پھیرنا مکروہ تحریمی ہے۔

توضیح

لو سلم الامام: یعنی امام سلام پھیر دے اور مقتدی تشہد سے فارغ نہیں ہوا مثلاً دعا یا درود شریف باقی رہ گیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کی اتباع کرنی ہوگی کیونکہ درود اور دعا سنت ہے اور امام کی اتباع واجب ہے، واجب کے لئے سنت چھوڑ دی جاتی ہے اور اگر پہلی التحیات کے پڑھ چکنے سے پہلے امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو اگرچہ یہ بھی ایک قول ہے کہ التحیات ادھوری چھوڑ کر امام کی اتباع کرے مگر راجح قول یہی ہے کہ التحیات ختم کرنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو۔ (واللہ اعلم)

لو زاد الخ: یعنی امام نے بھولے سے دو سجدے سے زائد کیا یا قاعدہ اخیرہ کے بعد بھول سے کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں اتباع نہ کرے بلکہ بیٹھا رہے انتظار کرے اگر لوٹ آئے تو امام کے ساتھ سلام پھیرے، اور اگر امام نے زائد رکعت کے ارکان کو ادا کرلیا تو اس صورت میں مقتدی سلام پھیر دے تو نماز جائز ہو گی اور امام اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

وان قام: یعنی امام نے قاعدہ اخیرہ نہیں کیا بلکہ بھولے سے کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کا انتظار کرے، اور اگر امام کا انتظار نہ کیا اور سلام پھیر لیا اور امام نے زائد سجدہ نہیں کیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ یہ قاعدہ امام کے بغیر کیا اور مقتدی امام کے بغیر کوئی رکن ادا کرے تو اس سے فرض فاسد ہو جاتا ہے۔

«فَصْلٌ فِي الْأَذْكَارِ الْوَارِدَةِ بَعْدَ الْفَرْضِ» اَلْقِيَامُ اِلَى السُّنَّةِ مُتَّصِلًا بِالْفَرْضِ مَسْنُوْنٌ وَعَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيِّ لَا بَاْسَ بِقِرَاءَةِ الْأَوْرَادِ بَيْنَ الْفَرِيْضَةِ وَالسُّنَّةِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ بَعْدَ سَلَامِهٖ اَنْ يَتَحَوَّلَ

إِلٰى يَسَارِهٖ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الْفَرْضِ وَأَنْ يَسْتَقْبِلَ بَعْدَهُ النَّاسَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَيَقْرَؤُوْنَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُوْنَهٗ كَذٰلِكَ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ كَذٰلِكَ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثُمَّ يَدْعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ رَافِعِيْ أَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ فِيْ اٰخِرِهٖ ؕ

فصل ان اذکار میں جو فرائض کے بعد منقول ہیں

ترجمہ فرض نماز کے متصل ہی سنتوں کے لئے کھڑا ہو جانا مسنون ہے اور شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ فرض اور سنتوں کے بیچ میں وظائف کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد نفل پڑھنے کے لئے بائیں جانب کو ہٹ جائے اور (یہ بھی) مستحب ہے کہ فرض کے بعد لوگوں کیطرف منھ کر لے اور سب کے سب اللہ سے استغفار کریں۔ (استغفار پڑھیں) تین مرتبہ اور آیۃ الکرسی اور معوذات (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھیں اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہیں اور اتنی ہی بار الحمد للہ اور اللہ اکبر کہیں۔ پھر کہیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پھر اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگیں، پھر دعاء کے ختم پر ہاتھ چہروں پر پھیر لیں۔

توضیح اَلْقِيَامُ: یعنی افضل اور سنت طریقہ یہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد متصلاً سنتوں کے لئے کھڑا ہو جائے۔

ثُمَّ يَقُوْمُ الخ: یعنی فرض اور سنتوں کے درمیان اگر اذکار مسنونہ کو پڑھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اذکار کو سنتوں کے بعد پڑھا جائے۔

رَافِعِيْ أَيْدِيْهِمْ: یعنی ہاتھوں کو سینے تک اٹھائے اور باطنی حصہ چہرے کے سامنے

ہونا چاہئے اور دعا، خشوع وخضوع کے ساتھ مانگنی چاہئے۔

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَّسِتُّوْنَ شَيْئًا اَلْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا اَوْ خَطَأً وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهٖ اَوْ بِالْمُصَافَحَةِ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَاَكْلُ شَيْءٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ وَلَوْ قَلَّ وَاَكْلُ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ وَشُرْبُهٗ وَالتَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ وَالتَّافِيْفُ وَالْاَنِيْنُ وَالتَّاَوُّهُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهٖ مِنْ وَجَعٍ اَوْ مُصِيْبَةٍ لَا مِنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ اَوْ نَارٍ وَتَشْمِيْتُ عَاطِسٍ بِيَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَبَرِ سُوْءٍ بِالْاِسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَعَجَبٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَكُلُّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَرُؤْيَةُ مُتَيَمِّمٍ مَاءً وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الْخُفِّ وَنَزْعُهٗ وَتَعَلُّمُ الْاُمِّيِّ اٰيَةً وَوِجْدَانُ الْعَارِيْ سَاتِرًا وَقُدْرَةُ الْمُوْمِيْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَتَذَكُّرُ فَائِتَةٍ لِذِيْ تَرْتِيْبٍ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَا يَصْلُحُ اِمَامًا وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَسُقُوْطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ وَزَوَالُ عُذْرِ الْمَعْذُوْرِ وَالْحَدَثُ عَمَدًا اَوْ بِصُنْعِ غَيْرِهٖ وَالْاِغْمَاءُ وَالْجُنُوْنُ وَالْجَنَابَةُ بِنَظَرٍ اَوْ اِحْتِلَامٍ وَمُحَاذَاةُ الْمُشْتَهَاةِ فِيْ صَلٰوةٍ مُطْلَقَةٍ مُشْتَرِكَةٍ تَحْرِيْمَةً فِيْ مَكَانٍ

مُتَّحِدٍ بِلَا حَائِلٍ وَنَوٰی إِمَامَتَهَا۔

نماز کے مفسدات کا بیان

ترجمہ وہ (نماز کو فاسد کرنے والی) باتیں ارسٹھ ۶۸ ہیں۔ کلمہ (کوئی لفظ) اگرچہ بھول کر یا خطا اور غلطی سے ہو۔ ایسی چیز کی دعا جو ہمارے کلام (آپس کی گفتگو) کے مشابہ ہو۔ تحیۃ (تعظیم و ادب) کی نیت سے سلام کر لینا اگرچہ سہوًا ہو۔ سلام کا جواب زبان سے یا مصافحہ سے دینا (قصدًا یا بھول کر) عمل کثیر۔ سینہ کا قبلہ کی جانب سے پھیر لینا۔ منہ کے باہر سے کسی چیز کا کھا لینا اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہو (دانتوں) کے بیچ کی چیز کا کھا لینا جو چنے کے برابر ہو۔ پینا۔ بلا عذر کھنکھارنا۔ اُف کہنا۔ کراہنا۔ آہ کرنا۔ رونے کی آواز بلند کرنا درد یا مصیبت کے باعث نہ جنت یا دوزخ کے ذکر سے۔ یرحمک اللہ کہہ کر چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔ خدا کے شریک کے متعلق دریافت کرنے والے کا جواب لا الٰہ الا اللہ کہہ کر دینا۔ بُری خبر کا جواب انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دینا یا اچھی خبر کا جواب الحمد للہ سے دینا۔ عجیب چیز کا جواب لا الٰہ الا اللہ کہہ کر یا سبحان اللہ کہہ کر دینا اور نیز ہر ایسی بات جس سے جواب مطلوب ہو جیسے یا یحییٰ خذ الکتاب۔ تیمم والے کا پانی کو دیکھ لینا۔ موزے پر مسح کرنیوالے کی مدتِ مسح کا ختم ہو جانا، اس کا موزہ نکل جانا۔ اُمّی کا کسی آیت کا سیکھ لینا۔ برہنہ شخص کا کسی ڈھانکنے والی چیز کو پا لینا۔ اشارے سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو جانا۔ صاحب ترتیب کو قضا نماز کا یاد آ جانا۔ کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دینا جو امام بننے کے قابل نہ ہو۔ نمازِ فجر میں آفتاب نکل آنا۔ عیدین کی نماز میں آفتاب کا ڈھل جانا۔ جمعہ کی نماز میں عصر کا وقت آ جانا۔ اچھے ہونے پر زخم کے پھاہے کا گر جانا۔ معذور کے عذر کا جاتا رہنا۔ قصدًا وضو توڑ لینا۔ یا کسی غیر کے فعل سے حدث ہو جانا۔ بیہوشی۔ جنون۔ دیکھنے یا احتلام کے باعث جنابت۔ قابلِ شہوت عورت کا مطلق نماز میں جو تحریمہ کے لحاظ سے مشترک ہو ایک ہی جگہ میں بلا کسی آڑ کے برابر آ جانا (بشرطیکہ) امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

توضیح یُفْسِدُ: یعنی عبادت کے سلسلہ میں فاسد کے معنٰی باطل کے ہوتے ہیں اور معاملات کے سلسلہ میں فاسد اور باطل میں فرق ہے نیز فاسد اور باطل

دونوں کے معنیٰ ایک ہیں۔ فساد کا تعلق ذات کے ساتھ ہے اور کراہت کا تعلق صفات کے ساتھ ہے مثلاً کوئی رکن شرط فوت ہو جاتا ہے تو اس کو فاسد سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر وصف فوت ہو جائے تو اس کو مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

الکلمۃ الخ: یعنی نماز میں کلام کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ سہواً ہی کیوں نہ ہو، کلمہ اگرچہ وہ غیر مفید اور بے معنیٰ ہی ہو مثلاً یا کہدینا۔ اور یہ کلام قاعدہ اخیرہ کے تشہد سے پہلے ہو۔ اور اگر تشہد کے بعد ہو تو نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ نماز کے تمام ارکان پورے ہو گئے۔

سہواً: یعنی سہو، ذہول اور نسیان میں فرق ہے۔ فرق یہ ہے کہ سہو اور ذہول دھیان اور خیال سے اتر جانے کے معنیٰ میں آتا ہے یعنی وہ چیز ذہن اور حافظہ میں ہو اس طرح کہ جب اس کی طرف توجہ کی جائے تو وہ یاد آجائے دوبارہ یاد کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اگرچہ اس وقت مستحضر نہ رہی ہو۔ اور نسیان کے معنیٰ ہیں بھول جانا یعنی اس طرح ذہن سے نکل جائے کہ یاد کئے بغیر ذہن ہی میں نہ آئے۔ اور سہو اور خطا میں یہ فرق ہے کہ سہو میں انسان کو خود تنبیہ ہو جاتی ہے اور خطا میں خود تنبیہ نہیں ہوتی تا وقتیکہ کوئی دوسرا شخص تنبیہ نہ کرے یا کوئی نقصان برداشت کرلے۔

والدعاء: یعنی ایسے کلمات کے ساتھ دعاء مانگنا جو ہمارے (آپس کی گفتگو) کے مشابہ ہو مثلاً دعا مانگے کہ اے اللہ مجھے فلاں قسم کا کپڑا دیدے، یا فلاں قسم کا کھانا کھلا دے، یا فلاں عورت سے نکاح کرادے یعنی ایسے کام کی دعاء مانگنا نماز کے اندر جائز نہیں ہے جو عام طور پر انسان کرتے ہیں اور انسانوں سے کرائے جاتے ہیں، البتہ نماز سے باہر ایسی دعا مانگی جاسکتی ہے بلکہ ہر چیز اللہ ہی سے مانگنی چاہئے۔

والسلام: یعنی سلام کیا اور نیت تھی جواب کی تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ علیکم نہ کہے تب بھی، اگر تعظیم و آداب کی غرض سے السلام کہد یگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

والعمل الکثیر: یعنی عملِ کثیر ایسا عمل ہے کہ دیکھنے والا یقین کرلے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ دیکھنے والا پہلے سے واقف نہ ہو کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے۔ کیونکہ جس شخص کے سامنے نیت باندھی ہے تو وہ بہر حال جانتا ہی ہے کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اگر ایسا دیکھنے والا یہ یقین نہ کرسکے تو وہ عملِ قلیل ہے۔ اور عمل کثیر مثلاً دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کیا۔ اور اگر ایک ہاتھ سے ایک رکن میں لگاتار تین مرتبہ نہ کرے تو یہ عملِ کثیر نہیں ہے۔

تحویل الصدر : یعنی سینہ کو قبلہ سے پھیر لینا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے کیونکہ اس صورت میں فرض ترک ہو جاتا ہے۔ البتہ صلوٰۃِ خوف کی صورت میں، یا وہ شخص جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو اور وہ وضو کرنے کے لئے جا رہا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہو گی۔

وَاَكْلُ شَيْءٍ : یعنی نماز میں کوئی چیز منہ کے باہر سے کھالی وہ شئ جو اس کے معنٰے میں نہ تھی قلیل ہو یا کثیر نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح بارش کا ایک قطرہ منہ میں لے لے یا مقدارِ چنا کے دانت کے درمیان کی چیز کو کھالے تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

التَأَوُّهُ : آہ کرنا یعنی اپنی آواز خود سن رہا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ مجبوری اور بے اختیاری کی حالت اس سے مستثنٰی ہے مثلاً مریض کی کراہ بے اختیار نکل جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس کی حیثیت چھینک جیسی ہو گی۔

وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ : یعنی اگر کسی نے دریافت کیا کہ کیا خدا کا کوئی شریک ہے ؟ اس کے جواب میں لا الٰہ الا اللہ کہدیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

وَتَعَلُّمُ الْاُمِّيِّ : امّی بے لکھا پڑھا یعنی جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔ ام کیطرف منسوب ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے امۃ عرب کی جانب منسوب ہے کیونکہ وہ عموماً لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

والحدث الخ : یعنی قصداً حدث کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بلا ارادہ حدث ہو گیا تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ اس کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ وضو کر کے باقی نماز پڑھ لے۔ اس کی شرائط اور تفصیلی احکام دوسری فصل میں مذکور ہیں۔ یا کسی غیر کے فعل سے نماز میں حدث ہو جائے اس سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مثلاً کسی نے کسی نمازی کو پتھر مار دیا جس سے خون بہنے لگا۔

صَلوٰۃً مُطْلَقَۃً : یعنی نمازِ جنازہ اس حکم سے خارج ہو گئی کیونکہ وہ مطلق نماز نہیں ہاں اگر مرد ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے نفل یا عصر کے فرض کی نیت باندھ لی تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ مطلق نماز پائی گئی۔

مشترکۃ : یعنی تکبیر تحریمہ کے لحاظ سے مشترک ہو اور دونوں کسی امام کے مقتدی ہوں یا یہ کہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو۔

تنبیہ : یہ بھی ضروری ہے کہ یہ مقابلہ ایسی حالت میں ہو کہ وہ دونوں نماز ادا کر رہے ہوں، لیکن اگر ایسی حالت ہو کہ نیتِ نماز تو موجود ہے مگر ادائیگی نماز کی نہیں ہو رہی ہے جیسے وضو ٹوٹ گیا تھا اب وضو کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مقابلہ ہو گیا تو اس صورت میں نماز نہیں ٹوٹے گی کیونکہ یہ مقابلہ نماز

ادا کرتے وقت نہیں ہوا۔

فی مکانٍ متحد: یعنی حقیقۃً ایک جگہ ہو یا حکمًا ہو۔ مثلاً ایک نیچے ہے اور ایک ایسے چبوترے پر جو قدِ آدم سے کم اونچا ہے۔

بلا حائل: یعنی اتنا فاصلہ نہ ہو کہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے مثلاً ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی چیز آڑ مانی جائے گی، اسی طرح نہ اس شخص نے اس کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ بھی کیا ہو لیکن اگر امام نے عورتوں کے امامت کی نیت نہ کی تھی یا اس نمازی نے اس کو اشارہ کیا تھا مگر عورت پیچھے نہ ہٹی تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ حاصل یہ کہ مقابلہ عورتوں کا مرد سے نوُ شرطوں کے پائے جانے پر مفسدِ نماز ہوگا۔ (۱) عورت کا قابلِ شہوت ہونا (۲) نماز مطلق ہو (۳) تحریمہ میں اشتراک ہو (۴) یہ مقابلہ ایک رکن سے زیادہ مقدار میں ہو رہا ہو۔ (۵) جگہ ایک ہو (۶) کوئی آڑ نہ ہو (۷) ادا میں اشتراک ہو (۸) مرد نے پیچھے ہٹنے کا اشارہ بھی نہ کیا ہو (۹) امام نے عورتوں کے امامت کی نیت کی ہو۔

وَظُهُوْرُ عَوْرَةِ مَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ وَلَوِ اضْطُرَّ إِلَيْهِ كَكَشْفِ الْمَرْأَةِ ذِرَاعَهَا لِلْوُضُوْءِ وَقِرَاءَتُهُ ذَاهِبًا أَوْ عَائِدًا لِلْوُضُوْءِ وَمَكْثُهُ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بَعْدَ سَبْقِ الْحَدَثِ مُسْتَيْقِظًا وَمُجَاوَزَتُهُ مَاءً قَرِيْبًا لِغَيْرِهٖ وَخُرُوْجُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدَثِ وَمُجَاوَزَتُهُ الصُّفُوْفَ فِيْ غَيْرِهٖ بِظَنِّهٖ وَانْصِرَافُهُ ظَانًّا أَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ وَأَنَّ مُدَّةَ مَسْحِهٖ انْقَضَتْ أَوْ أَنَّ عَلَيْهِ فَائِتَةً أَوْ نَجَاسَةً وَإِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ وَفَتْحُهُ عَلٰى غَيْرِ إِمَامِهٖ وَالتَّكْبِيْرُ بِنِيَّةِ الْاِنْتِقَالِ لِصَلٰوةٍ أُخْرٰى غَيْرِ صَلٰوتِهٖ إِذَا حَصَلَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتُ قَبْلَ الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَيُفْسِدُهَا أَيْضًا مَدُّ الْهَمْزَةِ فِي التَّكْبِيْرِ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ وَأَدَاءُ رُكْنٍ أَوْ إِمْكَانُهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ أَوْ مَعَ نَجَاسَةٍ مَانِعَةٍ وَمُسَابَقَةُ الْمُبْتَدِيْ بِرُكْنٍ

لَمْ يُشَارِكْهُ فِيْهِ إِمَامُهُ وَمُتَابَعَةُ الْإِمَامِ فِيْ سُجُوْدِ السَّهْوِ لِلْمَسْبُوْقِ وَ عَدَمُ إِعَادَةِ الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ بَعْدَ أَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الْجُلُوْسِ وَعَدَمُ إِعَادَةِ رُكْنٍ أَدَّاهُ نَائِمًا وَقَهْقَهَةُ إِمَامِ الْمَسْبُوْقِ وَحَدَثُهُ الْعَمَدُ بَعْدَ الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ غَيْرِ الثُّنَائِيَّةِ ظَانًّا أَنَّهُ مُسَافِرٌ وَأَنَّهَا الْجُمُعَةُ أَوْ أَنَّهَا التَّرَاوِيْحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ أَوْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرْضَ رَكْعَتَيْنِ ؛

ترجمہ اور اس شخص کے ستر کا کھل جانا جس کو حدث (نماز میں) پیش آگیا ہے اگرچہ اس پر مجبوری ہو جیسے عورت کا وضو کرنے کے لئے کلائی کھول لینا ایسے شخص کا وضو کو جانے یا وضو کر کے لوٹنے کی حالت میں قرآن شریف پڑھنا اور حدث پیش آجانے کے بعد بلا عذر حالتِ بیداری میں ایک رکن کی بمقدار ٹھہر جانا۔ قریب کے پانی کو چھوڑ کر اس کے ماسوا دوسرے پانی پر جانا۔ حدث کے خیال سے مسجد سے نکل جانا اور مسجد نہ ہو تو صفوں سے گذر جانا۔ اپنی جگہ سے (نماز کی حالت میں) اس گمان سے ہٹ جانا کہ وضو نہیں رہے (یا) مدتِ مسح ختم ہو گئی ہے یا اس پر قضاء نماز ہے یا اس پر ناپاکی لگی ہوئی ہے اگرچہ وہ ان صورتوں میں مسجد سے نہ نکلا ہو اور اپنے امام کے علاوہ (کسی دوسرے کو) لقمہ دینا۔ اس نماز کے علاوہ (جس کو پڑھ رہا ہے) کسی دوسری نماز کیطرف منتقل ہونے کی نیت سے اللہ اکبر کہنا۔ جبکہ مذکورہ بالا چیزیں آخری قاعدہ میں التحیات کے بمقدار بیٹھنے سے پہلے ہو گئی ہوں نیز ہمزہ کا تکبیر میں دراز کرنا (کھینچنا) بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے (اسی طرح) قرآن شریف میں دیکھ کر پڑھنا جو اس کو حفظ نہ ہو۔ کشفِ عورت یا نجاستِ مانعہ کے ہوتے ہوئے ایک رکن کو ادا کرنا یا ادا کر سکنا کسی رکن کو جس میں امام شریک نہ ہو سکا مقتدی کا پہلے ہی کر لینا، مسبوق کا سجدۂ سہو میں امام کی متابعت کرنا۔ سجدۂ صلبیہ آخری قاعدہ کے بعد یاد آیا تھا کہ ادا کرنے کے بعد قاعدہ اخیرہ کا اعادہ نہ کرنا اور اس رکن کا اعادہ نہ کرنا جس کو سوتے ہوئے ادا کیا تھا۔

اور مسبوق کے امام کا قہقہہ، یا قصداً حدث کر لینا آخری قاعدہ کے بعد ثنائی (یعنی دو رکعت والی) نماز (جیسے فرض فجر) کے ماسوا میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا یہ گمان کر کے کہ وہ

مسافر ہے یا یہ کہ وہ نمازِ جمعہ ہے یا تراویح ہے حالانکہ وہ عشاء کی نماز تھی یا وہ نمازی نیا مسلمان تھا پس اس نے اس فرض کو دو رکعت کا فرض خیال کر لیا تھا۔

توضیح

ظُھُوْرُ عَوْرَتِہٖ: یعنی جس کو نماز میں حدث پیش آجائے اور اس کی ستر کھل جائے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ مثلاً عورت وضو کرنے کے لئے اپنے باہوں کو کھولتی ہے تو اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور بناء کرنا درست نہ ہوگا، اس صورت میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

وَالْقِرَاءَۃُ: یعنی جس شخص کو نماز میں حدث لاحق ہوگیا تو یہ وضو کے لئے جاتے ہوئے یا آتے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو ایسی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی یعنی نماز میں جو قرارت فرض تھی اگرچہ وہ پڑھتا رہا تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ یہ فرض حالتِ حدث میں ادا ہوگا یا چلنے کی حالت میں، لہٰذا یہ فرض صحیح نہ ہوگا اور جب نماز کا یہ فرض صحیح نہ ہوگا تو پوری نماز فاسد ہو جائے گی۔

مَکْثُہٗ: یعنی جس کو حدث پیش آجانے کے بعد ایک رکن کے بمقدار ٹھہر جانا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ البتہ اگر مجمع کی کثرت یا ہجوم یا نکسیر چلنے یا سو جانے کے باعث کچھ وقفہ ہوگیا تو وہ معذور سمجھا جائے گا، ان صورتوں میں اپنی جگہ سے اس خیال سے ہٹ رہا ہے کہ نماز ٹوٹ گئی اور وضو ٹوٹ جانے کی مذکورہ بالا صورتوں میں یہ خیال نہ تھا بلکہ نماز کی صحت کا خیال تھا لہٰذا ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹی۔

وَفَتْحُہٗ الخ: یعنی کسی شخص نے اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دیا تو ایسی صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اپنے امام کو لقمہ دینے میں نماز نہیں ٹوٹتی خواہ وہ اتنی مقدار پڑھ چکا ہو جو جوازِ نماز کے لئے کافی ہے، یعنی تین آیتیں۔ یا نہ پڑھی ہوں یا خواہ اس میں دوسری سورت یا رکوع شروع کر دیا ہو یا نہیں۔

وَاِذَا حَصَلَتْ الخ: یعنی آخری قاعدہ میں التحیات پڑھ لینے یا التحیات کی مقدار بیٹھنے کے بعد مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آئی تو نماز ہو جائے گی۔

مَدُّ الْھَمْزَۃِ: اللہ اکبر کی تکبیر میں ہمزہ کا دراز کرنا۔ یعنی اللہ اکبر میں اگر اللہ کا الف کھینچا اور آللہ کہا تو یہ جملہ استفہامیہ ہوگیا گویا یہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا اللہ سب سے بڑا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اسی طرح اکبر کا الف کھینچ دینے سے اکبار ہوگیا، یہ مہمل لفظ ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

وَقِرَاءَتُہٗ الخ: یعنی اگر قرآن شریف یا وہ آیتیں حفظ تھیں مگر نماز میں ان کو دیکھ کر

پڑھ رہا ہے تو اگر قرآن شریف کو ہاتھ میں اٹھائے رکھا ہے تو نماز نہیں ہوگی، اور اگر قرآن شریف ہاتھ میں اٹھائے ہوئے نہیں ہے تو نماز ہو جائے گی۔

كَشْفُ الْعَوْرَةِ الخ: یعنی اتنی دیر کشفِ عورت یا ناپاکی کا رہنا جتنی دیر میں ایک رکن ادا کیا جاسکے، پس اگر ناپاکی بدن پر گرتے ہی ہٹادی یا ستر کھلتے ہی چھپا لیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (واللہ اعلم)

وَمُسَابَقَتُهُ: یعنی امام سے مقتدی کا پہلے ہی کرلینا مثلاً امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع کرلیا اور امام کے رکوع سے پہلے ہی یہ مقتدی کھڑا ہوگیا اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ یا امام کے بعد رکوع بھی نہیں کیا تو نماز نہیں ہوگی۔

لِلْمَسْبُوْقِ: یعنی مسبوق کا سجدۂ سہو میں امام کی متابعت کرنا۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام نے تو سلام پھیر دیا، مسبوق باقی ماندہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا اور سجدہ بھی کرلیا اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ اس کو سجدۂ سہو کرنا تھا چنانچہ اس نے سجدۂ سہو کیا اب اس مسبوق نے بھی امام کے ساتھ سجدہ کیا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن وہ مسبوق کھڑا ہوگیا تھا لیکن ابھی سجدہ نہیں کیا کہ امام سجدۂ سہو کرنے لگا۔ تو اس مسبوق کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے لیکن اگر نہ کیا تب بھی نماز ہو جائے گی البتہ اس کو فراغت کے بعد سجدۂ سہو کرلینا چاہئے اور اگر امام نے غلطی سے سجدۂ سہو کرلیا یعنی اس پر واجب تو نہ تھا مگر اس کو خیال ہو گیا کہ واجب ہے اور سجدہ کرلیا اور اس میں مسبوق نے بھی اس کی متابعت کی تب بھی مسبوق کی نماز صحیح ہوگی۔ بہرحال اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ متن کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مسبوق جب حتمی طور پر مسبوق ہوگیا یعنی باقی نماز ادائیگی میں وہ امام سے قطعاً علیحدہ ہوگیا۔

فائدہ:۔ اگر مسبوق امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مگر امام کے التحیات کے بعد کھڑا ہوگیا تو مسبوق کی نماز ہو جائے گی، اور اگر امام کے التحیات سے پہلے کھڑا ہوگیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

سَجْدَةٌ صُلْبِيَّةٌ: یعنی وہ سجدہ جو نماز کا رکن ہے۔ سجدۂ سہو یا سجدۂ تلاوت نہیں مگر حکم سجدۂ تلاوت کا بھی قولِ مختار کے بموجب یہی ہے کہ اگر آخری قعدہ کے بعد یاد آیا اور اب سجدۂ تلاوت کرلیا تو آخری قعدہ کو دوبارہ کرنا چاہئے کیونکہ سجدۂ تلاوت قرارت کا تتمہ ہوتا ہے جس کا حق پہلے ہے اور قعدہ اخیرہ ختم نماز پر ہوتا ہے اسی وجہ سے اسکو قعدۂ اخیرہ کہا جاتا ہے۔

وَقَهْقَهَةُ الخ: یعنی مسبوق کے امام کا قہقہہ لگانے سے امام کی نماز تو ادا ہو جائے گی اور مسبوق کی نماز نہ ہوگی اور اگر بلا قصد ہو تب بھی حکم یہی ہے، باقی یہاں قصداً کی قید اس

لئے لگائی ہے کہ اس حدث سے مقصد یہ ہے کہ نماز کو ختم کر دے، تو اس صورت میں امام صاحبؒ کے نزدیک نماز ہو جائے گی البتہ مکروہ تحریمی ہو گی۔ جس کا اعادہ واجب ہو گا۔ اب یہاں جب حدث اس نے عمدًا کیا ہے تو بظاہر نماز ہو جانی چاہئے، اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ نہیں ہو گی کیونکہ یہ حدث قصدًا تو ہے مگر نماز ختم کرنے کے قصد سے نہیں۔

بعد الجلوس الاخیر: اس کا تعلق قہقہہ اور حدث دونوں سے ہے یعنی آخری قعدہ کے بعد التحیات پڑھنے یا اتنی دیر بیٹھنے کے بعد التحیات پڑھ سکتا ہو۔ امام آواز سے ہنس پڑا یا امام نے قصدًا حدث کر لیا تو امام کی نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کی نماز کے تمام ارکان ادا ہو چکے ایک سلام باقی رہ گیا تھا تو وہ واجب ہے رکن نہیں، اس کے ترک کے باعث نماز مکروہ تحریمی ہو گی نماز باطل نہ ہو گی مگر مسبوق کی نماز کے ارکان باقی ہیں تو اس کی نماز بیچ ہی میں ٹوٹ گئی لہٰذا مسبوق کی نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ زَلَّةِ الْقَارِي

تَكْمِيْل: زَلَّةُ الْقَارِي مِنْ اَهَمِّ الْمَسَائِلِ وَهِيَ مَبْنِيَّةٌ عَلٰى قَوَاعِدَ نَاشِئَةٍ مِنَ الْاِخْتِلَافَاتِ لَا كَمَا تُوُهِّمَ اَنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ قَاعِدَةٌ تُبْنٰى عَلَيْهَا فَالْاَصْلُ فِيْهَا عِنْدَ الْاِمَامِ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى تَغَيُّرُ الْمَعْنٰى تَغَيُّرًا فَاحِشًا وَعَدَمُهٗ لِلْفَسَادِ وَعَدَمِهٖ مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ اللَّفْظُ مَوْجُوْدًا فِي الْقُرْاٰنِ اَوْ لَمْ يَكُنْ وَعِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِنْ كَانَ اللَّفْظُ نَظِيْرُهٗ مَوْجُوْدًا فِي الْقُرْاٰنِ لَا تَفْسُدُ مُطْلَقًا تَغَيَّرَ الْمَعْنٰى تَغَيُّرًا فَاحِشًا اَوْ لَا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَوْجُوْدًا فِي الْقُرْاٰنِ تَفْسُدُ مُطْلَقًا وَلَا يُعْتَبَرُ الْاِعْرَابُ اَصْلًا وَمَحَلُّ الْاِخْتِلَافِ فِي الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ اَمَّا فِي الْعَمْدِ فَتَفْسُدُ بِهٖ مُطْلَقًا بِالْاِتِّفَاقِ اَمَّا اِذَا كَانَ مِمَّا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ اَمَّا اِذَا كَانَ ثَنَاءً فَلَا يُفْسِدُ وَلَوْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ اَفَادَهٗ اِبْنُ اَمِيْرِ حَاجٍّ وَفِيْ هٰذَا

الْفَصْلِ مَسَائِلُ «اَلْاُولٰی» اَلْخَطَأُ فِی الْاِعْرَابِ وَيَدْخُلُ فِيْهِ تَخْفِيْفُ الْمُشَدَّدِ وَعَكْسُهُ وَقَصْرُ الْمَمْدُوْدِ وَعَكْسُهُ وَفَكُّ الْمُدْغَمِ وَعَكْسُهُ فَاِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ بِهِ الْمَعْنٰی لَا تَفْسُدُ بِهِ صَلٰوتُهُ بِالْاِجْمَاعِ كَمَا فِی الْمُضْمَرَاتِ وَاِذَا تَغَيَّرَ الْمَعْنٰی نَحْوُ اَنْ يَقْرَأَ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِيْمُ رَبَّهُ بِرَفْعِ اِبْرَاهِيْمَ وَنَصْبِ رَبِّهِ فَالصَّحِيْحُ عَنْهُمَا الْفَسَادُ وَعَلٰی قِيَاسِ قَوْلِ اَبِیْ يُوْسُفَ لَا تَفْسُدُ لِاَنَّهُ لَا يَعْتَبِرُ الْاِعْرَابَ وَبِهِ يُفْتٰی وَاَجْمَعَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ كَمُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ وَمحمدِ بْنِ سَلَامٍ وَاِسْمٰعِيْلَ الزَّاهِدِ وَاَبِیْ بَكْرٍ سَعِيْدٍ الْبَلْخِیْ وَالْهِنْدَوَانِیِّ وَابْنِ الْفَضْلِ وَالْحُلْوَانِیْ عَلٰی اَنَّ الْخَطَاءَ فِی الْاِعْرَابِ لَا يُفْسِدُ مُطْلَقًا وَاِنْ كَانَ مِمَّا اعْتِقَادُهُ كُفْرٌ لِاَنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُمَيِّزُوْنَ بَيْنَ وُجُوْهِ الْاِعْرَابِ وَفِیْ اِخْتِيَارِ الصَّوَابِ فِی الْاِعْرَابِ اِيْقَاعُ النَّاسِ فِی الْحَرَجِ وَهُوَ مَرْفُوْعٌ شَرْعًا وَعَلٰی هٰذَا اَمْشٰی فِی الْخُلَاصَةِ فَقَالَ وَفِی النَّوَازِلِ لَا تَفْسُدُ فِی الْكُلِّ وَبِهِ يُفْتٰی وَيَنْبَغِیْ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا فِیْ مَا اِذَا كَانَ خَطَاءً اَوْ غَلَطًا وَهُوَ لَا يَعْلَمُ اَوْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ مَعَ مَا لَا يُغَيِّرُ الْمَعْنٰی كَثِيْرًا كَنَصْبِ الرَّحْمٰنِ فِیْ قَوْلِهِ تَعَالٰی الرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی اَمَّا لَوْ تَعَمَّدَ مَعَ مَا يُغَيِّرُ الْمَعْنٰی كَثِيْرًا اَوْ يَكُوْنُ اِعْتِقَادُهُ كُفْرًا فَالْفَسَادُ حِيْنَئِذٍ اَقَلُّ الْاَحْوَالِ وَالْمُفْتٰی بِهِ قَوْلُ اَبِیْ يُوْسُفَ وَاَمَّا تَخْفِيْفُ الْمُشَدَّدِ كَمَا لَوْ قَرَأَ اِيَاكَ نَعْبُدُ اَوْ رَبِ الْعٰلَمِيْنَ بِالتَّخْفِيْفِ فَقَالَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ لَا تَفْسُدُ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ اسْتِثْنَاءٍ عَلَی الْمُخْتَارِ لِاَنَّ تَرْكَ الْمَدِّ وَالتَّشْدِيْدِ بِمَنْزِلَةِ الْخَطَاءِ فِی الْاِعْرَابِ

كَمَا فِيْ قَاضِيْ خَان وَهُوَ الْاَصَحُّ كَمَا فِي الْمُضْمَرَاتِ وَكَذَا نُصَّ فِي الذَّخِيْرَةِ عَلٰى اَنَّهُ الْاَصَحُّ كَمَا فِيْ اِبْنِ اَمِيْرِحَاجٍ وَحُكْمُ تَشْدِيْدِ الْمُخَفَّفِ كَحُكْمِ عَكْسِهٖ فِي الْخِلَافِ وَالتَّفْصِيْلِ وَكَذَا اِظْهَارُ الْمُدْغَمِ وَعَكْسُهٗ فَالْكُلُّ نَوْعٌ وَّاحِدٌ كَمَا فِي الْحَلَبِيْ ؛

قرارت کرنیوالے کی غلطی کا بیان

ترجمہ زلۃ القاری یعنی قرارت کرنے والے کی غلطی کے احکام نہایت ضروری مسائل ہیں سطحی نظر میں یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کے لئے کوئی قواعد مقرر نہیں مگر درحقیقت یہ خیال غلط ہے۔ ان احکام کے متعلق علمار کی نظروں میں اختلاف واقع ہوا ہے اور پھر ان مختلف نظریوں کے بموجب کچھ قواعد مرتب ہوئے۔ زلۃ القاری کے احکام ان قواعد کی روشنی میں ترکیب پاتے ہیں۔ غلط قرارت سے جو لفظ پیدا ہوا اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمدؒ یہ بحث نہیں کرتے آیا وہ قرآن پاک میں ہے یا نہیں۔ ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ اگر معنیٰ میں نمایاں تبدیلی ہوگئی تو نماز فاسد ہوگئی ورنہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور امام ابویوسف کا ضابطہ اس کے بر عکس ہے وہ معنیٰ کے نمایاں یا معمولی تبدیلی سے نماز کو فاسد نہیں کہتے۔ ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ غلط قرارت سے جو لفظ پیدا ہوا ہے اگر وہ قرآن میں کسی جگہ موجود ہے تو نماز فاسد نہیں معنیٰ میں خواہ تبدیلی ہو یا نہ ہو، اگر وہ لفظ قرآن پاک میں کسی جگہ موجود نہیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ امام ابویوسف کے نزدیک اعراب کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ خطا یا فراموشی سے لفظ میں غلطی ہوگئی ہو لیکن اگر قصداً غلط پڑھا تو بالاتفاق ہر صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر حمد و ثنا کے معنیٰ اس سے پیدا ہو رہے ہیں تو علامہ ابن امیر الحاج نے یہ بتایا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ یہاں چند مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

پہلا مسئلہ اعراب کی غلطی کے متعلق ہے۔ یعنی زبر، زیر، پیش میں ایک کے بجائے دوسرے کو پڑھ دیا جائے یا تشدید کے بجائے تخفیف، یا تخفیف کے بجائے تشدید، یا مد کے بجائے قصر، یا اس کے بر عکس، یا ادغام کے بجائے بلا ادغام یا اس کے بر خلاف۔

اعراب کی غلطی اعراب کی غلطی سے معنیٰ میں تبدیلی نہ ہو تو متفقہ قول ہے کہ نماز میں فساد

نہیں آتا (کما فی المضمرات)۔ اور اگر معنیٰ میں تبدیلی پیدا ہو جائے مثلاً وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمُ رَبَّهٗ ابراہیم کے میم پر پیش، یارب کی با پر زبر پڑھ لے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کے ضابطہ کے بموجب صحیح روایت یہی ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ معنیٰ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ اور امام ابو یوسفؒ کے ضابطہ کے بموجب نماز فاسد نہ ہونی چاہئے کیونکہ ان کے نزدیک اعراب کا اعتبار نہیں۔ اور فتویٰ اسی پر ہے چنانچہ محمد بن مقاتل، محمد بن سلام، اسمٰعیل زاہد، ابو بکر سعید بلخی، ہندوانی، ابن فضل اور حلوانی جیسے حضرات متأخرین کا فتویٰ یہی ہے کہ اعراب کی غلطی سے کبھی بھی نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ وہ غلطی ایسی ہی کیوں نہ ہو جس پر عقیدہ جمالینا کفر ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ عوام الناس اعراب کی صورتوں میں تمیز نہیں کرسکتے لہٰذا صحتِ اعراب کی قید لگانے میں عوام پر غیر قابلِ برداشت تنگی ہے۔ (جس کو شریعت نے اٹھادیا ہے)۔

علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ صاحب خلاصہ کا ارشاد ہے "وَفِی النَّوَازِلِ لَا تَفْسُدُ فِی الْکُلِّ وَبِهٖ یُفْتٰی" یعنی نوازل (کتاب کا نام) میں ہے کہ ان تمام صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی، اسی پر فتویٰ ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں اس قول کی توضیح میں خطا یا نادانستہ غلطی کی شرط ضروری لگائی جائے، یعنی نماز اس صورت میں فاسد نہ ہوگی کہ جب نادانستہ طور پر اعراب میں غلطی ہوگئی یا اگر قصداً اعراب غلط پڑھا تھا تو اس غلط اعراب سے معنیٰ میں زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی تھی جیسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی میں رحمٰنَ کے نون پر پیش کے بجائے زبر پڑھا جائے۔ لیکن اگر قصداً غلط اعراب پڑھا جائے اور غلطی بھی ایسی ہو جس سے معنیٰ میں بہت زیادہ تبدیلی ہو جائے یا ایسے معنیٰ پیدا ہوں جن کا عقیدہ کفر ہے تو ایسی صورت میں فساد نماز کا حکم تو کم از کم درجہ ہے۔ بہرحال امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے یعنی شرائطِ بالا کا لحاظ رکھتے ہوئے اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۲) مشدَّد کی تخفیف: جیسے اِیَاکَ نَعْبُدُ، رَبَ الْعٰلَمِیْن تشدید کے بغیر۔ متأخرین کا قول یہ ہے کہ مسلک مختار یہی ہے کہ اس صورت میں نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ مد یا تشدید کے چھوڑ دینے کا وہی حکم ہوگا جو اعراب کی غلطی کا۔ چنانچہ قاضی خاں میں یہی تحریر ہے، اور مضمرات کی تشریح بموجب یہی قول صحیح بھی ہے، ذخیرہ میں بھی یہی تصریح ہے کہ یہی قول صحیح ہے اور ابن امیر الحاج نے بھی یہی فرمایا ہے۔ مخفف کو مشدد پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے جو مشدد کو مخفف پڑھنے کا حکم ہے علیٰ ہٰذا اظہار، مدغم اور اس کے برعکس وغیرہ۔ بہرحال یہ تمام صورتیں ایک ہی حیثیت رکھتی

ہیں اور اعراب کی غلطی میں جو اختلاف اور جو فیصلہ ہے وہی ان تمام صورتوں میں بھی چلتا ہے۔

(المسئلة الثانية) في الوقف والابتداء في غير موضعهما فإن لم يتغير به المعنى لا تفسد بالإجماع من المتقدمين والمتأخرين وإن تغير المعنى ففيه اختلاف والفتوى عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علمائنا المتأخرين لأن في مراعاة الوقف والوصل إيقاع الناس في الحرج لا سيما العوام والحرج مرفوع كما في الذخيرة والسراجية والنصاب وفيه أيضا لو ترك الوقف في جميع القرآن لا تفسد صلوته عندنا وأما الحكم في قطع بعض الكلمة كما لو أراد أن يقول الحمد لله فقال ال فوقف على اللام أو على الحاء أو على الميم أو أراد أن يقرأ والعديت فقال والعا فوقف على العين لانقطاع نفسه أو نسيان الباقي ثم تمم وانتقل إلى آية أخرى فالذي عليه عامة المشائخ عدم الفساد مطلقا وإن غير المعنى للضرورة وعموم البلوى كما في الذخيرة وهو الأصح كما ذكره أبو الليث۔

ترجمہ (دوسرا مسئلہ) موقعۂ وقف اور بے محل ابتداء کے متعلق ہے۔ اس سے اگر معنیٰ میں تبدیلی نہ ہو تو نماز میں فساد نہیں آتا۔ متقدمین اور متأخرین کا اسی پر اجماع ہے اور اگر معنیٰ میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو اس میں اختلاف ہے، بہرحال فتویٰ یہی ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور عام طور پر ہمارے علماء متاخرین کا یہی قول ہے۔ کیونکہ وقف اور وصل کی پابندی کا حکم خصوصیت کے ساتھ عوام الناس کو پریشانی میں ڈال دیتا ہے حالانکہ اس قسم کی پریشانی سے شریعتِ اسلام آزاد اور محفوظ ہے۔ ذخیرہ، سراجیہ اور نصاب میں ایسا ہی درج ہے۔ نصاب میں یہ بھی ہے کہ اگر تمام قرآن شریف میں

وقف کو چھوڑ دے تو ہمارے علماء کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

ضروری مسئلہ: اگر ایک کلمہ کا کوئی ٹکڑا دوسرے سے الگ کر دیا مثلاً الحمد للہ کہنے کا ارادہ تھا مگر پہلے اَل کہہ کر لام پر وقف کر دیا، یا اَل کہہ کر حار پر یا میم پر وقف کر دیا مثلاً وَالعٰدیات پڑھنا چاہتا تھا۔ وَالعَا کہہ کر سانس ٹوٹ جانے یا مثلاً باقی حصہ بھول جانے کے باعث عین پر وقف کر دیا پھر باقی حصہ پورا کر لیا یا اس کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دی تو (ضرورت اور عموم بلویٰ کے پیش نظر) عام مشائخ کا مسلک یہی ہے کہ ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹتی اگرچہ معنیٰ میں تبدیل ہو جائے۔ کما فی الذخیرہ وہو الاصح کما ذکرہ ابو اللیث۔

(اَلْمَسْئَلَةُ الثَّالِثَةُ) وَضْعُ حَرْفٍ مَوْضِعَ حَرْفٍ اٰخَرَ فَاِنْ كَانَتِ الْكَلِمَةُ لَا تَخْرُجُ عَنْ لَفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ بِهِ الْمَعْنَى الْمُرَادُ لَا تَفْسُدُ كَمَا لَوْ قَرَأَ اِنَّ الظّٰلِمُوْنَ بِوَاوِ الرَّفْعِ اَوْ قَالَ وَالْاَرْضِ وَمَا دَحٰهَا مَكَانَ طَحٰهَا وَاِنْ خَرَجَتْ بِهٖ عَنْ لَفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ بِهِ الْمَعْنٰى لَا تَفْسُدُ عِنْدَهُمَا خِلَافًا لِاَبِيْ يُوْسُفَ كَمَا قَرَأَ قَيَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ مَكَانَ قَوَّامِيْنَ اَوْ دَوَّارًا مَكَانَ دَيَّارًا وَاِنْ لَمْ تَخْرُجْ بِهٖ عَنْ لَفْظِ الْقُرْاٰنِ وَتَغَيَّرَ بِهِ الْمَعْنٰى فَالْخِلَافُ بِالْعَكْسِ كَمَا لَوْ قَرَأَ وَاَنْتُمْ خَامِدُوْنَ مَكَانَ سَامِدُوْنَ وَلِلْمُتَاَخِّرِيْنَ قَوَاعِدُ اُخَرُ غَيْرُ مَا ذَكَرْنَا وَاقْتَصَرْنَا عَلٰى مَا سَبَقَ لِاطِّرَادِهَا فِيْ كُلِّ الْفُرُوْعِ بِخِلَافِ قَوَاعِدِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ؛

وَاعْلَمْ۔ اَنَّهٗ لَا يَقِيْسُ مَسَائِلَ زَلَّةِ الْقَارِيْ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا مَنْ لَهٗ دِرَايَةٌ بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْمَعَانِيْ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ التَّفْسِيْرُ كَمَا فِيْ مُنْيَةِ الْمُصَلِّيْ وَفِي النَّهْرِ وَاَحْسَنُ مَنْ لَخَّصَ مَنْ

كَلَامِهِمْ فِي زَلَّةِ الْقَارِيْ الْكَمَالُ فِي زَادِ الْفَقِيْرِ فَقَالَ إِنْ كَانَ الْخَطَاءُ فِي الْإِعْرَابِ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ بِهِ الْمَعْنٰى كَكَسْرِ قَوَّامًا مَكَانَ فَتْحِهَا وَفَتْحِ بَاءِ نَعْبُدُ مَكَانَ ضَمِّهَا لَا تَفْسُدُ وَإِنْ غَيَّرَ كَنَصْبِ هَمْزَةِ الْعُلَمَاءِ وَضَمِّ هَاءِ الْجَلَالَةِ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُ تَفْسُدُ عَلٰى قَوْلِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَاخْتَلَفَ الْمُتَأَخِّرُوْنَ فَقَالَ ابْنُ الْفَضْلِ وَابْنُ مُقَاتِلٍ وَأَبُوْ جَعْفَرٍ وَالْحُلْوَانِيُّ وَابْنُ سَلَامٍ وَإِسْمٰعِيْلُ الزَّاهِدِيُّ لَا تَفْسُدُ وَقَوْلُ هٰؤُلَاءِ أَوْسَعُ وَإِنْ كَانَ بِوَضْعِ حَرْفٍ مَكَانَ حَرْفٍ وَلَمْ يَتَغَيَّرِ الْمَعْنٰى نَحْوَ أَيَّابٍ مَكَانَ أَوَّابٍ لَا تَفْسُدُ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ تَفْسُدُ وَكَثِيْرًا مَا يَقَعُ فِيْ قِرَاءَةِ بَعْضِ الْقَرَوِيِّيْنَ وَالْأَتْرَاكِ وَالسُّوْدَانِ وَيَّاكَ نَعْبُدُ بِوَاوٍ مَكَانَ الْهَمْزَةِ وَالصِّرَاطَ الَّذِيْنَ بِزِيَادَةِ الْأَلِفِ وَاللَّامِ وَصَرَّحُوْا فِي الصُّوْرَتَيْنِ بِعَدَمِ الْفَسَادِ وَإِنْ غَيَّرَ الْمَعْنٰى وَتَمَامُهٗ فِيْهِ فَلْيُرَاجَعْ، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ ❖ ❖ ❖

ترجمہ

تیسرا مسئلہ: ایک کلمہ کی جگہ پر دوسرا کلمہ ادا کر دینے کی صورت۔ اس میں چند شکلیں ہیں۔ (۱) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے خارج نہیں ہوتا اور جو معنے مقصود اور مراد ہیں ان میں بھی تبدیلی نہیں واقع ہوتی تو نماز فاسد نہ ہوگی جیسے إِنَّ الظّٰلِمِیْنَ کے بجائے اِنَّ الظّٰلِمُوْنَ پڑھا جائے۔ طٰحٰہا کے بجائے دَحٰاھَا پڑھ دیا جائے۔ (۲) یہ غلط قرآنی کلمات سے خارج ہے مگر معنے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے قوامین کے بجائے قیامین یا دیّارا کے بجائے دوّارا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب نماز میں فساد نہیں امام ابو یوسفؒ کا قول اس کے خلاف ہے۔ (۳) یہ غلط کلمہ قرآنی کلمات سے تو خارج نہیں مگر معنے میں تبدیل پیدا کر دیتا ہے مثلاً وانتم سامدون کے بجائے وانتم خالدون

پڑھ دیا جائے تو اس صورت میں مسئلہ سابق کے برعکس ائمہ کے اقوال کا اختلاف ہوگا یعنی امام ابویوسف کے نزدیک تو نماز فاسد نہ ہوگی اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب نماز فاسد ہو جائے گی۔ متأخرین نے مذکورہ بالا قواعد کے علاوہ کچھ اور قواعد بھی ترتیب دیئے ہیں مگر ہم نے صرف مذکورہ بالا قواعد پر اکتفاء کیا، کیونکہ یہ قواعد تمام فروعات میں نافذ ہو جاتے ہیں، اور متأخرین کے قواعد میں یہ بات نہیں۔

تنبیہ ؛ یہ خیال رکھو کہ زلۃ القاری کے مسائل میں ایک کو دوسرے پر وہی شخص قیاس کرسکتا ہے جس کو عربی لغت، معنیٰ اور اس کے علاوہ ان امور کی کافی واقفیت ہو جن کی تفسیر میں ضرورت پڑتی ہے۔ (منیۃ المصلی)

علامہ کمالؒ نے اس مسئلہ میں فواد التفسیر میں نہایت ہی بہتر اور سب سے عمدہ طور پر کلام فقہاء کا خلاصہ بیان کردیا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اگر اعراب میں غلطی ہو اور اس سے معنیٰ میں تبدیلی نہ ہو جیسے قِوامًا میں زیر کے بجائے زبر، یا نعبُدُ میں با کے پیش کے بجائے زبر پڑھا جائے تو اس سے نماز میں فساد نہیں آتا، اور اگر معنیٰ میں تبدیلی ہو جائے جیسے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ میں لفظ اللہ کی ہاء پر زبر کے بجائے پیش اور علماء کے ہمزہ پر پیش کے بجائے زبر پڑھ دیا جائے تو ایسی صورت میں علماء متقدمین کا تو قول یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے، لیکن متأخرین کا اختلاف ہے۔ ابن فضل، ابن مقاتل، ابوجعفر حلوانی، ابن سلام، اسمٰعیل زاہدی فرماتے ہیں کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ ان حضرات کا قول بہت گنجائش لئے ہوئے ہے اور اگر حروف میں غلطی ہو یعنی ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف پڑھ لیں جیسے اَوَّاب کے بجائے اَیَّاب پڑھ لیں۔ تو اگر معنیٰ میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور ابوسعید کا قول فساد کے متعلق مروی ہے۔ بسا اوقات عرب کے دیہاتی، ترکی یا حبشی وغیرہ اِیَّاکَ کے بجائے وَیَّاکَ پڑھ دیتے ہیں یعنی الف کے بجائے واو۔ صِرَاطَ الذین کو الصراط الذین پڑھ دیتے ہیں۔ یعنی الف لام زیادہ کر دیتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں تصریح ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ معنیٰ میں تبدیلی ہو۔

(فَصْلٌ) لَوْ نَظَرَ الْمُصَلِّی اِلٰی مَکْتُوْبٍ وَ فَهِمَهٗ اَوْ اَکَلَ مَا بَیْنَ اَسْنَانِهٖ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَا عَمَلٍ كَثِيْرٍ اَوْ مَرَّ مَارٌّ فِيْ مَوْضِعِ سُجُوْدِهٖ لَا تَفْسُدُ وَاِنْ اَثِمَ الْمَارُّ وَ لَا تَفْسُدُ بِنَظَرِهٖ اِلٰى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ

فِی الْمُخْتَارِ وَاِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ ؃

ترجمہ اگر نماز پڑھنے والا کسی لکھی ہوئی چیز کو دیکھے اور اس کو سمجھ لے، یا عمل کثیر کے بدون اس کو کھالے جو اس کے دانتوں میں تھی اور چنے سے کم تھی یا کوئی گذرنے والا سجدہ کی جگہ میں گذر جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی. اگرچہ گذرنے والا گنہگار ہوگا۔ اور مطلقہ عورت کے فرج کو شہوت کے ساتھ دیکھ لینے سے (مذہب مختار کے بموجب) اس کی نماز نہ ٹوٹے گی اگرچہ اس سے رجعت ثابت ہو جائے گی.

توضیح لَوْنَظَرَ: یعنی نماز پڑھنے والا کسی مکتوب کو دیکھ لے اور اس کو سمجھ لے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ مصلی کا فعل نہیں ہے بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کے سمجھ میں آجاتا ہے اس لئے کہ عام طور پر اس پر نگاہ پڑ ہی جاتی ہے اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ مصلی کے سامنے ایسی چیز کو نہ رکھا جائے کیونکہ شبہات سے بچنا ضروری ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نماز درست ہو جائے گی بخلاف امام محمدؒ کے، ان کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں کتاب نہیں پڑھونگا اور اس نے اس کتاب کو دیکھ لیا اور اس کو پڑھا نہیں لیکن اس کا مطلب و معانی سمجھ گیا تو حانث ہو جائے گا۔ امام محمدؒ مسئلہ یمین پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو فاسد قرار دیتے ہیں.

مابَیْنَ الخ: یعنی اگر چنے کی مقدار ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی جس طرح روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر چنے کی مقدار سے کم دانتوں کے درمیان کوئی چیز ہو تو ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر اس میں عمل کثیر پایا گیا کہ دانتوں کے درمیان کسی شئی کو چبا لیا تو اس صورت میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

لَاتَفْسُدُ: یعنی عورت کی فرج پر نظر پڑ جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ اور ہر ایک عورت کے متعلق یہی حکم ہے۔

فَصْلٌ

يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي سَبْعَةٌ وَّسَبْعُوْنَ شَيْئًا، تَرْكُ وَاجِبٍ اَوْ سُنَّةٍ عَمَدًا كَعَبَثِهٖ بِثَوْبِهٖ وَبَدَنِهٖ وَقَلْبُ الْحَصٰى اِلَّا لِلسُّجُوْدِ مَرَّةً وَفَرْقَعَةُ الْاَصَابِعِ وَتَشْبِيْكُهَا وَالتَّخَصُّرُ وَالْاِلْتِفَاتُ بِعُنُقِهٖ وَالْاِقْعَاءُ وَاِفْتِرَاشُ

ذِرَاعَيْهِ وَتَشْمِيْرُ كُمَّيْهِ عَنْهُمَا وَصَلٰوتُهٗ فِي السَّرَاوِيْلِ مَعَ قُدْرَتِهٖ عَلٰى لُبْسِ الْقَمِيْصِ وَرَدُّ السَّلَامِ بِالْاِشَارَةِ وَالتَّرَبُّعُ بِلَا عُذْرٍ وَعَقْصُ شَعْرِهٖ وَالْاِعْتِجَارُ وَهُوَ شَدُّ الرَّاسِ بِالْمِنْدِيْلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوْفًا وَكَفُّ ثَوْبِهٖ وَسَدْلُهٗ وَالْاِنْدِرَاجُ فِيْهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تَحْتَ اِبِطِهِ الْاَيْمَنِ وَطَرْحُ جَانِبَيْهِ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ وَالْقِرَاءَةُ فِيْ غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ وَاِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى فِي التَّطَوُّعِ وَتَطْوِيْلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْاُوْلٰى فِيْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ وَتَكْرَارُ السُّوْرَةِ فِيْ رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مِنَ الْفَرْضِ وَقِرَاءَةُ سُوْرَةٍ فَوْقَ الَّتِيْ قَرَأَهَا وَفَصْلُهٗ بِسُوْرَةٍ بَيْنَ سُوْرَتَيْنِ قَرَأَهَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَشَمُّ طِيْبٍ وَتَرْوِيْحُهٗ بِثَوْبِهٖ اَوْ مِرْوَحَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وَتَحْوِيْلُ اَصَابِعِ يَدَيْهِ اَوْ رِجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُوْدِ وَغَيْرِهٖ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ۔

ترجمہ

نماز پڑھنے والے کے لئے ستہتر چیزیں مکروہ ہیں۔ کسی واجب یا سنت کا قصدًا چھوڑ دینا۔ جیسے اپنے بدن یا کپڑے سے کھیلنا، کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا۔ مگر سجدہ کرنے کے لئے ایک بار کنکریوں کو پلٹنے اور ہموار کرنے میں مضائقہ نہیں (ایک بار سے زیادہ مکروہ ہے)۔ انگلیوں کا چٹخانا، انگلیوں میں جال ڈالنا (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پھنسا دینا)۔ کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ گردن موڑ کر دیکھنا۔ (اقعار) کتے کی طرح بیٹھنا (یعنی دونوں سُرین زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنے کھڑے کرکے بیٹھنا)۔ دونوں کلائیوں کو (سجدہ کے وقت زمین پر) بچھانا۔ کلائیوں کے اوپر سے آستین چڑھا لینا (محض) پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا (جبکہ وہ کرتا پہننے کی قدرت رکھتا ہے)۔ اشارہ سے سلام کا جواب دینا بلا عذر چہار زانو پلوتھا مار کر بیٹھنا (مرد) کو سر کے بالوں کا باندھنا۔ اعتمار یعنی رومال سے سر کا باندھ لینا اور بیچ کے حصہ کو کھلا چھوڑ دینا۔ کپڑوں کو چننا۔ کپڑوں کو بدن پر لٹکا لینا یعنی اس کی

وضع کے برخلاف بدن پر ڈال لینا، کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ دونوں ہاتھ نہ نکال سکے۔ اور کپڑے کو داہنی یا بائیں بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کناروں کو بائیں یا داہنے مونڈھے پر ڈال لینا، حالتِ قیام کے ماسوا میں قرآن شریف پڑھنا، نفل نماز میں پہلی رکعت کو دراز کرنا اور باقی تمام نمازوں میں دوسری کو پہلی رکعت سے دراز کرنا۔ فرض کی ایک رکعت میں کسی سورہ کو بار بار پڑھنا اور جو سورہ پڑھ چکا اس کے اوپر کی سورہ کا پڑھنا اور دو سورتوں کے بیچ میں جن کو دو رکعتوں میں پڑھا ہے۔ ایک سورہ کا فاصلہ چھوڑنا خوشبو کا سونگھنا اپنے کپڑے سے یا پنکھے سے ایک یا دو مرتبہ ہوا کرنا سجدہ وغیرہ میں ہاتھوں یا پیروں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر لینا رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کو چھوڑ دینا۔

توضیح

یکرہ للمصلی: یعنی مکروہ، محبوب اور پسندیدہ کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ تحریمی اور تنزیہی۔ اگر کسی فعل کے متعلق ممانعت وارد ہوئی ہے مگر وہ اپنی پختگی اور قوتِ سند میں اس درجہ پر نہیں کہ جس سے حرمت ثابت ہو سکے تو اس ممانعت سے کراہت تحریمی ثابت ہو گی اور اگر اس فعل کے متعلق ممانعت وارد نہیں ہوئی بلکہ کسی مسنون فعل کے ترک کے باعث کراہت پیدا ہو رہی ہے تو یہ کراہت تنزیہی ہو گی۔ مکروہ تنزیہی مباح کے قریب تر ہے اور مکروہ تحریمی حرام کے ہم جنس ہے۔ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس کو اسی طرح لوٹا لینا چاہئے جس میں کراہت نہ ہو علیٰ ہٰذا کسی واجب کے چھوٹنے پر اگرچہ نماز ہو جاتی ہے مگر لوٹانا واجب ہے اور سنت کے چھوٹنے پر لوٹانا مسنون ہے۔ (واللہ اعلم)

ترکَ واجب الخ: یہ ایک اصولی اور کلی مسئلہ ہے اسی لئے اس کو پہلے بیان کیا۔ آئندہ اس کی مثالیں اور جزئیات آ رہی ہیں۔

کعبثہ: یہ بھی مکروہات میں سے ہے کیونکہ خشوع کے مخالف ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَالَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی كَرِهَ لَكُمُ الْعَبَثَ فِی الصَّلٰوةِ وَالرَّفَثَ فِی الصِّیَامِ وَالضِّحْكَ عِنْدَ الْمَقَابِرِ۔
عبث اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ یعنی ایسا عمل جو نماز کے افعال میں سے نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

قلبَ الحصٰی الخ: یعنی یہ بھی ایک طرح کا کھیل ہے۔ البتہ اگر سجدہ کرنا دشوار ہو تو ایک بار کنکریوں کو ہموار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فرقعۃ: یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ یا انگلیوں

کو چٹخانا، خواہ نماز کے اندر ہو یا نماز سے خارج میں ہو اور انتظار کر رہا ہو تو ایسی صورت میں مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا تفرقع اصابعك وانت تصلی۔ دوسری روایت میں ہے نَهٰی اَنْ یُفَرْقِعَ الرَّجُلُ اَصَابِعَهٗ وَهُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں وَهُوَ یَمْشِیْ اِلَیْهَا۔

اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ نماز کی حالت میں انگلیوں کا چٹخانا اور تشبیک کرنا مکروہ ہے البتہ حاجت کے وقت نماز سے خارج میں مکروہ نہیں ہے اور خارج نماز سے مراد وہ بھی ہے جو نماز کے تابع ہو اس سے خارج کیا گیا۔ جیساکہ اوپر مذکور ہے۔

حاجت کا مطلب یہ ہے کہ آرام دینا ہے اور اگر کسی حاجت کے بغیر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (واللہ اعلم)

والتربع بلا عذر: یعنی بلا عذر پلو تھا مار کر بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ چونکہ اس پر کوئی نہی وارد نہیں ہوئی ہے البتہ خلافِ سنت ہے۔ اور اگر نماز نہ پڑھنا ہو تو اس طرح بیٹھنے میں کراہت نہیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نیز فاروق اعظمؓ سے اس طرح بیٹھنا ثابت ہے۔ چونکہ بھوک یا تھکان کے وقت اس طرح بیٹھنے سے سکون ملتا ہے۔

وکفه الخ یعنی نماز فاسد ہو جائے گی سجدہ میں جاتے وقت کپڑوں کو ادھر ادھر سے سمیٹنا بشرطیکہ عمل کثیر پایا جائے۔

سدله: اسی طرح کپڑے کا سدل کرنا مکروہ ہے۔ سدل کی تعریف یہ ہے: اِرْخَاءُ ثَوْبٍ بدونِ لبس مُعتادٍ۔ یعنی جو طریقہ ہو اس طرح نہ پہننا ویسے ہی کپڑے کو بدن پر ڈال لینا۔

وَاَلقراءۃ الخ: اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ قراءت کو حالتِ رکوع میں پورا کرنا یا تسبیحات انتقال کو انتقال کے ختم ہونے کے بعد ادا کرے کیونکہ اگر رکوع میں پہونچ کر اللہ اکبر کہا تو ایک تو یہ اس کا مقام نہیں، دوسرے یہاں سبحان ربی العظیم کہنا چاہئے تھا اس میں خلل پڑا، دو خرابیاں ہوگئیں۔

التطوع: یعنی نفل نماز میں دونوں رکعتیں برابر ہونی چاہئیں، البتہ جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مثلاً وتروں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ دوسری میں، قل ھو اللہ تیسری رکعت میں، حدیث میں وارد ہے اس قسم کی مرویات مکروہ نہیں۔ (واللہ اعلم)

وتکرار السورۃِ: یعنی اسی طرح یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک سورت کو دوسری رکعت میں پڑھنا جبکہ اور سورت یاد ہو البتہ اگر سہوًا ایسا ہو تو مکروہ نہیں۔

وقراءة سورة فوق الخ یعنی اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کیا ہے جیسا کہ تراویح میں ہوتا ہے تو دوسری رکعت میں الٓمّٓ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ افضل ہے۔

ومروحة یعنی پنکھے سے ایک دو مرتبہ سے زائد مرتبہ جھیلنا، مثلاً تین مرتبہ پنکھا جھیل لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ عمل کثیر ہوگیا۔

وَالتَّثَاؤُبُ وَتَغْمِيضُ عَيْنَيْهِ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَاءِ وَالتَّمَطِّي وَالْعَمَلُ الْقَلِيلُ وَأَخْذُ قَمْلَةٍ وَقَتْلُهَا وَتَغْطِيَةُ أَنْفِهِ وَفَمِهِ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِي فَمِهِ يَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ الْمَسْنُونَةَ وَالسُّجُودُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهِ وَعَلٰى صُورَةٍ وَالْاِقْتِصَارُ عَلَى الْجَبْهَةِ بِلَا عُذْرٍ بِالْأَنْفِ وَالصَّلٰوةُ فِي الطَّرِيقِ وَالْحَمَّامِ وَفِي الْمَخْرَجِ وَفِي الْمَقْبَرَةِ وَأَرْضِ الْغَيْرِ بِلَا رِضَاهُ وَقَرِيبًا مِنْ نَجَاسَةٍ وَمُدَافِعًا لِأَحَدِ الْأَخْبَثَيْنِ أَوِ الرِّيحِ وَمَعَ نَجَاسَةٍ غَيْرِ مَانِعَةٍ إِلَّا إِذَا خَافَ فَوْتَ الْوَقْتِ أَوِ الْجَمَاعَةِ وَإِلَّا نُدِبَ قَطْعُهُمَا وَالصَّلٰوةُ فِي ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَمَكْشُوفَ الرَّأْسِ لَا لِلتَّذَلُّلِ وَالتَّضَرُّعِ وَبِحَضْرَةِ طَعَامٍ يَمِيلُ إِلَيْهِ وَمَا يُشْغِلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوعِ وَعَدُّ الْآيِ وَالتَّسْبِيحِ بِالْيَدِ وَقِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْمِحْرَابِ وَعَلٰى مَكَانٍ أَوِ الْأَرْضِ وَحْدَهُ وَالْقِيَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِيهِ فُرْجَةٌ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ خَلْفَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحِذَائِهِ صُورَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ أَوْ لِغَيْرِ ذِي رُوحٍ وَأَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّورٌ أَوْ كَانُونٌ فِيهِ جَمْرٌ أَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ وَمَسْحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَا يَضُرُّهُ فِي خِلَالِ

الصَّلٰوۃِ وَ تَعْیِیْنُ سُوْرَۃٍ لَا یَقْرَأُ غَیْرَھَا اِلَّا لِیُسْرٍ عَلَیْہِ اَوْ تَبَرُّکًا بِقِرَاءَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تَرْکُ اِتِّخَاذِ سُتْرَۃٍ فِیْ مَحَلٍّ یُظَنُّ الْمُرُوْرُ فِیْہِ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ ۞

ترجمہ اور جمائی لینا اور آنکھوں کو بند کرلینا اور آنکھوں کو آسمان کیطرف اٹھانا، انگڑائی لینا، عمل قلیل، جوں پکڑنا اور اس کو مارنا اور منہ کا چھپا لینا، کسی ایسی چیز کا منہ میں رکھ لینا جو قرارتِ مسنونہ میں رکاوٹ پیدا کرے، اپنے عمامہ کی کور پر سجدہ کرنا، تصویر پر سجدہ کرنا، ناک میں کسی عذر (تکلیف) کے بدون محض پیشانی (سجدہ میں) رکھ کر اکتفاء کرلینا (یعنی محض پیشانی کو زمین پر رکھنا) راستہ میں، حمام میں، پاخانہ میں، قبرستان میں، دوسرے کی زمین میں اس کی مرضی کے بدون کسی ناپاکی کے قریب یا اس حالت میں کہ اخبثین یعنی پاخانہ یا پیشاب کو دبا رہا ہو یا ریاح کو روک رہا ہو، اور ایسی ناپاکی کے ساتھ جو نماز کے لئے مانع نہیں نماز پڑھنا مگر جب کہ وقت یا جماعت کے جاتے رہنے کا خوف ہو ورنہ مستحب ہے پاخانہ پیشاب کے دباؤ کا ہٹا دینا، اور معمولی کپڑوں میں نماز پڑھنا اور تذلل اور تضرع کی نیت سے نہیں بلکہ سستی اور لاپرواہی کے باعث سر کھول کر نماز پڑھنا اور جس کھانے کا اشتیاق تھا اس کے موجود ہوتے ہوئے (نماز پڑھنا) اور ہر ایسی چیز کی موجودگی میں جو دل کو مشغول کردے اور خشوع میں خلل انداز ہو، اور آیتوں اور تسبیحوں کا ہاتھ سے شمار کرنا اور امام کا محراب میں یا (ایک ہاتھ) اونچی جگہ پر، یا زمین پر تنہا کھڑے ہوکر نماز پڑھنا اور ایسی صف کے پیچھے کھڑا ہونا جس میں کشادگی ہو (یعنی ایک آدمی کی جگہ چھوٹی ہوئی ہو) اور ایسے کپڑے کو پہننا جس میں تصویریں ہوں، اور یہ کہ کوئی تصویر اس کے سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے یا برابر میں ہو مگر یہ کہ چھوٹی سی ہو یا سر کٹی ہو، یا بے جان چیز کی ہو۔ اور یہ کہ اس کے سامنے تنور ہو یا ایسی بھٹی ہو جس میں چنگاریاں ہوں، یا اس کے سامنے کچھ لوگ پڑے سو رہے ہوں اور مٹی کو جو اس کو نقصان نہیں پہونچا رہی ہے نماز کے اندر پیشانی سے صاف کرنا، اور کسی سورہ کو معین کرلینا کہ اس کے ماسوا نہ پڑھے۔ البتہ اپنی آسانی کے باعث یا حضورؐ کی قرارت سے تبرک کے طور پر، اور سترہ بنانے کو ایسی جگہ میں چھوڑ دینا جہاں سامنے سے لوگوں کے گذرنے کا گمان ہو۔

توضیح التثاؤب: یعنی جمائی آئے تو جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند کرنے کی کوشش کرکے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا لینے میں مضائقہ نہیں۔ اگر زیادہ مجبور ہوجائے

تو قیام کی حالت میں داہنے ہتھیلی کی پُشت اور قیام کی حالت کے ماسوا میں بائیں ہتھیلی کی پُشت منھ پر رکھ لے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبُ فَإِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ "

اور دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں فَلْيُمْسِكْ يَدَهٗ عَلٰى فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْهَا۔

وَالْعَمَلُ الْقَلِيْلِ ، اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔ مثلاً بال نوچنا ، کھجلانا ، جوں پکڑنا ، وغیرہ ۔ اس کی تعریف میں اختلاف ہے ۔ آسان تعریف یہ ہے کہ جس کے کرنے والے کو نماز سے خارج نہ سمجھا جائے ۔

وقتلها : یعنی جوں یا کھٹمل ، پسو وغیرہ کو مار کر مسجد سے باہر ڈالنا چاہئے ۔ مسجد میں ڈالنا مکروہ ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف ہے ۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کا قتل کرنا مکروہ ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک اس کا قتل کرنا محبوب ہے ۔

کَور الخ : یعنی صافہ کی لپیٹ اگر پیشانی پر تھی اور سجدہ میں پیشانی اور زمین کے درمیان یہ حائل ہوگئی تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی جیساکہ ذکر کیا گیا ہے لیکن اگر لپیٹ پیشانی پر نہیں تھی بلکہ سر کے سیدھ میں تھی اور وہ زمین پر رکھی گئی ، پیشانی نہ رکھی گئی تو نماز نہ ہوگی ۔

وعلیٰ صورۃ : یعنی کسی ذی روح کی تصویر پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ تصویر کی عباد کی مشابہت پائی جاتی ہے البتہ اگر تصویریں چھوٹی چھوٹی ہوں کہ اگر کھڑے ہو کر دیکھنا چاہیں ، تو انھیں نہیں دیکھ سکتے تو اس صورت میں مکروہ نہیں ۔

وَفِی الْمَقْبَرَۃ ، یعنی قبرستان اور اس کے مثل جو ہو اس میں نماز مکروہ ہے البتہ اگر قبر سے الگ مسجد بنی ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے ۔

وَمع النجاسۃ : یعنی یہ نجاست بدن پر ہو یا کپڑے پر یا جگہ پر اگر وقت کے فوت ہو جانے یا جماعت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اسی کے ساتھ نماز پڑھ لے ۔ کیونکہ نماز کو اس کے غیر وقت میں ادا کرنا درست نہیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب تر ہے اور بعض علماء کی رائے کے مطابق باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے ۔

وَاِلَّا نُدِبَ : وقت کے فوت ہو جانے کا یا جماعت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہیں تو مستحب یہ ہے کہ اس کو دور کر دے ۔

وَفِی ثِیَابِ البِذْلَۃِ ۔ یعنی ایسے کپڑے جن کو پہن کر بازار یا کسی مہذب مجلس میں نہیں

جا سکتا، ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا نماز سے لاپرواہی کی دلیل ہے لہٰذا مکروہ ہے۔

صَغِیْرَۃ : چھوٹی تصویر کی تشریح یہ ہے کہ اگر وہ زمین پر رکھی ہوئی ہو اور کوئی شخص کھڑا ہوکر اسے دیکھے تو اس کے کان یا ناک نمایاں نہ ہوں، غور کرنے پر کچھ تمیز ہوجائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح روپیہ پیسہ یا نوٹ کی تصویریں اسی درجہ کی ہیں جو چھوٹی کہلاتی ہیں ٹکٹ کی تصویریں بھی یہی حکم رکھتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

قَوْمٌ نِیَامٌ : یعنی بااوقات سوتے ہوئے ایسی حرکت ہوجاتی ہے جس پر جاگنے والے بے اختیار ہنس پڑتے ہیں یا وہ حرکت ان کے خیالات کو منتشر کر دیتی ہے۔ اسی خطرے کی وجہ سے سوتے ہوئے کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر یہ خطرہ نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریفہ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سوتی رہتی تھیں۔

وَمَسْحُ الْجَبْهَۃِ : یعنی نماز میں خلجان نہیں ہو رہا یا اس سے تکلیف نہیں ہو رہی ہے لیکن اگر کوئی تکلیف محسوس کر رہا ہے یا اس کی وجہ سے خیال بٹ رہا ہے تو معمولی سی حرکت سے پونچھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وَتَعْیِیْنُ سُوْرَۃٍ : یعنی کسی سورہ کو متعین کر لینا اور اس کے علاوہ نہ پڑھنا، مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس پر یہ آسان ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اسی طرح مسجد میں اپنی نماز پڑھنے کے لئے کسی جگہ کا معین کر لینا بھی مکروہ ہے۔

(فَصْلٌ فِیْ اِتِّخَاذِ السُّتْرَۃِ وَدَفْعِ الْمَارِّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ) اِذَا ظَنَّ مُرُوْرَہٗ یُسْتَحَبُّ لَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ سُتْرَۃً تَکُوْنُ طُوْلَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِیْ غِلَظِ الْاِصْبَعِ وَالسُّنَّۃُ اَنْ یَّقْرُبَ مِنْہَا وَیَجْعَلَہَا عَلٰی اَحَدِ حَاجِبَیْہِ لَا یَصْمُدُ اِلَیْہَا صَمْدًا وَاِنْ لَّمْ یَجِدْ مَا یَنْصِبُہٗ فَلْیَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْہِلَالِ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْکُ دَفْعِ الْمَارِّ وَرُخِّصَ دَفْعُہٗ بِالْاِشَارَۃِ اَوْ بِالتَّسْبِیْحِ وَکُرِہَ الْجَمْعُ بَیْنَہُمَا وَیَدْفَعُہٗ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَۃِ وَتَدْفَعُہٗ بِالْاِشَارَۃِ اَوِ التَّصْفِیْقِ بِظَہْرِ اَصَابِعِ الْیُمْنٰی عَلٰی صَفْحَۃِ کَفِّ الْیُسْرٰی وَلَا تَرْفَعُ

صَوْتَهَا لِاَنَّہٗ فِتْنَۃٌ وَلَا یُقَاتِلُ الْمَارَّ وَمَا وَرَدَ بِہٖ مُؤَوَّلٌ بِاَنَّہٗ کَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ ۔

ترجمہ ستره قائم کرنے اور نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنیوالے کے بیان میں۔ جب گذرنیوالے کے گذرنے کا خیال ہو تو نمازی کے لئے مستحب ہے کہ ایسا ستره گاڑ دے جس کی لمبائی ایک ہاتھ یا ایک ہاتھ سے زائد ہو اور کم از کم انگلی کی موٹائی کے برابر وہ موٹا ہو۔ اور سنت یہ ہے کہ ستره کے قریب رہے اور کسی ایک حاجب (بھوں) کے مقابلہ میں اس کو رکھے اور سیدھا اسی کا رخ نہ کرے اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ملے جس کو کھڑا کرے تو چاہئے کہ ایک لکیر لمبائی میں کھینچ دے اور علماء کا قول یہ بھی ہے کہ عرض میں ہلال کیطرح کھینچ دے اور مستحب یہ ہے کہ گذرنے والے کو نمازی (ہاتھ سے) نہ ہٹائے۔ اور اشارہ سے یا سبحان اللہ کہہ کر ہٹانے کی اجازت دیدی ہے۔ اور دونوں کو (اشارہ اور تسبیح کو) ساتھ ساتھ کرنا مکروہ ہے، اور قرارت کی آواز بلند کرکے بھی ہٹا سکتا ہے اور عورت اشارہ سے یا دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت (اوپر کا حصہ) کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے کنارے پر مارکر (گذرنے والے کو) ہٹائے اور اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ عورت کی آواز فتنہ ہے۔ اور گذرنیوالے سے نماز پڑھنے والا جنگ نہ کرے۔ اور اس مضمون کی جو حدیث وارد ہوئی ہے اس کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ یہ حکم اس زمانے میں تھا جب کہ عمل جائز تھا اور اب منسوخ ہوگیا۔

توضیح یَسْتَحِبُّ: یعنی جب نمازی کا خیال غالب ہو کہ لوگوں کا گذر ہوگا تو مستحب یہ ہے کہ ہر دو یعنی منفرد اور امام زمین میں سیدھا ستره گاڑ دیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یَسْتُرُ اَحَدُکُمْ وَلَوْ بِسَهْمٍ۔

نیز ستره کا گاڑنا ضروری نہیں ہے۔ کوئی چیز رکھدی جائے بشرطیکہ وہ ایک ہاتھ اونچی اور کم سے کم ایک انگل موٹی ہو تب بھی ستره ہو جائے گا۔

وَیَجْعَلُهَا: یعنی بھوں کے دونوں کناروں میں سے ایک کی جانب ہو اور درمیان میں نہ ہو تاکہ وہم نہ ہو کہ اس چیز کو سجدہ کر رہا ہے اور جو مقصود ہے یعنی گذرنیوالے کے باعث طبیعت میں انتشار پیدا نہ ہونا وہ بلا دریغ حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے قَالَ مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ اِلٰی عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ اِلَّا جَعَلَہٗ وَعَلٰی

حَاجِبَيْهِ الْاَيْمَنِ فَالْاَيْسَرِ۔

مثل الھلال: یعنی اگر زمین کے سختی کے باعث گاڑ نہ سکے تو کوئی چیز لمبائی میں ڈالدے گویا جیسے گاڑ دی تھی پھر گر گئی ۔ امام ابو یوسفؒ اپنا کوڑا ڈال دیا کرتے تھے۔

يَدْفَعُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ: اسی طرح قرارت کی آواز بلند کر کے بھی ہٹا سکتا ہے۔ ڈانٹنے کیطرح نہیں بلکہ اس طرح کہ جس سے گذرنیوالے کو توجہ ہو جائے۔

فَصْلٌ فِيْمَا لَا يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّيْ، لَا يُكْرَهُ لَهٗ شَدُّ الْوَسَطِ وَلَا تَقَلُّدُهٗ بِسَيْفٍ وَنَحْوِهٖ إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِحَرْكَتِهٖ وَلَا عَدَمُ إِدْخَالِ يَدَيْهِ فِيْ فَرْجِيَّهٖ وَشِقِّهٖ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا التَّوَجُّهُ لِمُصْحَفٍ اَوْ سَيْفٍ مُعَلَّقٍ اَوْ ظَهْرِ قَاعِدٍ يَتَحَدَّثُ اَوْ شَمْعٍ اَوْ سِرَاجٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى بِسَاطٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ لَمْ يَسْجُدْ عَلَيْهَا وَقَتْلُ حَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ اَذَاهُمَا وَلَوْ بِضَرَبَاتٍ وَ اِنْحِرَافٍ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي الْاَظْهَرِ وَلَا بَاْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِهٖ كَيْلَا يَلْتَصِقَ بِجَسَدِهٖ فِي الرُّكُوْعِ وَلَا بِمَسْحِ جَبْهَتِهٖ مِنَ التُّرَابِ اَوِ الْحَشِيْشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَلَا قَبْلَ الْفَرَاغِ اِذَا ضَرَّهٗ اَوْ شَغَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ وَلَا بِالنَّظْرِ بِمُؤْقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ وَلَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْاَفْضَلُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْاَرْضِ اَوْ عَلٰى مَا تُنْبِتُهٗ وَلَا بَاْسَ بِتَكْرَارِ السُّوْرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ النَّفْلِ ؛

ترجمہ

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کیلئے مکروہ نہیں۔

نماز پڑھنے والے کے لئے کمر کا باندھنا اور تلوار یا تلوار جیسی چیزوں کا حمائل کر لینا (لٹکانا) جب کہ اس

کی حرکت میں اس کا دل مشغول نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اور فرجی اور اس کی شق میں ہاتھوں کا ڈالنا مکروہ نہیں۔ مذہب مختار یہی ہے (یعنی فتویٰ اسی قول پر ہے)۔ قرآن پاک یا لٹکی ہوئی تلوار یا کسی بیٹھے ہوئے شخص کی کمر کیطرف جو باتیں کر رہا ہے یا شمع یا چراغ کی طرف منہ کرکے (نماز پڑھنا) صحیح مذہب کے بموجب مکروہ نہیں اور ایسے فرش پر (جس میں تصویریں اس طرح ہوں کہ ان کے اوپر سجدہ نہ کر رہا ہو) سجدہ کرنا مکروہ نہیں۔ اور سانپ یا بچھو کا مار ڈالنا جن کے گزند کا خوف ہو، اگرچہ (متعدد) ضربوں سے (مارے جائیں) اور اگرچہ قبلہ سے پھرنا پڑے (ظاہر مذہب کے بموجب) مکروہ نہیں۔ اور کپڑے کو جھٹک دینے میں تاکہ رکوع کیحالت میں بدن سے نہ چمٹ جائے مضائقہ نہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مٹی یا تنکے کو پیشانی سے صاف کر لینے میں کراہت نہیں اور جبکہ مٹی یا تنکا اس کو تکلیف دے رہا ہو یا اس کے دل کو نماز سے پھیر رہا ہو (خلجان پیدا کر رہا ہو) تو فراغت سے پہلے (نماز کے اندر) صاف کر لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ چہرے کو پھیرے بدون گوشۂ چشم سے دیکھنے میں بھی کراہت نہیں، فرش پر، بچھونے پر، اون کے فرش (مثلاً قالین) پر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور زمین پر یا ان چیزوں پر جن کو زمین نے اگایا ہے (مثلاً چٹائی یا پوال یا بھوس) پر نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور نفل کی دو رکعتوں میں سورت کو مکرر پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

توضیح

وَاِذَا لَمْ یَشْتَغِلْ: یعنی کسی چیز کے حرکت کرنے میں مشغول کر دے تو اس صورت میں مکروہ ہے اس لئے کہ خشوع خضوع کے خلاف ہے۔

وَلَا عَلَامَ: فرجی عبا کیطرح کا ایک کپڑا ہوتا تھا، عبا میں آستین نہیں ہوتی بلکہ اس کے جوڑے ہوئے کناروں کے گوشے مونڈھے پر ڈال لئے جاتے ہیں اور کمر پر پٹکے وغیرہ سے باندھ لیا جاتا ہے فرجی کے گوشے کھلے ہوئے ہوتے ہیں جن میں ہاتھ ڈال کر پوستینی کیطرح پہن بھی سکتے ہیں، آستین نہیں ہوتی اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ہاتھ ڈال کر پہنتے نہیں بلکہ اس کے گوشوں کو مونڈھے پر پڑے رہنے دیتے ہیں یہی شکل یہاں مراد ہے جس کو جائز کہا ہے اگرچہ بظاہر ہاتھ ڈالے بغیر محض مونڈھوں پر ڈال لینے میں سدل کی شکل پیدا ہوتی ہے مگر اس کپڑے میں چونکہ دو صورتیں رائج ہیں اور خلافِ عادت نہیں سمجھی جاتیں۔

وَشِقِّہا: شق کے معنٰے حصہ کے بھی ہوتے ہیں اور پہنے ہوئے یا کھلے ہوئے حصہ کو بھی کہتے ہیں اور شق فرجی سے مراد بظاہر وہ کھلا ہوا حصہ ہے جس میں ہاتھ ڈال لئے جاتے ہیں جیسے عبا کا کھلا ہوا حصہ۔

اوشمع: یعنی آگ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنا اس لئے مکروہ ہے کہ آتش پرستوں کی مشابہت

ہوتی ہے مگر وہ شمع یا چراغ کو نہیں پوجتے لہٰذا انکی طرف رخ کرنے میں آتش پرستوں میں مشابہت نہیں ہوتی لہٰذا مکروہ بھی نہیں ہے۔

وَقَتْلُ الْحَيَّةِ : یعنی سانپ یا اس طرح کے جانوروں کے مارنے میں عمل کثیر کرنا پڑے تو صحیح مسلک یہی ہے کہ نماز ٹوٹ جائے گی اور کراہت کے یہ معنٰی ہیں کہ اس کو نماز توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔

بِنَفْضِ ثَوْبِهٖ : اسی طرح اگر عمل کثیر سے کپڑا جھٹکا تو مکروہ ہے، البتہ اگر کپڑا بدن سے اس طرح چمٹ جائے کہ اعضاء کی وضع ظاہر ہونے لگے، ایسی صورت سے بچنے کے لئے کپڑا جھٹک دینے میں کراہت نہیں۔

فَصْلٌ فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُجِيْزُهٗ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ، يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّيْ لَا بِنِدَاءِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ وَيَجُوْزُ قَطْعُهَا بِسَرِقَةٍ مَا يُسَاوِيْ دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِهٖ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلٰى غَنَمٍ أَوْ خَوْفِ تَرَدِّيْ أَعْمٰى فِيْ بِئْرٍ وَنَحْوِهٖ وَإِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَإِلَّا فَلَا بَأْسَ بِتَاخِيْرِهَا الصَّلٰوةَ وَتُقْبِلُ عَلَى الْوَلَدِ وَكَذَا الْمُسَافِرُ إِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوْصِ أَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ جَازَ لَهٗ تَاخِيْرُ الْوَقْتِيَّةِ وَتَارِكُ الصَّلٰوةِ عَمَدًا كَسَلًا يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَسِيْلَ مِنْهُ الدَّمُ وَيُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا وَكَذَا تَارِكُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلَا يُقْتَلُ إِلَّا إِذَا جَحَدَ وَاسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا ؛

جو چیزیں نماز کے توڑ دینے کو واجب اور جائز کردیتی ہیں۔

ترجمہ نماز کا توڑ دینا واجب ہو جاتا ہے کوئی جبکہ مصیبت میں مبتلا شخص اس نماز پڑھنے والے سے مدد طلب کرے لیکن ماں باپ کے پکارنے سے نماز توڑ دینا واجب نہیں ہوتا - اور نماز توڑ دینا جائز ہوتا ہے کسی ایسی

چیز کی چوری (کے خطرے) سے جو قیمت میں ایک درہم کے برابر ہو اگرچہ کسی دوسرے کی ہو۔ نیز بکریوں پر بھیڑیئے کے خطرہ سے یا کسی اندھے کے کنویں اور اس جیسی چیزیں گرجانے کے خطرہ سے۔ اور جب کہ دایہ کو بچے کے مرجانے کا خطرہ ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہوجاتا ہے اور اگر نماز نہ پڑھ رہی ہو تو مؤخر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور بچے پر متوجہ رہے اور ایسے ہی مسافر جب کہ اس کو چوروں کا یا ڈاکوؤں کا خطرہ ہو تو وقتیہ نماز کو مؤخر کرنا اس کو جائز ہوجاتا ہے اور سستی کے سبب سے قصدًا نماز ترک کرنے والے کو مارا جائے یہاں تک کہ اس کے بدن سے خون بہنے لگے اور قید کردیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے۔ ایسے ہی رمضان کے روزے چھوڑنے والے کو قتل نہ کیا جائے مگر جب کہ فرضیتِ نماز یا روزہ کا انکار کرے یا ان دونوں میں سے کسی کی توہین کرے۔

توضیح

مَلْهُوْفٍ: مثلًا کوئی شخص کنویں میں گرگیا یا کسی پر کسی ظالم نے یا کسی درندہ نے حملہ کردیا تو خواہ وہ اس سے مدد طلب کرے یا کسی اور سے مدد طلب کرے بہرصورت اگر یہ شخص نجات دلا سکتا ہے تو نماز کو توڑ دے۔

اَحَدُ اَبَوَيْهِ: یعنی ماں باپ کے پکارنے سے فرض نماز کو توڑ دینا واجب نہیں البتہ نفل نماز میں اگر ماں باپ پکاریں اور انکو معلوم نہ ہو کہ نماز پڑھ رہا ہے تو نماز توڑ کر جواب دینا واجب ہوجاتا ہے، اور اگر واقف ہوں اور پھر پکاریں تو اس صورت میں جواب دینا واجب نہیں۔ بہتر ہے کہ نماز نہ توڑے۔

وَخَوْفُ الخ: یعنی اگر نابینا کے گرجانے کا گمان غالب ہو تو نماز توڑنا واجب ہوجاتا ہے خواہ نماز نفل ہو یا فرض۔

وَاِذَا خَافَتْ: یعنی بچے کے فوت ہوجانے یا ماں کے کسی عضو کے ضائع ہوجانیکا خطرہ ہو تو نماز کو توڑ دینا مکروہ نہیں۔

وَيُحْبَسُ: یعنی حالتِ قید میں اس کو نصیحت کی جاتی رہے، اگر نصیحت کارگر نہ ہو تو مارپیٹ کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ بہر حال یہ دنیاوی تعزیرات ہیں اور آخرت کا عذاب بہت طویل اور بہت سخت ہے، اگر تارکِ صلوٰۃ مسلمان ہی مرے تب بھی حدیث شریف میں آتا ہے کہ اس کو جہنم کی ایک وادی میں ڈالا جائے گا جس میں بہت تیز آگ ہے اور بیچ میں ایک بہت گہرا کنواں ہے جس کا نام ہب ہب ہے جس میں ادھر ادھر سے راد پیپ بہہ کر آتی ہے یہ کنواں خاص طور سے تارکینِ نماز کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ معاذ اللہ خدا ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے

وَلَا يُقْتَلُ: یعنی صرف نماز روزہ کے چھوڑنے کیوجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا، البتہ

اگر انکار کرتا ہو اور دوسرے امر دینی کا منکر ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا اور اسی طرح اگر انکار کرے یا اس کو ہلکا پھلکا خیال کرے۔ جیسے کوئی شخص روزہ نہ رکھے اور دن میں کھاتا رہے اور اس کو کوئی عذر نہ ہو اور اس کو امر معمولی سمجھ کر نہ رکھتا ہو یا اس قسم کے امور پر ایسی گفتگو کرے جس سے اس کی اعانت ہوتی ہو تو اس کو قید کر دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور اس پر مصر ہو تو قتل کر دیا جائے گا۔

بَابُ الْوِتْرِ

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهُ الْفَاتِحَةَ وَسُوْرَةً وَيَجْلِسُ عَلٰى رَأْسِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهٖ لِلثَّالِثَةِ وَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ فِيْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَقَنَتَ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوْعِ فِيْ جَمِيْعِ السَّنَةِ وَلَا يَقْنُتُ فِيْ غَيْرِ الْوِتْرِ وَالْقُنُوْتُ مَعْنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ نَشْكُرُكَ وَ لَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ

وتر کا بیان

وتر واجب ہے اور اس کی تین رکعتیں ہیں۔ ایک سلام سے اور وتر کی ہر رکعت میں

فاتحہ اور سورت پڑھے اور وتر کی پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات ہی پڑھے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت سبحانک اللّٰھم نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں سورت کے پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے پھر تکبیر کہے کھڑے ہوئے رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھے تمام سال۔ وتر کے ماسوا کسی اور نماز میں دعاء قنوت نہ پڑھے۔ اور قنوت کے معنے ہیں دعاء (یعنی) اے اللہ ہم تجھ سے (تیری عبادت کے لئے) مدد طلب کرتے ہیں اور تجھ سے ہدایت کے طالب ہیں اور مغفرت کی درخواست کرتے ہیں اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے ہی اوپر بھروسہ کرتے ہیں، اور ہر ایک خوبی پر ہم (تیرے احسان کا اقرار کرتے ہوئے) تیری مدح کرتے ہیں (خداوندہ) ہم تیرا شکر کرتے ہیں، ہم تیرے احسانات کا انکار نہیں کرتے ہم علیحدہ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں، ہر اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور تجھ کو ہی ہم سجدہ کرتے ہیں اور ہم تیری ہی طرف چلتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں، ہم تیری رحمت کی امید کرتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا عذاب جو واقعی حقیقی ہے کافروں کو لاحق ہوگا (یعنی گلے لگے گا)۔ دعاء قنوت کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔

توضیح

الوتر: وتر کے معنے ضد اور شفاء کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں وتر سے مراد وہ ہے جو نماز عشاء کے بعد پڑھنا مشروع ہے اور وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے۔ واجب ہونے کی دلیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی زَادَکُمُ الصَّلٰوۃَ اَلَا وَھِیَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْھَا مَابَیْنَ الْعِشَاءِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ۔

وَقنت: امام صاحبؒ کے نزدیک دعاء قنوت کا پڑھنا واجب ہے۔ صاحبینؒ اور امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک سنت ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک مستحب ہے نیز اگر یہ دعاء یاد نہ ہو تو رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا الخ یا اللّٰھُمَّ اغفر لی تین مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے۔

لا یقنت: دعاء قنوت وتر نماز کے علاوہ نہ پڑھے یہی مذہب احناف کا ہے بخلاف امام شافعیؒ کے کہ ان کے نزدیک نماز فجر میں پڑھنا سنت ہے البتہ احناف کے نزدیک اگر کوئی حادثہ کے وقت نماز فجر میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو جائز ہے۔

وَالْمُؤْتَمُّ یَقْرَأُ الْقُنُوْتَ کَالْاِمَامِ وَاِذَا شَرَعَ الْاِمَامُ فِی الدُّعَاءِ

بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ اَبُوْ يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُتَابِعُوْنَهٗ وَيَقْرَؤُوْنَهٗ مَعَهٗ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُتَابِعُوْنَهٗ وَلٰكِنْ يُؤَمِّنُوْنَ وَالدُّعَاءُ هُوَ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ لَمْ يُحْسِنِ الْقُنُوْتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَوْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَوْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَاِذَا اقْتَدٰى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهٗ فِيْ قُنُوْتِهٖ سَاكِتًا فِي الْاَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِيْ جَنْبَيْهِ ۔

ترجمہ

اور مقتدی امام کی طرح دعاء قنوت پڑھے مذکورہ بالا قنوت کے بعد اگر امام کوئی اور دعا شروع کر دے تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کی اتباع کریں گے اور امام کے ساتھ ساتھ دعاء پڑھیں گے، اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی دعاء پڑھنے میں امام کی اتباع نہ کریں گے البتہ آمین کہتے رہیں اور دعا کا ترجمہ یہ ہے (یعنی) اے اللہ تو اپنے فضل سے ہمیں ہدایت فرما ان (نیک بندوں کے زمرہ میں) کہ تو نے انکو ہدایت فرمائی اور (ان پاک بندوں کے سلسلے میں کہ تو نے) انکو عافیت عطا فرمائی ہم کو بھی عافیت عطا فرما، اور ان مقرب بندوں کے گروہ میں کہ تو ان کے معاملات کا ولی (متکفل اور نگراں) ہوا ہمارا بھی ولی ہو جا اور جو چیزیں تو نے ہمیں عطا فرمائی ہیں ان میں برکت عطا فرما اور جو چیزیں تیری قضا و قدر کے تحت میں آچکی ہیں ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ، بلا شبہ تو ہی فیصلہ فرماتا ہے تیرے اوپر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا جس کا تو والی ہوا وہ ذلیل نہیں ہو سکتا، جس کا تو مخالف ہوا وہ عزت نہیں پا سکتا اے ہمارے پروردگار تو بابرکت ہے اور بالاتر ہے۔ (اس کے بعد) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ (اللہم صل آخر تک پڑھے۔ اور جو شخص دعاء قنوت نہ پڑھ سکے وہ اللہم اغفرلی تین مرتبہ کہہ لے۔

یا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار پڑھے۔ یا یَارَبِّ یَارَبِّ یَارَبِّ تین مرتبہ کہہ لے۔ اور جب ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھے جو فجر کی نماز میں قنوت پڑھتا ہو تو جب وہ قنوت پڑھے تو اس کے ساتھ (پیچھے) خاموش کھڑا رہے اظہر مذہب یہی ہے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں کی جانب سیدھا چھوڑ دے۔

توضیح

وَاَذَا شَرَعَ: یعنی امام کی طرح مقتدی بھی اسی طرح پڑھے امام ابویوسفؒ کے قول کے بموجب۔ امام محمدؒ کے مطابق مقتدی صرف آمین کہے۔
رَبَّنَا: یعنی دعاءِ قنوت یاد نہ ہونے کی صورت میں ہمارے مشائخ نے اس کو اپنایا ہے، اور دعاءِ قنوت کا پڑھنا افضل اور اولیٰ ہے۔

وَاِذَا نَسِیَ الْقُنُوْتَ فِی الْوِتْرِ وَتَذَكَّرَهٗ فِی الرُّكُوْعِ اَوِالرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَاسِهٖ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يُعِيْدُ الرُّكُوْعَ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِزَوَالِ الْقُنُوْتِ عَنْ مَحَلِّهِ الْاَصْلِی وَلَوْ رَكَعَ الْاِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِیْ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوْتِ اَوْ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِيْهِ وَخَافَ فَوْتَ الرُّكُوْعِ تَابَعَ اِمَامَهٗ وَلَوْ تَرَكَ الْاِمَامُ الْقُنُوْتَ يَاْتِیْ بِهِ الْمُؤْتَمُّ اِنْ اَمْكَنَهٗ مُشَارَكَةُ الْاِمَامِ فِی الرُّكُوْعِ وَاِلَّا تَابَعَهٗ وَلَوْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ فِیْ رُكُوْعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوْتِ فَلَا يَاْتِیْ بِهٖ فِيْمَا سُبِقَ بِهٖ وَيُوْتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِیْ رَمَضَانَ فَقَطْ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِیْ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ اَدَائِهٖ مُنْفَرِدًا اٰخِرَ اللَّيْلِ فِیْ اِخْتِيَارِ قَاضِیْ خَانْ قَالَ هُوَ الصَّحِيْحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهٗ خِلَافَهٗ

ترجمہ

اور جب وتر میں قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے یا رکوع سے اٹھنے کے وقت یاد آئے تو اب قنوت نہ پڑھے۔ اور اگر رکوع سے سر اٹھانے پر دعاءِ قنوت پڑھے تو دوبارہ رکوع نہ کرے (البتہ) قنوت کے اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جانے کے باعث سجدۂ

سہو کرلے اور اگر امام مقتدی کے دعاء قنوت سے فارغ ہونے سے پہلے رکوع کرلے یا مقتدی کے قنوت شروع کرنے سے بھی پہلے رکوع کرلے اور مقتدی کو رکوع کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو وہ اپنے امام کی اتباع کرے اور اگر امام قنوت کو چھوڑ دے تو اگر مقتدی کے لئے امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جانے کا امکان ہو تو مقتدی قنوت پڑھ لے ورنہ امام کی اتباع کرے۔ اور اگر امام کو وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں پالیا تو مقتدی (جیسے تیسری رکعت کا مدرک ہوگا ایسے ہی) قنوت کا مدرک ہوگا۔ چنانچہ بعد میں ان رکعتوں میں جو ان سے پہلے پڑھ لی گئیں (جن میں وہ مسبوق ہے) یعنی باقی ماندہ دو رکعتوں میں وہ قنوت نہ پڑھے گا۔ اور جماعت کے ساتھ صرف رمضان شریف میں وتر پڑھے (قاضی خاں کے اعتبار کے بموجب) رمضان شریف میں وتر کا جماعت کے ساتھ پڑھنا آخر شب میں تنہا ادا کرنے سے افضل ہے۔ قاضی خاں نے کہا یہی صحیح ہے قاضی خاں کے علاوہ دوسرے حضرات نے اس کے برخلاف (یعنی آخر شب میں تنہا پڑھنے کی افضلیت کو) صحیح کہا ہے۔

توضیح

وَاِذَا نَسِیَ: قنوت اسی وجہ سے نہیں پڑھا جائے گا کہ اب یہ اس کا محل نہیں ہے لہٰذا ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو کرے نماز صحیح ہو جائے گی۔

مِنْ قِرَاءَۃٍ الخ: یعنی دعاء قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لیا تھا اور کچھ باقی رہ گیا تھا تو اس صورت میں اب یہ امام کی اتباع کرے گا کیونکہ قنوت کا مقصد دعا ہے۔ اور دعاء قلیل و کثیر دونوں کو شامل ہے اور امام کی اتباع واجب ہے اور ترک واجب سے بہتر ہے ترک مندوب، اس لئے ترک مندوب کیا جائے یعنی قنوت کا پڑھنا چھوڑ دے اور امام کی اتباع کرے۔ اسی طرح اگر مقتدی نے قنوت کا پڑھنا شروع بھی نہیں کیا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو وہ قنوت کو چھوڑ دے اور امام کی اتباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔

وَلَوْ اَدْرَکَ الخ: یعنی مسبوق ہے اور اسے امام کے ساتھ تیسری رکعت ملی (اسی طرح اگر دو ملی ہوں)، تو اب تیسری رکعت میں امام کی اتباع کرتے ہوئے وہ تیسری رکعت میں دعاء قنوت پڑھے گویا کہ یہ تیسری رکعت میں ہے، اور جب یہ اپنی فوت شدہ نماز کو پورا کرے گا تو دعاء قنوت نہ پڑھے، اس پر اجماع ہے۔

فِیْ رَمَضَانَ: رمضان میں وتر با جماعت ادا کرنا افضل ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں کیونکہ نفل ہے من وجہ اور تراویح کے علاوہ نفل کی جماعت نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہے لہٰذا احتیاط جماعت کے ترک کرنے میں ہے البتہ اگر نفل میں ایک دوسرے

کی یا دو کی جماعت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رمضان کے سوا اگر اتفاقیہ طور پر ایک یا دو آدمی پیچھے کھڑے ہو جائیں تو کراہت نہیں لیکن اگر باقاعدہ دعوت دیکر جماعت کی یا اتفاقیہ طور پر ہی دو سے زیادہ مقتدی ہو گئے تو مکروہ ہے۔ (واللہ اعلم)

فَصْلٌ فِي النَّوَافِلِ

سُنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَاَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا بِتَسْلِيْمَةٍ وَنُدِبَ اَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوْسِ الْاَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَاْتِيْ فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوْبَةِ وَاِذَا صَلّٰى نَافِلَةً اَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا صَحَّ اِسْتِحْسَانًا لِاَنَّهَا صَارَتْ صَلٰوةً وَاحِدَةً وَفِيْهَا الْفَرْضُ الْجُلُوْسُ اٰخِرَهَا وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى اَرْبَعٍ بِتَسْلِيْمَةٍ فِي النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْاَفْضَلُ فِيْهِمَا رُبَاعٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْاَفْضَلُ فِي اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِهٖ يُفْتٰى وَصَلٰوةُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّهَارِ وَطُوْلُ الْقِيَامِ اَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُوْدِ ؛

فصل نوافل کے بیان میں

ترجمہ دو رکعت فجر سے پہلے سنت مؤکدہ ہے، اور دو رکعت ظہر اور مغرب اور عشاء کے بعد، اور چار رکعت ظہر اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد ایک سلام

سے (مسنون ہیں) اور چار رکعت عصر اور عشاء سے پہلے، چار رکعت عشاء کے بعد اور چھ رکعت مغرب کے بعد مستحب ہیں۔ اور چار رکعت والی سنتِ مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں التحیات پر بس کرے (صرف التحیات پڑھ لے)۔ اور تیسری رکعت میں دعاءِ استفتاح (سبحانک اللّٰھم) نہ پڑھے، بخلاف چار رکعت والی مستحب نمازوں کے۔ اور جب نفل نماز دو رکعت سے زیادہ پڑھے اور صرف ان کے آخر میں قعدہ کرے، دو رکعت پر قعدہ نہ کرے تو استحساناً اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ایک ہی نماز ہوگئی اور چار رکعت والی کا وہی جلسہ فرض ہے جو آخر میں ہو اور دن میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ پڑھنا اور رات کو آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے، اور دن اور رات دونوں میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک (ایک سلام سے) چار چار رکعت پڑھنا افضل ہے اور صاحبین کے نزدیک رات کو دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے اور اسی (صاحبینؒ کے قول) پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ رات کی نماز دن کی نماز سے افضل ہے اور طولِ قیام کثرتِ سجود سے افضل ہے۔

توضیح مصنفؒ اس فصل میں نوافل کی بحث کو ذکر کر رہے ہیں مگر چونکہ نفل کا لفظ سنت اور غیر سنت دونوں کو عام ہے اس لئے نوافل کہا ہے حالانکہ اس فصل میں نوافل کے علاوہ سنتوں کا ذکر کیا ہے۔

نفل ایسے فعل کو بھی کہا جاتا ہے جو نہ فرض ہو نہ واجب نہ سنت۔ اور سنت کے لغوی معنٰی طریقہ اور راستہ کے ہیں مگر اصطلاحاً اس طریقہ کو کہا جاتا ہے جو مذہب میں اختیار اور پسند کیا گیا ہے اور فرض یا واجب نہ ہو۔ سنت کی دو قسمیں ہیں۔ مستحب یعنی غیر مؤکدہ اور مؤکدہ۔ (مراقی)

قَبْلَ الْفَجْرِ: فجر سے پہلے دو رکعت سنت، سنتِ مؤکدہ ہے اور جملہ سنتوں میں اس کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ روایت ہے قال علیہ السلام لَا تَدَعُوْا هُمَا وَاِنْ تَرَدَّتْكُمُ الْخَيْلُ نیز ایک روایت میں ہے۔ رَكْعَتَا الْفَجْرِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت ان کی وجوبیت کے بارے میں منقول ہے اور ایک روایت بروایت حسنؒ یہ ہے کہ اگر ان سنتوں کو بیٹھ کر پڑھا گیا تو جائز نہ ہوگا۔ (مراقی، فتح القدیر)

وقبلَ الْجُمُعَةِ: اس بارے میں مختلف احادیث وارد ہیں۔ ایک روایت میں ہے عن ابن عمرؓ انہ کان یصلی بَعْدَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ (رواہ ابوداؤد والترمذی) چنانچہ احناف کے نزدیک جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد چار اور اس کے بعد پھر دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔

بخلاف المنذور بہا : یعنی مستحب نوافل کی چار رکعت میں پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا اور تیسری رکعت میں ابتدائً اعوذ باللہ اور سبحانک اللّٰھم پڑھنا مستحب ہے۔ مگر یہ محض متأخرین کا قول ہے، متقدمین سے ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔

استحسانًا : یعنی جب نفلوں میں ہر دوگانہ الگ الگ ہوتا ہے چنانچہ اگر چوتھی یا تیسری رکعت میں کوئی بات فساد کی پیدا ہو جائے تو صرف دوسرا دوگانہ فاسد مانا جائے گا اور اس کے اعادہ کا حکم ہوگا، پہلا دوگانہ صحیح مانا جائے گا۔ اس بنار پر قیاس یہ تھا کہ بیچ کا قعدہ اگر رہ جائے تو نماز نہ ہو کیونکہ فرض رہ گیا ہے مگر اس واضح قیاس پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ دوسری حیثیت کے پیش نظر یہ چاروں رکعت ایک نماز ہیں۔ فتویٰ یہ ہے کہ صرف سجدۂ سہو واجب ہوگا، نماز لوٹانی نہیں پڑے گی۔

وکرہ : کیونکہ کوئی روایت اور دلیل نہیں ہے کہ آپؐ نے اس سے زائد کی ہوں تو جب آپؐ سے ثابت نہیں ہے تو اس سے زائد کرنا مکروہ ہے اور یہ بالاجماع ہے البتہ اختلاف یہ ہے کہ رات میں آٹھ سے زائد ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں۔ بعض علمار کے نزدیک مکروہ نہیں اور اکثر احنافؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ کذا فی الشامی۔

(فَصْلٌ فِي تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَإِحْيَاءِ اللَّيَالِي) سُنَّ تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْجُلُوْسِ وَأَدَاءُ الْفَرْضِ يَنُوْبُ عَنْهَا وَكُلُّ صَلٰوةٍ أَدَّاهَا عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِلَا نِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَنُدِبَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ جَفَافِهِ وَأَرْبَعٌ فَصَاعِدًا فِي الضُّحٰى وَنُدِبَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَصَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ وَصَلٰوةُ الْحَاجَةِ وَنُدِبَ إِحْيَاءُ لَيَالِي الْعَشْرِ الْأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ وَإِحْيَاءُ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ وَلَيَالِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَيُكْرَهُ الْاِجْتِمَاعُ عَلٰى إِحْيَاءِ لَيْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ اللَّيَالِي فِي الْمَسَاجِدِ:

فصل تحیۃ المسجد اور صلوٰۃ الضحیٰ اور تہجد کے بارے میں

ترجمہ

مسجد میں پہونچکر بیٹھنے سے پہلے دو رکعتوں سے مسجد کا تحیہ ادا کرنا (مسجد کی تعظیم بجالانا) مسنون ہے۔ اور فرض نماز کا ادا کرنا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتا ہے، اسی طرح ہر وہ نماز جس کو مسجد میں جانے کے وقت تحیۃ المسجد کی نیت کے بدون ادا کرے (اس سے بھی مسجد کا یہ تعظیمی حق ادا ہو جائے گا)۔ اور وضو کے بعد اس کے خشک ہونے سے پہلے دو رکعت مستحب ہیں، اور چار رکعت یا زیادہ چاشت کے وقت مستحب ہیں۔ اور رات کی نماز (تہجد) اور استخارہ کی نماز اور نمازِ حاجت بھی مستحب ہے اور رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ کی راتوں کو زندہ رکھنا (نوافل پڑھنا) اور دونوں عیدوں کی راتوں کو اور ذی الحجہ کی عشرۂ اولیٰ کی راتوں اور نصف شعبان کی شب کو زندہ رکھنا بھی مستحب ہے اور ان راتوں میں سے کسی رات کی زندہ داری کے لئے مساجد میں جمع ہونا مکروہ ہے۔

توضیح

تحیۃ المسجد: مصنف یہاں پر ان نمازوں کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ مستحب کا درجہ رکھتی ہیں مثلاً تحیۃ المسجد یعنی جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو سب سے پہلے مسجد کی تعظیم بجالائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے داہنا پیر داخل کرے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ افتح لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور پھر دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت سے ادا کرے اور جب نکلے تو بایاں پیر سب سے پہلے نکالے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

قَبْلَ الْجُلُوْسِ: بیٹھنے کے بعد تحیۃ المسجد پڑھ سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے کیونکہ ارشاد نبوی ہے قَالَ علیہ الصَّلوٰۃ وَالسَّلَام اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا یَجْلِسُ حَتّٰی یَرْکَعَ رَکْعَتَیْنِ۔ احناف کے نزدیک اگر بیٹھ جائے تو اس کا وقت فوت نہیں ہوتا اگرچہ افضل یہی ہے کہ نہ بیٹھے بلکہ فوراً پڑھ لے، نیز اگر کوئی شخص دن میں بار بار مسجد میں آتا جاتا ہے تو ایک مرتبہ دو رکعت پڑھ لینا کافی ہے۔

کُلُّ صلوٰۃ الخ: شرط یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھ لے چنانچہ مثلاً ظہر یا جمعہ کے وقت اگر مسجد میں پہونچ کر بیٹھنے سے پہلے سنتوں کی نیت باندھ لی تو سنتوں کے ساتھ تحیۃ المسجد بھی ادا ہوگیا اور اگر بیٹھنے کے بعد پڑھتا ہے تو تحیۃ المسجد نہ ہوگا کیوں کہ مسجد کی تعظیم کا تقاضا یہی تھا کہ پہلے پڑھ لے اسلئے اب تحیۃ المسجد کے لئے علیحدہ نفلیں پڑھنی چاہئیں۔

فِی الضُّحٰی: یعنی چاشت کے وقت میں پڑھے۔ اور اس کا وقت سورج کے اونچا ہونے کے بعد سے لیکر زوال سورج سے کچھ دیر قبل تک باقی رہتا ہے اور اس کو بارہ رکعت تک پڑھنا مستحب ہے۔

وَ نَدَبَ: حضرت جابرؓ کا ارشاد ہے کہ حضور اکرمؐ ہم کو ہر کام کے لئے نماز استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ کہ جس طرح قرآن کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے۔

وَ یُکْرَہُ الْاِجْتِمَاعُ: اس وجہ سے کہ یہ فعل نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ یہ اجتماع کیا ہے۔

﴿فَصْلٌ فِیْ صَلٰوۃِ النَّفْلِ جَالِسًا وَالصَّلٰوۃُ عَلَی الدَّابَّۃِ﴾

یَجُوْزُ النَّفْلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْقِیَامِ لٰکِنْ لَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَیَقْعُدُ کَالْمُتَشَہِّدِ فِی الْمُخْتَارِ وَجَازَ اِتْمَامُہٗ قَاعِدًا بَعْدَ اِفْتِتَاحِہٖ قَائِمًا بِلَا کَرَاہَۃٍ عَلَی الْاَصَحِّ وَیَتَنَفَّلُ رَاکِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُوْمِیًا اِلٰی اَیِّ جِہَۃٍ تَوَجَّہَتْ دَابَّتُہٗ وَبَنٰی بِنُزُوْلِہٖ لَا بِرُکُوْبِہٖ وَلَوْ کَانَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَۃِ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّہٗ یَنْزِلُ لِسُنَّۃِ الْفَجْرِ لِاَنَّہَا اٰکَدُ مِنْ غَیْرِہَا وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الْاِتِّکَاءُ عَلٰی شَیْءٍ اِنْ تَعِبَ بِلَا کَرَاہَۃٍ وَاِنْ کَانَ بِغَیْرِ عُذْرٍ کُرِہَ فِی الْاَظْہَرِ لِاِسَاءَۃِ الْاَدَبِ وَلَا یَمْنَعُ صِحَّۃَ الصَّلٰوۃِ عَلَی الدَّابَّۃِ نَجَاسَۃٌ عَلَیْہَا وَلَوْ کَانَتْ فِی السَّرْجِ وَالرِّکَابَیْنِ عَلَی الْاَصَحِّ وَلَا تَصِحُّ صَلٰوۃُ الْمَاشِیْ بِالْاِجْمَاعِ ؛

نفل نماز بیٹھ کر اور سواری پر پڑھنے کے بیان میں

ترجمہ قیام پر قدرت ہوتے ہوئے بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کا ثواب

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کے ثواب سے نصف ہوگا مگر عذر کے باعث (یعنی معذور کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے کے برابر ثواب ملے گا)، اور مذہب مختار کے بموجب التحیات پڑھنے والے کی طرح بیٹھے۔ اور کھڑے ہوکر نفل شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر اس کو تمام کرنا صحیح مذہب کے بموجب بلاکراہت جائز ہے۔ اور نفل پڑھ سکتا ہے سواری کی حالت میں شہر سے باہر اشارہ سے اس جانب (رخ کرکے)، جس کی طرف اس کی سواری چل رہی ہو۔ سواری پر نفل نماز شروع کرنے کے بعد (درمیان نماز میں) اترنے سے (سواری پر پڑھی ہوئی رکعتوں پر) بنا کرسکتا ہے سوار ہونے کے بعد زمین پر پڑھی ہوئی نماز کی بناء نہیں کرسکتا۔

سواری پر حسب بالا نفلیں اور سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ وہ سنت مؤکدہ ہی ہوں اور امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت بھی ہے کہ فجر کی سنتوں کے لئے وہ اترے گا کیونکہ دیگر سنتوں کے مقابلہ میں وہ زیادہ موکد ہیں، اور نفل نماز پڑھنے والے کو اگر وہ تھک گیا ہو تو کسی چیز پر ٹیک لگا لینا بلاکراہت جائز ہے۔ اور اگر تھکاوٹ وغیرہ کے بدون ٹیک لگائی تو مکروہ ہے (ظاہر مذہب کے بموجب) بے ادبی کے باعث۔ کوئی پلیدی جو سواری کے جانور پر ہو اگرچہ وہ زین یا رکابوں پر ہی لگی ہو (صحیح مذہب کے بموجب) صحت نماز کے لئے مانع نہیں۔ پیادہ چلنے والے کی نماز بالاتفاق درست نہیں۔

توضیح

کَالْمُتَشَهِّدِ الخ: قولِ مختار یہ ہے کہ جس طرح تشہد میں بیٹھا جاتا ہے، اسی طرح بیٹھنا افضل ہے۔ اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ اس کی افضلیت میں اختلاف ہے کہ کس طرح بیٹھ کر پڑھنا چاہیئے، نیز اگر کسی اور صورت سے بیٹھ گیا تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اِلیٰ اَیِّ الخ: یعنی شہر سے باہر سواری پر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے جس جانب اس کی سواری چل رہی ہے۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے۔ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی عَلیٰ حِمَارٍ وَھُوَ مُتَوَجِّہٌ اِلیٰ خَیْبَرَ یُوْمِیْ اِیْمَاءً ـــــ

وَبَنیٰ بِنُزُوْلِہٖ: یعنی اگر کوئی شخص زمین پر نفل نماز شروع کرچکا تھا پھر اس کے بعد سواری پر سوار ہو جائے تو بناء نہ کرے بلکہ از سر نو نماز پڑھے۔ البتہ اگر سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اب اگر وہ نیچے اتر آئے تو اس صورت میں بناء کرنا صحیح ہوگا۔

وَاِنْ کَانَ بِغَیْرِ عُذْرٍ: یعنی مکروہ ہے سہارا لگانا بلاعذر کیوں کہ تعظیم کے خلاف ہے۔

فَصْلٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّابَّةِ

لَا يَصِحُّ عَلَى الدَّابَّةِ صَلٰوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ وَمَا شَرَعَ فِيْهِ نَفْلًا فَأَفْسَدَهٗ وَلَا صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةٌ تُلِيَتْ اٰيَتُهَا عَلَى الْأَرْضِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَخَوْفِ لِصٍّ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ دَابَّتِهٖ اَوْ ثِيَابِهٖ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفِ سَبُعٍ وَطِيْنِ الْمَكَانِ وَجُمُوْحِ الدَّابَّةِ وَعَدَمِ وِجْدَانِ مَنْ يُرْكِبُهٗ لِعَجْزِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْمَحْمِلِ عَلَى الدَّابَّةِ كَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا سَوَاءٌ كَانَتْ سَائِرَةً اَوْ وَاقِفَةً وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمِلِ خَشَبَةً حَتّٰى بَقِيَ قَرَارُهٗ اِلَى الْأَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْأَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِيْضَةُ فِيْهِ قَائِمًا ؛

فصل فرض اور واجب نماز سواری پر پڑھنے کے بیان میں

ترجمہ فرض نمازیں اور واجب نمازیں مثلاً وتر اور منت مانی ہوئی نمازیں اور وہ نماز جو بطور نفل شروع کی گئی پھر اس کو فاسد کر دیا، سواری پر درست نہیں ہیں۔ اور جنازہ کی نماز اور وہ سجدۂ تلاوت جس کی آیت زمین پر پڑھی گئی تھی سواری پر درست نہیں مگر ضرورت کے باعث (یہ تمام نمازیں سواری پر درست ہو جاتی ہیں)، مثلاً اگر وہ سواری سے اترے تو خود اپنی جان کے متعلق یا سواری یا کپڑوں کے متعلق چور کا خطرہ ہو یا درندہ کا خوف ہو۔ اور مثلاً نیچے کی جگہ کے کیچڑ (دلدل)، اور سواری کے جانور کی سرکشی اور شوخی اور اس شخص کا موجود نہ ہونا جو اس کو سواری پر سوار کرا سکے جب کہ یہ خود سوار ہونے سے عاجز ہو (ان سب صورتوں میں سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے) اور کجاوہ میں (جو سواری پر رکھا ہوا ہے) نماز پڑھنا دابہ پر (سواری پر) نماز پڑھنے کے مانند ہے، وہ سواری چل رہی ہو یا ٹھہری ہو۔ اور اگر کجاوہ کے نیچے لکڑی اس طرح لگا دے کہ کجاوہ کا ٹھہراؤ زمین پر ہو تو یہ کجاوہ بمنزلہ

زمین کے ہوگا، لہٰذا اس کجاوہ میں کھڑے ہوکر فرض نماز درست ہوگی بیٹھ کر جائز ہوگی

توضیح

وماشرع : یعنی اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دے تو اب یہ نماز اس پر واجب ہوجاتی ہے، تو اب واجب ہونے کی صورت میں دابہ پر ادا کرنا درست نہ ہوگا۔

اِلَّا لِضَرُوْرَۃٍ : یعنی فرض نماز عذر کی بنا پر دابہ پر پڑھنا جائز ہے اور اگر سواری کو کھڑا کر سکتے ہوں تو سواری قبلہ رخ کرکے کھڑا کرے اور قبلہ کی جانب رخ کرکے نماز پڑھے اگر رکوع اور سجود اشارہ سے ممکن نہیں تو ایسی صورت میں جس طرح ممکن ہو ادا کرے

وطین : یعنی دلدل پانی ہو کہ اس میں چہرہ چھپ جائے یا دھنس جائے گا اور جو چیز اس پر دلدل وغیرہ میں کوئی شخص ہے جہاں سجدہ نہیں کرسکتا تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتا رہے۔

لعجزہٖ : یعنی اگر بیمار ہے اور سواری سے اترنے میں مرض کی زیادتی کا خطرہ ہے تو سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(فَصْلٌ فِی الصَّلٰوۃِ فِی السَّفِیْنَۃِ)

صَلٰوۃُ الْفَرْضِ فِیْهَا وَهِیَ جَارِیَۃٌ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ صَحِیْحَۃٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَقَالَا لَا تَصِحُّ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ الْاَظْهَرُ وَالْعُذْرُ کَدَوَرَانِ الرَّاْسِ وَعَدَمِ الْقُدْرَۃِ عَلَی الْخُرُوْجِ وَلَا تَجُوْزُ فِیْهَا بِالْاِیْمَاءِ اِتِّفَاقًا وَالْمَرْبُوْطَۃُ فِیْ لُجَّۃِ الْبَحْرِ وَتُحَرِّکُهَا الرِّیْحُ شَدِیْدًا کَالسَّائِرَۃِ وَاِلَّا فَکَالْوَاقِفَۃِ عَلَی الْاَصَحِّ وَاِنْ کَانَتْ مَرْبُوْطَۃً بِالشَّطِّ لَا تَجُوْزُ صَلٰوتُهٗ قَاعِدًا بِالْاِجْمَاعِ فَاِنْ صَلّٰی قَائِمًا وَکَانَ شَیْءٌ مِنَ السَّفِیْنَۃِ عَلٰی قَرَارِ الْاَرْضِ صَحَّتِ الصَّلٰوۃُ وَاِلَّا فَلَا تَصِحُّ عَلَی الْمُخْتَارِ اِلَّا اِذَا لَمْ یُمْکِنْهُ الْخُرُوْجُ وَیَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّیْ فِیْهَا اِلَی الْقِبْلَۃِ

عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَكُلَّمَا اسْتَدَارَتْ عَنْهَا يَتَوَجَّهُ اِلَيْهَا فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُتِمَّهَا مُسْتَقْبِلًا ؛

فصل کشتی میں نماز کے بیان میں

ترجمہ چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر فرضوں کا پڑھنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بلا عذر بھی رکوع اور سجدہ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے۔ صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ عذر کے بغیر صحیح نہیں، یہی ظاہر مذہب ہے اور عذر جیسے سر چکرانا اور باہر نکلنے پر قادر نہ ہونا اور کشتی میں اشارہ سے نماز پڑھنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ وہ کشتی جو سمندر کے بیچ میں باندھی گئی ہو اور ہوا اس کو شدت سے حرکت دے رہی ہو چلنے والی کشتی کے (مثل حکم رکھتی) ہے، اور اگر (ہوا اس کو جھونکے نہ دے رہی ہو) تو ٹھہری ہوئی کشتی کے مانند ہے۔ صحیح مذہب کے بموجب۔ اور اگر کشتی کنارہ پر باندھ دی گئی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ پھر جب کہ کشتی کنارہ پر باندھ دی گئی ہو اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور کشتی کا کچھ حصہ زمین پر جما ہوا تھا تو نماز درست ہوگی (اور اگر زمین پر ٹھہری نہ ہو تو) مختار مذہب کے بموجب کھڑے ہو کر بھی نماز درست نہیں مگر جب کہ اس کو باہر نکلنا ممکن نہ ہو۔ کشتی میں نماز پڑھنے والا نماز شروع کرتے وقت قبلہ کیطرف منہ کرے اور جیسے کشتی قبلہ کے رخ سے گھومتی رہے یہ شخص نماز کے بیچ ہی میں قبلہ کیطرف مڑتا رہے یہاں تک کہ نماز کو ایسی صورت میں ختم کرے کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

توضیح **کَالسَّائِرَۃِ**: یعنی کشتی سمندر کے بیچ میں باندھی ہوئی ہے اور ہوا اس کو جھونکے نہ دے رہی ہو تو اس صورت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے البتہ بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

وَاِلَّا فَلَا الخ یعنی اگر کشتی زمین پر ٹھہری نہ ہو اس کا حکم گھوڑے یا اونٹ جیسا ہے کہ اس پر فرض نماز نہیں پڑھ سکتے مگر ہدایہ اور نہایہ وغیرہ میں ہے کہ نماز جائز ہے۔

فی خِلَالِ: یعنی جیسے کشتی قبلہ کے رخ سے گھومتی رہے وہ شخص بھی قبلہ کیطرف مڑتا رہے اور اگر قبلہ کی طرف منھ نہ ہوا تو نماز درست نہیں۔ جہت قبلہ کی بحث پہلے گذر چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

فَصْلٌ فِی التَّرَاوِیْحِ

اَلتَّرَاوِیْحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلوٰتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةٌ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلوٰةِ الْعِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيْمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيْحِ وَتَاخِيْرُهٗ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ تَاخِيْرُ التَّرَاوِيْحِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ وَلَا يُكْرَهُ تَاخِيْرُهَا اِلٰى مَا بَعْدَهٗ عَلَى الصَّحِيْحِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوْسُ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيْحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْاٰنِ فِيْهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَأَ بِقَدْرِ مَا لَا يُؤَدِّيْ اِلٰى تَنْفِيْرِهِمْ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلوٰةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيْحَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا يَاْتِيْ بِالدُّعَاءِ اِنْ مَلَّ الْقَوْمُ وَلَا تُقْضَى التَّرَاوِيْحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ

فصل تراویح کے بیان میں

ترجمہ تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے مسنون ہے اور جماعت سے تراویح پڑھنا سنتِ کفایہ ہے اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور تراویح پر وتر کا مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور مؤخر کرنا بھی۔ تہائی یا نصف رات تک تراویح کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نصف شب کے بعد تک بھی تراویح کا مؤخر کرنا مکروہ نہیں۔ تراویح کی بیس۲۰ رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ اور ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی بمقدار بیٹھنا، ایسے ہی پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان

بیٹھنا مستحب ہے صحیح مذہب کے بموجب تراویح کے اندر ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا مسنون ہے اور اگر لوگ اکتائیں (گھبرائیں)، تو مذہبِ مختار کے بموجب اتنی مقدار پڑھتا رہے جو لوگوں کے انتشار کا باعث نہ بن سکے۔ تراویح کے کسی تشہد (قعدہ) میں درود شریف نہ چھوڑے اگرچہ لوگ گھبرائیں (مذہب مختار کے بموجب)، اسی طرح سبحانک اللّٰھم کو اور رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کو بھی ترک نہ کرے (البتہ) اگر قوم گھبرائے تو التحیات کے بعد دعا نہ پڑھے۔ تراویح کے فوت ہو جانے پر انکی قضا نہیں نہ منفرداً نہ جماعت کے ساتھ۔

توضیح

التراویح: تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ معنیٰ اصلی استراحت، راحت سے ماخوذ ہے چار رکعت کے بعد جو تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے ہیں اس کو ترویحہ کہتے ہیں چونکہ بیس رکعتوں میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں اسی لئے اس نماز کو تراویح کہا جاتا ہے۔ اور وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا نظرِ شریعت میں راحت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری فرحت اسوقت کہ جب اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے۔ بظاہر لقاءِ رب سے مراد تراویح ہے۔ نیز حضورؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا اَرِحْنَا بالصلوٰۃ یا بلال، یعنی اے بلال نماز کی تکبیر کہہ کر ہمیں آرام دلائیے۔ بہر حال اس قسم کی احادیث کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چار رکعت کا نام ترویحہ اس لئے ہے کہ اس سے راحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

سنۃ کفایۃ: یعنی اگر محلہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوگی تو تمام محلہ والے گنہگار ہوں گے اور اگر مسجد میں جماعت ہوگئی تو ترکِ سنت کے گناہ سے سارے محلہ والے نجات پا گئے۔ نیز اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے یا مستحب۔ تو امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت میں منقول ہے کہ تراویح مستحب ہے، دوسری ایک روایت منقول ہے کہ نمازِ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے اور یہی روایت اصح اور مختار ہے۔ نیز دیگر فقہ کی کتاب میں جو مستحب کی عبارت ہے اس سے مراد لوگوں کا جمع ہونا مستحب ہے تو اس صورت میں منافی نہیں ہے۔

وَوَقْتُھَا: اوقاتِ تراویح کے بارے میں تین قول ہیں (۱) تمام رات اس کے لئے وقت ہے اور نماز عشاء سے قبل اور نماز عشاء کے بعد، اسی طرح وتر سے پہلے اور وتر کے بعد۔ (۲) دوسرا قول وتر تک عشاء کے درمیان۔ (۳) تیسرا قول جس کو مصنفؒ نے اختیار کیا ہے۔ حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ اگر کسی نے نمازِ عشاء سے پہلے پڑھ لیا تو پہلے قول کے بموجب

نمازِ تراویح درست ہو جائے گی، اور آخر دونوں قول کے مطابق تراویح ادا نہ ہوگی اور اگر وتر کے بعد پڑھے تو تیسرے قول کے مطابق درست ہو جائے گی۔

وَهِيَ عِشْرُونَ: یعنی تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ اور جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ اور امام مالکؒ چھتیس ۳۶ رکعت کے قائل ہیں۔

وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْآنِ: یعنی صحیح مذہب کے بموجب ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ختم کرنا سنت ہے۔ نیز ستائیس کی شب میں ختم قرآن مستحب ہے۔

وَاِنْ مَلَّ: یعنی اگر قوم کو ایک ماہ میں ختم قرآن میں مشقت ہو تو اس صورت میں جس قدر آسانی سے سنا سکتے ہوں اسی قدر پڑھے۔ اور ہمارے نزدیک یہی افضل ہے، اور اگر قوم اس قدر پڑھنے میں بھی دشواری محسوس کرے تو ایسی صورت میں پرواہ نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ احناف کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے اور بعض مجتہدین کے نزدیک فرض ہے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْكَعْبَةِ

صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيْهَا وَكَذَا فَوْقَهَا وَاِنْ لَمْ يَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰكِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ لِاِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِاِسْتِعْلَائِهٖ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰى غَيْرِ وَجْهِ اِمَامِهٖ فِيْهَا اَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَاِنْ جَعَلَ ظَهْرَهٗ اِلٰى وَجْهِ اِمَامِهٖ لَا يَصِحُّ وَصَحَّ الْاِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِاِمَامٍ فِيْهَا وَالْبَابُ مَفْتُوْحٌ وَاِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْاِمَامُ خَارِجَهَا صَحَّ اِلَّا لِمَنْ كَانَ اَقْرَبَ اِلَيْهَا فِيْ جِهَةِ اِمَامِهٖ ؕ

کعبہ میں نماز کا بیان

ترجمہ کعبہ میں اور ایسے ہی کعبہ کے اوپر فرض بھی صحیح ہے اور نفل بھی اگرچہ سترہ نہ قائم کیا ہو۔ لیکن یہ مکروہ ہے کہ کعبہ مکرمہ کے اوپر چڑھے بے ادبی کے باعث

اور کعبہ کے اندر یا کعبہ کے اوپر (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں) جو شخص اپنی پشت کو امام کے چہرہ کے سوا (کسی اور رخ کی طرف) کرے تو اس کی نماز درست ہوگی اور اپنی پشت کو امام کے چہرہ کی طرف کرے تو درست نہ ہوگی۔ درست ہے کعبہ سے باہر اس امام کی اقتداء کرنا جو کعبہ کے اندر ہو اور دروازہ کھلا ہو۔ اور اگر نمازی کعبہ کے گرداگرد حلقہ کرلیں اور امام بھی خانۂ کعبہ کے باہر ہو تو اقتداء صحیح ہے مگر اس شخص کی اقتداء صحیح نہ ہوگی جو امام کی جانب میں خانۂ کعبہ سے امام کی بہ نسبت زیادہ قریب ہو۔ (واللہ اعلم)

توضیح

مصنفؒ اس باب میں کعبہ مکرمہ میں نماز پڑھنے کے احکام کو ذکر کر رہے ہیں۔

الکعبۃ : دو لفظ بولے جاتے ہیں۔ ایک قبلہ دوسرے کعبہ۔ قبلہ کے اصلی معنیٰ ہیں رخ۔ کعبہ اس جگہ کا نام ہے جو مسجد حرام میں شہر مکہ میں واقع ہے۔ اب قبلہ صلوٰۃ (یعنی نماز پڑھنے کا رخ)، احناف کے نزدیک درحقیقت وہ فضا ہے جو چاروں سمت کے اعتبار سے خانۂ کعبہ کی حدود میں محدود ہے اور پست و بالا کے لحاظ سے تحت الثریٰ سے آسمان تک ہے۔ وہ تعمیر جو ان حدود کو گھیرے ہوئے ہے قبلہ نہیں ہے، لہٰذا صحابۂ کرام کے زمانہ میں جب ایک مرتبہ اس تعمیر کو شہید کر دیا گیا تو صحابۂ کرام نے اس محدود فضا کی طرف نماز پڑھی۔ ان حضرات نے کوئی سترہ نہیں قائم کیا جیساکہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے کہ ایسی صورت میں سترہ قائم کرنا ضروری ہے۔ (مراقی)

فیھا : یعنی خانۂ کعبہ کے اندر خواہ کسی جزء اور حصہ میں پڑھے۔

مکروہ : چونکہ اس سے کعبہ کی بے حرمتی ہوتی ہے اس لئے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے کو مکروہ قرار دیدیا گیا ہے۔

ومن جعل الخ : یعنی اگر کوئی شخص کعبہ کی چھت پر یا کعبہ کے اندر نماز پڑھے اور وہ مقتدی ہو اور اس نے اپنی کمر کو امام کے چہرہ کے علاوہ کسی اور جانب کو کرلیا تو اقتداء درست ہوجائیگی اور نماز صحیح ہوگی۔ اصول یہ ہے کہ تقدم اور تاخر کا لحاظ اس وقت ہوتا ہے جبکہ رخ ایک ہو اور کعبہ کے اندر ایک رخ ہونا ضروری نہیں، جس طرح بھی نماز پڑھی جائے درست ہے۔ صرف یہ ضروری ہے کہ امام اس کے پیچھے نہ ہو یعنی اس کی پشت امام کے چہرہ کی طرف نہ ہو اور اگر اس کی پشت امام کی پشت کی جانب ہے تو اس صورت میں بھی نماز درست ہوجائے گی۔

وصح : یعنی امام خانۂ کعبہ میں ہو اور دروازہ کھلا ہوا ہو۔ اور مقتدی خانۂ کعبہ سے باہر ہو تو اقتداء درست ہوجائے گی۔ یہ صورت ایسی ہے کہ جیسے امام محراب میں کھڑا ہو

اور مقتدی اس سے باہر ہو اور اگر دروازہ بند ہو مگر امام کے انتقال کی خبر ہوتی رہے تب بھی نماز درست ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ

اَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْاَحْكَامُ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ اَقْصَرِ اَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسَطٍ مَعَ الْاِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسَطُ سَيْرُ الْاِبِلِ وَمَشْيُ الْاَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِي الْبَحْرِ اِعْتِدَالُ الرِّيْحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهٖ اِذَا جَاوَزَ بُيُوْتَ مَقَامِهٖ وَجَاوَزَ اَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهٖ مِنْ فِنَائِهٖ وَاِنِ انْفَصَلَ الْفِنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ اَوْ قَدْرِ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهٗ وَالْفِنَاءُ الْمَكَانُ الْمُعَدُّ لِمَصَالِحِ الْبَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ الْمَوْتٰى وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ الْاِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يُجَاوِزْ عُمْرَانَ مَقَامِهٖ اَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا اَوْ تَابِعًا لَمْ يَنْوِ مَتْبُوْعُهُ السَّفَرَ كَالْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدِ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيِّ مَعَ اَمِيْرِهٖ اَوْ نَاوِيًا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْاِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْاَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ اِنْ عَلِمَ نِيَّةَ الْمَتْبُوْعِ فِي الْاَصَحِّ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا فَاِذَا اَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْاَوَّلَ صَحَّتْ صَلٰوتُهٗ

مَعَ الْكَرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ إِلَّا إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتّٰى يَدْخُلَ مِصْرَهُ أَوْ يَنْوِيَ إِقَامَتَهُ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ أَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ إِنْ نَوَى أَقَلَّ مِنْهُ أَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ وَلَا تَصِحُّ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ الْمَبِيْتَ بِأَحَدِهِمَا وَلَا فِيْ مَفَازَةٍ لِغَيْرِ أَهْلِ الْأَخْبِيَةِ وَلَا لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَلَا بِدَارِنَا فِيْ مُحَاصَرَةِ أَهْلِ الْبَغْيِ

مسافر کی نماز کا بیان

ترجمہ کم سے کم سفر جس سے احکام بدل جائیں وہ سال کے سب سے چھوٹے دنوں سے تین دن متوسط درجہ کی رفتار ہے جو عادت کے بموجب آرام لینے کے ساتھ ہو۔ اور متوسط رفتار خشکی کے میدان میں اونٹوں اور پیدل کی رفتار ہے اور پہاڑوں میں اس چیز کی رفتار جو پہاڑی علاقے کے مناسب ہو اور دریا میں اعتدال ہوا کے ساتھ، لہٰذا جو شخص اس قسم کے سفر کا ارادہ کرے اس کا چار رکعت والا فرض گھٹ جائے گا اگرچہ وہ اپنے سفر میں گنہگار ہو جبکہ وہ اپنے مقام کے مکانات سے نیز اس مقام سے اور فناء سے جو اس مقام سے متصل ہے گذر جائے۔ اور اگر فناء سے ایک کھیت یا ایک غلوہ کی مقدار اس مقام سے جدا ہو تو اس سے گذر جانا شرط نہیں۔ اور فناء وہ جگہ ہے جو شہر کے مصالح، ضرورتوں کے لئے مثلاً گھوڑوں کے دوڑانے، مُردوں کے دفن کرنے وغیرہ کے لئے بنائی گئی ہو۔ اور نیتِ سفر کی درستگی کے لئے تین چیزیں شرط ہیں۔ حکم میں مستقل ہونا، بالغ ہونا اور سفر کی مدت کا تین دن سے کم نہ ہونا۔ چنانچہ وہ شخص قصر نہ کریگا جو اپنے مقام کی آبادی سے نہ بڑھا ہو یا آگے بڑھ گیا ہو مگر بچہ ہو یا دوسرے کا تابع ہو کہ اس کے متبوع نے جس کا یہ تابع ہے سفر کی نیت نہ کی ہو۔ مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ، غلام اپنے آقا کے ساتھ، فوجی اپنے سردار کے ساتھ۔ یا تین دن سے کم کی نیت کی ہو، ٹھہرنے اور سفر کرنے کی نیت میں اصل کی معتبر ہے نہ کہ تابع کی، اگر اصل کی نیت معلوم ہو جائے۔ صحیح مذہب میں (حالتِ سفر میں) ہمارے یعنی احناف کے نزدیک قصر ہی اصل حکم ہے۔ پس جب کہ چار رکعت والی نماز کو پوری پڑھ لے اور قعدۂ اولیٰ میں بیٹھ گیا ہو، اس کی نماز

کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی، اور اگر قعدۂ اولیٰ میں بیٹھا نہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی مگر جبکہ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت ٹھہرنے کا ارادہ کرے۔ اور مسافر برابر قصر کرتا رہے گا جب تک کہ اپنے شہر میں داخل نہ ہو، یا کسی شہر یا گاؤں میں نصف ماہ ٹھہرنے کا ارادہ کرلے۔ اور اگر اس سے کم کی نیت کی یا کچھ بھی نیت نہیں کی مگر برسوں (امروز فردا) میں کسی جگہ رہ گیا تو قصر کرتا رہے گا۔ اور دو شہروں میں ٹھہرنیکی نیت اس طور پر کہ رات گذارنے کے مقام کو کسی ایک شہر میں مقرر نہ کرے، صحیح نہیں ہے۔ اور اہل اخبیہ کے علاوہ اور لوگوں کیلئے جنگل میں ٹھہرنے کی نیت معتبر نہیں، اور دارالحرب میں اسلامی لشکر کی نیتِ اقامت درست نہیں اور دارالاسلام میں بھی، جبکہ اسلامی لشکر نے باغیوں کا محاصرہ کر رکھا ہو۔ اسلامی لشکر کی اقامت کی نیت معتبر نہیں ہے۔

توضیح

اقل سفر: سفر کے لغوی معنیٰ ہیں قطع مسافت اور شرعی اصطلاح میں خاص مقدار کی مسافت خاص رفتار سے طے کرنے کو سفر کہا جاتا ہے۔

نیز سفر کی تین قسمیں ہیں (۱) اطاعت (۲) مباح (۳) معصیت۔

اطاعت مثلاً حج وغیرہ کا سفر۔ مباح جیسے تجارت کا سفر۔ سفرِ معصیت جیسے ڈاکہ کا سفر۔ تیسری قسم کے سفر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، جمہور احناف کے نزدیک یہ سفر بھی سببِ رخصت اور قصر ہے۔ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے یہاں یہ سفر سببِ رخصت وقصر نہیں ہے۔

تغیر بہ الاحکام: مثلاً فرض چار کے بجائے دو رہ جائے، روزۂ رمضان کا التواء جائز ہو جائے، مسح خفین کی مدت تین دن ہو جائے، اور قربانی کا ساقط ہو جانا، ترک جمعہ کا مباح ہو جانا، عیدین اور جماعت اور دابہ پر نوافل کا مباح ہو جانا۔

نیز اصطلاحِ فقہاء میں دو لفظ بولے جاتے ہیں عزیمت یعنی اصلی فریضہ اور رخصت یعنی رعایت۔ پھر رخصت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی، دوسرے مجازی اس لئے کہ رخصتِ مجازی کو رخصتِ طرفیہ بھی کہتے ہیں۔ اس رخصت کو مجازی اس لئے کہا جاتا ہے کہ درحقیقت اس موقع پر اصلی فرض یہی ہوتا ہے، کیونکہ بظاہر تخفیف پائی جاتی ہے اس لئے اس کو رخصت کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص مجبور کرے کہ معاذ اللہ روزۂ رمضان توڑ دو ورنہ قتل کر دوں گا، یا معاذ اللہ کفر یہ کلمہ کہو ورنہ قتل کر دوں گا، ایسے موقع پر شریعت نے جائز رکھا ہے کہ وہ روزہ توڑ کر یا کلمۂ کفر زبان سے ادا کر کے جان بچالے۔ مگر ظاہر ہے کہ رمضان شریف میں اس روزے کی فرضیت نہیں ساقط ہوئی یا ایمان لانا معاف نہیں ہوا چنانچہ اعلیٰ درجہ یعنی عزیمت یہی ہے کہ وہ اس جبر و قہر کی پرواہ نہ

کرے اور شہید ہو جائے۔ جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر ادا کر دینا یا روزہ توڑ دینا رخصت ہے۔ یہ حقیقی رخصت ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شراب پینے پر مجبور کرے کہ پیو ورنہ قتل کر دیئے جاؤگے۔ اس صورت میں نص قرآن کے بموجب شراب پینے کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن حکیم میں اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ فرما کر حالتِ اضطرار کو حرمت سے مستثنیٰ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اگر یہ شخص شراب نہ پیئے گا اور جان دیدے گا تو گنہگار ہوگا۔ پس حالتِ اضطرار میں شراب کی اجازت رخصت نہیں بلکہ حکمِ شریعت ہے مگر چونکہ بظاہر جان بچانے کی صورت ہے اس لئے اس کو رخصت کہا جائے گا۔

یہی صورت سفر میں نماز کی ہے۔ احناف کے نزدیک سفر میں چار کے بجائے دو رکعت ہی فرض ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت صحیح سندوں سے ثابت ہے کہ پہلے نماز کی دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر حالتِ قیام میں چار چار رکعت فرض کی گئیں اور حالتِ سفر میں بدستور دو دو رکعتیں باقی رہیں۔ اب جبکہ اصل فرض ہی دو رکعت ہے تو اس کو رخصت کہنا صرف اس بناء پر ہے کہ بظاہر تخفیف ہے چنانچہ مجازی کا مطلب یہی ہے اور اسی بناء پر اگر کوئی شخص سفر میں ظہر کی چار رکعت پڑھے تو ایسا ہے جیسے کوئی صبح کی چار رکعت یا ظہر کی چھ رکعت پڑھے۔

مَعَ الاسْتِرَاحَةِ ، یعنی راستہ میں ضروریات کو پورا کرنے اور کھانے پینے کیلئے اترتا ہوا اور ٹھہرتا ہوا اکثر دن کے حصوں میں سفر کرنا مراد ہے، تمام دن چلنا ممکن نہیں۔ نیز عرب میں قافلوں کا طریقہ اب بھی یہی ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلتے ہیں پھر آرام لیتے ہیں۔ اس کے بعد شام کو چلتے ہیں یا ہندوستان میں اونٹ گاڑیاں عموماً رات بھر چلتی ہیں، دن کو آرام کرتی ہیں۔

وَفِی الْبَحْرِ : یعنی جبکہ ہوا موافق رخ پر اعتدال سے چل رہی ہو تو ایسی صورت میں جتنی مسافت تین دن میں کشتی طے کرے وہی مسافت تسلیم کی جائے گی۔

لَوْ کَانَ عَاصِیًا ، مثلاً کوئی شخص ڈاکہ ڈالنے جا رہا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس کیلئے قصر جائز نہیں، احناف کے نزدیک قصر کریگا

غَلْوَةٌ : یعنی ایک غلوہ کی مقدار تین سو اور چار سو قدم کے بیچ میں ہوتی ہے۔

اَهْلَ الاَخْبِیَةِ : اخبیہ خباء کی جمع ہے، اون کے خیمے کو کہتے ہیں۔ اہل اخبیہ خیمے والے، خانہ بدوش قومیں مراد ہیں۔ جیسے ہمارے یہاں سرکی والے لوگ آبادی کے باہر ٹھہرا کرتے ہیں۔

وَاِنِ اقْتَدٰی مُسَافِرٌ بِمُقِیْمٍ فِی الْوَقْتِ صَحَّ وَاَتَمَّهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهٗ لَا یَصِحُّ

وَبِعَكْسِهٖ صَحَّ فِيْهِمَا وَنُدِبَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَقُوْلَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنِّيْ مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهٖ فِي الصَّلٰوةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمُقِيْمُ فِيْمَا يُتِمُّهٗ بَعْدَ فَرَاغِ اِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْاَصَحِّ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهِ اٰخِرُ الْوَقْتِ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ بِمِثْلِهٖ فَقَطْ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْاِقَامَةِ بِمِثْلِهٖ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْاَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ هُوَ الَّذِيْ وُلِدَ فِيْهِ اَوْ تَزَوَّجَ اَوْ لَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَيُّشَ لَا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ الْاِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْاِقَامَةَ فِيْهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهٗ وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَا يَنْوِي الْاِقَامَةَ فِيْهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ ؛

ترجمہ اور اگر کوئی مسافر وقت کے اندر کسی مقیم کی اقتدار کرے تو صحیح ہو جاتی ہے اور اس نماز کی چار رکعت پوری کرے۔ اور وقت کے بعد صحیح نہیں ہوتی اور عکس کی شکل میں امام مسافر ہو وقت اور غیر وقت دونوں صورتوں میں تو اقتدار صحیح ہو جاتی ہے، اور (مسافر) امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد کہدے (اتموا صَلٰوتکُمْ فَاِنِّیْ مُسَافِرٌ) آپ حضرات اپنی نماز پوری کر لیجئے میں مسافر ہوں۔ اور مناسب ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ کہدے۔ اور نماز کی ان رکعتوں میں کہ مقیم مقتدی ان کو مسافر امام کے فارغ ہونے کے بعد پورا کریگا صحیح مذہب کے بموجب قرارت نہ کرے۔ سفر اور حضر کی قضاء نماز دو رکعت اور چار رکعت کر کے قضا کی جائے گی (اور چار رکعت یا دو رکعت فرض ہونے کے بارے میں) آخری وقت کا اعتبار ہے وطن اصلی صرف اپنے مثل سے (یعنی وطن اصلی سے) باطل ہوگا۔ وطن اقامت اپنے مثل سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے باطل ہو جائے گا۔ وطن اصلی وہ ہے جس میں پیدا ہوا ہو یا نکاح کر لیا ہو یا نکاح تو نہیں کیا مگر اسی جگہ زندگی بسر کرنے کا قصد کر لیا تھا اس سے کوچ کرنے کا قصد نہیں رہا۔ اور وطن اقامت وہ جگہ ہے جس میں نصف ماہ یا اس سے زائد قیام کی نیت کرے اور علمار محققین نے وطن سکنیٰ کا اعتبار نہیں کیا۔ وطن سکنیٰ وہ جگہ ہے جہاں نصف ماہ سے کم مدت

ٹھہرنے کی نیت کرے۔

توضیح

بمُقِیْمٍ: مقیم چار رکعت والی نماز پڑھ رہا ہے تو مسافر مقتدی کی اقتداء درست ہو جائے گی، اگر قاعدہ اخیرہ میں بھی شرکت ہو گئی تو چار رکعت لازم ہو گئی **وَ فائتۃ**: لف و نشر مرتب ہے، یعنی اس سلسلہ میں قاعدہ یہ ہے کہ قضا ادا کے بموجب ہوتی ہے لہٰذا سفر کی قضا دو رکعت ہو گی اور حضر میں یعنی قیام کی حالت میں جو نماز قضا ہو گئی تھی اس کو اگر سفر میں قضا کرے تو چار رکعت پڑھے گا لیکن اگر مریض تندرستی کے بعد زمانۂ مرض کی نمازیں قضا کرے گا تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنی ہوں گی لیٹ کر یا بیٹھ کر جیسے مرض کی حالت میں پڑھ سکتا تھا اب نہیں پڑھے گا اور مریض اگر زمانۂ صحت کی نمازیں قضاء کرے تو وہ موجودہ حالت کے بموجب لیٹ کر یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

المعتبر: یعنی اگر وقت میں نماز نہیں پڑھ سکا اور وقت کے اخیر حصہ میں مسافر ہو گیا تو دو رکعت قضاء کرے گا اور اگر مقیم ہو گیا تھا تو چار رکعت قضاء کرے گا۔

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيضِ

إِذَا تَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيضِ كُلُّ الْقِيَامِ أَوْ تَعَسَّرَ بِوُجُودِ أَلَمٍ شَدِيدٍ أَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ إِبْطَاءَهُ بِهِ صَلَّى قَاعِدًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَيَقْعُدُ كَيْفَ شَاءَ فِي الْأَصَحِّ وَإِلَّا قَامَ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُهُ وَإِنْ تَعَذَّرَ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْإِيمَاءِ وَجَعَلَ إِيمَاءَهُ لِلسُّجُودِ أَخْفَضَ مِنْ إِيمَائِهِ لِلرُّكُوعِ فَإِنْ لَمْ يَخْفِضْهُ عَنْهُ لَا يَصِحُّ وَلَا يَرْفَعُ لِوَجْهِهِ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَإِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَأْسَهُ صَحَّ وَإِلَّا لَا وَإِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُودُ أَوْمَأَ مُسْتَلْقِيًا أَوْ عَلٰى جَنْبِهِ وَالْأَوَّلُ أَوْلٰى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةً لِيَصِيرَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ لَا السَّمَاءِ وَيَنْبَغِي نَصْبُ رُكْبَتَيْهِ إِنْ قَدَرَ حَتّٰى لَا يَمُدَّهُمَا

اِلَى الْقِبْلَةِ وَاِنْ تَعَذَّرَ الْاِيْمَاءُ اُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيْحُ وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيْسِ وَالْمَزِيْدِ بِسُقُوْطِ الْقَضَاءِ اِذَا دَامَ عَجْزُهٗ عَنِ الْاِيْمَاءِ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَاِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهٗ قَاضِيْخَان وَمِثْلُهٗ فِي الْمُحِيْطِ وَاخْتَارَهٗ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَفَخْرُ الْاِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهٗ فِي الْيَنَابِيْعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَلَمْ يُوْمِ بِعَيْنِهٖ وَقَلْبِهٖ وَحَاجِبِهٖ وَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ وَاِنْ عَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَرَ وَلَوْ بِالْاِيْمَاءِ فِي الْمَشْهُوْرِ وَلَوْ صَلّٰى قَاعِدًا وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنٰى وَلَوْ كَانَ مُوْمِيًا لَا وَمَنْ جُنَّ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوْ اَكْثَرَ لَا ۞

ترجمہ

مریض کی نماز کا بیان

جب کہ مریض کے لئے پورا کھڑا ہونا ناممکن ہو جائے یا بسبب شدید تکلیف ہونے کے پورا کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہو یا زیادتیِ مرض کا خطرہ ہو یا مرض کے دیر تک رہنے کا خطرہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے رکوع اور سجدہ کے ساتھ اور (صحیح مذہب کے بموجب) جس طرح چاہے بیٹھ جائے ورنہ (یعنی پورا کھڑا ہونا ناممکن نہ ہو کچھ کھڑا ہو سکتا ہو تو) جس قدر اس کے امکان میں ہے کھڑا ہو جائے اور اگر رکوع اور سجدہ بھی ناممکن ہو جائے تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ لے اور سجدہ کے اشارہ کو رکوع کے اشارہ کی بہ نسبت زیادہ پست کر دے اور اگر سجدہ کے اشارہ کو رکوع کے اشارہ سے زیادہ پست نہ کیا تو نماز نہ ہوگی اور یہ چاہئے کہ اس کے چہرہ کے سامنے کوئی چیز اٹھائی جائے جس پر وہ سجدہ کرے اگر ایسا کیا گیا اور اس نے

اپنے سر کو بھی جھکایا تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر بیٹھنا (بھی) مشکل ہو جائے تو اشارہ کرے چت لیٹ کر یا کروٹ لیٹ کر، اور پہلی شکل (چت لیٹ کر اشارہ کرنا) بہتر ہے اور اپنے سر کے نیچے تکیہ کرلے تاکہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے اور مناسب ہے اپنے گھٹنوں کا کھڑا کرلینا اگر طاقت ہو تاکہ انکو قبلہ کیطرف پھیلانا لازم نہ آئے اور اگر اشارہ ناممکن ہو جائے تو نماز مؤخر ہو جائے گی جب تک وہ بات کو سمجھ نہ سکے۔ ہدایہ میں کہا ہے یہی صحیح ہے اور صاحب ہدایہ اپنی کتاب تجنیس اور مزید میں پختگی کے ساتھ قضاء کی معافی کے قائل ہوئے ہیں جب کہ اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے سے اس کی عاجزی پانچ نمازوں سے زیادہ تک باقی رہے اگرچہ وہ بات کو سمجھتا ہو اور قاضی خاں نے بھی اسی کو صحیح بتایا ہے۔ اور اسی جیسا محیط میں ہے اور اسی کو شیخ الاسلام اور فخر الاسلام نے اختیار کیا ہے اور ظہیریہ میں کہا یہی ظاہر روایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور خلاصہ میں ہے کہ یہی قول مختار ہے یعنی پسندیدہ ہے اور اس کو ینابیع اور بدائع میں صحیح کہا ہے اور اسی پر ابوالوالجیؒ نے جزم کیا ہے اور آنکھ اور دل اور بھوؤں سے اشارہ نہ کرے۔ اور اگر قیام پر قادر ہو اور رکوع سجدہ سے عاجز ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لے اور اگر اس کو نماز پڑھتے پڑھتے کوئی مرض آجائے تو نماز کو اس صورت سے پورا کرے جس پر وہ قادر ہو۔ اور اگرچہ اشارہ ہی سے ہو مشہور مذہب کی بناء پر، اور اگر رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا کہ اچھا ہوگیا تو اس پر جوڑ لگالے اور اگر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا (پھر نماز میں اچھا ہوگیا) تو جوڑ نہیں لگا سکتا (بلکہ از سر نو نماز پڑھے) اور جو شخص پانچ نمازوں کا وقت گذرنے تک مجنون یا بے ہوش رہا وہ ان پانچوں نمازوں کی قضاء کریگا اور اگر اس سے زیادہ وقت تک (بیہوش یا مجنون) رہا تو قضاء نہیں۔

توضیح

واذا تعذر: یعنی مریض کو پورا کھڑا ہونا دشوار ہو جائے مثلاً ٹانگیں ٹوٹی ہیں۔ (اپاہج ہے)۔

او خاف: مثلاً اس کا تجربہ ہو یا مسلمان حاذق طبیب نے بتادیا ہو یا قرائن سے یہ بات ظاہر ہو۔

کیف شاء: یعنی جس صورت میں آسانی ہو اور تکلیف دہ نہ ہو بیٹھ جائے یہ بلا کراہت جائز ہے بخلاف امام زفرؒ کے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھے۔

صلی قاعدا: یعنی رکوع اور سجدہ کرنا دشوار ہے تو بیٹھ کر نماز ادا کرے اور رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر قیام اور رکوع کر سکتا ہے، سجدہ نہیں کر سکتا تو ایسی صورت

میں قیام اور رکوع کرے اور سجدہ کے لئے کچھ زیادہ جھک جائے۔

وَلَا یُرْفَعُ: یعنی یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کو اٹھا کر اس پر سجدہ کر لیا جائے البتہ اگر سجدہ کے لئے اپنے سر کو جھکا لیا تو صحیح ہو جائے گا مگر کراہت کے ساتھ کیونکہ طبرانی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص سجدہ پر قادر ہو وہ سجدہ کرے اور سجدہ پر قادر نہ ہو تو اپنے چہرہ کی طرف کوئی چیز نہ اٹھا کر لے جائے بلکہ اپنے سر کو جھکا دے۔

وَاِنْ تعسر: اسی طرح بیٹھ کر مشکل ہو جائے تو چت لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے داہنی کروٹ بہ نسبت بائیں کروٹ کے افضل ہے۔

وَاِنْ تعذّر الخ: یعنی جو مریض اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس کی دو صورتیں ہیں۔ کہ وہ بات سمجھ سکتا ہے یا نہیں، پھر یہ حالت ایک دن اور ایک رات سے زائد وقت تک باقی رہی یا اس سے کم مثلاً پانچ یا چار نمازوں کے وقت تک۔ اب مسئلہ کی چار شکلیں ہو گئیں جن کے احکام درج ذیل ہیں۔

(۱) چھ یا اس سے زائد نمازوں کے وقت تک اس کی یہ حالت رہی کہ نہ اشارہ کر سکتا ہے نہ بات سمجھ سکتا ہے تو اجماع ہے کہ ان اوقات کی نمازیں معاف ہو جائیں گی۔

(۲) چھ نمازوں سے کم وقت تک وہ اشارہ پر قادر نہیں رہا لیکن بات سمجھتا تھا تو اجماع ہے کہ وہ نمازوں کی قضا کرے گا۔

(۳) چھ نمازوں کے وقت یا اس سے زیادہ وقت تک یہ حالت رہی کہ وہ اشارہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا تھا مگر بات سمجھتا تھا۔

(۴) چھ نمازوں سے کم مثلاً پانچ یا ایک دو نماز کے وقت تک یہ حالت رہی کہ وہ اشارہ سے بھی نہیں پڑھ سکتا تھا اور بات بھی نہیں سمجھ سکتا تھا تو ان دو صورتوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ صاحب ہدایہ اور دیگر چند مشائخ تو اس قول کو اختیار کرتے ہیں کہ قضاء کرے گا اور بزدوی صغیر اور دیگر علماء کا مسلک یہ ہے کہ قضا لازم نہیں۔ مصنفؒ نے تین کے متعلق صاحب ہدایہ وغیرہ کا جو قول بیان کیا ہے وہ متن میں درج ہے۔ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کا جو قول تجنیس میں ہے اسی کا اعتبار ہوگا کیونکہ یہ ہدایہ سے بعد کی کتاب ہے۔

مسئلہ: ایسا مریض جس سے بے اختیار کراہ وغیرہ کی آواز نکلتی رہتی ہے اس پر لازم ہے کہ اسی حالت میں نماز پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کی زبان ایک دن رات بند رہی اس نے مجبوراً گونگوں کی طرح نماز پڑھ لی، اس کی زبان کھلی تو اس پر نماز لوٹانی واجب نہیں۔

اکثر من الخ: یعنی اگر کوئی شخص ایک دن ورات یا اس سے کم نمازیں نہ ادا کرسکا اور سمجھ بوجھ بھی ہو تو بالاتفاق ان نمازوں کی قضاء لازم ہوگی، اور ان نمازوں کی قضا اس گھڑی واجب ہوگی جب کہ یہ صحت یاب ہو جائے۔ اور اگر تندرست نہ ہوا اور موت واقع ہوگئی تو ایسی صورت میں قضاء نہیں۔ اور اسی طرح عذر لاحق ہونے کے بعد اگر ماتھے کے اشارہ کے ساتھ قدرت ہے تو اس کے ذمہ بھی قضا واجب ہوگی۔

وَلَمْ یُؤمِ الخ: یعنی جو شخص سر سے اشارہ نہ کرسکتا ہو وہ اگر آنکھ یا قلب یا بھوں کے اشارہ سے نماز پڑھنا چاہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

صَلّٰی قاعدًا: یعنی کھڑے ہوکر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے یہ افضل ہے۔

فَصَحَّ: یعنی کھڑے ہوکر رکوع یا سجدہ پر قادر ہو جائے تو اس پر بناء درست نہ ہوگی اس صورت میں قوی کی بناء ضعیف پر لازم آرہی ہے۔

فَصْلٌ فِي إِسْقَاطِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ

إِذَا مَاتَ الْمَرِيْضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ بِالْإِيْمَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْإِيْصَاءُ بِهَا وَإِنْ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ إِنْ أَفْطَرَ فِيْهِ الْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ وَمَاتَا قَبْلَ الْإِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثُلُثِ مَا تَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَلٰوةِ كُلِّ وَقْتٍ حَتَّى الْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيْمَتَهُ وَإِنْ لَمْ يُوْصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ جَازَ وَلَا يَصِحُّ أَنْ يَصُوْمَ وَلَا أَنْ يُصَلِّيَ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَفِ مَا أَوْصٰى بِهِ عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيْرِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى

ہے تو اس کے وارثوں پر فدیہ ادا کرنا واجب نہیں۔ ہاں اگر ادا کردے تو یہ ان کا احسان ہوگا۔ صدقۂ فطر، نفقۂ واجبہ، خراج، جزیہ، کفاراتِ مالیہ، حج اور جس صدقہ کی نذر کی تھی یا جس اعتکاف کی نذر کی تھی ان سب کا یہی حکم ہے مگر نذر کردہ اعتکاف ہی روزہ کا فدیہ ہوگا۔ اتنی دیر تک مسجد میں ٹھہرنے کا کوئی فدیہ نہ ہوگا۔ مختصر یہ کہ جو عبادتیں مالی ہیں ان میں تو اس مقدار کو ادا کرے جو واجب ہیں اور جو عبادتیں مالی ہیں ان میں ہر واجب کیطرف سے ایک فدیہ جس کی مقدار صدقۂ فطر کے برابر ہوگی اور جو عبادتیں مالی اور بدنی دونوں قسم کی ہیں مثلاً حج، اس کا فدیہ یہ ہے کہ حج کرائے گا اور اسی کی وصیت کرنی لازم ہوگی۔

بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ: یعنی قسم کے کفارہ میں ایک شخص کو ایک فدیہ کی مقدار سے زیادہ نہیں دے سکتا۔

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ وَيَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ ضِيْقُ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِي الْاَصَحِّ وَالنِّسْيَانُ وَاَمَّا اِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوَتْرِ فَاِنَّهٗ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَاِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهٗ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا اِلَى الْقِلَّةِ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ فِيْهِمَا فَلَوْ صَلّٰى فَرْضًا ذَاكِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُهٗ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَاِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوْكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْكَةِ بَعْدَهٗ وَاِنْ قَضَى الْمَتْرُوْكَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَا صَلَّاهُ مُتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا وَاِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَاِنْ اَرَادَ تَسْهِيْلَ الْاَمْرِ عَلَيْهِ نَوٰى اَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ اَوْ اٰخِرَهٗ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلٰى اَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَيُعْذَرُ مَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ

الْمَيِّتِ مِنْ صَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَيَجُوْزُ إِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ ؎

فصل نماز روزہ کی معافی کے بیان میں

ترجمہ جب بیمار مرنے لگے اور وہ اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو ان نمازوں کے فدیہ کی جو حالت عجز میں قضا ہوئی وصیت اس پر لازم نہیں اگرچہ وہ کم ہی ہوں۔ اسی طرح روزہ ہے کیونکہ اگر رمضان شریف میں مسافر یا مریض روزہ نہیں رکھ رہے تھے اور قیام یا تندرستی سے پہلے مر گئے تو ان کے فدیہ کی وصیت مرنے والے پر لازم نہیں اور جس پر کہ وہ قادر ہو گیا تھا اور وہ اس کے ذمہ باقی رہ گیا تو اس کی وصیت کرنا مرنے والے پر واجب ہے، پس اس کا ولی اس کے ترکہ کے تہائی حصہ میں سے فدیہ نکالے گا۔ اور اگر وصیت نہیں کی اور اس کے ولی نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تو جائز ہوگا۔

(فدیہ کی مقدار) ہر دن کے روزہ کے عوض میں اور ہر وقت کی نماز حتیٰ کہ وتر نماز کے عوض گیہوں کا آدھا صاع یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اور یہ درست نہیں کہ ولی میت کی طرف سے روزہ رکھ لے اور نہ یہ درست ہے کہ میت کی طرف سے نماز پڑھ لے، اور جس مال کی وصیت کی تھی اگر ان فدیوں کے لئے پورا نہ ہو جو اس پر واجب تھے تو (حیلہ یہ ہے کہ) ولی اس مقدار کا جو اس کے پاس ہو فقیر کو دیدے تو اس مقدار کے بموجب میت سے فدیہ ساقط ہو جائے گا پھر اس مال کو فقیر ہبہ کر دے اور ولی اس پر قبضہ کر لے پھر ولی مال فقیر کو دیدے تو اس کی بمقدار میت سے ساقط ہو جائے گا پھر اس مال کو ولی کے لئے ہبہ کر دے اور ولی اس پر قبضہ کر لے پھر اس کا ولی فقیر کو دیدے، اسی طرح کرتا رہے یہاں تک کہ جتنی نمازیں اور روزے میت پر واجب تھے وہ ساقط ہو جائیں گے۔ اور چند نمازوں کا فدیہ ایک کو اکٹھا دینا جائز ہے بخلاف قسم کے کفارہ کے (واللہ اعلم)

توضیح **وعلیہ الوصیۃ**: یعنی اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر کے محض سستی کے باعث روزہ نہ رکھتا تھا تو اس کا حکم بھی یہی ہے امید ہے کہ خداوند عالم اپنے فضل و کرم سے اس کا فدیہ قبول فرمالے گا۔ نیز کفارہ یا کسی اور قسم کے واجب روزوں کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔

وان لم یوص: یعنی اگر وصیت نہیں کی یا جس قدر فدیہ واجب ہے وہ تہائی مال سے زائد

الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعِ ؛

فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا بیان

ترجمہ قضا اور وقت کی نمازوں میں نیز چند قضا نمازوں میں ترتیب لازم ہے۔ یہ ترتیب تین چیزوں میں سے ایک کے پائے جانے سے ساقط ہو جاتی ہے صحیح مسلک کے مطابق۔ وقتِ مستحب کی تنگی، فراموشی، اور جب کہ وتر کے علاوہ قضاء نمازیں چھ ہو جائیں کیونکہ وتر کو مسقط ترتیب نہیں شمار کیا جاتا اگرچہ اس کی ترتیب لازم ہے اور قضاء نمازوں کی قلت کیطرف عود کر آنے سے ترتیب نہیں عود کرتی اور پہلی چھ قضا نمازوں کے بعد نئی نماز کے فوت ہو جانے سے بھی ترتیب نہیں عود کرتی، ان دونوں مسئلوں میں صحیح مذہب یہی ہے۔ پس اگر کوئی فرض نماز کسی قضاء نماز کے خواہ وہ وتر ہی ہو یاد ہوتے ہوئے پڑھے تو فرض نماز موقوف طور پر فاسد ہو جائے گی، چنانچہ متروکہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے جن نمازوں کو پڑھا ہے اگر ان میں سے پانچویں نماز کا وقت نکل جائے تو اس کی تمام نمازیں صحیح ہو جائیں گی اس کے بعد متروکہ نماز ادا کرنے سے یہ پڑھی ہوئی نمازیں باطل نہ ہوں گی اور اگر متروکہ نماز کو پانچوں نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پڑھ لیا تو وہ تمام نمازیں جن کو اس متروکہ نماز سے پہلے اس متروکہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے پڑھا تھا اس کی وصفِ فرضیت باطل ہو جائیگی، اور نفل ہو جائے گی۔ اور جب قضا نمازیں زیادہ ہو جائیں تو ہر نماز کے متعین کرنے کی ضرورت ہو گی، پھر اگر اپنے اوپر سہولت چاہے تو (مثلاً اس طرح) نیت کرے کہ سب سے پہلی ظہر جو اس پر واجب ہے یا سب سے آخری ظہر جو اس پر واجب ہے، اور ایسے ہی دو رمضان کے روزے ان کے معین کرنے کی ضرورت ہے دو مختلف صحیحوں میں سے ایک کی بناء پر اور جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہو وہ اگر احکام شریعت سے ناواقفیت کا عذر کرے تو اس کا عذر قابلِ قبول ہوگا۔

توضیح **الترتیب** : یعنی چھ نمازوں سے کم میں ترتیب لازم ہے۔

ضیق الوقت المستحب : یعنی اگر قضا اور وقتی نماز کو جمع کرنے کی گنجائش نہ ہو تو اصح قول کے مطابق وقتی کو اس کے وقت مستحبہ میں ادا کرے مثلاً ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکا تھا اور عصر کا وقت بھی اتنا گذر گیا کہ اب پہلے ظہر کی نماز پڑھتا ہے تو آفتاب میں زردی آجائے گی اور عصر کا وقت غیر مستحب میں شروع ہو جائے گا تو اس صورت

میں ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

وَإِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ الخ: یعنی جس طرح چھ نمازوں کے چھوٹ جانے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اگر ان میں چھٹی نماز وتر ہو تو ساقط نہ ہو گی۔

وآن لزم: یعنی اگر وتر چھوٹ گئی تھی تو صبح کے فرضوں سے پہلے ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر یاد ہونے اور گنجائش کیوقت کے باوجود ان کو ادا نہیں کیا اور نماز صبح پڑھ لی تو درست نہ ہو گی۔

وَلَمْ يَعد: یعنی اگر کسی شخص کی بہت سی نمازیں فوت ہو گئیں مثلاً پندرہ نمازیں قضاء تھیں، دس نمازیں ادا کر لی اب صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں تو اب باوجودیکہ پانچ نمازوں کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط نہیں ہوتی مگر ساقط شدہ ترتیب اس وقت تک دوبارہ ثابت نہ ہو گی جب تک قضاء نمازیں ادا نہ ہو جائیں مگر طحطاوی نے یہ ثابت کیا ہے کہ صحیح مسلک یہی ہے کہ ترتیب ثابت ہو جاتی ہے۔ بہر حال احتیاط اسی میں ہے کہ ترتیب کو ثابت مانا جائے۔

ولَا بِفَوْتِ: مثلاً ایک سال بیشتر چھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں جو ابتک ادا نہیں کی اب ایک نماز اور قضاء ہو گئی تو چونکہ یہ پہلے سے صاحب ترتیب نہ تھا لہٰذا اس نئی قضاء کے متعلق بھی ترتیب لازم نہ ہو گی۔

فَسَدَ فَرْضُهُ فَسَادًا مَوْقُوْفًا الخ: عبارت موقوف کا مطلب یہ بتایا جا رہا ہے یعنی قطعی طور پر ان کو فاسد نہ کہا جا سکے بلکہ ایک شکل کے پیدا ہونے پر ان کے فساد اور ان کے صحت کا حکم موقوف ہو گا۔

بَابُ إِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

إِذَا شَرَعَ فِي فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَأُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدٰى إِنْ لَمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ أَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ وَإِنْ سَجَدَ فِي رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيْرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدٰى مُفْتَرِضًا وَإِنْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدٰى مُتَنَفِّلًا إِلَّا فِي الْعَصْرِ وَإِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَأُقِيْمَتْ

قَبْلَ سُجُوْدِهٖ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيْمَةٍ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيْبُ أَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَأُقِيْمَتْ سَلَّمَ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْأَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِي صَلٰوةِ الْفَرْضِ اِقْتَدٰى بِهٖ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا فِي الْفَجْرِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَهٗ وَإِنْ لَمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا وَلَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهٖ قَبْلَ شَفْعِهٖ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا وَاخْتُلِفَ فِيْ مُدْرِكِ الثَّلَاثِ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرْضِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَ الْوَقْتِ وَإِلَّا فَلَا وَمَنْ أَدْرَكَ إِمَامَهٗ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتّٰى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهٗ لَمْ يُدْرِكِ الرَّكْعَةَ وَإِنْ رَكَعَ قَبْلَ إِمَامِهٖ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ فَأَدْرَكَهٗ إِمَامُهٗ فِيْهِ صَحَّ وَإِلَّا لَا وَكُرِهَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ إِلَّا إِذَا كَانَ مُقِيْمَ جَمَاعَةٍ أُخْرٰى وَإِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ مُنْفَرِدًا لَا يُكْرَهُ إِلَّا إِذَا أُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيَقْتَدِيْ فِيْهِمَا مُتَنَفِّلًا وَلَا يُصَلِّيْ بَعْدَ صَلٰوةٍ مِثْلَهَا ۔

ادراکِ فریضہ کا بیان

ترجمہ جب کوئی فرض نماز تنہا شروع کردی پھر اس فرض کی جماعت کی تکبیر کہدی گئی تو فرض توڑدے اور امام کے پیچھے اقتداء کرے بشرطیکہ اس فرض کا جس کو تنہا

شروع کرلیا تھا سجدہ نہ کیا ہو، ایک رکعت نہ پڑھی ہو یا سجدہ کرلیا تھا رباعی نماز کے علاوہ میں۔ اور اگر چار رکعت والی نماز میں سجدہ کرلیا تھا تو اس کے ساتھ دوسری رکعت اور ملالے اور سلام پھیر دے تاکہ اس کی دو رکعت نفل ہو جائیں اس کے بعد فرض نماز ادا کرنے کے لئے امام کے پیچھے نیت باندھ لے۔ اور اگر چار رکعت والی نماز میں تین رکعت پڑھ چکا تھا تو انھیں کو پورا کرلے پھر نفل کی نیت سے امام کے پیچھے اقتدا کرے مگر عصر کی نماز، فرضوں کے بعد نفل جائز نہیں اور اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا تھا اس کے سجدے سے پہلے تکبیر کہدی گئی ہو تو صحیح مذہب کے مطابق کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر کر نماز توڑ دے، اور اگر جمعہ کی سنت میں مشغول تھا کہ خطیب نکل آیا، یا ظہر کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ تکبیر کہہ دی گئی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دے یہی زیادہ مدلل ہے پھر فرض کے بعد سنتوں کی قضاء کرے اور جو شخص مسجد میں حاضر ہوا اور امام فرض کی نماز میں تھا تو اس کے پیچھے نیت باندھ لے اور سنتوں میں مشغول ہو کر امام سے اعراض نہ کرے مگر فجر کی نماز میں اگر نماز با جماعت کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو، اگر خطرہ ہو تو سنتوں کو چھوڑ دے، اور فجر کی سنتیں فرض کے ساتھ فوت ہونے کی شکل ہی میں ادا کی جائیں گی اور ظہر سے پہلے کی سنتیں ظہر کے وقت میں ظہر کی دوگانہ سنتوں سے پہلے ادا کرے۔ اور ایک رکعت کو پالینے سے ظہر کو با جماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا، ہاں جماعت کا ثواب پالیا اور تین رکعتوں کے پانے والے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور اگر فوت وقت کا خطرہ نہ ہو تو فرض سے پہلے نفلیں پڑھ لے ورنہ نہ پڑھے اور جس شخص نے امام کو رکوع کرتے ہوئے پایا پھر اس نے تکبیر کہی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو اس شخص نے اس رکعت کو نہیں پایا۔ اور اگر امام سے پہلے امام کی اتنی قرارت کے بعد جس سے نماز ہو جاتی ہے رکوع کرلیا تھا پھر اس کو اس امام نے رکوع میں پالیا تو (مقتدی کا رکوع) درست ہو گیا ورنہ نہیں۔ اور اس مسجد سے جس میں اذان پڑھ دی گئی اس کا نکلنا مکروہ ہے تاآنکہ یہ نماز پڑھ لے۔ مگر جب کہ کسی دوسری جماعت کو قائم کرنیوالا ہو (یعنی اس کا ذمہ دار ہو) اور اگر اپنی نماز تنہا پڑھ لینے کے بعد اس مسجد سے نکلا تو مکروہ نہیں ہے لیکن جب کہ جماعت کھڑی ہوگئی اس کے نکلنے سے پہلے تو مسجد سے نکلنا مکروہ ہے، ظہر اور عشاء میں (کیونکہ ان دونوں نمازوں میں یہ جائز ہے کہ) نفل کی نیت سے دوبارہ امام کے پیچھے نماز پڑھ لے اور کسی نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے۔

توضیح

اِدراک: اس کے لفظی معنیٰ ہیں پالینا۔ یہاں پر مراد فرض نماز کا پالینا اگر عبادت کو بغیر کسی عذر کے توڑ دے گا تو حرام ہے شرط یہ ہے کہ قصداً توڑ دے، اور اگر عبادت کی تکمیل کے لئے توڑے تو تکمیل ہو جائیگی۔

فی فرض : مصنفؒ یہاں پر فرض کو مطلقًا ارشاد فرما رہے ہیں، خواہ فرض ادا ہو یا فرض قضا ہو۔ دونوں برابر ہیں۔ ہاں فرض کی قید لگا دینے کے بعد نفل نکل گئی۔

فاقیمت الجماعۃ : یعنی امام نے تکبیر کہدی اور اگر تین رکعت پوری کر چکا تھا اور چوتھی رکعت پڑھ رہا تھا اس وقت جماعت شروع ہوئی تو اب اس کو یہی نماز پوری کرنی چاہئے اس کا توڑنا جائز نہیں۔ ہاں ظہر اور عشاء میں امام کے ساتھ نفل کی نیت سے دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔

ثم قضٰی : یہ پہلے گذر چکا کہ تکبیر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امام تکبیر تحریمہ کہدے۔ محض تکبیر مراد نہیں یہی یہاں بھی خیال رکھنا چاہئے کہ خطیب کے آجانے سے مطلب یہ ہے کہ خطبۂ جمعہ شروع ہو جائے چنانچہ اذانِ جمعہ کے وقت سنتیں پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ومن حضر : یعنی جو شخص مسجد میں ایسے وقت میں پہونچے کہ جماعت ہو رہی ہو تو پہلے جماعت میں شامل ہو جائے پھر سنتیں پڑھے البتہ صبح کی نماز میں جائز ہے کہ پہلے سنتیں پڑھ لے مگر شرط یہ ہے کہ اس کو اطمینان ہو کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی۔

ولم تقض الخ : اس مسئلہ میں احناف کا اختلاف ہے کہ اگر صرف سنت فجر چھوٹ جائے تو انکو سورج نکلنے کے بعد ادا کرے گا یا نہیں۔ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فجر کی سنت ادا نہ کریگا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر صرف سنتیں رہ جائیں تب بھی آفتاب نکلنے کے بعد سے زوال آفتاب تک انکی قضا ہوگی، یہ خیال رہے کہ قضا مسنون ہے یا نہیں لہٰذا اگر قضا کر لی جائے تو قباحت کسی کے نزدیک نہیں۔

قبل شفعہا : مصنفؒ کے نزدیک یہی بہتر ہے مگر شیخ الاسلام نے مبسوط میں اس کو ترجیح دی ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھ لی جائیں، اس کے بعد چار رکعت پڑھی جائیں۔ اور اس کی تائید میں حضرت عائشہؓ کی حدیث پیش کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی سنتیں پہلے نہ پڑھ سکتے تھے تو دو رکعت کے بعد ادا فرماتے تھے۔

فائدہ : جمعہ سے پہلے کی چار رکعت سنتوں کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں بھی یہی دو قول ہیں۔ (مراقی الفلاح)

بل ادرک : اس مسئلہ کا تعلق درحقیقت قسم اور عہد کے مسائل سے ہے۔ یعنی اگر کسی شخص نے مثلاً قسم کھائی کہ آج ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی تو میرا غلام آزاد ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر اس شخص کو صرف ایک رکعت جماعت سے ملی تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ایک رکعت کے ملنے کو عُرفًا باجماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا لہٰذا اس شخص کی قسم پوری نہیں ہوئی اور غلام آزاد نہ ہوگا۔ البتہ ایک رکعت بلکہ قعدۂ اخیرہ مل جانے پر بھی جماعت کا ثواب مل جائیگا (واللہ اعلم)

لیکن اگر قسم یا عہد میں لفظ جماعت کے بجائے یہ کہا تھا کہ اگر ظہر کی جماعت مل گئی تو اس کا غلام آزاد ہو جائیگا کیونکہ ملنے نہ ملنے کا مدار آخری حصہ پر ہوتا ہے ۔ (واللّٰہ اعلم بالصواب) ۔ لیکن اگر اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ جماعت کا ادراک نہیں کرے گا تو اس صورت میں حانث ہو جائے گا۔

وَاختلف الخ : اور اگر اس نے تین رکعت پالی تو اس بارے میں اختلاف ہے لہٰذا اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ نمازِ ظہر یا نمازِ مغرب جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے گا تو شمس الائمہ کے نزدیک وہ حانث ہو جائے گا کیونکہ اکثر حصہ جماعت کا پایا گیا اور اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے۔

وَمَن ادرك الخ: اگر امام کے ساتھ رکوع کے اندر شامل ہو گیا تو اس کو رکعت مل گئی اور اگر امام سجدہ کے اندر تھا تو سجدہ میں ہونے سے رکعت نہیں ملے گی مگر یہ بے ادبی بھی درست نہیں کہ کھڑا رہے اور سجدہ میں شامل نہ ہو لہٰذا سجدہ میں شریک ہونا واجب ہے۔

فَاِن رکع : یعنی اگر امام سے پہلے رکوع کر لیا پھر امام کے رکوع کرنے تک یہ رکوع میں رہا تب تو اس کی نماز ہو گئی اگرچہ مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر امام سے پہلے ہی سر اٹھا لیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

وَکُرِہ خروجہٗ : یعنی ظہر اور عشاء کی نماز میں نکلنا مکروہ ہے باقی عصر، صبح، مغرب میں اس کو مسجد سے نکلنا جائز ہے کیونکہ صبح اور عصر کے بعد نفل نماز جائز نہیں اور مغرب کی تین رکعتیں ہوتی ہیں اور تین رکعت کی نفل نہیں ۔

ولَا یصلی الخ : یعنی یہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے۔ اس کے چند معنیٰ بیان کئے گئے ہیں (۱) دو رکعت قرارت سے اور دو رکعت بلا قرارت نہ پڑھی جائیں۔ (۲) ثواب کے شوق میں بار بار فرض نہ پڑھی جائیں۔ (۳) بلا وجہ فساد کا وہم ہو گیا تو نماز نہ لوٹائی جائے (۴) اسی جگہ دوبارہ اس نماز کی جماعت نہ کی جائے۔

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ

-يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيْمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَإِنْ تَكَرَّرَ وَإِنْ كَانَ تَرْكُهٗ عَمْدًا اَثِمَ وَوَجَبَ إِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا وَلَا يَسْجُدُ فِي الْعَمْدِ وَقِيْلَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ، تَرْكُ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ اَوْ تَاخِيْرُهٗ سَجْدَةً مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى اِلٰى اٰخِرِ الصَّلٰوةِ وَتَفَكُّرُهٗ عَمْدًا حَتّٰى شَغَلَهٗ عَنْ رُكْنٍ وَيُسَنُّ الْاِتْيَانُ

بِسُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْتَفِي بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِيْنِهٖ فِي الْأَصَحِّ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيْهًا وَيَسْقُطُ سُجُوْدُ السَّهْوِ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُوْدِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَلْزَمُ الْمَأْمُوْمَ بِسَهْوِ إِمَامِهٖ لَا بِسَهْوِهٖ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوْقُ مَعَ إِمَامِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ بِقَضَاءِ مَا سُبِقَ بِهٖ

سجدۂ سہو کا بیان

ترجمہ دو سجدے التحیات اور سلام کے ساتھ واجب ہوتے ہیں، کسی واجب کو سہوًا چھوڑ دینے کے باعث اگرچہ (واجب کو سہوًا چھوڑ دینا) مکرر ہوا ہو۔ اور اگر قصدًا واجب کو چھوڑ دیا تو گنہگار ہوگا اور نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا اس کی کمی پورا کرنے کے لئے اور قصدًا چھوڑ دینے کی شکل میں سجدۂ سہو نہیں آتا۔ اور کہا گیا ہے کہ مگر تین میں یعنی صرف تین شکلوں میں قصدًا ترکِ واجب پر سجدۂ سہو ہوگا۔ (۱) قعدۂ اولیٰ کو چھوڑ دینا (۲) پہلی رکعت کے سجدہ کو نماز کے آخری حصہ تک مؤخر کر دینا (۳) قصدًا غور و فکر کرنا۔ اتنی دیر کہ اس کو کسی ایک رکن سے بے پرواہ رکھے۔ اور سلام کے بعد سجدۂ سہو ادا کرنا مسنون ہے۔ اور داہنی جانب ایک سلام پھیر دینے پر اکتفاء کی جا سکتی ہے (صحیح تر مذہب کے بموجب) پس اگر سلام سے پہلے سجدۂ سہو کر لے تو مکروہ تنزیہی ہے اور سجدۂ سہو معاف ہو جاتا ہے فجر کی نماز میں سلام کے بعد آفتاب کے طلوع ہو جانے سے اور عصر کی نماز میں (سلام کے بعد) آفتاب کے سرخ ہو جانے سے اور سلام کے بعد کسی ایسی چیز کے پائے جانے سے جو بناء کے لئے مانع ہو اور مقتدی پر امام کے سہو کے باعث سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ خود مقتدی کے اپنے) سہو سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اور مسبوق اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے، پھر ان (رکعتوں کو) ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو جن میں وہ مسبوق ہوا ہے۔

توضیح اب تک مصنفؒ نماز قضا و ادا کے مسائل کو ذکر کر رہے تھے جب ان امور سے فارغ ہو گئے تو اب ان نمازوں کے درمیان اگر کسی قسم کی

کمی رہ جائے تو اسکی تکمیل کی صورت کو واضح فرما رہے ہیں۔

یَجِبُ : سجدۂ سہو کے واجب یا سنت ہونے میں اختلاف ہے اکثر مشائخ واجب قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں نقصان کی تکمیل ہے اور اس کو نماز ہی میں ادا کرنا ممکن ہے اس وجہ سے واجب ہے جس طرح حج کے نقائص کو پورا کرنے کے لئے حج میں دم ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عمل فرمایا ہے اور اس پر مواظبت بھی فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ترکِ واجب پر ہی سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ اور اگر عمدًا ترکِ واجب ہوا ہے تو سجدۂ سہو سے اس کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اور صاحبِ قدوری نے اس کو سنت کہا ہے۔ نیز سجدۂ سہو پہلے والے تشہد کو ختم کر دیتا ہے اس وجہ سے کہ اس کے بعد دوبارہ تشہد پڑھا جائے گا پھر اس کے بعد باقی دعا۔

وَاِنْ تَکَرَّرَ : یعنی ایک واجب دوبارہ چھوٹ گیا یا کوئی دوسرا واجب چھوٹ گیا تو اس صورت میں ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہے۔ علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے لئے لازم نہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ چھوٹ جائے، رکوع اور سجود میں تعدیل چھوٹ جائے یا قعدۂ اولیٰ چھوٹ جائے تو ایسی صورت میں ایک ہی سجدۂ سہو کافی ہے۔

اَوْ تَاخِیْرٍ الخ : یعنی پہلی کی کوئی تخصیص نہیں ہر رکعت کا یہی حکم ہے اور آخری حصہ کی تخصیص نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت کا دوسرا سجدہ دوسری رکعت کے بعد ادا کیا۔

وَیُسَنُّ الْاِتْیَانُ : یعنی سجدۂ سہو سے پہلے سلام کا پھیرنا مسنون ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ واجب ہے مگر قولِ اول راجح ہے۔

فِی الْاَصَحِّ : ہدایہ میں ہے کہ دونوں طرف سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرے مگر صحیح اور راجح یہی ہے کہ ایک طرف سلام پھیرے کیونکہ شیخ الاسلام خواہر زادہ فرماتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا بات چیت کا حکم رکھتا ہے۔

وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوْقُ فِیْمَا یَقْضِیْهِ سَجَدَ لَهٗ اَیْضًا لَا اللَّاحِقُ وَلَا یَاْتِی الْاِمَامُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ فِی الْجُمُعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ اِلَیْهِ مَالَمْ یَسْتَوِ قَائِمًا فِیْ ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ وَهُوَ الْاَصَحُّ وَالْمُقْتَدِیْ کَالْمُتَنَفِّلِ یَعُوْدُ وَلَوِ اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَاِنْ عَادَ وَهُوَ اِلَی الْقِیَامِ اَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ کَانَ اِلَی الْقُعُوْدِ اَقْرَبَ لَا سُجُوْدَ عَلَیْهِ فِی الْاَصَحِّ

وَاِنْ عَادَ بَعْدَ مَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا اِخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِيْ فَسَادِ صَلٰوتِهٖ وَاِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَخِيْرِ مَا لَمْ يَسْجُدْ وَ سَجَدَ لِتَاخِيْرِهٖ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَاِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهٗ نَفْلًا وَضَمَّ سَادِسَةً اِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَا يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الْاَصَحِّ وَاِنْ قَعَدَ الْاَخِيْرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَاِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهٗ وَضَمَّ اِلَيْهَا اُخْرٰى لِتَصِيْرَ الزَّائِدَتَانِ لَهٗ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِيْ شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا اٰخَرَ عَلَيْهِ اِسْتِحْبَابًا فَاِنْ بَنٰى اَعَادَ سُجُوْدَ السَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدٰى بِهٖ غَيْرُهٗ صَحَّ اِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِلَّا فَلَا يَصِحُّ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَاِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَا لَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ اَوْ يَتَكَلَّمْ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلِّ رُبَاعِيَّةٍ اَوْ ثُلَاثِيَّةٍ اَنَّهٗ اَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ اَنَّهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَاِنْ طَالَ تَفَكُّرُهٗ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتّٰى اسْتَيْقَنَ اِنْ كَانَ قَدْرَ اَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ وَاِلَّا لَا ؞

ترجمہ اور اگر مسبوق اس حصہ میں جس کو ادا کر رہا ہے بھول جائے تو اس کے لئے سجدہ کرے لاحق نہیں اور امام جمعہ اور عیدین میں سجدۂ سہو نہ کرے۔ اور جو شخص فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ کو بھول جائے (ظاہر روایت کے مطابق) وہ اس وقت تک قعدۂ اولیٰ کے لئے لوٹ آئے یعنی بیٹھ جائے جب تک سیدھا نہ کھڑا ہوا اور یہی صحیح تر ہے۔ اور مقتدی نفل نماز پڑھنے والے کیطرح قعدۂ اولیٰ کیطرف لوٹ آئے اگرچہ وہ پورا کھڑا ہوگیا ہو پھر اگر وہ اس حالت میں کہ وہ قیام کے زیادہ قریب تھا قعدۂ اولیٰ کیطرف لوٹا ہے تو سجدہ سہو کریگا۔

اور اگر وہ قعود سے زیادہ قریب تھا تو صحیح مذہب میں اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور اس کے بعد کہ وہ پورا کھڑا ہو گیا تھا قعدہ کی طرف لوٹا ہے تو فسادِ نماز کے بارے میں تصحیح مختلف ہوئی ہے۔ اور اگر آخری قعدہ بھول گیا تھا تو لوٹ آئے جب تک سجدہ نہ کرے اور چونکہ اس نے اس فرض قعدہ کو مؤخر کر دیا ہے لہٰذا سجدۂ سہو کرے پھر اگر لوٹا نہیں اور سجدہ کر لیا تو اس کا فرض نفل ہو جائے گا اور چھٹی رکعت کو چاہے تو ملا لے خواہ عصر کی نماز میں ہو اور فجر کی نماز میں چوتھی رکعت کو ملا لے اور صحیح قول کے مطابق ان دونوں نمازوں میں یعنی چھٹی اور چوتھی رکعت بڑھانے میں کراہت نہیں ہے اور صحیح قول کے مطابق سجدۂ سہو بھی نہ کرے گا۔ اور اگر آخری قعدہ کر لیا تھا پھر (بھول کر) کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور التحیات کے دوبارہ پڑھنے کے بدون سلام پھیر دے پھر اگر (زائد رکعت کا) سجدہ کر لیا تھا تو اس کا فرض باطل نہ ہوا اور زائد رکعت کے ساتھ اور رکعت ملا لے تاکہ دو زائد رکعتیں نفل ہو جائیں اور سجدہ سہو کرے۔ اور نفل کے دوگانہ میں سجدۂ سہو کر لیا تھا تو اب مستحب ہے کہ دوسرا دوگانہ (اس سے پہلے دوگانہ) پر نہ جوڑے پھر اگر دوسرا دوگانہ جوڑ لیا (تو مذہب مختار میں دوسرے دوگانہ کے ختم پر) دوبارہ سجدہ سہو کرے۔ جس شخص پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے سلام پھیر لیا تھا اب کسی دوسرے شخص نے اس کے پیچھے نیت باندھ لی تو اگر امام سجدۂ سہو کر لے تو اس کی اقتداء صحیح ہوگی اور اگر امام نے سجدۂ سہو نہ کیا تو اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی اور جب تک قبلہ سے نہ مڑ جائے یا کلام نہ کرے سجدۂ سہو کر سکتا ہے اگرچہ نماز ختم کرنے کی ہی نیت سے سلام پھیرا ہو۔ اور اگر چار رکعت یا تین رکعت والی نماز پڑھنے والے کو وہم ہو گیا کہ اس نے پوری نماز پڑھ لی ہے چنانچہ سلام پھیر دیا پھر علم ہوا کہ اس نے دو رکعت پڑھی تھیں تو (چار یا تین رکعت کو) پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر دیر تک غور کرتا رہا اور جب تک یقین نہ ہو گیا سلام نہ پھیرا تو اگر یہ غور ایک رکن ادا کرنے کی مقدار تک تھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے ورنہ نہیں۔

توضیح

اللاحق: لاحق وہ شخص ہے جس نے نماز کا ابتدائی حصہ امام کیساتھ ادا کیا تھا اس کے بعد امام کی نماز ختم ہو گئی مگر اس کی نماز باقی رہ گئی مثلاً نماز میں اس کا وضو ٹوٹ گیا تھا اس نے شرائط کے بموجب دوسرا وضو کیا اور امام کے ساتھ شامل ہوا یا سو گیا اور ایک رکعت گذر گئی اتنی دیر میں جتنی رکعتیں اس کی جاتی رہیں ان کو امام کے بعد ادا کرے گا اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس پر سجدہ نہیں کیونکہ وہ اس باقی ماندہ نماز کی ادائیگی میں مقتدی ہی مانا جاتا ہے۔ لیکن اگر مقیم نے مسافر کے پیچھے نماز پڑھی تھی اب وہ امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی دو رکعت ادا کرتے ہوئے کچھ بھول گیا تو اس

صورت میں صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ سجدۂ سہو کرے باوجودیکہ لاحق کی تعریف اس پر صادق آتی ہے۔

وَلَا یَاتِی الْاِمَامُ الخ : مصنفؒ اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ اور عیدین میں سجدۂ سہو نہیں ہے مگر حضراتِ مشائخ و متقدمین ان میں سجدۂ سہو کے قائل ہیں، ہاں حضراتِ متأخرین عدمِ جواز کے قائل تو نہیں بلکہ اولویت کے قائل ہیں کہ موجودہ زمانہ میں ترک اولیٰ ہے کیوں کہ اس سے فتنہ کا اندیشہ ہے کہ لوگ فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ شامی نیز بعض علماء نے اس کی تصریح کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اگر مجمع کثیر ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے ورنہ نہیں اور قلیل مجمع میں اولیٰ ہے کہ سجدۂ سہو کر لیا جائے۔

وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْاَوَّلِ الخ : اگر نفلوں کی نیت دو رکعت تھی۔ اور اگر چار رکعت کی نیت باندھ رکھی ہے تو تاتارخانیہ میں ہے کہ بیٹھے نہیں بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کرے۔

وَھُوَ الْاَصَحّ : صاحبِ قدوری و صاحبِ ہدایہ وغیرہ نے اس کو اختیار فرمایا ہے اور اگر قیام کے قریب ہو گیا ہو تو قعدہ کی طرف نہ لوٹے بلکہ قیام کرے اور پھر اس کے بعد سجدۂ سہو کرے کہ ترکِ واجب لازم آگیا۔ اور پہلی صورت میں سجدۂ سہو کرے یا نہ کرے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض تو اس بات کے قائل ہیں کہ سجدۂ سہو کیا جائے گا اور بعض کے نزدیک نہیں مگر صحیح یہی ہے کہ نہ کرے۔

فائدہ : اگر نصف اول برابر نہیں ہوا تو اب یہ اقرب الی القعدہ ہے۔ اور اگر برابر ہو گیا تو اسے اقرب الی القیام کہا جائے گا۔

فَاِنْ سَجَدَ الخ : یعنی پانچویں رکعت میں بیٹھا نہیں حتیٰ کہ اس کا سجدہ کر لیا تو فرض فرض نہ رہے گا یہ تمام رکعتیں نفل ہو گئیں اور اب اگر چاہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے۔ چھ رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

وَسَلَّمَ مِنْ غَیْرِ اِعَادَۃِ التَّشَھُّدِ الخ : یعنی اگر بیٹھنے کے بعد التحیات پڑھے بغیر سلام پھیر دیا تب بھی نماز ہو گئی نیز اگر کھڑے کھڑے سلام پھیر دیا تو اگرچہ خلافِ سنت ہے مگر نماز ہو جائے گی

وَسَجَدَ لِلسَّھْوِ الخ : نفل کی قید اس لئے لگائی کہ فرضوں میں مثلاً مسافر نے دو رکعت پڑھ کر سجدۂ سہو کرنے کے بعد ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا تو جس طرح اس پر یہ لازم ہو گا کہ دو رکعت اور ملائے اسی طرح اس پر یہ بھی لازم ہو گا کہ سجدۂ سہو چار رکعت کے اخیر میں دوبارہ کر لے کیونکہ پہلا سجدہ نماز کے بیچ میں آجانے کے باعث بیکار ہو گیا۔

وَاِنْ سَجَدَ : اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ امام نے سلام پھیر دیا مگر سجدۂ سہو جو کہ واجب تھا اس کو نہیں کیا اب کسی نے اس کی اقتداء کر لی اور مقتدی نے سجدۂ سہو میں امام کی اتباع کر لی تو یہ اقتداء جائز ہو جائے گی۔

فَصْلٌ فِي الشَّكِّ

تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِهَا اِذَا كَانَ قَبْلَ اِكْمَالِهَا وَهُوَ اَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهٗ مِنَ الشَّكِّ اَوْ كَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهٗ فَلَوْ شَكَّ بَعْدَ سَلَامِهٖ لَا يُعْتَبَرُ اِلَّا اَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّرْكِ وَاِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهٖ فَاِنْ لَمْ يَغْلِبْ لَهٗ ظَنٌّ اَخَذَ بِالْاَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنَّهَا اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ ؛

فصل شک کے بیان میں

ترجمہ نماز کی رکعتوں میں شک پڑجانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے بشرطیکہ شک نماز کو پوری کرنے سے پہلے ہو اور بشرطیکہ یہ پہلا شک ہو جو اس کو پیش آیا ہو یا شک اس کی عادت نہ ہو، چنانچہ اگر سلام کے بعد شک ہوا تو اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا مگر اس صورت میں کہ کسی فرض یا واجب کے چھوڑ دینے کا یقین ہو جائے۔ اور اگر شک اکثر ہو جاتا ہو تو غالب گمان پر عمل کریگا، پھر اگر کوئی گمان غالب نہ ہو تو رکعتوں کی تعداد میں جو کم تعداد ہو اس کو مان لے اور ہر رکعت کے بعد بیٹھ جائے جس کو نماز کی آخری رکعت خیال کرتا ہو۔

توضیح **اذا کان** ؛ یعنی نماز کے بعد یا قعدۂ اخیرہ میں مقدارِ تشہد کے بعد شک ہو تو نماز باطل نہ ہوگی۔

غَیْرَ عَادَۃٍ ؛ یعنی شک اس کی عادت نہ ہو۔ اس قول کو شمس الائمہ سرخسیؒ نے بھی اختیار کیا ہے اور بعض علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد کبھی شک واقع نہیں ہوا، یہ پہلی مرتبہ ہے اور یہی قول اکثر مشائخؒ کا ہے اور اگر کسی عادل نے اس کو نماز سے فراغت کے بعد خبر دی مثلاً ظہر یا عصر کی نماز ہے کہ تم نے تین ہی رکعت پڑھی ہے تو احتیاطاً اسکو اعادہ کرلینا چاہیئے۔

اٰخر صلوتہٖ ؛ یعنی ایک شخص نمازِ ظہر پڑھ رہا تھا اس کو شک ہوگیا کہ دو رکعت پڑھی یا ایک

رکعت تو اس صورت میں اگر ظنِ غالب نہ ہو تو ایک شمار کی جائے اور اس میں قعدہ بھی کیا جائے کہ ممکن ہے کہ دو رکعت ہوگئی ہو، اس کے بعد پھر ایک رکعت پڑھی اور قعدہ کرے اور پھر ایک رکعت پڑھ لے اس کے بعد پھر قعدہ کرے تو ایسی صورت میں چار قعدے ہوگئے تو ان میں تیسرا اور چوتھا قعدہ تو فرض ہوگا اور پہلا اور دوسرا قعدہ واجب۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ

سَبَبُهُ التِّلَاوَةُ عَلَى التَّالِيْ وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيْحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِيْ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّلٰوةِ وَكُرِهَ تَاخِيْرُهُ تَنْزِيْهًا وَيَجِبُ عَلٰى مَنْ تَلَا اٰيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ مِنْ اٰيَتِهَا كَالْاٰيَةِ فِي الصَّحِيْحِ وَاٰيَاتُهَا اَرْبَعَ عَشَرَةَ اٰيَةً فِي الْاَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْاِسْرَآءِ وَمَرْيَمَ وَاُوْلَى الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَانْشَقَّتْ وَاِقْرَأْ وَيَجِبُ السُّجُوْدُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ وَاِنْ لَمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ اِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ وَالْاِمَامَ وَالْمُقْتَدِيَ بِهٖ وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوْا بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ سَجَدُوْا فِيْهَا لَمْ تُجْزِئْهُمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمْ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارِسِيَّةِ اِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِيْ وُجُوْبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ نَائِمٍ اَوْ مَجْنُوْنٍ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدٰى وَتُؤَدّٰى بِرُكُوْعٍ اَوْ سُجُوْدٍ فِي الصَّلٰوةِ غَيْرِ رُكُوْعِ الصَّلٰوةِ وَسُجُوْدِهَا وَيُجْزِئُ عَنْهَا رُكُوْعُ الصَّلٰوةِ اِنْ نَوَاهَا وَسُجُوْدُهَا وَاِنْ لَمْ يَنْوِهَا اِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَةِ

بِأَكْثَرَ مِنْ آيَتَيْنِ. وَلَوْ سَمِعَ مِنْ إِمَامٍ فَلَمْ يَأْتَمَّ بِهٖ أَوِ ائْتَمَّ فِيْ رَكْعَةٍ أُخْرٰى سَجَدَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ فِي الْأَظْهَرِ وَإِنِ ائْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ إِمَامِهٖ لَهَا سَجَدَ مَعَهٗ فَإِنِ اقْتَدٰى بِهٖ بَعْدَ سُجُوْدِهَا فِيْ رَكْعَتِهَا صَارَ مُدْرِكًا لَهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا أَصْلًا وَلَمْ تُقْضَ الصَّلٰوتِيَّةُ خَارِجَهَا.

سجدۂ تلاوت کا بیان

ترجمہ سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کا سبب پڑھنے والے نیز سننے والے کے لئے آیتِ سجدہ کا پڑھنا ہے صحیح مذہب میں۔ اور سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے بہ گنجائشِ تاخیر اگر نماز میں ادا نہ ہو، اور مؤخر کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اس شخص پر واجب ہوتا جو آیتِ سجدہ کو پڑھ لے اگرچہ فارسی زبان ہی میں پڑھے۔ اور حرفِ سجدہ کا پڑھ لینا آیتِ سجدہ کے کسی کلمہ کے ساتھ وہ کلمہ حرفِ سجدہ کے اول میں ہو یا بعد میں ہو پوری آیتِ سجدہ کے پڑھنے کے مثل ہے صحیح مذہب کے مطابق۔ آیتِ سجدہ چودہ ہیں۔ (۱) اعراف میں (۲) رعد (۳) نحل (۴) اسرار (۵) اور مریم میں (۶) سورۂ حج کا پہلا سجدہ (۷) سورہ فرقان (۸) سورۂ سجدہ (۹) نمل (۱۰) سورۂ ص (۱۱) حم سجدہ (۱۲) سورۂ نجم (۱۳) سورۂ انشقت (۱۴) سورا قرأ میں۔ اور سجدہ ہر اس شخص پر واجب ہوتا ہے جو آیتِ سجدہ کو سن لے اگرچہ سننے کا قصد نہ کیا ہو مگر حیض اور نفاس والی عورت اور امام اور اس کا مقتدی (کہ ان چاروں) پر سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اگر امام نے اور اس کے مقتدیوں نے اپنے سوا کسی اور شخص سے جو نماز میں شامل نہیں آیت سجدہ سن لی تو یہ لوگ نماز کے بعد سجدہ کریں گے، اور اگر نماز میں سجدہ کرلیں گے تو ان کے لئے کافی نہ ہوگا، البتہ ظاہر روایت کے مطابق ان کی نماز بھی نہ ٹوٹے گی اور معتمد مذہب کے مطابق آیتِ سجدہ کا ترجمہ فارسی یعنی عربی کے سوا سن لینے سے بھی اگر اس کو سمجھ جائے تو سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ اور نائم یا مجنون شخص سے آیتِ سجدہ سن لینے کی صورت میں وجوبِ سجدہ کے متعلق صحیح مذہب کے معین کرنے میں علماء کا اختلاف ہوا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب ہوگا، بعض کے نزدیک عدمِ وجوب صحیح ہے۔ اور پرندہ یا صدائے بازگشت سے آیت سجدہ سن لینے میں سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور نماز کے رکوع اور سجدہ کے سوا نماز میں رکوع یا سجدہ کرلینے سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

اور نماز کا رکوع بھی سجدۂ تلاوت کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ اگر سجدۂ تلاوت کی نیت کرلے، اور نماز کا سجدہ سجدۂ تلاوت کے لئے کافی ہو جاتا ہے اگر سجدۂ تلاوت کی نیت نہ بھی کی ہو (مگر رکوع یا سجدۂ نماز کا یہ حکم) جب ہے کہ تلاوتِ سجدہ کا جوش دو آیتوں سے زیادہ پڑھ لینے کے باعث منقطع نہ ہوا ہو۔ اور اگر امام سے آیتِ سجدہ کو سنا تھا پھر اس کی اقتداء نہیں کی یا دوسری رکعت میں اقتداء کی ظاہر روایت کے مطابق نماز سے باہر سجدۂ تلاوت ادا کریگا۔ اور اگر امام کے سجدۂ تلاوت ادا کرنے سے پہلے اس کی اقتداء کرلی تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کر لینے کے بعد اسی رکعت میں امام کے پیچھے نیت باندھ لی تو حکمی طور پر رکعت کی طرح اس سجدہ کا مدرک بھی ہو جائے گا چنانچہ اس کے بعد سجدۂ تلاوت نہ نماز میں ادا کرنا پڑے گا نہ نماز سے باہر۔ جو سجدہ نماز میں واجب ہوا ہے وہ نماز سے باہر ادا نہ کیا جائے۔

توضیح

تَسَبُّبُہَا الخ یعنی سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کا سبب پڑھنے والے پر بالاتفاق واجب ہو جاتا ہے۔ نیز سننے والے کے بارے میں صحیح مذہب یہی ہے کہ واجب ہوتا ہے، لہٰذا اگر پڑھنے والا بہرا تھا تو اس پر سجدہ واجب ہو گا اگرچہ وہ سن نہیں سکتا، اگر کوئی شخص اسی مجلس میں ہو اور سنا نہیں تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے۔

عَلَی التَّرَاخِیْ: یعنی سجدۂ تلاوت کو مؤخر کرکے ادا کرنا جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک سجدۂ تلاوت فوری واجب ہو جاتا ہے، نیز امام صاحبؒ سے بھی ایک قول یہی منقول ہے۔

وَیَجِبُ الخ: یعنی اردو انگریزی غرضیکہ ہر زبان کا یہی حکم ہے کیونکہ فارسی سے ہر ایسی زبان مراد ہے جو عربی نہ ہو۔

وَقِرَاءَۃُ حَرْفٍ: یعنی حرف سے مراد کلمہ ہے اور کلمۂ سجدہ اور حرفِ سجدہ سے وہ لفظ مراد ہے جو سجدہ کی جانب مشیر ہو مثلاً سورۂ اعراف میں ولہٗ یسجدون پر سجدہ ہوتا ہے اس کو کلمۂ سجدہ کہا جائے گا مگر صرف ولہٗ یسجدون زبان سے ادا کرنے سے سجدہ واجب نہیں ہو گا جب تک اس سے پہلا لفظ بھی ساتھ میں ملا کر نہ پڑھے البتہ سورۂ اقرأ میں جو کلمۂ سجدہ ہے اس کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے چنانچہ مختصر البحر میں ہے کہ وَاسْجُدْ پڑھکر ٹھہر گیا اس کے بعد دوسرا حصہ وَاقْتَرِبْ پڑھا تو باوجودیکہ کلمۂ سجدہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ مانا گیا ہے لیکن یہاں صرف ایک حصہ یعنی وَاسْجُدْ پڑھ لینے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

وَاِنْ لَمْ یَقْصِدِ السَّمَاعَ الخ: یعنی حیض اور نفاس والی عورت کو آیت سجدہ پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر پڑھ لیں تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہاں جو شخص ان سے سن لے اس پر واجب ہو گا، کافر یا جنبی شخص اگر آیتِ سجدہ پڑھ لے تو خود ان پر بھی سجدہ واجب ہو گا اور سننے والے پر بھی مگر چونکہ کافر کا سجدہ معتبر نہیں تو اس پر ترک سجدہ کے عذاب کا اور اضافہ ہو جائے گا، بچہ اگر سمجھدار ہے تو اس کی تلاوت سے سننے والے پر سجدہ واجب ہو گا، اور اگر نا سمجھ ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہو گا اور اسی طرح امام اور مقتدی پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

وَلَوْ سَمِعَهَا: یعنی صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک کسی مقتدی نے غلطی سے سجدہ کی آیت پڑھ لی جس کو امام نے یا جماعت کے مقتدی نے سن لیا تو اب سجدۂ تلاوت کسی پر واجب نہیں لیکن اگر کوئی دوسرا شخص جو نماز میں شریک نہیں تھا اس نے آیت سجدہ پڑھی تو امام اور مقتدی پر سجدہ واجب ہو گا وہ نماز کے بعد ادا کریں گے اور اگر سجدہ نماز میں کر لیا تو خلافِ اولیٰ ہے نیز اس سے نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ محض سجدہ کرنا نماز کے منافی نہیں ہے کیونکہ سجدہ خود عبادت ہے۔

اِذَا لَمْ یَنْقَطِعْ الخ: یعنی یہ حکم جب ہے کہ رکوع فوراً کر لیا ہو اور فوراً کا مطلب یہ ہے کہ دو آیتوں کا فصل نہ ہوا ہو۔

وَلَوْ سَمِعَ الخ: مختصر یہ ہے کہ نماز میں آیت سجدہ پڑھ لینے سے سجدہ واجب ہوتا ہے اس کے لئے اولیٰ اور مسنون شکل تو یہ ہے کہ ایک مستقل سجدہ کرے اور اگر سجدہ کے بجائے ایک زائد رکوع کرے تب بھی ادا ہو جائے گا نیز اگر زائد سجدہ یا رکوع نہ کیا اور نماز کے رکوع یا سجدہ ہی میں سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کی نیت کر لی تو یہ صحیح ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سجدہ کے بعد دو آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو۔ اور ایک صورت ہے کہ سجدۂ تلاوت نماز میں پڑھنے کی وجہ سے واجب ہو گیا تھا اب اس کو نماز کے باہر ادا کرے اور اگر ادا نہیں کیا اور قصداً چھوڑ دیا تو گنہگار ضرور ہے لہٰذا توبہ کرنی چاہئے۔ (واللہ اعلم)

وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ ثُمَّ اَعَادَ فِيْهَا سَجَدَ اُخْرٰى وَ اِنْ لَمْ يَسْجُدْ اَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَمَنْ كَرَّرَهَا فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْهُ وَلَوْ مُسْدِيًا اِلٰى غُصْنٍ

وَبِالْانْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ اِلٰى غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِيْ نَهْرٍ اَوْ حَوْضٍ كَبِيْرٍ فِي الْاَصَحِّ وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيْرًا وَلَا بِسَيْرِ سَفِيْنَةٍ وَلَا بِرَكْعَةٍ وَبِرَكْعَتَيْنِ وَشُرْبَةٍ وَاَكْلِ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيِ خُطْوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَاءٍ وَقُعُوْدٍ وَقِيَامٍ وَرُكُوْبٍ وَنُزُوْلٍ فِيْ مَحَلِّ تِلَاوَتِهٖ وَلَا بِسَيْرِ دَابَّتِهٖ مُصَلِّيًا وَيَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهٖ وَقَدِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِيْ لَا بِعَكْسِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ وَكُرِهَ اَنْ يَقْرَأَ سُوْرَةً وَيَدَعَ اٰيَةَ السَّجْدَةِ لَا عَكْسُهٗ وَنُدِبَ ضَمُّ اٰيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ اِلَيْهَا وَنُدِبَ اِخْفَاؤُهَا مِنْ غَيْرِ مُتَاَهِّبٍ لَهَا وَنُدِبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُوْدُ لَهَا وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهٗ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيْهَا وَلَا يُؤْمَرُ التَّالِيْ بِالتَّقَدُّمِ وَلَا السَّامِعُوْنَ بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا وَشُرِطَ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلٰوةِ اِلَّا التَّحْرِيْمَةَ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ بِلَا رَفْعِ يَدٍ وَلَا تَشَهُّدٍ وَلَا تَسْلِيْمٍ ...

ترجمہ اور اگر نماز سے باہر ایک سجدہ کی تلاوت کی تھی اور سجدہ کر لیا تھا پھر اس کو نماز میں دوبارہ پڑھا تو دوبارہ سجدہ کرے اور اگر پہلی مرتبہ سجدہ نہ کیا تھا تو صرف ایک ہی سجدہ جو نماز میں ادا کریگا ظاہر روایت کے مطابق اس کو کافی ہوگا جیسے اس شخص کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہو جاتا ہے جس نے ایک ہی مجلس (یعنی ایک ہی بیٹھک) میں آیتِ سجدہ کو بار بار پڑھا ہو، دو مجلسوں میں مکرر پڑھنے سے (ایک سجدہ) کافی نہیں ہوتا ہے اور مجلس سے منتقل ہو جانے سے مجلس بدل جاتی ہے، اگر تانا تنتے ہوئے منتقل ہو رہا ہو۔ اور مجلس بدل جاتی ہے ایک شاخ سے دوسری شاخ کیطرف منتقل ہونے سے نیز نہر یا بڑے حوض میں تیرنے سے صحیح مذہب کے مطابق، اور کوٹھری یا مسجد کے (اگرچہ مسجد بڑی ہو) گوشوں سے مجلس نہیں بدلتی، اور نہ کشتی کے چلنے کے باعث مجلس بدلتی ہے اگرچہ کشتی کی جگہ بدل رہی ہو۔ اور ایک دو رکعت پڑھنے اور پانی پینے اور دو ایک لقموں کے کھانے سے، اور

دو ایک قدموں کے چلنے سے اور تکیہ لگانے اور بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے، اور تلاوت کی جگہ میں سوار ہونے اور اترنے اور اس کی سواری کے چلنے سے (جب کہ وہ) نماز پڑھ رہا ہو، مجلس نہیں بدلتی۔ اور سامع پر وجوب سجدہ مکرر ہو جاتا ہے اس کی مجلس بدل جانے سے باوجودیکہ پڑھنے والے کی مجلس ایک ہو۔ اس کے عکس کی صورت میں نہیں (صحیح مذہب کے مطابق) اور یہ مکروہ ہے کہ سورہ پڑھے اور آیتِ سجدہ کو چھوڑ دے اور اس کا عکس مکروہ نہیں۔ اور آیت سجدہ کے ساتھ ایک یا زیادہ آیتوں کا ملا لینا مستحب ہے۔ اور مستحب ہے آیتِ سجدہ کا آہستہ پڑھنا ایسے شخص کے سامنے جو سجدہ کے لئے تیار نہ ہو۔ سجدۂ تلاوت ادا کرنے کے لئے کھڑا ہونا پھر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ اور سننے والا اپنے سر کو سجدۂ تلاوت پڑھنے والے سے پہلے نہ اٹھائے، سجدۂ تلاوت پڑھنے والے کو آگے بڑھنے اور سننے والوں کو صف لگانے کا حکم نہ دیا جائیگا وہ جیسے ہی ہوں سجدہ کرلیں سجدہ تلاوت کی درستگی کے لئے باستثناء تحریمہ وہی شرطیں ہیں جو نماز کے لئے شرطیں ہیں اور سجدہ کی کیفیت (ترکیب) یہ ہے کہ دو تکبیروں کے بیچ میں ایک سجدہ کرلے، یہ دونوں تکبیریں مسنون ہیں۔ ہاتھ اٹھانا، التحیات پڑھنا یا سلام پھیرنا (سجدۂ تلاوت میں) نہیں ہوتا۔

توضیح

وَلَوْ تَلَا الخ: اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آیت سجدہ نماز سے باہر میں پڑھا اور پھر اسی آیت کو نماز میں پڑھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک ہی آیت نماز میں پڑھا اور پھر اسی آیت کو نماز کے باہر میں پڑھا تو اب اس صورت میں ایک سجدہ کافی ہوگا۔ دوسری صورت میں بعض علماء احناف کا قول یہ ہے کہ ایک ہی سجدہ کافی ہوگا۔ جس طرح اس شخص کے لئے ایک ہی سجدہ کافی ہو جاتا ہے جس نے ایک ہی بیٹھک میں آیتِ سجدہ کو بار بار پڑھا ہو۔ حاصل یہ کہ خواہ اول میں سجدہ کرے خواہ بیچ میں خواہ آخر میں، یعنی اگر پانچ مرتبہ آیتِ سجدہ پڑھی تو خواہ پہلی مرتبہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرلیا ہو یا دوسری مرتبہ پڑھنے کے بعد، ہر صورت میں ایک سجدہ ہی کافی ہوتا ہے اور اگر ایک مجلس میں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بار بار آئے تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کیطرح ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا کافی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ہر مرتبہ الگ درود شریف پڑھے۔ واللہ اعلم

مِنْهُ الخ: مثلاً اس مجلس سے اگر تین قدم چل پڑا جنگل ہو یا راستہ مجلس بدل جائیگی۔

وَلَا يَتَبَدَّلُ الخ: یعنی اگر کشتی میں بیٹھا ہوا تلاوت کر رہا ہے اور کشتی چل رہی ہے، اس کو ایک مجلس مانا جائے گا۔ یہی حکم ریل کا بھی ہے۔

وَلَا بِرَكْعَةٍ الخ: اسی طرح مجلس نہیں بدلتی ایک رکعت یا دو رکعت نماز پڑھنے سے یا کھانے

پینے سے اور تکیہ لگانے سے اور اٹھنے بیٹھنے سے۔ نیز مکان کے متعلق تو پہلے گذرا کہ پورا کمرہ ایک مجلس قرار دیا جائے گا۔ میدان کا حکم یہ ہے کہ دو قدم چلنے سے مجلس نہیں بدلتی، تین قدم یا اس سے زیادہ سے مجلس بدل جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)

وَلَا بِعَكْسِہ: عکس کی صورت میں یہ ہے کہ سامع اپنی جگہ کھڑا ہو، پڑھنے والا چلتا پھرتا رہے اور منتقل ہوتا رہے تو اس صورت میں سامع پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

اوشہاط: یعنی اگر کسی شرط کے مفقود ہونے کے باعث اس وقت سجدہ نہ کرسکے تو مستحب ہے کہ یہ پڑھ لے "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" اور جب موقع ہو سجدہ کرلے۔ (واللہ اعلم)

وَكَيفيتها الخ: یعنی اگر سجدۂ تلاوت نماز فرض میں ادا کررہا ہے تو اس کو سبحان ربی الاعلیٰ ہی پڑھنا چاہیئے اور نماز کے باہر اگر صرف سجدۂ تلاوت کررہا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے یا ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ لے "سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ بِحَوْلِہٖ وَقُوَّتِہٖ"۔ (ترجمہ) میرے چہرہ نے سجدہ کیا اس ذات کا جس نے اس کو پیدا کیا، اس کی صورت بنائی، اس کو سننے اور دیکھنے کی طاقت بخشی اپنی طاقت اور قوت سے۔ "اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ وِزْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِكَ دَاؤُدَ"۔ (ترجمہ) اے اللہ اس سجدہ کے بدلہ میں میرے لئے اپنے یہاں اجر و ثواب درج کرلے اور اس سجدہ کے بدلہ میں میرا گناہ معاف فرما اور اس سجدہ کو میرے لئے اپنے یہاں ذخیرہ بنا اور مجھ سے اس کو ایسے ہی قبول فرما جیسے تو نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ السّلام سے قبول فرمایا تھا۔ (واللہ اعلم)

(فائدہ) سجدۂ تلاوت کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اگر پڑھنے والا اکیلا ہو اور اس کے نزدیک کوئی دوسرا شخص نہ ہو تو جس طرح چاہے پڑھے اور اگر جماعت میں پڑھ رہا ہے تو اور دوسروں پر سجدہ دشوار اور گراں نہ معلوم ہو تو بلند آواز سے پڑھے کہ تمام لوگ سجدہ کرلیں اور اگر دشوار گراں معلوم ہو مثلاً بے وضو ہے تو بہتر یہ ہے کہ آہستہ پڑھے ان لوگوں کو گناہ سے بچانے کے لئے۔ نیز قوم کی حالت معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی آہستہ پڑھنا مستحب ہے

(فَصْلٌ) سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوْھَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ لَا يُثَابُ عَلَيْھَا وَتَرْكُھَا وَقَالَا ھِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْھَا وَھَيْئَتُھَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ؛

ترجمہ سجدۂ شکر امام صاحبؒ کے نزدیک مکروہ ہے، اس پر ثواب نہیں ملتا۔ اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ وہ عبادت ہے، اس پر ثواب ملتا ہے۔ اور اس کی صورت سجدۂ تلاوت کے مثل ہے۔

توضیح سجدۃ الخ سجدۂ شکر صاحبینؒ کے نزدیک مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے البتہ نماز کے بعد اگر سجدۂ شکر ادا کر رہا ہے تو لوگ اس سے یہ خیال کریں گے کہ یہ سجدۂ واجب یا سنت ادا کر رہا ہے تو اس صورت میں مکروہ ہے۔ امام صاحبؒ اسکو واجب نہیں فرماتے ہیں اس لئے کہ اگر یہ واجب ہوتا تو ہر ہر دانہ کے بدلہ سجدۂ شکر واجب ہوتا چونکہ یہ بھی جملہ نعمتوں کیطرح نعمتِ خداوندی ہے۔ سجدۂ شکر کا مطلب یہ ہے کہ جب نعمتِ ظاہرہ حاصل ہو جائے تو سجدہ کرنا مستحب ہے کیونکہ سجدہ اللہ جل شانہٗ کے لئے ہے اور ہر حال میں خداوند قدوس کا شکر یہ ادا کرنیوالا ہو، اور سجدۂ شکر تلاوت کی طرح کرے۔ (واللہ اعلم)

❖ فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ ❖

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ آيَ السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلٍّ مِنْهَا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا أَهَمَّهُ ❖ - ❖ - ❖ -

---

عظیم الشان فائدہ ہر پریشانی کو دور کرنیکے لئے

ترجمہ امام نسفیؒ نے کافی میں فرمایا ہے کہ جو شخص سجدہ کی تمام آیتوں کو ایک مجلس میں پڑھے اور ہر ایک آیت کا سجدہ ادا کرتا رہے تو اللہ تعالےٰ اس کے معاملہ میں جو اس کو پریشان کئے ہوئے ہے متکفل ہو جائے گا۔

بَابُ الْجُمُعَةِ

صَلٰوةُ الْجُمُعَةِ فَرْضُ عَيْنٍ عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ

اَلْحُرِّيَّةُ وَالْإِقَامَةُ فِي مِصْرٍ أَوْ فِيمَا هُوَ دَاخِلٌ فِي حَدِّ الْإِقَامَةِ فِيهَا فِي الْأَصَحِّ وَالصِّحَّةُ وَالْأَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ أَشْيَاءَ اَلْمِصْرُ أَوْ فِنَاؤُهُ وَالسُّلْطَانُ أَوْ نَائِبُهُ وَوَقْتُ الظُّهْرِ فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوجِهِ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا وَحُضُورُ أَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصَّحِيحِ وَالْإِذْنُ الْعَامُّ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرِ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوا عَبِيدًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَوْ مَرْضَى وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَسْجُدَ فَإِنْ نَفَرُوا بَعْدَ سُجُودِهٖ أَتَمَّهَا وَحْدَهٗ جُمُعَةً وَإِنْ نَفَرُوا قَبْلَ سُجُودِهٖ بَطَلَتْ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيضِ أَنْ يَؤُمَّ فِيهَا وَالْمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهٗ مُفْتٍ وَأَمِيرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الْأَحْكَامَ وَيُقِيمُ الْحُدُودَ وَبَلَغَتْ أَبْنِيَتُهٗ مِنًى فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَإِذَا كَانَ الْقَاضِي أَوِ الْأَمِيرُ مُفْتِيًا أَغْنٰى عَنِ التَّعْدَادِ وَجَازَتِ الْجُمُعَةُ بِمِنًى فِي الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيفَةِ أَوْ أَمِيرِ الْحِجَازِ وَصَحَّ الْاِقْتِصَارُ فِي الْخُطْبَةِ عَلٰى نَحْوِ تَسْبِيحَةٍ أَوْ تَحْمِيدَةٍ مَعَ الْكَرَاهَةِ ؛

ترجمہ

جمعہ کا بیان

نمازِ جمعہ فرض عین ہے ہر اس شخص پر جس میں سات شرطیں جمع ہوں (۱) مذکر ہونا (۲) آزادی (۳) شہر میں یا ایسی جگہ میں مقیم ہونا جو اقامتِ مصر کی حد میں داخل ہو (صحیح مذہب یہی ہے) یعنی جہاں کے ٹھہرنے کو شہر میں ٹھہرنا کہا جا سکے (۴) تندرستی (۵) ظالم سے امن (۶) آنکھوں

کا سالم ہونا (۷) پیروں کا سالم ہونا۔ اور جمعہ درست ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ (۱) مصر یا فنائِ مصر (۲) سلطان یا اس کا نائب (۳) ظہر کا وقت، چنانچہ اس سے پہلے نمازِ جمعہ صحیح نہیں۔ اور اگر نماز جمعہ پڑھتے پڑھتے ظہر کا وقت نکل گیا تو باطل ہو جائے گی نمازِ جمعہ (۴) اور نماز جمعہ سے پہلے نمازِ جمعہ کے ارادہ سے نماز جمعہ کے وقت میں خطبہ اور ان میں سے جن سے جمعہ منعقد ہوتا ہے کسی شخص کا خواہ وہ ایک ہی ہو خطبہ سننے کے لئے حاضر ہونا (صحیح مذہب کی بناء پر)۔۔ (۵) اذنِ عام (۶) جماعت اور امام کے سواء تین مردوں کو جماعت مانا جائے گا اگرچہ وہ غلام، مسافر یا بیمار ہی ہوں اور سجدہ کرنے تک امام کے ساتھ ان تین کا باقی رہنا شرط ہے چنانچہ اگر یہ لوگ سجدۂ امام کے بعد چلے جائیں تو امام تنہا ہی اس نماز کو نمازِ جمعہ کی حیثیت سے پوری کرے اور اگر امام کے سجدہ سے پہلے ہی چل دیں تو نمازِ جمعہ باطل ہو جائے گی، اور دو مردوں کے ساتھ عورت یا بچہ سے نمازِ جمعہ صحیح نہیں ہوتی۔ یعنی تینوں بالغ مرد ہونے چاہئیں، غلام اور بیمار شخص کے لئے جائز ہے کہ نماز جمعہ کی امامت کریں۔ مصر ہر ایسا مقام ہے جس کے لئے کوئی مفتی، امیر اور ایسا قاضی (جج) ہو جو احکام نافذ کرے اور حدود (سزائیں) قائم کرے اور اس کی عمارتیں مقام منیٰ کی عمارتوں کے مقدار پہونچ گئی ہوں ظاہر روایت میں اور جب کہ قاضی یا حاکم ہی مفتی ہوں تو تعداد سے بے نیاز کر دیگا یعنی تین شخصوں کا الگ الگ ہونا ضروری نہیں جیساکہ اوپر کی سطر سے اس کا وہم ہوتا تھا۔ اور منیٰ مقام پر موسم (ایام حج) میں جمعہ پڑھنا خلیفہ یا امیر حجاز (گورنر حجاز) کے لئے جائز ہے اور صحیح ہو جاتا ہے اکتفاء کر لینا خطبہ میں ایک دفعہ الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ لینے پر کراہت کے ساتھ۔

توضیح مصنف ؒ اب تک دیگر فرائض و نوافل کو ذکر کر رہے تھے، اب جب ان سے فراغت پا گئے تو چونکہ احکامِ جمعہ کم واقع ہوتے ہیں اسی وجہ سے اس کو اخیر میں ذکر کیا، اور نماز جمعہ ہر مکلف پر جو کہ معذورِ شرعی نہیں اس پر فرض عین ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اس کے تصریح کی ضرورت بایں وجہ پیش آئی کہ بعض جہلا نے احناف کی طرف عدمِ فرضیت ہونا منسوب کیا ہے۔

سَبْعَۃً : یہ سات شرائط نماز جمعہ کی بالخصوص ہیں اور ادائیگی کی شرائط وہی ہیں جو کہ ہر نماز کی مذکور ہیں، انکی دو شرائط میں فرق یہ ہے کہ ان شرائط سے اگر بعض یا تمام معدوم ہو جائیں تو وجوب بھی ختم۔ اور ان میں سے اگر کوئی ترک ہو (نہ پائی جائے) تو نمازِ جمعہ کا وجوب ختم۔ البتہ نمازِ ظہر کا وجوب باقی رہے گا۔

اَلذُّکُوْرَۃُ : یعنی نمازِ جمعہ عورت پر واجب نہیں، اسی طرح غلام پر بھی واجب نہیں خواہ

وہ عبد مجور ہو خواہ عبد ماذون۔ حدیث شریف میں ہے اَلْجُمُعَۃُ حَقٌ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا اَرْبَعَۃٌ عَبْدٌ مَمْلُوْکٌ اَوْ اِمْرَأَۃٌ اَوْصَبِیٌّ اَوْمَرِیْضٌ۔ البتہ وہ غلام جس کو آقا نے نمازِ جمعہ کی اجازت دیدی ہو، اس میں تین قول ہیں۔ ایک وجوب۔ دوسرا قول عدم وجوب اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس کو اختیار ہے۔ نیز اصح قول کے بموجب مکاتب غلام پر وجوب فرمایا ہے اور یہی حکم ملازموں کا ہے۔

وَالْاِقَامَۃُ الخ: یعنی اس شہر میں یا ایسی جگہ میں مقیم ہونا کہ اقامتِ مصر کی حد میں داخل ہو، چنانچہ اگر مسافر بہ نیتِ سفر اس جگہ سے جدا ہوا تو سفر کے احکام اس پر جاری ہوں گے اور اگر اس مقام میں کوئی مسافر داخل ہو جائے تو مقیم ہو جائے گا۔ مثلاً شہر کی پناہ میں، دونوں صورت مقیم کے حکم میں ہیں۔

وَالسلطان الخ: نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے سلطان یا اس کے نائب کا موجود ہونا لازمی ہے یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اسلام نے سیاست یعنی انتظامِ ملکی اور مذہبی نظام کے لئے دو سلسلے جدا جدا نہیں قائم کئے بلکہ ایک کو دوسرے سے پیوست کر دیا ہے چنانچہ جو عام ملکی نظام کی ذمہ داری کو امامتِ کبریٰ بڑی امامت کہا جاتا ہے اور نماز کی امامت کو امامتِ صغریٰ چھوٹی امامت کہا جاتا ہے۔ عبادت اور یادِ خدا اگرچہ انفرادی چیز ہے یعنی ہر انسان پر علیحدہ علیحدہ فرض ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو پہچانے اور اس کے احکام کی تعمیل کرے، اس کے سامنے سرِ نیاز خم کرے مگر اسلام نے جماعت کو لازم کر کے اس انفرادی فرض کو اجتماعی فرض بنا دیا ہے۔ ایک محلہ کی ایک مسجد ہو وہاں کا امام محلہ کا ممتاز شخص ہو، جس کو لوگ اچھا مانتے ہوں، اس پر بھروسہ کرتے ہوں، پھر پوری آبادی کا ہفتہ وار ایک اجتماع ہو، آبادی کا سب سے بڑا ذمہ دار اس کا امام ہو یہ سب اسلامی تنظیم کی کڑیاں ہیں جس میں سیاست اور روحانیت کو ایک دوسرے میں سمو دیا ہے۔ محلہ کی مسجد و شہر کی مسجد اسلام کے اجتماعی کاموں کے لئے پنچائت گھر کی حیثیت رکھتی ہیں، ان میں نوافل کا پڑھنا مستحب نہیں کیونکہ نوافل میں جماعت نہیں ہوتی، ہاں جن اسلامی چیزوں میں جماعت اور اجتماع ہو مثلاً نکاح یا اسلامی معاملات پر تقریر یا حدیث و قرآن کی تلقین و تدریس یا فیصلۂ مقدمات وہ سب مساجد میں ہونگی۔ سلفِ صالحین کا یہی دستور رہا ہے لیکن جب غلبۂ کفار کے باعث نظامِ اسلامی درہم برہم ہو جائے تو مسلمانوں پر فرض تو یہی ہے کہ وہ پورے نظام کو قائم کریں اور ہر مناسب صورت سے اس کے لئے جد و جہد کرتے رہیں جو اس کے لئے جہادِ فرض کی حیثیت رکھے گی مگر تاوقتیکہ وہ اس پورے نظام کو قائم نہ کر سکیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے لئے یہ فرض ہو جاتا ہے کہ

وہ کسی شخص کو محلہ کا اور اسی طرح جمعہ کا اور عیدین کا امام مقرر کرلیں چنانچہ خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ کو جب بلوائیوں نے محصور کرلیا اور آپ کے لئے جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے پہونچایا کسی کو نامزد کرنا ممکن ہوگیا تو حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا تھا۔

فلا تصح الخ: یعنی نمازِ جمعہ زوال سے پہلے درست نہیں، بعض کے قول کے مطابق نمازِ جمعہ زوال سے قبل جائز ہے کیونکہ زوال سے قبل نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔

والخطبۃ: یعنی خطبہ نمازِ جمعہ سے پہلے شرط ہے اور سلفِ صالحین کا طرز یہی رہا کہ انھوں نے عجمی شہروں میں خطبہ عربی زبان ہی میں پڑھا باوجودیکہ خود اس زبان کو جانتے تھے۔ اگر امامِ وقت یعنی سلطان غیر عربی میں خطبہ کا حکم کردے تو اس کی اتباع تو واجب ہوگی لیکن جبکہ نظامِ اسلامی درہم برہم ہے، جو شخص جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے لوگوں کو بہکاتا ہے تو اردو میں خطبہ بجائے نفع کے نقصان پہونچائے گا۔ علاوہ ازیں عربی میں خطبہ کا فائدہ یہ بھی ہے کہ کلام اللہ شریف کی زبان سے مسلمانوں کا تعلق بڑھے۔

وَالْاِذْنُ الْعَامُّ: کیونکہ اسلامی شعار ہے اس کو اعلان اور شہرت کے ساتھ قائم کرنا چاہیے چنانچہ اگر خود سلطانِ وقت اپنے محل کے دروازے بند کراکر نمازِ جمعہ پڑھنا چاہے تو درست نہیں، ہاں اگر اذنِ عام ہو تو جائز ہے۔ اسی بنا پر جیل خانہ میں بھی نماز جمعہ جائز نہیں۔

وَلَا تَصِحُّ الخ: اسی طرح اگر دو مرد ہوں اور ایک عورت یا ایک بچہ ہو تو جمعہ کی نماز منعقد نہ ہوگی کیونکہ شرط نہیں پائی گئی۔

وَجَازَ الخ: یعنی نمازِ جمعہ میں غلام اور مریض کی امامت درست ہے جو کہ نمازِ جمعہ کے سوا میں امام بننے کی صلاحیت رکھتا ہے بخلاف امام زفرؒ کے کہ ان کے نزدیک یہ لوگ امام نہیں ہوسکتے کیوں کہ ان پر جمعہ فرض ہی نہیں ہے۔ نیز اگر یہ لوگ نمازِ جمعہ میں حاضر ہو جائیں تو ان کا فرض ادا ہوگیا جس طرح کہ مسافر فرض روزہ رکھ لے، اس کا روزہ فرض میں شمار ہوگا اور اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم)

وَالْمِصْرُ الخ: نمازِ جمعہ کی صحت کے لئے مصر کا ہونا ہے یعنی اگر کسی مقام پر حاکم اور قاضیٔ اسلام موجود ہے مگر محض سستی سے قانونِ اسلام کے مطابق حدود و قصاص نافذ نہیں کرتا تو علماء نے تصریح کی ہے کہ اس جگہ جمعہ کی نماز جائز ہے لہٰذا بآسانی کہا جاسکتا ہے کہ خاص طور پر قاضی یا حاکم مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس درجہ کا حاکم رہتا ہو جو خون اور فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ کرسکے بایں ہمہ یہ ایک علامت ہے، مصر کی ماہیت اور حقیقت نہیں بیان کی گئی۔ درحقیقت شہر یا شہریت ایک عرفی چیز ہے جس کو پہچانا تو جاسکتا ہے مگر کوئی جامع مانع تعریف نہیں کی

جا سکتی، اسی وجہ سے علامتوں کے بیان میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔

وجازت الجمعة : یعنی زمانۂ حج میں بادشاہ کو یا امیر مکہ کو نمازِ جمعہ منیٰ میں ادا کرنا جائز ہے اور امیر حجاز کو یعنی اگر کسی شخص کو سپرینڈنٹ کی حیثیت سے خاص انتظاماتِ حج کے لئے مقرر کیا تو وہ جمعہ نہیں قائم کرا سکتا کیونکہ یہ اس کے اختیارات میں نہیں ہوتا البتہ خلیفہ یا گورنرِ حجاز کے اختیارات میں چونکہ قائم کرانا بھی ہوتا ہے اس لئے وہ قائم کرا بھی سکتے ہیں یا اگر اس سپرینڈنٹ کو یہ اختیار بھی دیدیا گیا ہو تو وہ بھی قائم کرا سکتا ہے۔

صح الاقتصار فی الخطبة : یعنی نمازِ جمعہ کے لئے خطبہ کا ہونا شرط ہے اور اس پر جمہورِ امت کا اجماع ہے البتہ مقدارِ خطبہ میں اختلاف ہے۔ خطبۂ جمعہ کی کم سے کم مقدار امام صاحبؒ کے نزدیک یہ ہے کیونکہ قرآن کریم میں اس کو ذکر اللہ سے تعبیر کیا گیا ہو۔

فَاسْعَوا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ؛ نیز حضرت عثمانؓ جب خلیفہ ہوئے اور منبر پر خطبہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ صرف الحمد للہ کہہ پائے تھے کہ پھر آپ سے نہیں بولا گیا اور آپ نیچے تشریف لائے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خطبہ اردو میں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ درحقیقت ذکر ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ذکر طویل جس کو خطبہ کہا جا سکتا ہو اس کا ہونا ضروری ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو خطبوں کا ہونا لازم ہے۔ جس میں حمد و صلوٰۃ اور وصیتِ تقویٰ ہو۔ پہلے میں قرارتِ قرآن اور دوسرے میں مومنین کے لئے دعا ہو۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں جو ذکر کا امر فرمایا ہے وہ ذکر علی الاطلاق ہے جس میں طویل وغیرہ کی قید کا ذکر نہیں فرمایا البتہ الحمد للہ یا سبحان اللہ پر اکتفاء کرلینا خطبہ میں کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

وَسُنَنُ الْخُطْبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَلطَّهَارَةُ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوْعِ فِي الْخُطْبَةِ وَالْاَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْاِقَامَةِ ثُمَّ قِيَامُهُ وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهِ مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَبِدُوْنِهِ فِي بَلْدَةٍ فُتِحَتْ صُلْحًا وَاسْتِقْبَالُ الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ وَبِدَاءَتُهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةُ وَالتَّذْكِيْرُ وَقِرَاءَةُ اٰيَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوْسُ

بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَإِعَادَةُ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْتِدَاءِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ وَأَنْ يَسْمَعَ الْقَوْمُ الْخُطْبَةَ وَتَخْفِيْفُ الْخُطْبَتَيْنِ بِقَدْرِ سُوْرَةٍ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ وَيُكْرَهُ التَّطْوِيْلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِنَ السُّنَنِ وَيَجِبُ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهِ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيْبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرِهَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ وَمَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَدَّاهَا جَازَ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ وَمَنْ لَا عُذْرَ لَهٗ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَإِنْ سَعٰى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيْهَا بَطَلَ ظُهْرُهٗ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهَا وَكُرِهَ لِلْمَعْذُوْرِ وَالْمَسْجُوْنِ أَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ أَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ أَوْ سُجُوْدِ السَّهْوِ أَتَمَّ جُمُعَةً وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

ترجمہ

اور خطبہ کی سنتیں اٹھارہ ہیں۔ (۱) پاکی (۲) ستر عورت (۳) منبر پر بیٹھنا خطبہ شروع کرنے سے پہلے (۴) تکبیر کی طرح امام کے سامنے اذان (۵) پھر امام کا کھڑا ہونا اس صورت سے کہ تلوار بائیں ہاتھ میں ہو اور وہ اس پر سہارا دیئے ہوئے ہو، اس شہر میں جو بطور غلبہ کے فتح کیا گیا ہو اور جو شہر بطور صلح کے فتح کیا گیا ہو اس میں تلوار کے بغیر خطبہ کے لئے کھڑا ہونا (۶) نمازیوں کی جانب اپنا منھ کرنا (۷) خطبہ کا اللہ کی حمد سے اور اللہ کی ایسی ثناء سے جس کا وہ اہل ہے شروع کرنا (۸) اور شہادت کے دونوں کلموں کو خطبہ کے ضمن میں ادا کرنا (۹) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا (۱۰) نصیحت (۱۱) اور آخرت کے عذاب اور ثواب کی یاد دہانی (۱۲) قرآن پاک کی کسی آیت کا پڑھنا (۱۳) اور دو خطبے (۱۴) دونوں خطبے کے درمیان

بیٹھنا (۱۵) خطبۂ ثانیہ کے شروع میں حمد و ثنا کا اور درود شریف کا دوبارہ پڑھنا (۱۶) اور خطبۂ ثانیہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرنا مغفرت کی دعا کے ساتھ یعنی ترقیٔ مسلم اور مغفرت دونوں کی دعا کرنا (۱۷) اور یہ کہ نمازی اس کے خطبے کو سن سکیں یعنی اتنی آواز سے خطبہ پڑھے۔ (۱۸) اور دونوں خطبہ کا مختصر کرنا، طوالِ مفصل کی ایک سورت کی مقدار اور خطبہ کا طویل کرنا اور خطبہ کی سنتوں میں سے کسی کو چھوڑ دینا واجب ہو جاتا ہے اور جب امام آجائے تو نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دے تا آنکہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ اور جو شخص خطبہ میں حاضر ہے اس کے لئے کھانا پینا، کھیلنا، اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے اور جب خطیب منبر پر آئے تو لوگوں کو سلام نہ کرے۔ اور شہر سے نکلنا اذان کے بعد مکروہ ہے جب تک نماز نہ پڑھ لے، اور وہ شخص جس پر جمعہ واجب نہیں تھا اگر نماز جمعہ ادا کرے تو فرضِ وقت نمازِ ظہر سے کافی ہو جاتا ہے اور جس شخص کے لئے کوئی عذر نہیں اگر ظہر کی نماز جمعہ سے پہلے پڑھ لے تو حرام ہے۔ پھر اگر نماز ظہر پڑھنے کے بعد نمازِ جمعہ کے لئے ایسے وقت میں روانہ ہو کہ امام جمعہ کی نماز پڑھا رہا ہوگا تو اس گھر میں نماز پڑھنے والے کی نماز ظہر باطل ہو جائے گی خواہ اس کو جمعہ نہ بھی ملے۔ اور معذور اور قیدی کے لئے شہر کے اندر جمعہ کے دن ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرنا مکروہ جو شخص نماز جمعہ کو التحیات یا سجدہ سہو میں پالے وہ جمعہ کی نماز ہی پوری کرے۔ واللہ اعلم

توضیح

اَلطَّهَارَةُ: اور پاکی کا ہونا خطبہ میں مسنون ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے حالتِ حدث میں خطبہ پڑھا تو ادا ہو جائے گا کراہت کے ساتھ اور اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

سَتْرِ عورة: اسی طرح سترِ عورت بھی خطبہ کے وقت مسنون ہے اگرچہ ستر کا چھپانا فی نفسہٖ فرض ہے مگر خطبہ بغیر ستر کے پڑھ دیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

ثُمَّ قیامہٗ: یعنی اذان کے بعد دونوں خطبہ کے لئے قیام مسنون ہے اور اگر بیٹھ کر دونوں خطبوں میں سے کوئی بھی پڑھے مکروہ ہے۔

والسَّیف: اس سے اس امر کی جانب اشارہ ہے کہ اس علاقہ کو تلوار کے ساتھ فتح کیا گیا ہے لہٰذا اگر تم نے اسلام سے خارج یا اطاعت سے روگردانی کیا تو یہ تلوار باقی ہے اور پھر مسلمان مقابلہ کریں گے اور جو شہر بغیر تلوار کے فتح ہوا ہو تو اس میں بغیر تلوار کے خطبہ پڑھا جائے جیسے مدینہ منورہ۔

وَالعظة: یعنی خطبہ میں نصیحت آمیز کلام بھی بیان کئے جائیںگے۔ گناہوں پر تنبیہ، کہ خوفِ خدا

عذاب آخرت اور ترغیب ترک معاصی بھی ہونا چاہئے کیونکہ ایک کثیر جماعت موجود ہے اور ان امور کا تذکرہ جو باعثِ نجات ہے۔

الجلوس: یعنی یہ جلوس معمولی دیر کے لئے ہوگا اس کے بیٹھنے کی مقدار تین آیت کے برابر ہو یا ہر عضو اپنی جگہ پر قرار پکڑ لے اور اطمینان و سکون حاصل ہو جائے۔ احناف کے نزدیک یہ سنت اور مستحب ہے استراحت کے واسطے نہ کہ شرط، اور امام شافعیؒ کے نزدیک شرط ہے لہٰذا اگر ایک ہی خطبہ پڑھا اور فصل نہ کیا اور خطبہ کو طویل کیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک یہ خطبہ ادا نہ ہوگا۔

اعادة: یعنی حمد و ثنا اور درود کا اعادہ کرنا دوسرے خطبہ میں اور خلفائے راشدین اور حضرت عباس اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی مسنون ہے جو کہ سلفِ صالحین کا طریقہ ہے۔

والدعاء الخ: اسی طرح دوسرے خطبہ میں مومنین کے لئے دعاء و استغفار کی جائے اور اس دعا میں نعمتِ خداوندی کا حصول بلاء اور مصائب و امراض کا دفعیہ اور دشمن اسلام اور اہل اسلام پر غلبہ اور نصرت کی دعا کرنا اولیٰ ہے۔

وان یسمع القوم: یعنی ترقی مسلم اور مغفرت دونوں کی دعا کرنا بلند آواز سے جو کہ نمازی اس کو سن سکے لیکن اگر نہ سن سکے تو بھی خطبہ ہو جائے گا۔

وتخفیف: اس سے اشارہ ہے کہ اس سے بھی کم کرنا سنت کے خلاف ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کا مقولہ ہے کہ نماز کا طول کرنا اور خطبہ کا قصر کرنا آدمی کی عقلمندی ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہر حال میں سامعین کا خیال کرنا بھی مناسب ہے مگر مسنون مقدار سے کم نہ ہو۔

ویجب السعی الخ: یعنی نماز جمعہ کے لئے سعی کرنا فرض ہے جو نص قطعی سے صراحۃً ثابت ہے اور سعی میں سکون اور وقار کے ساتھ چلنا چاہئے کیونکہ ایمان والے وقار اور سکون کے ساتھ ہی چلتے ہیں اور نیز سعی کے الفاظ اس کے اہتمام کیطرف اشارہ کرتے ہیں۔

وترك البیع الخ: یعنی اذان اول کے ساتھ ہی خرید و فروخت کا ترک کرنا بھی واجب ہے اسی طرح کلام و طعام کا بھی ترک کرنا واجب ہے البتہ جو امور نماز سے متعلق ہیں مثلاً وضو وغیرہ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ایسی چیز جو نماز کے لئے خلل انداز ہو مکروہ ہے۔

صلی الظهر: یعنی نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا حرام ہے یعنی ایک حرام فعل کیا کہ فریضۂ جمعہ کو ترک کر دیا لیکن نماز باطل نہ ہوئی، سردست یہ نماز موقوف ہوگئی۔

ومن ادركها الخ: یعنی جماعت میں اس وقت شامل ہوا کہ امام التحیات پڑھ رہا تھا یا سجدۂ سہو کر رہا تھا تو ایسی صورت میں اس کو جمعہ مل گیا اب وہ جمعہ کی دو رکعت ہی پڑھے۔

بَابُ الْعِيْدَيْنِ

صَلٰوةُ الْعِيْدِ وَاجِبَةٌ فِي الْاَصَحِّ عَلٰى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَرَائِطِهَا سِوَى الْخُطْبَةِ فَتَصِحُّ بِدُوْنِهَا مَعَ الْاِسَاءَةِ كَمَا لَوْ قُدِّمَتِ الْخُطْبَةُ عَلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَنُدِبَ فِي الْفِطْرِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَنْ يَاْكُلَ وَاَنْ يَكُوْنَ الْمَاْكُوْلُ تَمْرًا وَوِتْرًا وَيَغْتَسِلُ وَيَسْتَاكُ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيُؤَدِّيْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ اِنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ وَيُظْهِرُ الْفَرَحَ وَالْبَشَاشَةَ وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ حَسْبَ طَاقَتِهٖ وَالتَّبْكِيْرُ وَسُرْعَةُ الْاِنْتِبَاهِ وَالْاِبْتِكَارُ وَهُوَ الْمُسَارَعَةُ اِلَى الْمُصَلّٰى وَصَلٰوةُ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ حَيِّهٖ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ اِلَى الْمُصَلّٰى مَاشِيًا مُكَبِّرًا سِرًّا وَيَقْطَعُهٗ اِذَا انْتَهٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فِيْ رِوَايَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ فِي الْمُصَلّٰى وَالْبَيْتِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى فَقَطْ عَلَى اخْتِيَارِ الْجُمْهُوْرِ وَوَقْتُ صِحَّةِ صَلٰوةِ الْعِيْدِ مِنِ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَيْنِ اِلٰى زَوَالِهَا

ترجمہ

عیدین کی نماز کا بیان

صحیح مذہب کے مطابق نمازِ عید واجب ہے اس شخص پر جس پر نمازِ جمعہ واجب ہوتی ہے۔ جمعہ کی شرطوں کے ساتھ بجز خطبہ کے۔ اصل نمازِ عید خطبہ کے بغیر بھی صحیح ہو جاتی ہے کراہت کے ساتھ جیسے کہ اگر خطبہ کو نمازِ عید پر مقدم کر دیا جائے۔ عید الفطر میں تیرہ چیزیں مستحب ہیں (۱) صبح کو کھانا (۲) جو چیزیں کھائی جاتی ہیں وہ چھوہارہ ہو (۳) اور طاق ہوں (۴) غسل کرنا (۵) مسواک کرنا (۶) خوشبو لگانا (۷) اپنے کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے پہننا۔

(۸) صدقۂ فطر ادا کرنا اگر واجب ہو (۹) خوشی اور بشاشت ظاہر کرنا (۱۰) اپنی طاقت کے مطابق خیرات زیادہ کرنا (۱۱) تبکیر یعنی سویرے اٹھنا (۱۲) ابتکار یعنی عیدگاہ کو سویرے روانہ ہونا (۱۳) صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا اس کے بعد عیدگاہ کو یا پیادہ روانہ ہونا، آہستہ آہستہ تکبیر کہتا ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ تکبیر بند کر دے جب عیدگاہ پہونچ جائے اور دوسری روایت میں ہے کہ جب نماز شروع کرے اور یہ کہ دوسرے راستہ سے واپس ہو اور نماز عید سے پہلے عیدگاہ اور مکان میں نفل پڑھنا مکروہ ہے اور نماز عید کے بعد فقط عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے جمہور کے اختیار کردہ فتویٰ کے مطابق، نماز عید کے صحیح ہونے کا وقت آفتاب کے ایک دو مقدار بلند ہو جانے سے (شروع ہوکر) آفتاب کے زوال تک ہے۔

توضیح

وَاجِبَۃٌ: احنافؒ کے اس میں دو قول منقول ہیں۔ ایک واجب ہے کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی ترک نہیں فرمایا اور اسکو شعارِ اسلام میں سے ارشاد فرمایا اور مواظبت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک سنت ہے۔ جامع صغیر میں ہے کہ اگر دو عیدیں ایک ہی دن اکٹھا ہو جائیں یعنی جمعہ اور عید تو اس صورت میں نماز عید سنت، نماز جمعہ فرض ہوگا۔ ان دونوں میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا جائے گا اور امام مالک اور امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے نیز فقہاء کا فتویٰ وجوب ہی پر ہے مصنف نے اصح کا لفظ اسی وجہ سے ذکر فرمایا ہے۔

سِوَی الْخُطْبَۃِ: یعنی عیدین کا خطبہ مسنون ہے کیونکہ یہ خطبہ نماز عید کے بعد ادا کیا جاتا ہے اور شرط وہ ہوا کرتی ہے جو کہ مقدم علی الشئ یا اس سے پہلے ملی ہوا اور یہ بعد میں ہوا کرتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ مسنون ہے شرط نہیں اور عدم شرط کی صورت میں اگر رہ جائے تو کراہت ہے کیونکہ اس میں سنت کو ترک کیا گیا ہے۔

کَمَا لَوْ قَدَّمَتْ الخ یعنی جس طرح قبل از نماز عید خطبہ پڑھ لینے میں کراہت ہے کیونکہ اس میں بھی حضورؐ سے منقول ہے کہ فصلّی ثم خطب الخ یعنی آپ باہر تشریف لے گئے اور نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد خطبہ پڑھا (بخاری و مسلم)

نَدَبَ: یہ مذکور تعداد حصر کے لئے نہیں ہے اور ان امور میں بعض تو مسنون ہیں اور بعض مستحب اور بعض سنت مؤکدہ، مگر یہاں پر مجموعی طور پر سب کو ندب میں شمار کر لیا گیا ہے۔

اَنْ یَاْکُلَ الخ ان مذکورہ بالا مندوبات میں سے ایک، جانے سے قبل چھوہارہ کھانا مسنون ہے، اس سے مراد کسی میٹھی چیز کا کھانا ہے۔ یعنی اگر چھوہارہ نہ ہو تو کسی میٹھی چیز کے کھا لینے سے سنت کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔

وَيَغْتَسِلُ الخ: مصنفؒ نے اس سے اس بات کیطرف اشارہ کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک تو عیدین میں غسل مسنون ہے اور بعض اسے مستحب قرار دیتے ہیں مگر اصح قول یہی ہے کہ عیدین کا غسل مسنون ہے۔

يَتَطَيَّبُ: یعنی خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ کتب احادیث میں اس قسم کی احادیث بکثرت وارد ہیں کہ جن میں جمعہ کے دن خوشبو کے استعمال کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور جمعہ کے بالمقابل عیدین میں خوشبو کے استعمال کی زائد ضرورت ہے لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَتَطَيَّبُ يَوْمَ الْعِيْدِ وَلَوْ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ۔

وَيَلْبَسُ اَحْسَن: جن کپڑوں کا استعمال کرنا مباح ہے ان کپڑوں میں سے جو عمدہ کپڑا ہو اس کا استعمال کرنا عیدین کے دن مستحب ہے حسب گنجائش نئے کپڑے کا استعمال ضروری نہیں، خواہ نئے کپڑے ہوں یا صرف دُھلے ہوئے ہوں۔ حدیث پاک میں ہے اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَهٗ جُبَّةُ فَنَكٍ اَوْ صُوْفٍ يَلْبَسُهَا فِى الْاَعْيَادِ (ہدایہ) اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔

وَيُؤَدِّیْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ: ادائیگی صدقۂ فطر کی چار صورتیں ہیں (۱) عید کے دن سے پہلے رمضان شریف میں یہ جائز (۲) عید کے دن نماز عید کو جانے سے پہلے یہ مستحب ہے (۳) عید کے دن نماز عید کے بعد یہ جائز ہے بلا کراہت (۴) عید کے دن سے مؤخر کرنا گناہ ہے لیکن جب ادا کرے گا تو گناہ نہیں رہے گا۔

يُظْهِرُ الْفَرَحَ: یعنی اطاعتِ خداوندی اور اس کی نعمتوں کے شکریہ میں فرحت و سرور کا اظہار کرے۔ نیز یہ کہ اللہ کی توفیق و کرم کے ساتھ ایک فریضۂ مہتم بالشان کی ادائیگی ہوگی۔

البَشَاشَة: یعنی جس سے ملاقات کرے تو خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرے۔ اس جگہ قابلِ غور امر یہ ہے کہ ایک جاہلانہ اور کافرانہ رسم اہل اسلام میں جاری ہے کہ اگر قریب زمانہ میں کوئی عزیز قریبی انتقال کر جائے تو ظاہری سوگ ہوا کرتا ہے اور کپڑوں وغیرہ کا اہتمام بالکل متروک ہوتا ہے اس مرنے والے کے غم کا اظہار پیش نظر ہوتا ہے یہ امر واجبِ ترک ہے کیونکہ عباراتِ فقہاء سے اسکی نفی ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

وَكَثْرَة: یعنی حسبِ استطاعت جس قدر ممکن ہو عیدین کے موقع پر صدقہ، خیرات کرے اور یہ مستحب ہے

ثُمَّ يَتَوَجَّهُ: عید کے دن صبح سویرے بیدار ہونا، عید گاہ کی طرف جلد پہنچنا تاکہ صفِ اول میں جگہ مل جائے اور غسل کرنا نمازِ فجر کے بعد۔ اور اگر نماز فجر سے قبل غسل کرے تب بھی صحیح ہے اور عید گاہ جا کر دوگانۂ عید کا ادا کرنا مسنون ہے اور علی الاطلاق مکان سے خروج نماز کے لئے جس سے ادائیگی وجوب ہو یہ واجب ہے اور اگر شہر کی مساجد میں نماز عید ادا کر لی گئی تو یہ نماز اصح قول میں درست

ہو گئی اگرچہ بغیر عذر کے ہو۔ اس میں مسنون یہ ہے کہ امام تو شہر سے باہر عیدگاہ میں نماز پڑھائے اور اپنا ایک نائب مقرر کر دے جو کہ شہر میں کمزوروں کو نماز پڑھا دے کہ بالاتفاق دو جگہ نماز عید جائز ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک تین جگہ بھی درست ہے عیدگاہ میں منبر بنوانے میں اختلاف ہے ایک جواز، دوسرا عدم جواز۔ خواہرزادہ کی رائے تو یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عمدہ ہے اور امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مُکَبِّرًا سِرًّا : اس مسئلہ میں احناف کا اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ کے نزدیک سرًّا تکبیر کہے عید الفطر میں اور عید الاضحیٰ میں جہرًا اور حضرات صاحبینؒ کے نزدیک ہر دو میں سرًّا میں سرًّا ہی ادا کی جائے۔ کذا فی الفتح کہ نفس تکبیر میں اختلاف نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے عندہٗ لانہا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر الذکر الخفیُّ وخیر الرزق ما یکفی وقال تعالٰی وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ الخ ولما کان ابنُ عمرَ یرفعُ صوتَہٗ بالتکبیرِ (مراقی)

ترجمہ :- بہترین ذکر آہستہ اور بہترین رزق جو کہ کافی ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنی آواز تکبیر کے ساتھ بلند فرماتے یعنی بلند آواز کے ساتھ تکبیر فرماتے۔ عید الاضحیٰ میں بلند آواز کے ساتھ پڑھنا خلافِ اصل ثابت ہے۔

یکرہ : ائمہ ستہ وغیرہ نے نقل فرمایا ہے اور یہی دلیل ماخذ ہے حضرات فقہاء جمہورؒ کا، کہ آپؐ باوجودیکہ نماز پر حریص ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید تو ادا فرماتے مگر نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد میں آپؐ نماز دیگر ادا فرماتے تھے۔ اگر اجازت ہوتی تو کم از کم ایک مرتبہ تو بیان جواز کے لئے ادا فرماتے۔ عدم ثبوت پر دلالت ہوتا ہے مذکورہ حکم پر (عمدہ) البتہ قضاء کی اجازت ہے۔

وَكَيْفِيَّةُ صَلٰوتِهِمَا اَنْ يَنْوِيَ صَلٰوةَ الْعِيْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيْمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلٍّ مِنْهَا ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ يُسَمِّيْ سِرًّا ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ سُوْرَةً وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ثُمَّ يَرْكَعُ فَاِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ اِبْتَدَأَ بِالْبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ ثُمَّ بِالسُّوْرَةِ وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ ثُمَّ

يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْهَا كَمَا فِي الْأُوْلٰى وَهٰذَا أَوْلٰى مِنْ تَقْدِيْمِ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَإِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيْرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فِيْهَا جَازَ ثُمَّ يَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيْهِمَا أَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْإِمَامِ لَا يَقْضِيْهَا وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ إِلَى الْغَدِ فَقَطْ وَأَحْكَامُ الْأَضْحٰى كَالْفِطْرِ لٰكِنَّهُ فِي الْأَضْحٰى يُؤَخِّرُ الْأَكْلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَيُكَبِّرُ فِي الطَّرِيْقِ جَهْرًا وَيُعَلِّمُ الْأُضْحِيَّةَ وَتَكْبِيْرَ التَّشْرِيْقِ فِي الْخُطْبَةِ وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ إِلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالتَّعْرِيْفُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَيَجِبُ تَكْبِيْرُ التَّشْرِيْقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلٰى عَصْرِ الْعِيْدِ مَرَّةً فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ أُدِّيَ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلٰى إِمَامٍ مُقِيْمٍ بِمِصْرٍ وَعَلٰى مَنِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ رَقِيْقًا أَوْ أُنْثٰى عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلٰى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا أَوْ مُسَافِرًا أَوْ قَرَوِيًّا إِلٰى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَبِهٖ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا بَأْسَ بِالتَّكْبِيْرِ عَقْبَ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَالتَّكْبِيْرُ أَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؛

ترجمہ دونوں عیدوں کی نماز کی ترکیب یہ ہے کہ نماز کی نیت کرے پھر تحریمہ کی تکبیر کہے پھر سبحانک اللّٰہم پڑھے پھر تین مرتبہ تکبیرات زوائد کہے ہر تکبیر پر دونوں ہاتھ اٹھائے پھر آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھے پھر بسم اللہ پڑھے پھر فاتحہ پھر سورہ پڑھے، اور مستحب یہ ہے کہ سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھے پھر رکوع کرے۔ پھر جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو بسم اللہ سے ابتداء کرے پھر فاتحہ پھر سورہ پڑھے، اور مستحب یہ ہے کہ سورۂ غاشیہ ہو۔ اس کے بعد تکبیراتِ زوائد کہے تین مرتبہ اور اپنے دونوں ہاتھ (تکبیروں میں) اٹھائے جیساکہ پہلی رکعت میں اور

تکبیراتِ زاوائد کو دوسری رکعت میں قراءت پر مقدم کرنے کی بہ نسبت یہ شکل یعنی تکبیراتِ زوائد تین تکبیروں کو قراءت کے بعد کہنا اولیٰ ہے۔ پس اگر دوسری رکعت میں تکبیرات کو قراءت سے پہلے ادا کرلے تو جائز (یہ بھی) ہے۔ نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے جن میں صدقۂ فطر کے احکام بتائے، اور جس شخص کی نماز عید امام کے ساتھ فوت ہوگئی ہو تو اس کی قضا نہیں اور عید الفطر کی نماز کسی عذر کے باعث صرف اگلے روز تک مؤخر کی جاسکتی ہے۔ عید الاضحیٰ کے احکام بھی عید الفطر جیسے ہیں لیکن عید الاضحیٰ میں کھانے کو (نماز سے) مؤخر کردے۔ اور راستہ میں جہر کے ساتھ (آواز سے) تکبیر کہتا رہے اور امام خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کی تعلیم دے (احکام بتلائے) یہ نماز عذر کے باعث تین دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے۔ اور تعریف (عرفہ منانے) کی کچھ اصلیت نہیں اور تکبیر تشریق یوم عرفہ کی فجر کے بعد سے عید کی عصر تک ایک مرتبہ واجب ہوتی ہے ہر ایسی فرض نماز کے بعد جو مستحب جماعت سے ادا کی گئی ہو ایسے امام پر جو شہر میں مقیم ہو، اور اس شخص پر جو اس کا مقتدی بنے اگرچہ یہ مقتدی مسافر ہو یا غلام یا مؤنث، یہ مسلک امام اعظمؒ کا ہے اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ (تکبیر تشریق) ہر فرض نماز کے فوراً بعد واجب ہوتی ہے ہر اس شخص پر جو فرض نماز ادا کرے خواہ وہ منفرد ہو (تنہا نماز پڑھنے والا) ہو یا مسافر یا دیہاتی۔ عرفہ کے دن (۹ ذی الحجہ) سے پانچویں روز (۱۳ ذی الحجہ) کی عصر تک۔ اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور عیدین کی نماز کے بعد تکبیر تشریق میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور تکبیر تشریق یہ ہے اَللّٰہُ اکبر، اللّٰہ اکبر لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہ اکبر اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

توضیح

اَنۡ ینوی الخ: پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ نیت ارادہ کا نام ہے۔ زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں اور اگر کہہ لے تو بہتر ہے پھر اتنا ارادہ کرلینا اور اپنے الفاظ میں اتنا زبان سے کہہ دینا کافی ہے کہ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں۔

الزوائد: اس کو زوائد اس وجہ سے کہا گیا کہ یہ رکوع وسجود، تحریمہ کے علاوہ ہیں اور مکرر ادا ہوتی ہیں۔

ثلاثا: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا یہی مذہب ہے۔ اسی کو احنافؒ نے اختیار فرمایا ہے۔ اور اسی کے قائل حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور ابن زبیرؓ اور حذیفہؓ ہیں۔ البتہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے دوسری روایت فرمائی۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ پانچ تکبیرات اول رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ یا چار۔

«فائدہ» ہر تکبیر کے بعد دوسری تکبیر سے پہلے تین مرتبہ تکبیر کے برابر ٹھہرنا چاہئے جیساکہ حضرت امام اعظمؒ سے منقول ہے، اس وجہ سے کہ دور والوں پر تکبیرات میں اشتباہ نہ ہو جائے۔

فَاِذَا اَقَامَ لِلثَّانِیَۃِ : دونوں رکعتوں کی قرارت کو متصل رکھنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور یہ امام صاحبؒ کے نزدیک افضل ہے تاکہ دونوں رکعتوں کی قرارت میں دوری نہ پائی جائے اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک دوسری رکعت میں بھی قرارت سے قبل تکبیرات ہوں گی جیساکہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

ونُدِبَ : حضرت امام اعظمؒ نے مرفوعًا روایت فرمایا ہے کہ آنحضرتؐ عیدین وجمعہ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، اور ہل اتاک الخ تلاوت فرماتے تھے۔ لیکن ایک بات خیال رکھیں کہ یہاں پر مقتدیوں کا خیال رکھا جائے گا اور امام کے لئے مقتدیوں کا خیال رکھنا لازم ہے یعنی جیسا موقع دیکھے اسی طرح تلاوت کرے۔

فَاِنْ قَدَّمَ : یہ اختلاف جائز اور ناجائز کا نہیں ہے بلکہ محض افضلیت واولویت وعدم اولویت میں ہے۔ حضرات احنافؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے اثر کو راجح قرار دیا ہے اور اس کو اختیار کیا کہ حضرات صحابہؓ کی ایک جماعت نے قولاً وعملاً موافقت فرمائی۔ اور وجہ ترجیح کی یہ ہے کہ حضورؐ کا حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی شان میں یہ ارشاد ہے "رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَہٗ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ" یعنی میں اپنی امت کے معاملہ میں اس بات سے راضی ہوں جس سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راضی ہوں۔

مسئلہ :- اگر سہوًا امام تکبیرات زوائد میں اضافہ کردے اور سولہ تک پہونچا دے تو مقتدی اپنے امام کی اتباع کرے، اور اگر امام نے سولہ سے زائد تکبیر کہہ دی تو پھر اسکی اتباع نہ کرے کیونکہ بعض نے اس کی مقدار سولہ بتائی ہے اور اس کے بعد بالیقین نہیں۔ اور سولہ تک اختلاف روایات واقوال ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ اس مقدار تک جائز ہیں۔ اگرچہ احناف کے نزدیک اولیٰ وافضل مذکورہ بالا ہی ہے جن کی تعداد چھ ہیں۔

یُعَلِّمُ : کیونکہ خطبہ کی مشروعیت احکام کو تعلیم کی غرض سے ہوئی ہے لہٰذا ان خطبوں میں اس کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا کہ فطرہ کس پر واجب ہے اور اس کا مستحق کون ہے اور کب واجب ہوتا ہے اور اس کے واجب ہونے کی مقدار کیا ہے اور دونوں خطبوں کے درمیان معمولی سی مقدار کے لئے بیٹھ جائے اور عیدین کے خطبوں میں تکبیر پڑھے لیکن ظاہر روایت میں اس کی تعداد معین نہیں مگر اس کا خیال رہے کہ تکبیر کی مقدار خطبہ کی مقدار سے زائد نہ ہو

نیز یہ کہ عید الاضحیٰ کے خطبوں میں تکبیر کچھ زائد ہوں عید الفطر کے بہ نسبت، جمعہ کے خطبہ کو تو حمد سے شروع کیا جائے گا مگر عیدین کے خطبہ کو تکبیر سے شروع کیا جائے گا۔

وَمَنْ فَاتَتْہُ الخ کیونکہ یہ عبادت شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور امام یا بادشاہ یا اس کے حکم میں جو ہوں ان کے بغیر یہ ادا نہیں ہو سکتی اور اب یہ امر ممکن نہیں تو اب اس کی قضا بھی نہیں پس اب اسے اختیار ہے کہ یا تو لوٹ آئے یا چار رکعت پڑھ لے جو کہ چاشت کی نماز شمار ہوگی چنانچہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے اِنَّہٗ قَالَ مَنْ فَاتَتْہُ صَلٰوۃُ الْعِیْدِ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی الخ وَفِی الثَّانِیَۃِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا وَفِی الثَّالِثَۃِ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَ فِی الرَّابِعَۃِ وَالضُّحٰی۔ اور نمازِ چاشت میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ اجر و ثواب منقول ہے۔ متن کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر امام نے عید پڑھ لی اور کوئی شخص اس سے رہ گیا کہ اس کی نمازِ عید فوت ہوگئی امام کے ساتھ نماز پڑھنے سے تو اب یہ شخص اس کی قضا یعنی ادا نہیں کریگا۔

مَعَ الْاِمَامِ: یہ قول فَاتَتْہ کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ اَلصَّلٰوۃ کیساتھ مرتبط ہے یعنی اصل عبارت فَاتَتْہُ الصَّلٰوۃُ اِلٰی صَلَاتِہَا الْاِمَامُ الخ اور اس کے برعکس میں مطلب یہ ہوگا۔ فاتتہ الامام والمقتدی ولیس کذلک۔

«فائدہ» صورتِ مذکورہ اس وقت ہے کہ جب کہ ایک ہی مقام پر مثلاً نمازِ عید ہوتی ہے۔ اور اگر دوسری جگہ ہوتی ہے تو اب اگر اس جگہ ختم ہوگئی تو دوسری جگہ پہونچ کر ادا کرے ایک شہر میں بالاتفاق چند مقامات پر نمازِ عید جائز ہے۔

بَابُ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْاَفْزَاعِ

سُنَّ رَکْعَتَانِ کَھَیْئَۃِ النَّفْلِ لِلْکُسُوْفِ بِاِمَامِ الْجُمُعَۃِ اَوْ مَامُوْرِ السُّلْطَانِ بِلَا اَذَانٍ وَلَا اِقَامَۃٍ وَلَا جَھْرٍ وَلَا خُطْبَۃٍ بَلْ یُنَادٰی اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ وَسُنَّ تَطْوِیْلُھُمَا وَتَطْوِیْلُ رُکُوْعِھِمَا وَ سُجُوْدِھِمَا ثُمَّ یَدْعُو الْاِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ اِنْ شَاءَ اَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَھُوَ اَحْسَنُ وَیُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِہٖ حَتّٰی یَکْمُلَ اِنْجِلَاءُ الشَّمْسِ وَاِنْ لَمْ یَحْضُرِ الْاِمَامُ صَلُّوْا فُرَادٰی کَالْخُسُوْفِ وَ

الظُّلْمَةِ الهَائِلَةِ نَهَارًا وَالرِّيحِ الشَّدِيْدَةِ وَالْفَزَعِ ؛

ترجمہ

سورج گہن اور چاند گہن اور گھبراہٹ کی نماز کا بیان

سورج گہن کے وقت عام نفلوں کی طرح دو رکعت مسنون ہیں۔ امام جمعہ یا سلطان کے مامور کے پیچھے بغیر اذان و تکبیر کے اور بغیر جہر اور بغیر خطبہ کے بلکہ یہ آواز لگا دی جائے الصلوٰۃ جَامِعَۃٌ۔ اور مسنون ہے ان رکعتوں کو اور رکوع اور سجدہ کو طویل کرنا پھر امام دعا مانگے بیٹھ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے اگر چاہے یا کھڑا ہوکر لوگوں کی طرف رخ کرکے اور یہ (لوگوں کی طرف کھڑا ہونا) بہتر ہے، اور امام کی دعا پر نمازی آمین کہتے رہیں، اسی طرح دعا و استغفار وغیرہ کرتے رہیں یہاں تک کہ آفتاب کامل طور پر کھل جائے اور اگر امام نہ موجود ہو تو تنہا تنہا نماز پڑھ لیں جیسا کہ چاند گہن میں، اور جیسے دن کے وقت خوفناک تاریکی میں اور سخت آندھی یا پریشانی کے وقت (تنہا) نفلیں پڑھتے ہیں۔

توضیح

سُنَّ: مسنون ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس کا پڑھنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَائِمٌ الخ۔

رَكْعَتَانِ: دو رکعت اقل درجہ ہے اگر چاہے چار رکعت یا اس سے زائد ادا کرلی جائیں اور ہر چار رکعت پر ایک سلام نماز کی طرح، اور افضل یہ ہے کہ چار ہی رکعت پر سلام پھیرلے۔

کَهَيْئَةِ: یعنی اس نماز کی ہیئت نفل نماز کی طرح ہے، نیز اوقاتِ مکروہہ میں اس کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

بِاِمَامٍ: یعنی جسطرح امام کی شرطِ اقامت جمعہ میں ہے اسی طرح اس نماز کے لئے ہے۔ اور جو شرائط نماز کے لئے ہیں وہی شرائط اس نماز کے لئے بھی ہیں لیکن خطبہ اس میں شرط نہیں ہے۔

وَلَاجَهْرَ الخ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قرارت جہری نہیں ہے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے، امام ابو یوسفؒ، امام محمد کے نزدیک قرارت بالجہر اولیٰ ہے۔ نیز امام محمدؒ کی ایک روایت میں سرّی منقول ہے کیونکہ دن میں قرارت بالجہر نہیں بلکہ بالسرّ ہے۔ جس طرح نماز ظہر اور عصر میں، اور ایک قول جہر کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نماز کے لئے

عید کی نماز کی طرح بکثرت لوگ اکٹھا ہوتے ہیں لہٰذا اس میں بالجہر ہی ہونا چاہئے۔

وسَنّ: یعنی قرارت کا طویل کرنا سنت ہے، اور اولیٰ ہے مثلاً سورۂ بقرہ پڑھنا اور صاحب ہدایہ کے قول کے مطابق وقت کو گھیرنا جب تک کہ سورج مکمل صاف اور روشن نہ ہو جائے مسنون ہے۔ لیکن افضل طریقہ یہ ہے کہ قرارت کو طویل کیا جائے اس میں نبیؐ کی اتباع ہے۔

ثم یدعوا: یعنی دعا کو مؤخر کرنا مسنون ہے۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

لَهٗ صَلٰوةٌ مِنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَلَهٗ اِسْتِغْفَارٌ وَيُسْتَحَبُّ الْخُرُوْجُ لَهٗ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُشَاةً فِيْ ثِيَابٍ خَلِقَةٍ غَسِيْلَةٍ اَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى نَاكِسِيْنَ رُؤُسَهُمْ مُقَدِّمِيْنَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِهِمْ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشُّيُوْخِ الْكِبَارِ وَالْاَطْفَالِ وَفِيْ مَكَّةَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ فَفِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى يَجْتَمِعُوْنَ وَيَنْبَغِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا لِاَهْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِيْنَ الْقِبْلَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا اَشْبَهَهٗ سِرًّا اَوْ جَهْرًا وَلَيْسَ فِيْهِ قَلْبُ رِدَاءٍ وَلَا يَحْضُرُهٗ ذِمِّيٌّ ۞ • ۞ • ۞

نمازِ استسقاء کا بیان

ترجمہ استسقاء کے لئے نماز بھی ہوتی ہے بغیر جماعت کے۔ اس کے لئے محض، استغفار بھی ہوتا ہے اور استغفار کے لئے تین دن شہر سے باہر جانا پیادہ

پاؤں مستحب ہے پرانے کپڑوں میں جو دھلے ہوئے ہوں یا پیوند لگے ہوئے ہوں۔ اس صورت سے کہ عاجزی تواضع اور خدا کے سامنے خشوع ظاہر کر رہے ہوں، سر جھکائے ہوئے ہوں ہر روز اپنے نکلنے سے پہلے کچھ خیرات کر دیتے ہوں اور مویشی اور بڑے بوڑھوں کا لیجانا بھی مستحب ہے۔ مکہ معظمہ، بیت المقدس، مسجد حرام اور مسجد اقصٰی میں اکٹھے ہوں۔ اور مدینۃ النبیؐ کے باشندوں کے لئے بھی یہی مناسب ہے کہ مسجد نبوی میں جمع ہوں اور امام قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑا ہوا اور سب آدمی قبلہ کیطرف منہ کئے بیٹھے رہیں۔ اس کی دعا پر آمین کہتے رہیں اور امام یہ دعا پڑھے **اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا ھَنِیْئًا مریئًا مریعًا غدقًا مجللًا سحا طبقًا دائمًا**۔ ترجمہ :۔ اے اللہ ہمیں سیراب کر دے ایسی بارش سے جو سختی سے چھڑا دینے والی ہو، مبارک خوشگوار ہو، شاداب کر دینے والی موسلا دھار ہو چھا جانے والی تیز زمین کو گھیرنے والی متواتر ہو۔ یا اس کے مانند دعا مانگے آہستہ آہستہ یا آواز سے۔ چادر کا پلٹنا استسقاء میں مسنون نہیں اور نہ استسقاء کے موقع پر کافر آئے۔

توضیح

صَلٰوۃٌ من غیرِ جَمَاعَۃٍ : استسقاء کے لئے نماز کا پڑھنا مسنون ہے۔ مگر اس میں جماعت نہیں ہے اور یہ صورت امام اعظمؒ سے منقول ہے۔ دراصل امام اعظمؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ دعا ہے یعنی اس امر کے لئے دعا اور استغفار کرنا ہے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ امام دو رکعت پڑھائے اور اس میں قراءت بالجہر کرے جس طرح نماز عید میں ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت سے ملتا ہے کہ حضورؐ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ صاحب ہدایہ و دیگر فقہاء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ آپؐ نے کبھی اس موقع پر نماز پڑھی اور کبھی ترک فرما دیا، اور فقط دعا پر اقتصار کیا اسی وجہ سے اس کو نماز مسنون نہیں فرمایا ہے چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک ایسے موقع پر نماز نہیں پڑھائی البتہ طلب بارش فرمائی حالانکہ یہ حضرات آپؐ کی بہت زیادہ اتباع کرنے والے تھے۔ عدم فعل اس پر دلالت کرتا ہے کہ نماز باجماعت ہی اس باب میں مسنون نہیں۔

ثَلَاثًا ، متواتر تینؔ دن کی قید اس وجہ سے ہے کہ اس سے زائد کا ثبوت نہیں۔

وَیَدْعُوا : یعنی وہ دعا جو ذکر کی گئی ہے یا اس کے مشابہ جو دعا ہو، اس کا مانگنا جائز ہے ؛ (واللہ اعلم)

* * *

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

هِیَ جَائِزَةٌ بِحُضُوْرِ عَدُوٍّ وَبِخَوْفِ غَرَقٍ اَوْ حَرَقٍ وَاِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِی الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَاحِدٍ فَیَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَیْنِ وَاحِدَةٌ بِاِزَاءِ الْعَدُوِّ وَیُصَلِّیْ بِالْاُخْرٰی رَکْعَةً مِنَ الثُّنَائِیَّةِ وَرَکْعَتَیْنِ مِنَ الرُّبَاعِیَّةِ وَالْمَغْرِبِ وَتَمْضِیْ هٰذِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلّٰی بِهِمْ مَا بَقِیَ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فَذَهَبُوْا اِلَی الْعَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْاُوْلٰی وَاَتَمُّوْا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوْا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْاُخْرٰی اِنْ شَاءُوْا صَلَّوْا مَا بَقِیَ بِقِرَاءَةٍ وَاِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُکْبَانًا فُرَادٰی بِالْاِیْمَاءِ اِلٰی اَیِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا وَلَمْ تَجُزْ بِلَا حُضُوْرِ عَدُوٍّ وَیُسْتَحَبُّ حَمْلُ السِّلَاحِ فِی الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَاِنْ لَمْ یَتَنَازَعُوْا فِی الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَاحِدٍ فَالْاَفْضَلُ صَلٰوةُ کُلِّ طَائِفَةٍ بِاِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْاَمْنِ

خوف کی نماز کا بیان

ترجمہ صلوٰۃِ خوف جائز ہے دشمن کے سامنے ہونے اور ڈوبنے یا جلنے کے خوف سے اور جب کہ نمازی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں آپس میں نزاع کریں، ہر شخص کی خواہش یہی ہو کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام ان کے دو حصہ کر دے، ایک کو دشمن کے مقابلہ پر رکھے اور دوسرے کو امام دو رکعت والی نماز میں ایک رکعت اور چار رکعت والی یا مغرب کی نماز میں دو رکعت پڑھا دے پھر یہ جماعت دشمن کے مقابلہ میں چلی جائے پیدل اور وہ جماعت جو دشمن کے مقابلہ پر تھی امام کے پیچھے آجائے تو ان کو باقی نماز پڑھا دے اور تنہا امام سلام پھیر دے پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ پر چلے جائیں اور پہلی جماعت آجائے اور یہ لوگ باقی ماندہ نماز بلا قرأت (یعنی سورہ یا الحمد پڑھے بدون) پوری کر لیں اور سلام پھیر دیں

اور دشمن کے مقابلہ پر پھر چلے جائیں، پھر دوسری جماعت آجائے اگر اس جماعت والے یہاں آنا چاہیں (ورنہ اپنی اپنی جگہ پر) باقی ماندہ حصہ کو پورا کرلیں قرارت کے ساتھ اور اگر خوف شدید ہو جائے تو سواری پر نماز پڑھیں اتریں نہیں تنہا تنہا (اس صورت میں جماعت نہ ہوگی)، رکوع اور سجدہ کے اشارہ کے ساتھ جس رخ پر بھی وہ پڑھنے پر قادر ہوں اور اگر دشمن سامنے نہ ہو تو نمازِ خوف جائز نہیں ہے اور خوف کے وقت نماز میں ہتھیاروں کا لگائے رکھنا مستحب ہے اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر نزاع نہ کریں تو امن کی حالت کیطرح ہر جماعت کا علیحدہ امام کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔

توضیح

ھی جائزۃ الخ: حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک ہمارے زمانہ میں اس کی مشروعیت صحیح ہے یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد، صرف آپؐ کے ساتھ خاص نہ تھی۔ اور امام ابو یوسفؒ اس زمانہ میں مشروعیت کے قائل نہیں ہیں۔

بحضور عدو الخ: شرط یہ ہے کہ دشمن سامنے ہو اور اس بات کا اندیشہ ہو کہ نماز میں مشغول ہونے پر دشمن حملہ کر دیگا تو ایسی صورت میں جائز ہے۔ لفظ حضور کی قید سے اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ محض گمان و خیال ہے اور لشکرِ دشمن موجود نہیں تو اس موقع پر یہ جائز نہیں۔

بخوف الخ: یعنی سیلاب وغیرہ میں ڈوب جانے کا خطرہ ہے یا آگ میں جلنے کا خوف ہو یا پھاڑ کھانیوالے درندہ کا خوف ہے تو ان تمام صورتوں میں مذکورہ طریقہ پر نماز پڑھنا درست ہے۔

واذا تنازع الخ یعنی لوگ آپس میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر لڑیں تو یہ صورت جواز کی ہے اور اگر قوم کوئی اختلاف نہ کرے تو دو جماعتیں دو امام کے ساتھ کی جائیں تو پھر اس کی ضرورت نہیں۔

فیجعلھم الخ: مصنفؒ نے اس بحث میں تفصیل نہیں بیان کی کہ مقیم و مسافر کس طرح کریں کہ دونوں کی صورت آسان ہوگی یعنی ایک قاعدۂ کلیہ کے معلوم ہو جانے پر ہر دو کا ادراک آسان ہوگا اور یہ عبارت عموم پر دلالت کرتی ہے۔

ویصلی الخ: یعنی امام دو رکعت والی نماز میں دوسری جماعت کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے

الثانیۃ الخ: مثلاً نمازِ فجر، نماز جمعہ، نماز عیدین، سفر کی حالت میں قصر عصر یا ظہر یا عشاء ہو۔

ورکعتین الخ یعنی اگر مسافر نہیں اور چار رکعت والی نماز پڑھنا ہے تو پھر دو رکعتیں پہلے جماعتِ اولیٰ کے ساتھ ادا کرے، دوسری جماعت کے ساتھ باقی ماندہ نماز کو پڑھے۔

ثُمَّ جَاءَتِ الْاُوْلٰى الخ: یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ امام کے پیچھے آکر اپنی نماز کو پوری کریں۔ اگر یہ چاہیں تو وہیں اپنی اپنی جگہ بھی باقی ماندہ نماز کو پوری کر سکتے ہیں۔ البتہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد باقی نماز کو پوری کریں گے۔

بِلَا قِرَاءَةٍ الخ: کیونکہ یہ لاحق کے حکم میں ہیں کہ نماز کی پہلی رکعتوں میں امام کے پیچھے تھے بعد کی رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھ رہے ہیں، جیساکہ اس صورت میں کہ امام مسافر ہو تو باقی رکعتیں بلاقراءت پڑھی جاتی ہیں یہ بھی بلاقراءت پڑھی جائے گی۔

بِقِرَاءَةٍ: کیونکہ یہ مسبوق ہیں انھوں نے امام کے ساتھ نہیں پڑھی تھی۔

يُسْتَحَبُّ الخ: یعنی امام مالکؒ و امام شافعیؒ ہتھیار کو ساتھ باندھنے کو واجب کہتے ہیں کیوں کہ نص میں اس کا امر موجود ہے۔ احناف کے نزدیک یہ امر استحبابی ہے وجوبی نہیں، اس لئے نماز کے اعمال میں سے نہیں ہے۔

بَابُ اَحْكَامِ الْجَنَائِزِ

يُسَنُّ تَوْجِيْهُ الْمُحْتَضَرِ لِلْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَجَازَ الْاِسْتِلْقَاءُ وَيُرْفَعُ رَاْسُهٗ قَلِيْلًا وَيُلَقَّنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَهٗ مِنْ غَيْرِ الْحَاحِ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا وَتَلْقِيْنُهٗ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوْعٌ وَقِيْلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيْلَ لَا يُؤْمَرُ بِهٖ وَلَا يُنْهٰى عَنْهُ وَيُسْتَحَبُّ لِاَقْرِبَاءِ الْمُحْتَضَرِ وَجِيْرَانِهٖ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِ وَيَتْلُوْنَ عِنْدَهٗ سُوْرَةَ يٰسٓ وَاسْتُحْسِنَ سُوْرَةُ الرَّعْدِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ اِخْرَاجِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ مِنْ عِنْدِهٖ فَاِذَا مَاتَ شُدَّ لَحْيَاهُ وَغُمِّضَ عَيْنَاهُ وَيَقُوْلُ مُغَمِّضُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ وَيُوْضَعُ عَلٰى بَطْنِهٖ حَدِيْدَةٌ لِئَلَّا يَنْتَفِخَ وَتُوْضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَ

لَا یَجُوْزُ وَضْعُهُمَا عَلٰی صَدْرِهٖ وَتُکْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عِنْدَهٗ حَتّٰی یُغْسَلَ وَلَا بَأْسَ بِاِعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهٖ وَیُعَجَّلُ بِتَجْهِیْزِهٖ فَیُوْضَعُ کَمَا مَاتَ عَلٰی سَرِیْرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا وَیُوْضَعُ کَیْفَ اتَّفَقَ عَلَی الْاَصَحِّ وَیُسْتَرُ عَوْرَتُهٗ ثُمَّ جُرِّدَ عَنْ ثِیَابِهٖ وَوُضِّیَٔ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ صَغِیْرًا لَا یَعْقِلُ الصَّلٰوةَ بِلَا مَضْمَضَةٍ وَاسْتِنْشَاقٍ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ جُنُبًا وَصُبَّ عَلَیْهِ مَاءٌ مُغْلًی بِسِدْرٍ اَوْ حُرُضٍ وَاِلَّا فَالْقَرَاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَیُغْسَلُ رَاْسُهٗ وَلِحْیَتُهٗ بِالْخِطْمِیِّ ثُمَّ یُضْجَعُ عَلٰی یَسَارِهٖ فَیُغْسَلُ حَتّٰی یَصِلَ الْمَاءُ اِلٰی مَایَلِی التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ عَلٰی یَمِیْنِهٖ کَذٰلِکَ ثُمَّ اُجْلِسَ مُسْنَدًا اِلَیْهِ وَمَسَحَ بَطْنَهٗ رَفِیْقًا وَمَا خَرَجَ مِنْهُ غَسَلَهٗ وَلَمْ یُعِدْ غُسْلَهٗ ثُمَّ یُنَشَّفُ بِثَوْبٍ وَیُجْعَلُ الْحَنُوْطُ عَلٰی لِحْیَتِهٖ وَرَاْسِهٖ وَالْکَافُوْرُ عَلٰی مَسَاجِدِهٖ وَلَیْسَ فِی الْغُسْلِ اسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِی الرِّوَایَاتِ الظَّاهِرَةِ وَلَا یُقَصُّ ظُفْرُهٗ وَشَعْرُهٗ وَلَا یُسَرَّحُ شَعْرُهٗ وَلِحْیَتُهٗ وَالْمَرْاَةُ تَغْسِلُ زَوْجَهَا بِخِلَافِهٖ کَاُمِّ الْوَلَدِ لَا تَغْسِلُ سَیِّدَهَا وَلَوْ مَاتَتْ اِمْرَأَةٌ مَعَ الرِّجَالِ یَمَّمُوْهَا لِعَکْسِهٖ بِخِرْقَةٍ وَاِنْ وُجِدَ ذُوْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ یُیَمِّمُ بِلَا خِرْقَةٍ وَکَذَا الْخُنْثٰی الْمُشْکِلُ یُیَمَّمُ فِیْ ظَاهِرِ الرِّوَایَةِ وَیَجُوْزُ لِلرَّجُلِ تَغْسِیْلُ صَبِیٍّ وَصَبِیَّةٍ لَمْ یَشْتَهِیَا وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِیْلِ الْمَیِّتِ۔

جنازہ کے احکام کا بیان

ترجمہ مسنون ہے قریب المرگ کا قبلہ رخ کر دینا داہنی کروٹ پر لٹا کر، اور چت لٹانا بھی جائز ہے اور اس کا سر کسی قدر اٹھا دیا جائے اور اس کے پاس

شہادت کے دونوں کلموں کی اصرار کے بدون تلقین کی جائے اور ادائے کلمۂ شہادت کا اس کو حکم نہ کیا جائے اور قبر میں تلقین کرنا بھی شریعت میں آیا ہے اور یہ بھی قول ہے کہ قبر میں تلقین نہ کی جائے اور یہ بھی ہے کہ قبر کی تلقین کی نہ ہدایت کی جائے اور نہ اس سے روکا جائے اور قریب المرگ کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو اس کے پاس جانا مستحب ہے اور اس کے پاس وہ سورۂ یٰسین پڑھیں اور سورۂ رعد بھی مستحسن ہے اور اس کے پاس سے حیض ونفاس والی عورتوں کو ہٹا دینے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ضروری ہے بعض کے نزدیک ضروری نہیں۔ بہر حال جب وہ مرجائے تو اس کے جبڑے باندھ دیئے جائیں، آنکھیں بند کردی جائیں۔ آنکھ بند کرنیوالا شخص کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ‘‘ ترجمہ:۔ اللہ کے نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر، اے اللہ اس کے معاملہ کو آسان کر دے اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر دے اور اس کو اپنے دیدار کی سعادت عطا فرما اور جس جانب وہ روانہ ہوا ہے اس کو اس سے بہتر کر دے جہاں سے وہ نکلا ہے۔

اور اس کے پیٹ پر لوہا رکھدیا جائے تاکہ پھولے نہیں، اور اس کے دونوں ہاتھ پہلوؤں کی جانب رکھدیئے جائیں اور اس کو سینہ پر رکھنا جائز نہیں، اور غسل دینے تک اس کے پاس قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے اور لوگوں کو اس کی موت کی خبر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی تجہیز میں عجلت کی جائے، پس جیسے ہی مرجائے اس کو ایسے تخت پر رکھدیا جائے جس کو طاق مرتبہ دھونی دی گئی ہو اور صحیح مسلک کے مطابق جیسے بھی موقع ہو تختہ پر لٹا دیا جائے (یعنی کسی رخ کا لحاظ نہیں)، اور شرمگاہ ڈھانک دیجائے اور پھر اس کو اس کے کپڑے سے برہنہ کر دیا جائے، یعنی اس کے کپڑے اتار لئے جائیں اور وضو کرایا جائے۔ مگر یہ کہ جنبی ہو اور اس پر ایسا پانی بہایا جائے جس کو بیری کے پتے اور اشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو ورنہ پھر خالص پانی، اور سر اور داڑھی خطمی سے دھوئے جائیں، پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا دیا جائے اور اس کروٹ کو دھویا جائے یعنی پانی بہایا جائے یہاں تک کہ بدن کے اس حصہ تک پہونچ جائے جو تخت سے متصل ہیں پھر اسی طرح اس کو داہنی کروٹ پر لٹا کر بائیں حصہ پر پانی بہایا جائے پھر اس کو سہارا دیکر بٹھائے، اس کے پیٹ کو ہلکے ہلکے ملے اور جو کچھ پیٹ سے نکلے اس کو دھودے اور غسل دوبارہ نہ دے پھر کپڑے سے بدن خشک کر دیا جائے اور حنوط اس کی داڑھی اور سر پر لگائے اور کافور

اس کے ان اعضاء پر لگایا جائے جو سجدہ کے وقت استعمال ہوتے ہیں اور روایات ظاہرہ کے مطابق روئی کا استعمال کرنا غسل میں داخل نہیں اور نہ اس کے ناخن کاٹے جائیں نہ اس کے بال، نہ بالوں اور داڑھی میں کنگھی کی جائے۔ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے بخلاف مرد کے کہ وہ اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا جیساکہ ام ولد اپنے آقا کو غسل نہیں دے سکتی اور اگر کوئی عورت جو مردوں کی ہو مر جائے تو اس کو ایک کپڑے کے ذریعہ تیمم کرا دے جیساکہ اس کے عکس کی شکل میں ہے (یعنی جبکہ عورتوں کے ساتھ کوئی مرد ہو) اور کوئی ذو رحم محرم موجود ہو تو وہ کپڑے کے بغیر ہی تیمم کرا دے اور ایسے ہی خنثیٰ مشکل کو تیمم کرایا جائے ظاہر روایت کے مطابق، اور جائز ہے مرد اور عورت کے لئے ایسے لڑکے اور لڑکی کو غسل دینا کہ جن کو شہوت نہ ہوتی ہو (یعنی نابالغ ہو) اور میت کو بوسہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

توضیح

الجنائز: جنازہ، جیم پر زبر بھی ہے اور زیر بھی۔ جنازہ میت کو بھی کہا جاتا ہے اور اس چارپائی وغیرہ کو بھی جس پر کفن پہنانے کے بعد رکھ کرلے جاتے ہیں۔

اَلْمُحْتَضَر: اسم مفعول، اَیْ مَنْ حَضَرَتْہُ مَلَائِکَۃُ الْمَوْتِ اَوْ مَنْ حَضَرَہُ الْمَوْتُ وَحَلَّ بِہٖ۔ یعنی قریب المرگ ہونے کی وجہ سے محتضر فرمایا گیا یا اس وجہ سے کہ روح قبض کرنے والے ملائکہ اس وقت اس کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ اس بناء پر اس کلمہ سے تعبیر فرمایا۔

علٰی یمینہا: یعنی قبلہ رو کر دیا جائے ایسی صورت میں، اس طور پر کہ اس کو داہنی کروٹ کے ساتھ اس کو لٹا دیا جائے۔ اس امر کا لحاظ کرتے ہوئے کہ قبر میں بھی اسی طرح اس کو لٹایا جائے گا نیز اگر چارپائی پر ہو تو اس صورت میں چارپائی کا سرہانہ شمال کی جانب ہوگا اور پائتانہ جنوب کی جانب، اسی طرح چت لٹانا بھی جائز ہے اس لئے کہ اس صورت میں روح کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے البتہ اس صورت میں اس کا چہرہ قبلہ کی جانب کر دے اور یہ افضل طریقہ ہے نیز اسی طرح پیر قبلہ کی جانب ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

یرفع راسہا: یعنی چت لٹانے کی صورت میں سر کے نیچے کوئی شئی رکھ دی جائے تاکہ سر اور چہرہ قبلہ کی جانب ہو جائیں تاکہ اس کا چہرہ آسمان کی طرف نہ رہے بلکہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔

وَیُلَقَّنُ الخ: یعنی بالاجماع یہ تلقین مستحب ہے اور یہ تلقین نزاع کی حالت سے پہلے ہو اور تلقین کرنے والا ایسا شخص ہو جو اس کے موت کی حالت پوشیدہ رکھے، افشاء نہ کرے اور اس کے قریب آہستہ آہستہ محض پڑھتا رہے اس پر زور نہ دے کیونکہ یہ حالت

نزاع کٹھن کی گھڑی ہے ایسا نہ ہو کہ انکار کر دے۔ (العیاذ باللہ)

لَا یُؤمَرُ بِھَا: یعنی اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کہو لا الٰہ الا اللہ کیونکہ اس حالت میں اسکے حواس صحیح نہیں ہوتے ہیں، پس ممکن ہے کہ وہ انکار کر دے جو کم سے کم بدشگونی تو ہے ہی بلکہ مناسب طور پر تلقین کی جائے جس کی رائج شکل یہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے خود کلمۂ شہادت پڑھنے لگتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ کلمہ ادا کرنے کے بعد کوئی بات نہ کی ہو، مطلب یہ نہیں کہ آخری سانس پر کلمہ پڑھا ہو۔

وَتَلقِینُہٗ فِی القَبرِ: یعنی میت کو تلقین کرنا بھی شریعت میں آیا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ دفن کے بعد جب عام آدمی چلے جائیں تو کچھ خاص خاص آدمی تین مرتبہ یہ کہیں کہ فلاں ابن فلاں کہو لا الٰہ الا اللہ، پھر تین مرتبہ کہیں کہ اے فلاں کہو کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے۔ اور ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مصنفؒ نے اس تلقین کے متعلق دو قول بیان کئے ہیں۔ ایک قول یہ کہ اس سے منع کیا جائے، دوسرا قول یہ ہے کہ جب لوگ اسکو کریں انکو منع نہ کیا جائے اور جو نہ کرتے ہوں انکو اس کی ہدایت نہ کی جائے۔

وَیَستَحِبُّ: یعنی قریب المرگ کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو اس کے نزدیک جانا مستحب ہے اور آخری زندگی کے حق کو بھی ادا کریں اور اس وقت اس کو پانی پلائیں کیونکہ نزع کی سختی کی شدت سے پیاس زیادہ لگتی ہے جیسا کہ معلیؒ فرماتے ہیں کہ اس گھڑی اس کے قریب شیطان پانی لیکر آتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کلمہ کہو اَلعِیَاذُ بِاللّٰہِ مِن ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِینِ لَآ اِلٰہَ غَیرِی حَتّٰی اَسقِیَکَ۔ اور یہ لوگ ایسی نازک گھڑی میں اس کے سامنے خداوند قدوس کے فضل واحسانات واکرامات کو ذکر کریں اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ حسن ظن کو بیان کریں کہ اے فلاں شخص خدا کے ساتھ بہترین گمان رکھ اللہ تعالےٰ تیرے ساتھ اچھا گمان فرمائیگا۔

وَیَتلُونَ عِندَہٗ: یعنی اس کے نزدیک سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے اور سورۂ رعد بھی مستحسن ہے کیونکہ بعض متأخرین کے نزدیک سورۂ رعد کی تلاوت مستحب ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سورۂ رعد کی برکت سے روح کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔

وَاختَلَفُوا الخ: یعنی حیض ونفاس والی عورت کو ہٹا دینے کے متعلق علماء اور مشائخ فقہاء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اس کا ہٹانا ضروری ہے بعض کے نزدیک ضروری نہیں اور وجہ اخراج یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں فرشتے حاضر نہیں ہوتے اور وہ رک جاتے ہیں اور تکلیف کا باعث ہوتے ہیں، یہی حکم جنبی کا ہے اور جو حضرات نہ ہٹانیکو اولےٰ

فرماتے ہیں کیونکہ اس گھڑی شفقت کیوجہ سے ہٹانا ممکن نہیں، کیونکہ ہر ایک کو اس وقت میں حاضر ہونے کو قلبی طور پر ضروری سمجھتا ہے۔ بہر حال ایسی عورتوں کو چاہیئے کہ وہ ہٹ جائیں البتہ کافر کو ہٹانے پر بعض نے نص سے ثابت فرمایا ہے یہ صحیح ہے اور اچھا ہے۔

وَيُوْضَعُ عَلٰى بَطْنِهٖ: یعنی لوہے کی یہ تاثیر ہے کہ نفخ نہیں پیدا ہوتا۔ حضرت امام بیہقیؒ کی ایک روایت ہے کہ حضرت انسؓ کا ایک غلام مر گیا تھا تو آپ نے اس کے پیٹ پر لوہا رکھوا دیا تھا، اور اگر لوہا موجود نہ ہو تو کوئی اور ثقیل چیز رکھ دی جائے چونکہ مقصود تو یہ ہے کہ دباؤ کے باعث پیٹ پھولنے نہ پائے اور یہ مقصد لوہے کے علاوہ دوسری ثقیل چیز سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ طحطاوی میں ہے لفظ حدیدہ مکروہ ہے مطلب یہ ہے کہ لوہے کا چھوٹا سا ٹکڑا یا کوئی چیز مثلاً قینچی بھی کافی ہو سکتی ہے۔

فَيُوْضَعُ الخ: یعنی جب اس کے موت کا یقین ہو جائے تو اس کو تختہ پر رکھ دیا جائے اور اگر تخت نہ ہو تو تختہ سے بھی کام لیا جا سکتا ہے جیسا کہ رواج ہے۔ نیز اس تخت یا تختہ میں دھونی وتراً تین یا پانچ مرتبہ دیا جائے اس سے زائد نہیں، دھونی دینے کی صورت یہ ہے کہ اس کے چاروں طرف گھمائے۔ (واللہ اعلم)

عَلَى الْاَصَحِّ: یعنی صحیح مسلک کے مطابق جس طرح بھی آسانی ہو اس کو اسی طرح رکھ دیا جائے کسی رخ کا لحاظ نہیں۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ قبلہ کی جانب طولاً رکھا جائے۔

لَا يَعْقِلُ الخ: یعنی جو شخص ذی شعور ہو نماز کو جانتا اور سمجھتا ہو اس کو وضو کرایا جائیگا، مگر وضو میں کلی نہیں ہوگی نہ ناک میں پانی دیا جائیگا بلکہ چہرہ کو دھویا جائے گا سر کا مسح کر دیا جائے اور کلی کے بجائے ایک بھیگا ہوا کپڑا انگلی پر لپیٹ کر دانت، تالو، ہونٹ اور ناک کو سونت اور ناف کو صاف کر دیا جائے۔

اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الخ: یعنی اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جس پر غسل فرض ہے مثلاً جنبی شخص یا حیض و نفاس والی عورت تھی تو اس کے منہ اور ناک کو خاص طور پر دھویا جائے گا۔

وَصُبَّ الخ: یعنی وضو کے بعد تمام جسم پر ایسا پانی بہایا جائے جس میں بیری کے پتے یا اُشنان ڈال کر جوش دیا گیا ہو اور اگر یہ نہ ہو تو صابون سے نہلایا جائے اور یہ بھی میسر نہ ہو تو گرم پانی اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر جیسا پانی میسر ہو کافی ہے۔

ثُمَّ عَلٰى يَمِيْنِهٖ الخ یعنی داہنی کروٹ پر لٹا کر بائیں حصہ پر پانی بہایا جائے اور اگر کسی وجہ سے بدن کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ غسل نہیں دیا جا سکتا تو پانی بہا دیا جائے۔ واللہ اعلم۔

وَيُجْعَلُ الْحَنُوْطُ: حنوط ایک قسم کا عطر ہوتا ہے، اس کے سوا دوسری قسم کی خوشبو بھی

استعمال کی جا سکتی ہے، البتہ مردوں کے لئے زعفران اور کسم کی ممانعت ہے۔

والکافور الخ: یعنی وہ اعضاء جو سجدہ کیوقت استعمال ہوتے ہیں مثلاً پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، اور پیروں کے نیچے۔ اس کو کرامت اور بزرگی کیوجہ سے خاص کیا اس میں مرد اور عورت دونوں مساوی ہیں، اور محرم اور غیر محرم دونوں برابر ہیں۔

ولیس الخ: یعنی پیشاب یا پاخانہ کی جگہ میں یا کانوں اور منہ اور ناک میں روئی ٹھونس دینا غسل کے احکام میں داخل نہیں البتہ اگر منہ، ناک اور کان میں پھایا رکھ دیا جائے تو مضائقہ بھی نہیں لیکن پیشاب اور پاخانہ کے مقامات پر روئی ٹھونسنا معیوب مانا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيْزُ امْرَأَتِهٖ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْأَصَحِّ وَمَنْ لَا مَالَ لَهٗ فَكَفَنُهٗ عَلٰى مَنْ تَلْزَمُهٗ نَفَقَتُهٗ وَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ نَفَقَتُهٗ فَفِيْ بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَمْ يُعْطِ عِجْزًا أَوْ ظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ وَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيْزَ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةً قَمِيْصٌ وَإِزَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهٗ فِيْ حَيٰوتِهٖ وَكِفَايَةً إِزَارٌ وَلِفَافَةٌ وَفُضِّلَ الْبَيَاضُ مِنَ الْقُطْنِ وَكُلٌّ مِنَ الْإِزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يُجْعَلُ لِقَمِيْصِهٖ كُمٌّ وَلَا دِخْرِيْصٌ وَلَا جَيْبٌ وَلَا تُكَفُّ أَطْرَافُهٗ وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَحِّ وَلُفَّ مِنْ يَسَارِهٖ ثُمَّ يَمِيْنِهٖ وَعُقِدَ إِنْ خِيْفَ انْتِشَارُهٗ وَتُزَادُ الْمَرْأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيْرَتَيْنِ عَلٰى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيْصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهٗ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا وَتُجَمَّرُ الْأَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ أَنْ تُدْرَجَ فِيْهَا وَكَفَنُ الضَّرُوْرَةِ مَا يُوْجَدُ

ترجمہ اور مرد پر اپنی عورت کا کفن دینا واجب ہے صحیح مسلک کے مطابق اگرچہ مرد تنگدست

ہو اور جس شخص کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو تو اس کا کفن اس پر لازم ہے جس پر اس کا نفقہ لازم تھا۔ اور اگر ایسا کوئی شخص نہ ہو جس پر اس کا نفقہ واجب ہوتا ہو تو بیت المال کے ذمہ ہے، اور اگر بیت المال سے عاجزی یا ظلم کے باعث نہ دیا جائے تو مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اور جو شخص اپنی میت کی تجہیز و تکفین نہیں کر سکتا وہ اس کے کفن دفن کے متعلق کسی دوسرے سے سوال کر سکتا ہے۔ مرد کا کفن بہ لحاظ سنت قمیص، ازار اور لفافہ ہے اسی قسم کے کپڑوں میں سے جن کو وہ اپنی زندگی میں پہنتا تھا اور بطور کفایہ ازار و لفافہ ہے۔ اور سوتی کپڑے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ ازار اور لفافہ میں سے ہر ایک کنپٹی سے لے کر پیروں تک ہوگا اور قمیص (پیرہن) کی نہ آستین بنائی جائے اور نہ کلی اور نہ جیب اور نہ اس کے کنارے پتے جائیں۔ اور صحیح مذہب کے مطابق عمامہ مکروہ ہے اور مردے کو بائیں جانب سے لپیٹا جائے پھر داہنے جانب سے لپیٹا جائے، اور اگر کفن کے پھسلنے کا خوف ہو تو گرہ لگا دی جائے (باندھ دیا جائے) اور عورت کے مسنون کفن میں ایک اوڑھنی سے اس کے چہرہ کی زیادتی کر دی جائے اور ایک اور کپڑے کی پستانوں کے باندھنے کے لئے۔ اور کفن کفایہ میں صرف ایک اوڑھنی، سربند، دامنی کی زیادتی کر دی جائے اور اس کے بالوں کی دو لٹیں کر کے سینہ پر ڈال دی جائیں پیرہن کے اوپر، اس کے اوپر اوڑھنی، لفافہ (پوٹ کی چادر) کے نیچے پھر وہ کپڑا یعنی (سینہ بند) لفافہ (پوٹ کی چادر) کے اوپر اور کفن کے کپڑوں کو تین مرتبہ دھونی دی جائے اس سے پہلے کہ مردے کو ان میں داخل کیا جائے اور کفن ضرورت وہ ہے جو موجود ہو سکے۔

توضیح

وَعَلَی الرَّجُلِ الخ: یعنی صحیح مذہب کے مطابق مرد پر اپنی عورت کو کفن دینا واجب ہے اگرچہ وہ تنگدست ہو، اس کے بارے میں امام ابو یوسفؒ کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ شوہر پر واجب ہے، دوسرا قول یہ کہ اگر تنگدست نہ ہو تو اس صورت میں واجب ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک علی الاطلاق واجب ہی نہیں، کیونکہ زوجیت کا تعلق باقی ہی نہیں۔ حاصل یہ کہ اگر زوجہ نے مال چھوڑا ہے تو پھر اس کے مال ہی سے کفن دفن ہوگا اور اگر مال نہیں چھوڑا ہے تو پھر شوہر کے مال سے کفن دیا جائے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو پھر بیت المال یا عامۃ المسلمین پر کفن و دفن لازم ہوگا۔

فَاِنْ لَمْ یُعْطِ الخ: یعنی اگر بیت المال سے خالی ہونے کے باعث یا ادا نہ کرنیکی گنجائش کے باعث یا ظلماً نہیں دیا گیا تو لوگوں پر یہ لازم ہے کہ ادا کریں اور اس کی تکمیل کی جائے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ کسی غریب میت کے پاس ادا کرنے کی گنجائش نہیں ہے

تو اب اس شخص پر واجب ہے کہ اس میت کیلئے تجہیز و تکفین کے اخراجات کا لوگوں سے مطالبہ کرے اور تجہیز و تکفین کی ضرورت پوری ہونے کے بعد جو بچ جائے تو اس کے مالک کو واپس کردے، اور اگر اس کے مالک کے حال کا علم نہ ہو تو پھر کسی دوسرے کفن میں خرچ کر دیا جائے یا صدقہ کر دیا جائے۔

کَفَنُ الرَّجُلِ الخ: یعنی قمیص جسکو ہماری اصطلاح میں پیرہن کہتے ہیں یعنی کرتا یہ گردن سے لیکر پاؤں تک ہوگا، اور اس قمیص میں آستین اور کلیاں نہ ہونگی۔

وَاِزَارٌ: ازار بمعنٰے چادر، یہ مونڈھوں سے یا کانوں کے برابر سے لیکر پاؤں تک ہونی چاہئے اور یہ مسنون ہے۔

لفافَۃ: لفافہ جس کو پوٹ کی چادر کہتے ہیں۔ یہ اتنی لمبی ہو کہ سر سے پاؤں تک ڈھک جائے، اور پھر بھی دونوں طرف کچھ حصہ چھوٹا رہے تاکہ اس کو باندھا جاسکے۔

مِمَّا یلبسہ: یعنی وہ کپڑا جو اپنی زندگی میں مثلاً عید یا جمعہ کے موقع پر پہنے۔

وفضل الخ: یعنی سفید کپڑے کو افضل قرار دیا ہے خواہ وہ نیا ہو یا دھلا ہوا، دونوں برابر ہیں

کفن: یعنی سب سے پہلے پوٹ کی چادر پھیلادی جائے پھر اس کے اوپر ازار پھر اس کے اوپر پیرہن، تاکہ اول بدن پر پیرہن ڈالا جائے، اس کے اوپر ازار اور سب سے اوپر پوٹ کی چادر۔

فی السنۃ خمارا الخ: یعنی عورت کے مسنون کفن میں سے اوڑھنی کا اضافہ کرے جس کو ہماری اصطلاح میں دامنی کہتے ہیں۔

وفی الکفایۃ الخ: یعنی مرد کے لئے کفن کفایہ ازار اور لفافہ تھا اور عورت کے لئے اس میں دامنی کی اور زیادتی کردی جائے، تو کفن کفایہ عورت کے لئے تین کپڑے ہوں گے۔ پوٹ کی چادر، ازار، اور دامنی۔

ثم الخمار: یعنی وہ اوڑھنی جس میں سر اور چہرہ چھپا دیا جائے۔

﴿فائدہ﴾ غسل دینے والا شخص یہ دعا پڑھتا رہے غُفْرَانَكَ يَا رَحْمٰنُ۔ اے رحمٰن اپنی مخصوص بخشش سے اسکی مغفرت فرما۔

﴿فَصْلٌ﴾ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ فَرْضُ کِفَایَۃٍ وَاَرْکَانُھَا التَّکْبِیْرَاتُ وَالْقِیَامُ وَشَرَائِطُھَا سِتَّۃٌ اِسْلَامُ الْمَیِّتِ وَطَھَارَتُہٗ وَتَقَدُّمُہٗ وَحُضُوْرُہٗ اَوْ

حُضُوْرُ أَكْثَرِ بَدَنِهٖ أَوْ نِصْفِهٖ مَعَ رَأْسِهٖ وَكَوْنُ الْمُصَلِّيْ عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلَا عُذْرٍ وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ أَوْ عَلٰى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَسُنَنُهَا أَرْبَعٌ قِيَامُ الْإِمَامِ بِحِذَاءِ صَدْرِ الْمَيِّتِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهٗ شَيْءٌ وَإِنْ دَعَا بِالْمَأْثُوْرَةِ فَهُوَ أَحْسَنُ وَأَبْلَغُ وَمِنْهُ مَا حَفِظَ عَوْفٌ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَيُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى وَلَوْ كَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتَّبَعْ وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ سَلَامَهٗ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يُسْتَغْفَرُ لِمَجْنُوْنٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا

تَرجمہ میت پر نماز پڑھنا فرض کفایہ ہے اور اس کے ارکان تکبیریں ہیں اور قیام یعنی کھڑا ہونا اور نمازِ جنازہ کی شرطیں چھ ہیں۔ میت کا مسلمان ہونا، میت کا پاک ہونا، میت کا آگے ہونا، میت کا یا اس کے بدن کے زائد حصہ کا یا بدنِ میت کے نصف حصہ کا جو سر کے ساتھ ہو حاضر ہونا (سامنے ہونا) میت پر نماز پڑھنے والے کا بلا کسی عذر کے سوار نہ ہونا۔ اگر کسی عذر کے باعث سوار ہو تو مضائقہ نہیں، میت کا زمین پر ہونا، چنانچہ اگر میت

سواری پر یا لوگوں کے ہاتھوں پر ہو تو مختار قول کے مطابق نماز جائز نہیں ہوگی، ہاں مگر کسی عذر کے باعث۔ نماز جنازہ کی سنتیں چار ہیں۔ امام کا میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہونا میت مرد ہو یا عورت، پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللہم پڑھنا، دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرنا۔ اور اس کے لئے کوئی خاص دعا معین نہیں اور اگر منقول دعا پڑھے تو احسن اور اعلیٰ ہے۔ اور منقول دعا ایک وہ جسکو حضرت عوفؓ نے حضورؐ سے یاد کیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ الخ (ترجمہ) اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما، اس کو عافیت بخش، اس کی آمد کا انتقام عظیم الشان کر، اس کے مدخل (قبر) کو وسیع کر دے، اس کو پانی سے اور برف سے اور اولے سے دھو ڈال (گناہوں سے پاک صاف کر دے)، اور اس کو تمام خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے، اور اس کو ایسا مکان بدلہ میں عطا فرما جو اس کے دنیا کے مکان سے بہتر ہو اور ایسے اہل و عیال عطا فرما جو (دنیاوی) اہل و عیال سے بہتر ہوں، اس کو ایسا جوڑا عطاء فرما جو اس کے دنیاوی جوڑے سے بہتر ہو، اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو پناہ دے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دے بلا اس کے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا پڑھے ظاہر روایت میں۔ اور پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے، اور اگر امام پانچ مرتبہ تکبیر کہے تو پانچویں تکبیر میں امام کی اتباع نہ کرے لیکن مختار مذہب کے مطابق۔ امام کے سلام کا انتظار کرے۔ مجنون اور بچہ کے لئے استغفار نہ کرے (یعنی وہ دعا نہ پڑھے جو پہلے گذری) بلکہ اس کے بجائے چوتھی تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔

توضیح

الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ: یعنی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور دیگر کتب میں واجب فرمایا ہے اس سے فرض ہی مراد ہے اور یہ بالاجماع ہے۔

اسلام المیت: یعنی میت کا مسلمان ہونا شرط ہے، خواہ وہ والدین کے ساتھ مسلمان ہوا ہو، یا والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ یا تنہا مسلمان ہوا ہو۔

وَطَھَارَتُہٗ: یعنی طہارتِ حکمیہ اور حقیقیہ سے پاک ہونا شرط ہے مثلاً کسی میت کو غسل نہ دے اور اس پر ناپاکی ہو تو اس صورت میں اس پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے، نیز اگر کسی میت کو غسل بغیر قبر میں رکھ دیا ہو اور اس پر مٹی نہ ڈالا ہو تو ایسی صورت میں اس میت کو قبر سے نکال کر غسل دیا جائے اور اگر بغیر غسل وغیرہ کے میت کو قبر میں رکھ دیا اور دفن بھی کر دیا ہو تو اب اس قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے بشرطیکہ میت پھولا پھٹا نہ ہو، اسی طرح کفن اور جگہ کا پاک

ہونا بھی شرط ہے۔

وحضورہٗ الخ یعنی میت کے بدن زائد یا نصف حصہ جو سر کے ساتھ ہو سامنے ہونا شرط ہے اور اگر صرف نیچے کا حصہ ہے تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی۔

فَاِنْ کَانَ الخ یعنی میت سواری پر ہو یا لوگوں کے ہاتھ میں ہو مختار قول کے مطابق نماز درست نہ ہوگی البتہ کوئی عذر ہو تو جائز ہے مثلاً زمین میں دلدل ہو کہ جنازہ نہ رکھا جاسکے۔

فھوَاحسن الخ: یعنی منقول دعا کا پڑھنا احسن اور ابلغ ہے یعنی مقصود تک زیادہ پہو نچانے والا کیونکہ اس کی مقبولیت کی امید زیادہ ہے۔

نُزُلَہٗ: نزل اصل میں ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو مہمان کے لئے مہیا کی جائے۔ واللہ اعلم

(فَصْلٌ) اَلسُّلْطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِہٖ ثُمَّ نَائِبُہٗ ثُمَّ الْقَاضِیْ ثُمَّ اِمَامُ الْحَیِّ ثُمَّ الْوَلِیُّ وَلِمَنْ لَہٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ اَنْ یَاْذَنَ لِغَیْرِہٖ فَاِنْ صَلّٰی غَیْرُہٗ اَعَادَھَا اِنْ شَاءَ وَلَا یُعِیْدُ مَعَہٗ مَنْ صَلّٰی مَعَ غَیْرِہٖ وَمَنْ لَہٗ وِلَایَۃُ التَّقَدُّمِ فِیْھَا اَحَقُّ مِمَّنْ اَوْصٰی لَہُ الْمَیِّتُ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ عَلَی الْمُفْتٰی بِہٖ وَاِنْ دُفِنَ بِلَا صَلٰوۃٍ صُلِّیَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَاِنْ لَمْ یُغْسَلْ مَالَمْ یَتَفَسَّخْ وَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاِفْرَادُ بِالصَّلٰوۃِ لِکُلٍّ مِنْھَا اَوْلٰی وَیُقَدَّمُ الْاَفْضَلُ فَالْاَفْضَلُ وَاِنِ اجْتَمَعْنَ وَصُلِّیَ عَلَیْھَا مَرَّۃً جَعَلَھَا صَفًّا طَوِیْلًا مِمَّا یَلِی الْقِبْلَۃَ بِحَیْثُ یَکُوْنُ صَدْرُ کُلٍّ قُدَّامَ الْاِمَامِ وَرَاعَی التَّرْتِیْبَ فَیَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا یَلِی الْاِمَامَ ثُمَّ الصِّبْیَانَ بَعْدَھُمْ ثُمَّ الْخَنَاثٰی ثُمَّ النِّسَاءَ وَلَوْ دُفِنُوْا بِقَبْرٍ وَاحِدٍ وُضِعُوْا عَلٰی عَکْسِ ھٰذَا وَلَا یَقْتَدِیْ بِالْاِمَامِ مَنْ وَجَدَہٗ بَیْنَ تَکْبِیْرَتَیْنِ بَلْ یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ فَیَدْخُلُ مَعَہٗ وَیُوَافِقُہٗ فِیْ دُعَائِہٖ ثُمَّ یَقْضِیْ مَا فَاتَہٗ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَۃِ وَلَا یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ الْاِمَامِ مَنْ حَضَرَ تَحْرِیْمَتَہٗ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الرَّابِعَۃِ قَبْلَ

السَّلَامِ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ فِي الصَّحِيْحِ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيْهِ أَوْ خَارِجَهُ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَمَنِ اسْتَهَلَّ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ غُسِلَ فِي الْمُخْتَارِ وَأُدْرِجَ فِي خِرْقَةٍ وَدُفِنَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ كَصَبِيٍّ سُبِيَ مَعَ أَحَدِ أَبَوَيْهِ إِلَّا أَنْ يُسْلِمَ أَحَدُهُمَا أَوْ هُوَ أَوْ لَمْ يُسْبَ أَحَدُهُمَا مَعَهُ وَإِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيْبٌ مُسْلِمٌ غَسَلَهُ كَغَسْلِ خِرْقَةٍ نَجِسَةٍ وَكَفَّنَهُ فِي خِرْقَةٍ وَأَلْقَاهُ فِي حُفْرَةٍ أَوْ دَفَعَهُ إِلٰى أَهْلِ مِلَّتِهِ وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِيْقٍ قُتِلَ فِي حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ وَقَاتِلٍ بِالْخَنْقِ غِيْلَةً وَمُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ لَيْلًا بِالسِّلَاحِ وَمَقْتُوْلِ عَصَبِيَّةٍ وَإِنْ غُسِلُوْا وَقَاتِلُ نَفْسِهِ يُغَسَّلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ لَا عَلٰى قَاتِلِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ عَمْدًا

ترجمہ میت کی نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ حق سلطان کو ہے، اس کے بعد سلطان کے نائب کو، اس کے بعد قاضیِ شہر کو پھر محلہ کے امام کو، اس کے بعد میت کے ولی کو۔ اور جس شخص کو تقدم کا حق ہے اس کو جائز ہے کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو اجازت دیدے پھر اگر ایسے شخص کے سوا کسی دوسرے نے نماز پڑھا دی تو یہ مقدم حق والا اگر چاہے تو نماز کا اعادہ کرے اور جو شخص دوسرے کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہے وہ اس کے ساتھ دوبارہ نہیں پڑھ سکتا (کیونکہ نمازِ جنازہ میں نفل نہیں ہوتی)۔

جس شخص کو حکم شریعت کے مطابق تقدم کا حق حاصل ہے مفتیٰ بہ قول کے مطابق اسی کا حق اس شخص کے مقابلہ میں زیادہ مانا جائے گا جسکو نماز پڑھانے کے لئے میت نے وصیت کردی ہو۔ اگر کوئی میت نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو اگرچہ اس کو غسل نہ دیا گیا ہو تب بھی اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک گمان غالب ہو کہ پھٹا نہیں، جب چند جنازے اکٹھا ہو جائیں تو ان میں ہر ایک کی علیحدہ نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور جو ان سب میں افضل ہو اس کو مقدم رکھا جائے تو اس کے بعد جو باقی ماندہ میں افضل ہو (ترتیب وار) اور اگر چند جنازے اکٹھے ہوگئے اور امام ان سب پر ایک ہی مرتبہ نماز پڑھتا ہے تو ان سب جنازوں

کو قبلہ کی جانب ایک صف میں اس طرح رکھدے کہ ہر ایک کا سینہ امام کے سامنے رہے اور صف لگانے میں بھی ترتیب کا لحاظ رکھے چنانچہ مردوں کو امام کے متصل رکھا جائے پھر ان کے بعد بچوں کو پھر مخنثوں کو پھر عورتوں کو۔ اور اگر یہ چاروں قسم کے مُردے ایک قبر میں رکھے جائیں تو ترتیب مذکورہ بالا کے عکس پر۔ جو شخص امام کو دو تکبیروں کے درمیان پائے یعنی ایسے وقت وہ صف کے پاس پہونچا کہ امام تکبیر کہہ کر کوئی دعا پڑھ رہا تھا تو اس وقت اس کے پیچھے نیت نہ باندھے بلکہ امام کی آئندہ تکبیر کا انتظار کرے تب اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو اور دعا میں امام کی موافقت کرے یعنی اسوقت امام جو دعا پڑھ رہا ہو وہی دعا پڑھے پھر جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے فوت شدہ کو قضا کر لے، اور جو شخص امام کی تکبیر تحریمہ کیوقت وہاں موجود تھا مگر امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا وہ امام کی آئندہ تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے گا، اور جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے حاضر ہوا اس سے نمازِ جنازہ فوت ہو گئی، صحیح مسلک یہی ہے۔ مذہب مختار یہ ہے کہ جنازہ کی نماز ایسی مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہو مکروہ ہے، جنازہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر ہو اور کچھ آدمی مسجد میں ہوں۔ اور جو بچہ ولادت کے وقت رویا اس کا نام رکھا جائے اور غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے، اور اگر رویا نہیں تو مذہب مختار یہ ہے کہ اس کو غسل دیا جائے اور ایک کپڑے میں لپیٹ لیا جائے اور دفن کر دیا جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جائے جیسے اس بچہ پر نماز نہیں پڑھی جائے گی جو ماں باپ کے ساتھ دارالحرب سے گرفتار کرکے لایا گیا ہو مگر اس صورت میں اس پر نماز پڑھی جائے گی کہ ماں باپ مسلمان ہوگئے ہوں یا وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اس کے ساتھ ماں باپ کو گرفتار نہ کیا گیا ہو تنہا وہی گرفتار کر لیا گیا ہو۔ اگر کسی کافر کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو تو یہ مسلمان اس کافر کو غسل دے گا جیسے کہ کسی ناپاک کپڑے کو دھویا جاتا ہے اور اس کو کسی کپڑے میں کفنا دے گا، اور ایک گڑھا کھود کر اس میں اس کو ڈال دے گا یا اس کو اس مذہب والوں کے حوالہ کر دیگا۔ باغی پر اور ڈاکو پر جو مقابلہ کی حالت میں قتل کر دیا گیا ہو نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ نیز اس شخص پر نماز نہ پڑھی جائے گی جو خفیہ طور پر گلا گھونٹ کر لوگوں کو قتل کر دیتا ہو یا رات کو ہتھیار لے کر شہر میں ڈاکہ ڈالتا ہو یا عصبیت میں جنگ کرتا ہوا مارا گیا ہو اگرچہ غسل ان سب کو دیدیا جائے گا، اور خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔ اور اس شخص پر نماز نہیں پڑھی جائے گی جس نے اپنے ماں باپ کو (معاذاللہ) قتل کر دیا ہو۔

توضیح

ثم الولی ، یعنی محلہ کے امام کے بعد نماز پڑھانے کا حق ولی کو ہے، پھر اسمیں بھی ترتیب کا لحاظ ہو گا۔ جس کا رشتہ زیادہ قریب کا ہے وہ مقدم مانا جائے گا، اس کی تفصیل ولایت نکاح کے مسائل میں دیکھ لی جائے. مگر نمازِ جنازہ میں باپ کا حق بیٹے پر مقدم ہے، نیز اگر محلہ کے امام کے پیچھے زندگی میں راضی نہ تھا تو اس صورت میں ایسے شخص کو امام نہ بنائے اور یہ اسوقت مانا جائیگا جب کہ عذر شرعی پایا جائے۔ جس کی وجہ سے اسکی امامت کو قبول نہیں کرتا تھا، اور اگر معقول اور صحیح وجہ نہ ہو تو اس کو امام بنائے۔

اَنْ یَأذَنَ الخ : یعنی اپنے حق کو باطل کر کے دوسرے کو دیدے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں

غَیْرہٗ : یعنی جس شخص کو امامت کا حق حاصل نہ تھا اور اس نے بغیر اجازت پڑھادی ہے اور جو مستحق ہے وہ جماعت میں حاضر نہ تھا تو ایسی صورت میں اگر وہ چاہے تو اعادہ کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا حق باقی ہے۔

مَالَم الخ : یعنی اس کی کوئی مدت معین نہیں کیونکہ موسم نیز ملکی آب وہوا کے اعتبار سے یہ مدت مختلف ہو گی، اصل یہ ہے کہ موسم اور جگہ کا اعتبار کرتے ہوئے رائے قائم کی جائے اور شک ہو تو نماز نہ پڑھی جائے۔

صَفًّا الخ : یعنی اگر چند مردوں کے جنازے اکٹھے ہوں تو افضل کو اور زیادہ معمر کو مقدم رکھے۔

وضعوا علی عکس ھٰذا : یعنی نماز میں تو افضل کو امام سے متصل اور قبلہ سے بعید رکھا جائے گا اور قبر میں افضل کو قبلہ کی جانب سب سے پہلے قبر میں رکھا جائیگا پھر اس سے دوسرے اور تیسرے درجہ کے آدمی کے جنازہ کو۔

ولا یقتدی الخ : یعنی جو شخص ایسے وقت صف کے پاس پہونچا کہ امام تکبیر کہہ کر کوئی دعا پڑھ رہا تھا تو اس وقت اس کے ساتھ شامل نہ ہو بلکہ امام کی آئندہ تکبیر کا انتظار کرے۔ اور جس وقت امام تکبیر کہے اس وقت شامل ہو جائے اور دعا پڑھے اور جو چھوٹ گئی ہے اس کو جنازہ کے اٹھنے سے پہلے ادا کرے۔

ومن حضر بعد التکبیر الخ : یعنی جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد حاضر ہوا صحیح مسلک یہی ہے کہ اس سے نمازِ جنازہ فوت ہو گئی۔ طحطاوی اور صاحب مراقی الفلاح فرماتے ہیں کہ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص امام کے سلام سے پہلے تکبیر کہہ ڈالے اور پھر باقی تکبیریں کہہ کر نماز پوری کرے۔

فی مسجد الجماعۃ الخ : یعنی ہر وہ مسجد کہ جس میں نمازِ پنجوقتہ ادا کی جاتی ہو وہاں مکروہ ہے لیکن اگر کوئی مسجد نمازِ جنازہ کے لئے ہی بنائی گئی ہے اس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں اور عیدگاہ یا مدرسہ میں بھی نماز جنازہ مکروہ نہیں کیونکہ وہاں پنجوقتہ نماز ہی جماعت سی نہیں

ہوتی البتہ سڑک یا کسی کی زمین میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔

وَمَنِ اسْتَهَلَّ الخ: مطلب یہ ہے کہ زندگی کی علامت پائی گئی مثلاً حرکت ہوئی یا چھینکا یا جمائی لی مگر ایسی حرکت کا اعتبار نہ ہوگا جو جانکنی کے بعد ہوتی ہے جیسے ہاتھ پاؤں مرنے کے بعد اینٹھ رہے ہوں تو یہ حرکت زندگی کی علامت نہیں، یہ تو ایسی ہے جیسے ذبح کے بعد مذبوح تڑپے البتہ یہ ضروری نہیں کہ سارا بچہ شکم سے خارج ہو چکا ہو تب یہ حرکت ہو بلکہ اگر بچہ کا زائد حصہ یعنی اگر سر کی طرف سے نکل رہا ہے تو سینہ تک خارج ہو چکا ہو۔ اور اگر پیروں کی طرف سے نکل رہا ہے تو ناف تک نکل چکا ہو اور اس حالت میں وہ رویا ہے یا زندگی کی دوسری علامت پائی گئی تب بھی وہ زندہ مانا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔ (واللہ اعلم)

وَلَمْ يُصَلَّ الخ: اسی طرح اس بچہ پر نماز نہیں پڑھی جائے گی جو بچہ والدین کے ساتھ دار الحرب سے گرفتار کرکے لایا گیا ہو۔ ان مسائل کے متعلق چند اصول قابل لحاظ ہیں۔

(۱) اگر بچہ کے ماں باپ موجود ہوں تو ماں باپ میں سے جس کا مذہب بہتر ہو بچہ کا بھی وہی مذہب مانا جائیگا۔ مشرک سے بہتر کتابی مانا جاتا ہے، اور کتابی سے بہتر مسلم ہے (۲) اگر بچہ ذی شعور ہے اسلام اور کفر کو سمجھتا ہے اور وہ مسلمان ہوگیا تو بچہ کو مسلمان مانا جائیگا۔

(۳) اگر بچہ تنہا ہے اس کی نہ ماں ہے نہ باپ تو اس کو مسلمان قرار دیا جائیگا۔ اب مسائل مذکورہ میں اگر بچہ ماں باپ کے ساتھ دار الحرب سے گرفتار کرکے لایا گیا تو اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہوگیا تو بچہ کو مسلمان مانا جائیگا ورنہ ماں باپ کے تابع مان کر غیر مسلم قرار دیا جائیگا۔ ہاں اگر بچہ ذی شعور تھا اور وہ مسلمان ہوگیا تو اس کا اسلام معتبر ہوگا اور بچہ اگر تنہا گرفتار کیا گیا تو دار الاسلام کے اندر اس کو مسلمان قرار دیا جائے گا۔

غسلہ الخ: یعنی کافر کا کوئی رشتہ دار اگر مسلمان ہو جائے تو وہ مسلمان شخص اس کافر کو غسل کرائیگا، البتہ وضو نہ کرائے اور نہ دیگر مستحبات غسل کا لحاظ ہوگا۔

وکفن: اسی طرح کفن میں لحاظ نہ ہوگا جس طرح تین کپڑے مسلمان کے لئے ہوتے ہیں، اور جس طرح مسلمان کی قبر بنائی جاتی ہے ایسی نہیں بنائی جائے گی بلکہ ایک گڑھا کھود کر اس میں داب دیں گے خواہ وہ کسی رخ پر ہو۔

فَصْلٌ فِي حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا

يُسَنُّ لِحَمْلِهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ وَيَنْبَغِي حَمْلُهَا أَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا

الْاَیْمَنَ عَلٰی یَمِیْنِهٖ وَیَمِیْنُهَا مَا کَانَ جِهَةَ یَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرَهَا الْاَیْمَنَ عَلَیْهِ ثُمَّ مُقَدَّمَهَا الْاَیْسَرَ عَلٰی یَسَارِهٖ ثُمَّ یَخْتِمُ الْاَیْسَرَ عَلَیْهِ وَیُسْتَحَبُّ الْاِسْرَاعُ بِهَا بِلَا خَبَبٍ وَهُوَ مَا یُؤَدِّیْ اِلٰی اضْطِرَابِ الْمَیِّتِ وَالْمَشْیُ خَلْفَهَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَشْیِ اَمَامَهَا کَفَضْلِ صَلٰوةِ الْفَرْضِ عَلَی النَّفْلِ وَیُکْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ وَالْجُلُوْسُ قَبْلَ وَضْعِهَا وَیُحْفَرُ الْقَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ اَوْ اِلَی الصَّدْرِ وَاِنْ زِیْدَ کَانَ حَسَنًا وَیُلْحَدُ وَلَا یُشَقُّ اِلَّا فِیْ اَرْضٍ رِخْوَةٍ وَیُدْخَلُ الْمَیِّتُ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ وَیَقُوْلُ وَاضِعُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیُوَجَّهُ اِلَی الْقِبْلَةِ عَلٰی جَنْبِهِ الْاَیْمَنِ وَتُحَلُّ الْعُقَدُ وَیُسَوَّی اللَّبِنُ عَلَیْهِ وَالْقَصَبُ وَکُرِهَ الْاٰجُرُّ وَالْخَشَبُ وَاَنْ یُسَجّٰی قَبْرُهَا لَا قَبْرُهٗ وَیُهَالُ التُّرَابُ وَیُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا یُرَبَّعُ وَیَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَیْهِ لِلزِّیْنَةِ

فصل جنازہ کو اٹھانے اور دفن کرنیکے بیان میں

ترجمہ جنازہ اٹھانے کے لئے چار آدمی مسنون ہیں (ایک شخص کو) چالیس قدم اٹھانا چاہئے، شروع میں جنازہ کے اگلے حصہ کو اپنے داہنے مونڈھے پر اٹھائے اور جنازہ کا داہنا وہ ہے جو اٹھانیوالے کے بائیں ہاتھ کی جانب ہو اس کے بعد جنازہ کے پچھلے داہنے حصہ کو اپنے داہنے مونڈھے پر پھر جنازہ کے اگلے بائیں حصہ کو اپنے بائیں مونڈھے پر پھر آخر میں جنازہ کے پچھلے بائیں حصہ کو اپنے بائیں مونڈھے پر۔ جنازہ کو تیز لے جانا مستحب ہے خبب کے بغیر اور خبب وہ رفتار ہے جس سے میت کو جھٹکے لگیں، جنازہ سے آگے چلنے کے بہ نسبت جنازہ کے پیچھے چلنے میں اتنی فضیلت ہے جتنی نفل نماز پر فرض نماز کو فضیلت ہے بلند آواز سے ذکر کرنا اور جنازہ کو زمین پر رکھے جانے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے، آدھے قد کے برابر یا سینہ تک گہری قبر کھودی جائے اور اگر اس سے زیادہ گہری ہو تو بہتر ہے اور

بغلی قبر بنائی جائے (لحدی) یعنی ایسی قبر جس میں مردہ کو لٹانے کی جگہ بیچ میں ہو نہ بنائی جائے مگر نرم پھلپھلی زمین میں لحد بنادی جائے۔ مردہ کو قبلہ کیجانب سے قبر میں اتارا جائے اور مردہ کو قبر میں رکھتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پڑھے۔ میت کو داہنی کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کیطرف کر دیا جائے اور کفن کی گرہیں کھول دی جائیں، اور کچی اینٹیں اور نرکل اس پر برابر کردی جائیں اور پکی اینٹیں یا لکڑی رکھنا مکروہ ہے۔ نیز مستحب ہے کہ عورت کی قبر چھپالی جائے یعنی پردہ کر لیا جائے، مرد کی قبر کا پردہ نہیں ہوگا۔ اور یہ کہ مٹی ڈالی جائے اور قبر کو کوہان دار بنایا جائے چوکور نہ بنائی جائے اور زینت کے لئے قبر پر تعمیر کرنا حرام ہے۔

توضیح

ارْبَعَۃ رِجَال: یعنی جنازہ کے اٹھانے کے لئے چار آدمی مسنون ہیں کیونکہ اس میں اکرام ہے اور بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور دوسرے کی مشابہت سے اجتناب ہے اور اگر میت بچہ ہے تو اس بچہ کو ایک شخص دونوں ہاتھوں پر اٹھائے، پھر اس سے دوسرے لوگ لیتے رہیں۔

مؤخرھا الخ: یعنی آخر میں پچھلے بائیں حصہ کو بائیں مونڈھے پر اٹھائے، ان مذکورہ صورت میں ہر ایک مرتبہ میں دس قدم لے کر چلے تو چاروں جانب سے اٹھانے میں چالیس قدم ہوجائینگے۔

ویستحب الخ: حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِسْرَعُوا بِالْجَنَازَۃِ یعنی جنازہ کو جلدی لے جاؤ، یا ترجمہ یہ ہے کہ جنازہ کو تیزی سے لے جاؤ۔ پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی علت یہ فرمائی کہ اگر جنازہ اچھے آدمی کا ہے تو اس کے لئے اچھی اچھی چیزیں ہیں جن کے پاس اس کو لے جارہے ہو، تو اس کو جلدی پہونچا دینا چاہئے اور نعمتوں سے زیادہ محروم نہ رکھنا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو جنازہ خود ایک شر ہے جس کو گردن سے جلد اتار دینا چاہئے۔

بلا خبب الخ: خبب کی تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ ضربٌ من العدو، یعنی ایک قسم کی دوڑ۔ اسکی علامت یہ ہے کہ مردہ کو جھٹکے لگیں۔

ویکرہ رفع الخ: یعنی بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ خاموش رہنا چاہئے۔ اور جو کچھ پڑھا جائے وہ آہستہ آواز سے۔

ویلحد الخ: یعنی ایسی قبر کہ جس میں مردہ کو لٹانیکی جگہ بیچ میں ہو۔

من جھۃ الخ: یعنی چارپائی جنازہ کی قبر کے اس کنارہ پر رکھی جائے جو قبلہ کی جانب ہو اور وہاں سے قبر میں اتارا جائے۔

﴿فائدہ﴾ بہتر یہ ہے کہ قبر میں اتارنے والے نیک آدمی ہوں مضبوط، قوی۔ اور تعداد میں تین یا پانچ ہوں یعنی طاق ہوں۔

بسم اللہ الخ: یعنی خدا کے نام پر ہم قبر میں رکھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملت کی پیروی کر رہے ہیں۔

ویوجہ الخ: طحطاوی نے ایک روایت بھی نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو جب وہ ایک میت دفن کر رہے تھے یہ ہدایت فرمائی کہ اس کو قبلہ رو کرو اور بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ کہتے رہو اور کروٹ پر لٹاؤ نہ اوندھے منہ لٹاؤ نہ کمر کے بل لٹاؤ، پھر علامہ طحطاوی نے نقل کیا ہے کہ حلبی میں یہ تحریر ہے کہ مٹی جیسی چیز کا سہارا میت کی کمر کیطرف لگا دیا جائے تاکہ وہ کروٹ سے پلٹ نہ جائے۔ بہرحال ہمارے یہاں یہ صورت متروک ہے ہمارے یہاں کمر کے بل چت لٹا دیا جاتا ہے، صرف اتنا کیا جاتا ہے کہ لحد میں لٹا کر چہرہ داہنی کروٹ پر قبلہ کیطرف کر دیتے ہیں۔

ویکرہ الخ: یعنی پکی اینٹ اور لکڑی کا رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ چیزیں استحکام اور زینت کے لئے ہیں اور شانِ قبر کے غیر مناسب ہے۔ اس کے علاوہ ان سے آگ کا تعلق بھی ہوتا ہے جو ایک بد فالی ہے، البتہ اگر کچی اینٹیں یا پتھر میسر نہ ہوں یا درندہ کے اکھاڑ دینے کا خطرہ ہو تو پکی اینٹ یا لکڑی وغیرہ میں مضائقہ نہیں۔

وان یسجی: یعنی مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ لپ بھر کر سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی جائے، اور صرف وہی مٹی ڈالی جائے جو قبر میں سے نکلی ہے اس سے زیادہ مٹی قبر پر نہ ڈالی جائے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے، اور قبر ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ بلند رہنی چاہئے اس سے زیادہ نہیں اور مناسب سمجھا جائے تو پانی چھڑکنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

ویسنم الخ: یعنی پوری قبر ایسی ہو کہ بیچ میں سے بلند اور سب طرف سے ڈھلوان، یہ مطلب نہیں ہے کہ قبر بنا کر اس کے اوپر چھوٹا سا کوہان بنا دیا جائے یہ غلط ہے کیونکہ قبر فنا ہونے والی چیز ہے، البتہ مٹی سے لیپ دینے میں کراہت نہیں۔ ﴿واللہ اعلم﴾

وَيُكْرَهُ لِلْاَحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ وَلَا بَاْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الْاَثَرُ وَلَا يُمْتَهَنَ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْبُيُوْتِ لِاخْتِصَاصِهٖ بِالْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِيْ وَلَا بَاْسَ بِدَفْنِ اَكْثَرَ مِنْ

وَاحِدٍ فِي قَبْرٍ لِلضَّرُوْرَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ وَمَنْ مَاتَ فِي سَفِيْنَةٍ
وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيْدًا أَوْ خِيْفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَأُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ
وَيُسْتَحَبُّ الدَّفْنُ فِي مَحَلٍّ مَاتَ بِهِ أَوْ قُتِلَ فَإِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْرَ
مِيْلٍ أَوْ مِيْلَيْنِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكُرِهَ نَقْلُهُ لِأَكْثَرَ مِنْهُ وَلَا يَجُوْزُ نَقْلُهُ بَعْدَ دَفْنِهِ
بِالْإِجْمَاعِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ الْأَرْضُ مَغْصُوْبَةً أَوْ أُخِذَتْ بِالشُّفْعَةِ وَإِنْ دُفِنَ
فِي قَبْرٍ حُفِرَ لِغَيْرِهِ ضَمِنَ قِيْمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيْهِ
وَلِكَفَنٍ مَغْصُوْبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ عَلٰى
يَسَارِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ؞

ترجمہ اور دفن کر دینے کے بعد مضبوطی کے لئے قبر پر تعمیر کرنا مکروہ ہے، اور اس غرض سے کہ قبر کا نشان نہ مٹ جائے اور وہ ذلیل (پامال) نہ کی جائے قبر پر لکھ دینے میں مضائقہ نہیں۔ مکان میں دفن کر دینا مکروہ ہے۔ کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے لئے مخصوص ہے اور فساقی میں دفن کرنا بھی مکروہ ہے۔ اور ضرورت کی بنا پر ایک قبر میں ایک سے زیادہ کو دفن کرنے میں مضائقہ نہیں ہے اور ہر دو جنازوں کے بیچ میں مٹی کی آڑ کر دی جائے۔ جو شخص کشتی (جہاز) میں مرجائے اور خشکی (کنارۂ سمندر) دور ہو اور میت کو نقصان پہنچنے (بو پیدا ہو جانے) کا خطرہ ہو تو غسل دیا جائے اور کفنایا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور سمندر میں ڈال دیا جائے۔ اسی جگہ کے (قبرستان میں) دفن کر دینا مستحب ہے جہاں اس کی موت ہوئی ہے یا جہاں قتل کیا گیا، اب اگر دفن سے پہلے ایک دو میل (کے فاصلہ پر) منتقل کر دیا گیا تو کوئی مضائقہ نہیں، اس سے زیادہ مسافت پر اس کا منتقل کرنا مکروہ ہے اور دفن کر دینے کے بعد اجماع ہے کہ منتقل کرنا جائز نہیں، ہاں اس صورت میں کہ زمین غصب کردہ ہو یا شفعہ سے لی گئی ہو اور اگر ایسی قبر میں دفن کر دیا گیا جو دوسرے کیلئے کھودی گئی تھی تو کھودائی کی اجرت کا ضامن ہوگا اور ایسی قبر سے نکالا نہ جائے کسی سامان کے باعث جو قبر میں گر گیا ہو یا مغصوب کفن کے باعث، یا کسی مال کے باعث جو میت کے ساتھ (دفن ہو گیا) قبر کھولی جا سکتی ہے اور قبلہ رخ نہ رکھے جانیکے باعث یا بائیں کروٹ لٹا دینے کے باعث قبر کو نہیں کھولا جا سکتا،

توضیح

وَیُکْرَہُ: یعنی دفن کے بعد قبر پر تعمیر کرنا مکروہ ہے کیونکہ قبر فنا ہونیوالی چیز ہے۔ البتہ مٹی سے لیپ دینے میں کراہت نہیں۔

الفساقی الخ: فساقی، یعنی بند کوٹھری کیطرح گنبد دار ہوتاہے اس میں دفن کرنا چار وجہ سے مکروہ ہے (۱) لحد نہ ہونا (۲) بلا ضرورت ایک قبر میں چند مردوں کا دفن ہونا۔ (۳) مردوں اور عورتوں کے درمیان کسی حائل کا نہ ہونا (۴) پختہ چونے کا ہونا نیز اس پر گنبد کا ہونا۔

خیف: یعنی اگر بدبو پیدا ہونیکا خطرہ نہ ہو تو خواہ خشکی دور ہی کیوں نہ ہو روکا جاسکتاہے نیز اگر خشکی قریب میں ہے اور کشتی یا جہاز سے اترنا ممکن ہے تو دریا میں نہ ڈالا جائے بلکہ خشکی میں دفن کیا جائے۔

ویستحب الخ: یعنی مستحب یہ ہے کہ جس شہر میں اس کا انتقال ہوا ہے اسی شہر کے قبرستان میں دفن کردیا جائے، نیز اگر ایک یا دو میل زیادہ فاصلہ یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں میت کو منتقل کرنا ہو تو یہ مکروہ ہے، جیساکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کی قبر پر تشریف لے گئیں جن کا انتقال ملک شام میں ہوا تھا اور اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرادیا گیا تھا تو اس پر فرمایا کہ آپؓ کا معاملہ اگر میرے قبضہ میں ہوتا تو میں اس جگہ دفن کراتی جس جگہ انتقال ہوا تھا۔

مغصوبۃ: یعنی زمین کسی اور شخص کی تھی بلا اس کی اجازت کے دفن کردیا گیا اب اگر زمین کا مالک چاہے تو مردے کو اکھڑوا سکتاہے نیز اس کو حق ہے کہ قبر زمین کے برابر کرکے زمین کو اپنے کام میں لائے۔

او اخذت الخ: مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے ایک زمین خریدی تھی اس میں اس نے کسی مردے کو دفن کردیا تھا اس کے بعد اس زمین کے متعلق مثلاً شفعہ کا عمرؒ نے دعویٰ کردیا اور یہ زمین قانونِ شفعہ کے مطابق عمرؒ کو دیدی گئی تو عمرؒ کے لئے جائز ہے کہ مردے کو قبر میں سے نکلوادے یا قبر کو ہموار کرکے زمین کو اپنی ضرورت میں استعمال کرے۔

وَاِنْ دُفِنَ الخ: یعنی ایسی قبر میں دفن کردیا جو کسی اور کے لئے کھودی گئی تو میت کے اولیاء کھودائی کی اجرت دیدیں۔

(فائدہ) زندگی میں اپنے لئے قبر بنوالینا جائز ہے یہی کفن کا بھی حکم ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ربیعؒ بن خشیم جیسے اکابر نے اپنے لئے قبر تیار کرالی تھی۔

والکفن الخ: یعنی کسی شخص کا کپڑا چھین کر کسی مردے کی کفن میں لگادیا گیا، اب کپڑے کا مالک

اس کا مقابلہ کر رہا ہے تو اگر وہ قیمت لینے پر راضی نہ ہو تو قبر کھول کر اس کا کپڑا دیا جائیگا۔ واللہ اعلم۔

فَصْلٌ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

نُدِبَ زِيَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَحَبُّ قِرَاءَةُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ أَنَّهُ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَا فِيْهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يُكْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُخْتَارِ وَكُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَى الْقُبُوْرِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا وَقَلْعُ الْحَشِيْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا ؛

فصل زیارتِ قبور کے بیان میں

ترجمہ صحیح مسلک یہی ہے کہ زیارتِ قبور مردوں کے لئے بھی مستحب ہے اور عورتوں کے لئے بھی۔ اور سورۂ یٰسین کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۂ یٰسین شریف کی قراءت کرے تو اللہ تعالیٰ ان سب سے (جو وہاں مدفون ہیں) اس دن عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنے مردے اس قبرستان میں مدفون ہیں۔ مذہب مختار یہ ہے کہ قبر کے اوپر تلاوت کے لئے بیٹھ جانا مکروہ نہیں اور تلاوت کرنی نہ ہو تو قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے، قبر کو پامال کرنا اور قبر پر سونا، قبر پر قضاء حاجت کرنا، اور قبرستان کی گھاس کو اور درختوں کو اکھاڑنا مکروہ ہے سوکھی گھاس اور سوکھے درختوں کو اکھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

توضیح زِيَارَتُهَا الخ: یعنی زیارتِ قبور کا اصل منشاء یہ ہے کہ موت کی یادگاری ہو اور دنیا کی بے ثباتی کا تصور دل میں قائم ہو۔ مُردوں کے لئے دعا کی جائے اور ان کی موجودہ اور گذشتہ حالت سے عبرت پکڑی جائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ"

(ترجمہ) میں نے تم کو زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا، اب حکم یہ ہے کہ تم زیارت کر سکتے ہو کیونکہ آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

اب اگر قبروں پر جانے کا یہ مقصد ہو اور اس پر عمل ہو تو نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور بظاہر یہی حکمت ہے کہ عیدین اور جمعہ کے دن جو شرعی اعتبار سے مسرت کے دن ہیں ان میں زیارت قبور مسنون ہے تاکہ مسرت کے ساتھ موت اور آخرت کی یاد بھی ہو جائے، لیکن زمانۂ حاضر میں زیارت قبور کا مقصد اس کے برعکس ہے یعنی قبروں سے حاجات طلب کرنا، اہل قبور کو راضی کرنا، قبروں کو بوسہ دینا، سجدہ کرنا، قوالی سننا، یا مردوں کو یاد کرکے رونا۔ اس طرح کی باتوں کو زیارتِ قبور کا مقصد مان لیا گیا ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جنکی بناء پر ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے ممانعت ہوتی تھی، چنانچہ حدیثِ مذکور سے ہمیں دونوں سبق حاصل ہوتے ہیں۔ یعنی اگر وجوہاتِ ممانعت موجود ہوں تو زیارتِ قبور ممنوع، اور وجوہاتِ جواز موجود ہوں تو جائز اور مستحب۔

ترمذی شریف میں ہے " لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ " یعنی رسولؐ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنیوالیوں پر اور ان پر جو قبروں پر مساجد بناتے ہیں اور چراغ رکھتے ہیں۔ چونکہ اس قسم کی چیزیں عورتوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں، لہٰذا دوسری حدیث میں یہ بھی ہے " لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ " یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔

بَابُ اَحْکَامِ الشَّہِیْدِ

اَلشَّہِیْدُ الْمَقْتُوْلُ مَیِّتٌ بِاَجَلِہٖ عِنْدَنَا اَہْلِ السُّنَّۃِ وَالشَّہِیْدُ مَنْ قَتَلَہٗ اَہْلُ الْحَرْبِ اَوْ اَہْلُ الْبَغْیِ اَوْ قُطَّاعُ الطَّرِیْقِ اَوِ اللُّصُوْصُ فِیْ مَنْزِلِہٖ لَیْلًا وَلَوْ بِمُثَقَّلٍ اَوْ وُجِدَ فِی الْمَعْرَکَۃِ وَبِہٖ اَثَرٌ اَوْ قَتَلَہٗ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمَدًا بِمُحَدَّدٍ وَکَانَ مُسْلِمًا بَالِغًا خَالِیًا عَنْ حَیْضٍ وَنِفَاسٍ وَجَنَابَۃٍ وَلَمْ یُرْتَثَّ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْحَرْبِ فَیُکَفَّنُ بِدَمِہٖ وَثِیَابِہٖ وَیُصَلّٰی عَلَیْہِ بِلَا غُسْلٍ وَیُنْزَعُ عَنْہُ مَا لَیْسَ صَالِحًا لِلْکَفَنِ کَالْفَرْوِ

وَالْحَشْوِ وَالسِّلَاحِ وَالدِّرْعِ وَيُزَادُ وَيُنْقَصُ فِيْ ثِيَابِهٖ وَكُرِهَ نَزْعُ جَمِيْعِهَا وَيُغَسَّلُ اِنْ قُتِلَ صَبِيًّا اَوْ مَجْنُوْنًا اَوْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ اَوْ جُنُبًا اَوِ ارْتُثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ بِاَنْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ نَامَ اَوْ تَدَاوٰى اَوْ مَضٰى وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَعْقِلُ اَوْ نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفِ وَطْئِ الْخَيْلِ اَوْ اَوْصٰى اَوْ بَاعَ اَوِ اشْتَرٰى اَوْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيْرٍ وَاِنْ وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُوْنُ مُرْتَثًّا وَيُغَسَّلُ مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ اَنَّهٗ قُتِلَ ظُلْمًا اَوْ قُتِلَ بِحَدٍّ اَوْ قَوَدٍ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ ؞

احکامِ شہید کا بیان

ترجمہ مقتول شہید ہمارے یعنی اہل سنت کے نزدیک اپنی موت سے مرتا ہے۔ شرعًا شہید وہ شخص ہے جس کو اہل حرب نے یا باغیوں نے یا ڈاکوؤں نے قتل کردیا ہو، یا چوروں نے رات کو اس کے مکان کے اندر مار ڈالا ہو اگرچہ مثقل یعنی ایسی چیز سے مار ڈالا ہو جو بھاری وزن دار ہو اگرچہ اس میں دھار نہ ہو یا میدانِ جنگ میں مرا ہوا پایا گیا ہو اور اس پر زخم وغیرہ کا نشان ہو یا کسی مسلمان نے ظلمًا قصدًا دھار دار آلہ سے قتل کر ڈالا ہو، اور وہ مسلمان بالغ ہو جو حیض و نفاس یا جنابت سے پاک ہو اور جنگ ختم ہونے کے بعد پرانا نہ پڑ گیا ہو، ایسے مقتول کو اس کے خون کے ساتھ اور اسی کپڑوں میں کفنایا جائے گا اور اسے غسل کرائے بغیر اس پر نماز پڑھی جائے گی اور اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے جو کفن کے مناسب نہ ہوں مثلاً پوستین، روئی کے کپڑے، ہتھیار، زرہ۔ اور اس کے کپڑوں میں مناسب کمی اور زیادتی کر دی جائے گی۔ اور تمام کپڑوں کا اتارنا مکروہ ہے۔ اور بچہ یا مجنون تھا جو قتل کیا گیا، یا حیض یا نفاس والی عورت تھی یا جنبی مرد تھا جو قتل کر دیا گیا یا جنگ ختم ہونے کے بعد پرانا پڑ گیا اس طرح کہ کچھ کھایا یا پیا یا سویا یا دوا کی یا ایک نماز کا وقت اس حالت میں گذرا کہ اس کے ہوش و حواس درست تھے یا اس کے بغیر کہ گھوڑوں کے روندنے کا خطرہ ہو اس کو میدانِ جنگ سے منتقل کر دیا گیا ہو یا وصیت کی یا کوئی چیز بیچی یا خریدی یا بہت سی باتیں کی

ان تمام صورتوں میں مرجانے کے بعد اس کو غسل دیا جائیگا، اور اگر مذکورہ بالا چیزیں جنگ ختم ہونے سے پہلے پائی گئیں تو اس صورت میں وہ مرتث نہیں ہوگا، یعنی یہ چیزیں تاخیر میں شمار نہ ہوں گی، بلکہ اس کو شہید کا حکم دیا جائے گا اور غسل نہیں کرایا جائے گا۔ (اس کے آگے ایک اور مسئلہ بیان کیا گیا لیکن مراقی الفلاح میں یہ مسئلہ نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ غسل دیا جائے گا اس شخص کو جو شہر میں مقتول پایا گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ظلماً قتل کیا گیا یا کسی سزا میں یا قصاص میں قتل کیا گیا، تو ایسے شخص پر نماز پڑھی جائے گی۔

توضیح

المقتول: اس مسئلہ کا تعلق عقائد اور علم کلام سے ہے۔ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مقتول کی عمر ابھی باقی تھی قاتل نے اس کی عمر کو بیچ میں منقطع کر دیا۔ اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کی عمر اتنی ہی مقدار تھی۔ باقی قصاص اس لئے ہے کہ اجتماعی نظام اور امنِ عامہ باقی رہے اور قومی اور ملی حیات خطرات سے محفوظ رہیں۔

والشہید: شہید بروزنِ فعیل بمعنیٰ مفعول، اور یہ ماخوذ ہے شہادۃ اور شہود سے۔ مصنفؒ اس عبارت سے شہید کی تعریف ذکر کر رہے ہیں اور اس کے بعد حکم ارشاد فرمائیں گے۔

شہید کی دو صورتیں ہیں۔ ایک اخروی لحاظ سے، دوسرے دنیاوی احکام کے لحاظ سے۔ شہید یہاں دنیوی احکام کے لحاظ سے جو مانے جاتے ہیں ان کا تذکرہ ہوگا، باقی عند اللہ شہید کون کون ہوگا اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس کے اسباب اور وجوہات بھی بہت سے ہیں، انھیں کے اندر منحصر نہیں ہیں۔

من قتلہ: یعنی شریعت میں وہ شخص شہید ہے جس کو اہل حرب نے یعنی اہل حرب سے جنگ ہو یا باغیوں سے یا ڈاکوؤں سے اور وہ قتل کر دیا گیا، تو ان سب کا حکم ایک ہے۔

وبہٖ اثر: یعنی کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہے یا ناک یا آنکھ سے خون بہہ رہا ہے یا جسم کے حصہ پر جان کا اثر ہے، جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ اپنی موت سے نہیں مرا بلکہ اس کو مارا گیا ہے۔

وقتلہ الخ: یعنی قاعدہ کلیہ اور ضابطہ یہ ہے کہ اس قتل میں محض قتل کی وجہ سے مال واجب نہ ہو، چنانچہ اگر کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو خطأً قتل کر دیا تو وہ مقتول شہید نہ ہوگا کیوں کہ اس صورت میں دیت واجب ہوتی ہے۔ اگر دھار دار نہ ہو مثلاً کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو لاٹھی سے یا بھاری پتھر سے مار ڈالا تو اس مقتول پر شہید کے یہ دنیاوی احکام جاری نہ ہوں گے۔

لم یرتث: یہاں اصل لفظ لم یرتث یہ ارتثاث سے ماخوذ ہے، ارتثاث کا مادہ رث ہے، رث اصل میں پرانی چیز کو کہتے ہیں، اور ارتثاث کے معنیٰ ہیں پرانا پڑ جانا۔ اور سلسلۂ

شہادت میں ارتثاث کے معنٰی یہ ہوتے ہیں کہ زخمی ہو جانے کے بعد وہ اتنا زندہ رہا ہو کہ کوئی دنیاوی حکم اس پر نافذ ہو سکا ہو، مثلاً ایک نماز کا وقت اس کی زندگی کی حالت میں گذر گیا یا کوئی دنیاوی نفع اس نے حاصل کر لیا ہو، مثلاً دوا لی یا وصیت کی یا کافی دیر تک گفتگو کی وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کو اصطلاح فقہ میں مرتث کہتے ہیں، ایسا شخص اگرچہ خدا کے نزدیک شہید ہے اور ممکن ہے کہ اس میدان میں سب سے اعلیٰ وافضل شہید وہی ہو مگر دنیاوی اعتبار سے شہید کے احکام اس پر نافذ نہ ہوں گے، یعنی اس کو غسل دلایا جائے گا اور باقاعدہ کفن بھی دیا جائے گا۔

فیکفن بدمہ: یعنی حضورؐ کے ارشاد کے مطابق شہداء کو ان کے خون کے سمیت دفن کر دو کیونکہ راہِ خدا میں جو زخم لگتا ہے قیامت کے دن اس سے خون بہہ رہا ہو گا، اس خون کا رنگ خون جیسا ہو گا مگر خوشبو مشک کی سی ہو گی۔

وکرہ الخ: یعنی وہ کپڑے اتار کر دوسرے کپڑوں میں کفن دینا مکروہ ہے۔

او مضی: یعنی وہ نماز ادا کرنے پر قادر بھی تھا، اگر قادر نہیں تھا تو ان پر شہید کے دنیاوی احکام نافذ ہوں گے یعنی اس کو غسل وکفن نہیں دیا جائے گا۔

كِتَابُ الصَّوْمِ

هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطَأً بَطْنًا أَوْ مَا لَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَسَبَبُ وُجُوْبِ رَمَضَانَ شُهُوْدُ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِوُجُوْبِ أَدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ أَدَاءً وَقَضَاءً عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوْبِ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوْبِ أَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَرَضٍ وَحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَالْإِقَامَةُ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ أَدَائِهِ ثَلَاثَةٌ اَلنِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيْهِ

مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهٗ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَيِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا اُلْحِقَ بِهِمَا وَحُكْمُهٗ سُقُوْطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ؀

روزہ کا بیان

ترجمہ کسی چیز کو (یعنی ماکول ہو یا غیر ماکول) قصدًا یا خطاءً پیٹ میں یا اس حصہ میں جو پیٹ کا حکم رکھتا ہو (مثلاً دماغ) داخل کرنے سے اور خواہش فرج سے دن کو رکنا روزہ کہلاتا ہے بشرطیکہ یہ رکنا نیت کے ساتھ ایسے شخص سے ہو جو روزے کا اہل ہو۔ اور جزء رمضان کا آجانا روزۂ رمضان کی فرضیت کا سبب ہے، رمضان شریف کا ہر ایک دن اس دن کے روزے کی فرضیت کا سبب ہے، روزۂ رمضان کی ادا (اور ادا نہ ہوسکنے کی صورت میں) قضا فرض ہوتی ہے اس شخص پر جس میں چار چیزیں جمع ہوں۔ (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو اس کے لئے فرضیت روزہ کا علم اور دار الاسلام میں نہ ہونا۔ اور ادا روزے کے واجب ہو جانے کے لئے شرط ہے صحیح سالم ہونا مرض سے اور حیض ونفاس سے، نیز مقیم ہونا شرط ہے۔ ادا ء روزہ (یعنی روزہ رکھنے کے) صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) نیت ہونا (۲) حیض اور نفاس، اور ایسی چیزوں سے خالی ہونا جو روزے کے منافی ہیں (۳) نیز ان چیزوں سے خالی ہونا جو روزے کو فاسد کردیتی ہیں اور جنابت سے خالی ہونا شرط نہیں۔ بطن اور فرج کی ہر دو شہوتوں نیز جو بطن یا فرج کے ساتھ لاحق مانی جاتی ہیں انکی شہوتوں کے پورا کرنے سے رکنا روزہ کا رکن ہے، فرض کا ذمہ سے اتر جانا اور آخرت کا ثواب روزہ کا حکم ہے۔ (واللہ اعلم)

توضیح هو الامساك : صوم لغت میں مطلقًا رک جانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کرنے سے تقرب کی نیت کے ساتھ رک جانے کو صوم کہتے ہیں۔

عَنْ اِدْخَالٍ، یعنی غبار کے خود بخود داخل ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا ہاں اگر اتنا ہی گرد پھانک لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

عَنْ شَهْوَةٍ : اسی طرح جماع ہو یا چھیڑ چھاڑ جس سے انزال ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

وَسَبَبُ وُجُوبِ : سبب وجوب یعنی روزے کی فرضیت کا سبب رمضان شریف کے ہر ایک دن ورات کا پایا جانا، اور تمام دن اس روزے کی ادائیگی کا سبب ہے، نیز اگر کوئی شخص پندرہ رمضان المبارک کو مسلمان ہوا یا بالغ ہوا تو اس پر پندرہ رمضان المبارک کا اور پندرہ کے بعد کا روزہ فرض ہوگا، پندرہ سے پہلے کے روزے اس پر فرض نہیں۔

لِمَنْ اَسْلَمَ : یعنی جو شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو اس پر بھی روزے فرض ہیں، نیز ہندوستان اگرچہ دار الحرب ہے مگر چونکہ یہاں مسائل سے واقفیت کے ذرائع اتنے وسیع ہیں کہ بہت سی اسلامی حکومتوں میں بھی یہ وسعت اور ایسی سہولت میسر نہیں لہٰذا ملک ہندوستان میں بھی کسی کا کسی مسئلہ سے عدمِ واقفیت کوئی عذر نہیں مانا جائے گا البتہ ایسے دار الحرب میں کہ جہاں مسائلِ اسلام سے واقفیت ناممکن ہو عدمِ واقفیت کا عذر مسموع ہو سکتا ہے چنانچہ اگر کوئی نو مسلم ایسے دار الحرب میں فرضیتِ رمضان سے بے خبر ہے تو اس پر رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہوں گے اور نہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے علم کے بعد فوت شدہ روزوں کی اس شخص پر قضاء لازم آئے گی۔

النیۃ : روزے کیلئے نیت شرط ہے، یعنی ہر روزہ کے لئے علیحدہ نیت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ پہلے بیان ہو چکا کہ ہر روزہ کے وجوب کا سبب ہر دن رمضان کا ہے، لہٰذا یہ سبب کے بدلنے کے بعد سبب کیلئے ہر روز نئی نیت کی ضرورت ہے۔

لَا یَشْتَرِطُ : یعنی جنابت سے خالی ہونا شرط نہیں ہے چنانچہ اگر دن میں سوتے ہوئے انزال ہو جائے یا جنبی شخص نے صبح صادق سے پہلے غسل نہیں کیا تھا اور روزہ شروع کر دیا تو یہ روزہ خراب نہیں ہوگا۔

(**فَصْلٌ**) يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ اِلٰى سِتَّةِ اَقْسَامٍ فَرْضٌ وَّوَاجِبٌ وَمَسْنُوْنٌ وَ مَنْدُوْبٌ وَنَفْلٌ وَمَكْرُوْهٌ اَمَّا الْفَرْضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ اَدَاءً وَقَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُوْرُ فِي الْاَظْهَرِ وَاَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَا اَفْسَدَهٗ مِنْ صَوْمِ نَفْلٍ وَاَمَّا الْمَسْنُوْنُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مَعَ التَّاسِعِ وَاَمَّا الْمَنْدُوْبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيُنْدَبُ كَوْنُهَا الْاَيَّامَ الْبِيْضَ

وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ وَصَوْمُ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ وَصَوْمُ سِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ ثُمَّ قِيْلَ الْاَفْضَلُ وَصْلُهَا وَقِيْلَ تَفْرِيْقُهَا وَكُلُّ صَوْمٍ ثَبَتَ طَلَبُهٗ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسُّنَّةِ كَصَوْمِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ وَاَحَبُّهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَمَّا النَّفْلُ فَهُوَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ كَرَاهِيَتُهٗ وَاَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا وَمَكْرُوْهٌ تَحْرِيْمًا اَلْاَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ وَالثَّانِيْ صَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَكُرِهَ اِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ النَّيْرُوْزِ وَالْمَهْرَجَانِ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ عَادَتَهٗ وَكُرِهَ صَوْمُ الْوِصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ اَنْ لَّا يُفْطِرَ بَعْدَ الْغُرُوْبِ اَصْلًا حَتّٰى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْاَمْسِ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ ؛

ترجمہ روزہ چھ قسموں پر منقسم ہوتا ہے (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) نفل (۶) مکروہ ۔ فرض روزے رمضان کے ادا ہوں یا قضا، کفاروں کے روزے، اور ظاہر روایت کے مطابق منت مانے ہوئے روزے واجب، کوئی نفل روزہ جس کو توڑ دیا ہو اس کی قضا واجب ہے ۔ سنت: محرم الحرام کی دسویں تاریخ کا روزہ نویں کیساتھ مسنون ہے۔ مستحب: ہر مہینے کے تین روزے۔ اور مستحب ہے کہ یہ تین ایام بیض ہوں، یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ ۔ اور دوشنبہ اور جمعرات کے روزے اور شوال کے چھ روزے (ان روزوں کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ ملاکر رکھنا افضل ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ رکھنا افضل ہے) اور وہ روزہ جس کی طلب اور جس پر ثواب کا وعدہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنی حدیث سے ثابت ہو جیسے صوم داؤد (یعنی حضرت داؤدؑ کیطرح روزے رکھنا) آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے اور یہ تمام نفلی روزے میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور

افضل ہے۔ **نفل:** مذکورہ بالا صورتوں کے سوا تمام روزے جن کی کراہت نہ ثابت ہو نفل ہیں۔ **مکروہ:** مکروہ روزے کی دو قسمیں ہیں۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔ اول (یعنی مکروہ تنزیہی) جیسے محرم کی فقط دسویں تاریخ کا روزہ، نویں تاریخ کے روزہ کے بغیر۔ دوم (یعنی مکروہ تحریمی) جیسے عید الفطر، بقر عید کے اور ایام تشریق (یعنی ماہ ذی الحجہ کی ۱۱/ ۱۲/ ۱۳) کے اور علیحدہ کرکے تنہا جمعہ یا تنہا سنیچر کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اور نوروز یا مہرجان کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے مگر اس صورت میں کہ اس کی عادت کے موافق ہو، اور صوم وصال بھی مکروہ ہے اگرچہ دو ہی دن کا ہو۔ صوم وصال یہ ہے کہ غروب کے بعد قطعًا روزہ افطار نہ کرے کہ اگلے دن کا روزہ پچھلے دن کے روزے سے مل جائے اور صوم دہر (یعنی ہر روز روزہ رکھنا) مکروہ ہے۔

توضیح

المنذور: ظاہر روایت کے مطابق نذر کا روزہ فرض ہے، اور بعض علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ واجب ہے۔ نیز صوم کفارات کو بھی واجب فرمایا ہے کیونکہ اس کی فرضیت پر اجماع نہیں بلکہ اس کے وجوب پر اجماع ہے۔ اور اس کی فرضیت میں اختلاف ہے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا ہاں اسے فرض عمل قرار دیا جائے گا۔

فائدہ: کسی شخص نے اگر نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے کیونکہ جب اس نے نفل روزہ کو شروع کر دیا تو اب وہ واجب ہوگیا۔

الایام البیض: بیض جمع ابیض کی ہے یعنی سفید اور روشن دن۔ چونکہ ۱۳/ ۱۴/ ۱۵/ میں چاند پورا ہوتا ہے اس لئے ان تاریخوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔

ثواب کے متعلق امتِ مسلمہ کو یہ اصول بتایا گیا ہے کہ کل حسنۃ بعشر امثالہا۔ یعنی ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے تو تینوں روزوں کا ثواب تیس کے برابر ہوگا، اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم خاص طور پر انکی ہدایت فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ صوم دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔

یوم الاثنین والخمیس: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جب میرے عمل پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں۔

وصوم ست من شوال: آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھ لے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لے تو گویا پورے زمانہ روزہ

رکھتا رہا۔

(تنبیہ) یہاں بھی وہی اصول کارفرما ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔

منفردًا: یعنی اگر دس اور گیارہ کا روزہ رکھ لیا تب بھی کراہت نہ رہے گی کیونکہ منفرد روزہ رکھنا یہود کی مشابہت ہے۔

یومَ الجمعۃ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کی رات کو قیام اور نوافل کے لئے، اور جمعہ کے دن کو روزے کے لئے مخصوص نہ کرو کہ فقط جمعہ کی شب کو قیام ہو باقی راتوں میں نہ ہو، یا فقط جمعہ کے دن روزے کے لئے مخصوص نہ کرو کہ فقط جمعہ کے دن روزہ ہو پھر ہفتہ بھر نہ ہو۔

النیروز: نون کا فتحہ، یاء ساکن اور راء کا ضمہ۔ نوروز ہے معرب بنایا گیا ہے جس کا معنیٰ ہے نئے دن کے یعنی نوروز۔ اور مہرجان ایرانیوں کے تہوار تھے جیسے ہندوؤں کی ہولی، دیوالی گنا گیت وغیرہ۔

وافق: یعنی پہلے سے عادت ہے روزہ رکھنے کی مثلاً پیر کے دن روزہ رکھا کرتا تھا، اتفاق سے آج نوروز ہوگیا یا ایام بیض کے روزے رکھتا تھا اتفاق سے آج یوم بیض ہے اور جمعہ بھی ہے تو ان صورتوں میں کراہت نہیں۔

(فَصْلٌ فِيْمَا يُشْتَرَطُ تَبْيِيْتُ النِّيَّةِ وَتَعْيِيْنُهَا فِيْهِ وَمَا لَا يُشْتَرَطُ)

أَمَّا الْقِسْمُ الَّذِيْ لَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَلَا تَبْيِيْتُهَا فَهُوَ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ وَالنَّفْلُ فَيَصِحُّ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلٰى مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى الْأَصَحِّ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى وَقْتِ الضَّحْوَةِ الْكُبْرٰى وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ النَّفْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ مَرِيْضًا فِي الْأَصَحِّ وَيَصِحُّ أَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ اٰخَرَ لِمَنْ كَانَ صَحِيْحًا مُقِيْمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ وَاخْتُلِفَ التَّرْجِيْحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوٰى وَاجِبًا اٰخَرَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا يَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهِ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ وَأَمَّا الْقِسْمُ

الثَّانِي وَهُوَ مَا يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا أَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ بِأَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُورُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيضِي فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ ؛

ان روزوں کا بیان جنمیں رات سے نیت کرنا اور معین کرنا شرط ہے اور ان روزوں کا بیان جنمیں یہ شرط نہیں۔

ترجمہ روزوں کی وہ قسم جس میں نیت کا معین کرنا اور رات سے ارادہ کرنا شرط نہیں ہے وہ رمضان شریف کا ادا روزہ اور نذر معین ہے یعنی ایسی نذر کا روزہ جس کا زمانہ معین ہو اور نفل روزہ ہے۔ یہ تینوں قسم کے روزے صحیح قول کے مطابق رات سے لیکر قبل نصف النہار تک ارادہ کر لینے سے صحیح ہو جاتے ہیں۔ نصف النہار فجر صبح صادق کے طلوع سے ضحوۂ کبریٰ تک ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا تینوں قسم کے روزے فقط روزہ کا ارادہ کر لینے سے صحیح ہو جاتے ہیں، نیز نفلی روزہ ارادہ کر لینے سے بھی صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مسافر ہو یا مریض ہو صحیح قول یہی ہے۔ ادا رمضان یعنی رمضان شریف میں رمضان کا روزہ ایسے شخص کا جو تندرست اور مقیم ہو کسی دوسرے واجب کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے بخلاف مسافر کے، کیونکہ مسافر کا اسی واجب کا روزہ ہوگا جس کی وہ نیت کر لے اور مریض جب کہ رمضان شریف میں کسی دوسرے واجب روزہ کا ارادہ کر لے تو ترجیح میں اختلاف ہوا ہے۔ وہ نذری روزہ جس کا وقت متعین ہو کسی دوسرے واجب کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا بلکہ جس واجب کی نیت کی ہے اسی کا روزہ مانا جائے گا۔ دوسری قسم یعنی وہ روزے جن میں اس روزے کے ارادے کا معین کرنا اور رات سے روزے کا ارادہ کرنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ قضاء رمضان کے روزے ہیں اور جو نفلی روزہ رکھ کر فاسد کر دیا تھا، اس کی قضاء کا روزہ اور جملہ اقسام کے کفاروں کے روزے اور نذر مطلق یعنی نذر کے وہ روزے جن کے لئے کوئی دن معین نہیں کیا تھا مثلاً یہ کہدیا تھا کہ اگر خدا میرے مریض کو شفاء بخشدے تو میں خدا کے نام کا ایک روزہ رکھوں گا، پھر شفا ہو گئی۔

توضیح اَلتَّبْيِيتُ : یعنی رات سے نیت کرنا نیز اس فصل سے ان قسم کے روزوں

کا ذکر کر رہے ہیں جن میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے یا اس کے حکم میں ہے اور اس سے مراد طلوع فجر کے جو بالکل قریب ہے ان اقسام کے روزوں میں مطلقاً نیت کر لینا کافی نہ ہوگا نیز یہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ نیت کے معنیٰ ارادہ کرنے کے ہیں دل سے ارادہ کر لینا کافی مانا جاتا ہے، زبان سے کہہ لیا جائے تو فبہا ورنہ ضروری نہیں البتہ نذر یا قسم یا طلاق میں ارادہ کافی نہیں ہوتا اس لئے زبان سے کہنا ضروری ہے ورنہ نہ وہ نذر ہوگی نہ طلاق نہ قسم۔

وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ: مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں دن یا فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ اس صورت میں مطلق نیت کے ساتھ روزہ رکھ لینا صحیح ہوگا۔

والنفل: نفل سے مراد فرض، واجب کے علاوہ ہے خواہ یہ مسنون ہو یا مستحب۔

قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ: یعنی رات سے لیکر اس وقت تک نیت کے لئے ظرف ہے لہٰذا اسوقت میں سے جسوقت بھی روزے کی نیت کرلی جائے روزہ صحیح ہو جائے گا نیز صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک نہار شرعی یعنی شرعی دن مانا جاتا ہے، اس کا نصف نصف النہار شرعی اور طلوع آفتاب سے غروب آفتاب نہار عرفی ہے اس کا نصف ضحوۂ کبریٰ ہے جسکا فوراً بعد زوال آفتاب یعنی آفتاب ڈھلنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ضحوۂ کبریٰ عموماً نصف النہار کے بعد ہوتا ہے مثلاً صبح صادق ساڑھے پانچ بجے ہوتی ہے اور ساڑھے پانچ بجے ہی آفتاب غروب ہوتا ہے تو نہار شرعی بارہ گھنٹے کا ہوا جس کا نصف چھ گھنٹے کا ہوا صبح صادق یعنی ساڑھے پانچ بجے سے چھ گھنٹے بعد یعنی ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے نصف النہار ہوگا۔ طلوع آفتاب فرض کیجئے کہ اس روز سوا سات بجے ہوا تو نہار عرفی سوا دس گھنٹے کا ہوا جس کا نصف پانچ گھنٹے ساڑھے سات منٹ ہوا۔ طلوع آفتاب سات بجے سے پانچ گھنٹے ساڑھے سات منٹ بعد بارہ بجکر ساڑھے بائیس منٹ پر ضحوۂ کبریٰ ہوگا۔ اور پھر اسی وقت سے آفتاب ڈھلنا شروع ہوجائے گا۔ اس صورت میں نصف النہار ضحوۂ کبریٰ سے ساڑھے باون منٹ قبل ہوا۔ اور ضروری ہے کہ زیادہ حصہ میں روزے کی نیت اور ارادہ موجود ہو اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ نصف النہار تک ارادہ کرے۔

اِلٰی وقت الخ: اس سے مراد نصف النہار شرعی ہے یعنی ضحوۂ کبریٰ سے کچھ دیر پہلے تک مراد ہے کیونکہ نہار یعنی صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کا نصف بسا اوقات ضحوۂ کبریٰ سے پہلے ہوتا ہے نیز نہار شرعی زوال کا وقت نہیں ہے کیونکہ زوال نصف النہار طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے۔

بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ: اس میں یہ شرط نہیں کہ نیت کے ساتھ واجب، فرض، نفل کے وصف کی

قید لگائی جائے بلکہ مطلق نیت روزے کی کرلینا کافی ہے کیونکہ رمضان اس روزے کے لئے معیار ہے اور اس میں دوسرا روزہ شروع نہیں ہوتا بلکہ بذاتِ خود متعین ہے اور اس میں بندے کی جانب سے متعین کرنا ضروری نہیں ہے نیز اگر نیت کے ساتھ وصف میں غلطی ہو جائے تو رمضان شریف ہی کا روزہ ادا ہوگا۔ اگر وہ مسافر یا مریض ہے اور اس نے فرض روزے کی جگہ نفل کی نیت کرلی تو صحیح قول کے مطابق فرض کی ادائیگی درست ہو جائے گی جبکہ یہ وصف غلطی کے ساتھ ہو مثلاً روزۂ رمضان کے بجائے نذر یا قضاء کے کسی روزے کی نیت کرلی تو رمضان کا روزہ ہوگا، اس قضاء یا نذر کا روزہ نہ ہوگا۔

وَاخْتُلِفَ التَّرْجِيْحُ: یعنی کچھ علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ رمضان ہی کا روزہ ہوگا۔ جیساکہ مقیم اور تندرست کا، اور دوسرے حضرات کے نزدیک راجح یہ ہے کہ جس روزے کی نیت کرے وہ ہوگا، البتہ نفل کی نیت ہر ایک کے نزدیک لغو ہے، اور نفل روزے کی نیت سے رمضان ہی کا روزہ ہوگا۔

وَلَا يَصِحُّ الخ: یعنی وہ نذری روزہ جس کا وقت متعین ہو کسی دوسرے واجب کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا، نذر کا روزہ نہیں مانا جائے گا بلکہ جس کی نیت کی ہے اسی کا روزہ مانا جائے گا اور یہ نذری روزہ جس کے لئے یہ دن معین کیا گیا تھا اس کے ذمہ اب بھی باقی رہ جائیگا۔

(فَصْلٌ فِيْمَا يَثْبُتُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِيْ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ)

يَثْبُتُ رَمَضَانُ بِرُؤْيَةِ هِلَالِهِ أَوْ بِعَدِّ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ إِنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا يَلِيَ التَّاسِعَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدِ اسْتَوٰى فِيْهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنْ غُمَّ الْهِلَالُ وَكُرِهَ فِيْهِ كُلُّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهِ بِلَا تَرْدِيْدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ اٰخَرَ وَإِنْ ظَهَرَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا صَامَهُ وَإِنْ رَدَّدَ فِيْهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُوْنُ صَائِمًا وَكُرِهَ صَوْمُ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ اٰخِرِ شَعْبَانَ لَا يُكْرَهُ مَا فَوْقَهُمَا وَيَأْمُرُ الْمُفْتِيْ الْعَامَّةَ بِالتَّلَوُّمِ

يَوْمَ الشَّكِّ ثُمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَعَيَّنِ الْحَالُ وَيَصُومُ فِيهِ الْمُفْتِي وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَتَمَكَّنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرْدِيدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ كَوْنِهِ عَنِ الْفَرْضِ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوِ الْفِطْرِ وَحْدَهُ وَرُدَّ قَوْلُهُ لَزِمَهُ الصِّيَامُ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَفْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ قَضَى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَا رَدَّهُ الْقَاضِي فِي الصَّحِيحِ وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ أَوْ غُبَارٍ أَوْ نَحْوِهِ قُبِلَ خَبَرُ وَاحِدٍ عَدْلٍ أَوْ مَسْتُورٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةِ وَاحِدٍ مِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ أُنْثَى أَوْ رَقِيقًا أَوْ مَحْدُودًا فِي قَذْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوَى وَشُرِطَ لِهِلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ فَلَا بُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ الْعَظِيمِ مُفَوَّضٌ لِرَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ يُرَ هِلَالُ الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مُصْحِيَةٌ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيحُ فِيمَا إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ وَلَا خِلَافَ فِي حِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ وَلَوْ ثَبَتَ رَمَضَانُ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ وَهِلَالُ الْأَضْحَى كَالْفِطْرِ وَيُشْتَرَطُ لِبَقِيَّةِ الْأَهِلَّةِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ غَيْرِ مَحْدُودَيْنِ فِي قَذْفٍ وَإِذَا ثَبَتَ فِي مَطْلَعِ قُطْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَأَكْثَرُ الْمَشَائِخِ وَلَا عِبْرَةَ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ نَهَارًا سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ أَوْ بَعْدَهُ وَهُوَ اللَّيْلَةُ الْمُسْتَقْبَلَةُ فِي الْمُخْتَارِ ؛

فصل ان چیزوں کے بیان میں جن سے چاند کا ثبوت ہوتا ہے اور یوم شک وغیرہ کے روزے کے بیان میں

ترجمہ رمضان شریف کے چاند دیکھنے سے یا اگر چاند مشتبہ ہو تو ماہ شعبان کے تیس ۳۰ دن گن لینے (یعنی تیس دن پورے ہو جانے) کے بعد رمضان ثابت ہو جاتا ہے یوم شک شعبان کا وہ دن جو انتیس شعبان سے متصل ہو (یعنی شعبان کا تیسواں دن) اور علم اور جہل یعنی واقفیت اور عدم واقفیت کے دونوں پہلو برابر ہوں، اس طرح کہ چاند مشتبہ رہا ہو یوم شک میں ہر روزہ مکروہ ہے صرف وہ نفلی روزہ کراہت سے مستثنیٰ ہوگا جس کا ارادہ پختگی سے کیا ہو، نفل روزہ کے درمیان تردید نہ کی ہو۔ مثلاً یہ کہ نفل روزہ یا نذر کا روزہ۔ اور اگر ظاہر ہو جائے کہ وہ رمضان کا دن ہے تو جو روزہ رکھا ہے وہی روزہ رمضان کے لئے کافی ہوگا (خواہ نفلی روزے کی نیت کی ہو یا قضا یا کسی واجب روزے کی نیت ہو) اگر اسی دن کے روزے میں روزے اور افطار کے درمیان تردید کردی ہے تو وہ روزہ نہیں ہوگا اور شعبان کے اخیر میں ایک یا دو دن کے روزے مکروہ ہیں اس سے زیادہ مکروہ نہیں۔ یوم شک میں مفتی عام مسلمانوں کو افطار کا حکم کر دیگا۔ مفتی، قاضی اور جو لوگ خاص میں سے ہوں خاموشی سے اس دن روزہ رکھ لیں۔ خاص سے وہ لوگ مراد ہیں جو نیت اور ارادہ کے سلسلہ میں تردید سے اپنے نفس کو قابو میں رکھ سکیں اور اس کا بھی لحاظ رکھ سکیں کہ یہ روزہ کسی صورت میں فرض ہو جائے گا۔ اور جو شخص رمضان یا عید الفطر کا چاند تنہا دیکھ لے اور اس کا قول رد کر دیا گیا ہو قاضی نے قبول نہ کیا ہو تو اس کو روزہ رکھنا لازم ہے اور ہلال شوال کے یقین کی بناء پر اس کو افطار جائز نہیں ہے اور اگر دونوں وقت روزہ توڑ دیا تو وہ قضاء کرے گا اور کفارہ اس کے ذمہ نہ ہوگا اگرچہ اس نے قاضی کے رد کر دینے سے پہلے ہی افطار کر لیا ہو صحیح مسلک میں۔ اور اگر آسمان میں بادل یا غبار یا اس جیسی کوئی علت ہو تو یہی مسلک ہے کہ رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور کی خبر بھی قاضی قبول کر سکتا ہے اگرچہ اپنے جیسے کسی ایک شخص کی شہادت کی بناء پر ہی اس نے شہادت دی ہو اور اگرچہ عورت یا غلام یا ایسا شخص ہو جس کو تہمت کے سلسلہ میں سزا ملی ہو اور اب توبہ کر چکا ہے اور لفظ شہادت کی یا پہلے سے دعویٰ دائر کرنے کی شرط نہیں۔ اور جبکہ آسمان پر غبار وغیرہ کی علت ہو تو عید الفطر کے چاند کے لئے لفظِ شہادت کی شرط ہے جو دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی جانب سے ہو البتہ دعویٰ کی شرط نہیں، اور اگر آسمان میں کوئی علت نہ ہو تو رمضان شریف

اور عید الفطر دونوں کے چاند کے لئے ایک بڑی جماعت کی ضرورت ہے اور صحیح مسلک کے مطابق جماعت کی مقدار متعین کرنا امام اور قاضی کی رائے پر موقوف ہے۔ اور جب ایک شخص کی شہادت پر رمضان کا فیصلہ کیا گیا ہو رمضان شریف کی تعداد تیس روز پورے کئے جائیں اور آسمان صاف ہونے کے باوجود رمضان شریف کا چاند نظر نہ آئے تو صحیح مسلک یہی ہے کہ افطار جائز نہ ہوگا عید نہیں مانی جائے گی، اور اس صورت میں کہ دو عادل شخصوں کی شہادت کی بناء پر روزۂ رمضان کا حکم دیا گیا ہو قولِ راجح کے قرار دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور رمضان کے تیس دن پورے ہونے کے بعد جب کہ آسمان پر کوئی علت ہو تو افطار کے حلال ہونے میں عید الفطر کے تسلیم کر لینے میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ رمضان شریف کا ثبوت ایک شخص کی شہادت پر ہوا ہو۔ بقرعید کے چاند کا حکم عید الفطر جیسا ہے، باقی تمام چاندوں کے لئے دو عادل مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی شہادت شرط ہے جو تہمت کے سلسلہ میں سزا یافتہ نہ ہوں اور جب کہ کسی علاقہ کے مطلع میں عید الفطر کا ثبوت ہو گیا تو ظاہر مذہب کے مطابق یہ حکم ہے کہ تمام آدمیوں پر افطار لازم ہو جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے، یہی اکثر مشائخ کا مسلک ہے، دن میں چاند دیکھنے کا کوئی اعتبار نہیں، زوال سے پہلے چاند دیکھا جائے یا زوال کے بعد اور یہ چاند آنے والی شب کا مانا جاتا ہے۔ مسلک مختار یہی ہے۔

توضیح

برؤیتہ الخ یعنی مسلمانوں پر واجب ہے کہ کچھ آدمی شعبان کی انتیس ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ فرض تک اتصال ہوتا ہے اور اسی طرح شوال کا چاند انتیس ۲۹ تاریخ رمضان میں دیکھنے کی کوشش کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَ اَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّۃَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْنَ۔ (رواہ الترمذی)

بانْ غم الہلالُ الخ: یعنی انتیس ۲۹ شعبان میں بادل وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا، لیکن وجود اور عدم وجود کا یقین نہ ہوا تو اس حالت کو شک کہتے ہیں۔ اور یوم شک یعنی تیس شعبان کو روزہ رکھنے کے متعلق نیت کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) قطعی طور پر نفل کی نیت کی، یہ جائز ہے اور اسی صورت میں اگر رمضان شریف ہو گیا تو یہ رمضان کا روزہ ہو جائے گا ورنہ نفل ہوگا۔

(۲) قطعی طور پر رمضان کے روزہ کی نیت کی، یہ شکل مکروہ تحریمی ہے۔ اب اگر رمضان کا ثبوت ہو گیا تو رمضان کا روزہ ہوگا ورنہ نفل ہوگا مگر کراہتِ تحریمی کے ساتھ۔ اور رمضان نہ ہونے کی صورت میں اگر توڑ دے گا تو قضا واجب نہ ہوگی۔

(۳) قطعی طور پر کسی واجب کی نیت کی، یہ شکل بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اس صورت میں اگر رمضان کا ثبوت ہو گیا تو روزہ رمضان کا ہو گا، اور اگر رمضان نہ ہوا تو ایک قول یہ ہے کہ جس واجب کی نیت کی تھی وہ ادا ہو جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نفل ہو گا مکروہ تحریمی کے ساتھ۔

(۴) مشکوک طور پر نیت کی، کہ اگر رمضان ہوا تو روزہ سے رہوں گا ورنہ نہیں کیونکہ قطعی طور پر نیت ہی نہیں پائی گئی۔ اس صورت میں روزہ نہ ہو گا خواہ رمضان ہو یا نہ ہو۔

(۵) نیت کی کہ اگر رمضان ہوا تو روزہ رمضان کا ورنہ فلاں واجب یا فلاں قضا کا۔ یہ شکل بھی مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر رمضان کا ثبوت ہو گیا تو بہر حال رمضان کا روزہ ہو جائے گا اور اگر رمضان نہ ہوا تو نفل ہو گا۔

(۶) نیت کی کہ اگر رمضان ہوا تو رمضان کا ورنہ نفل کا، یہ شکل بھی مکروہ ہے کیونکہ نیت غیر مشکوک طور پر قطعی اور ایک طرفہ ہونا چاہئے، لیکن اگر رمضان شریف کا ثبوت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا مانا جائے گا ورنہ نفل کا۔

وَمَا صَامَہٗ: یعنی روز شک میں روزہ رکھا تھا اور اب تصدیق ہو گئی کہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے تو رمضان ہی کا روزہ شمار ہو گا۔ نیز مسافر اگر ہے اور دوسرے واجب کی نیت کر لی تو رمضان کا روزہ معتبر نہ ہو گا بلکہ واجب ہی ادا ہو گا اور اس پر رمضان کے روزہ کی قضا، لازم ہو گی۔

وَاِنْ رَدَّدَ الخ: یعنی کسی نے اپنی نیت میں تردد کیا، مثلاً یہ کہ اگر کل رمضان شریف ہوا تو رمضان شریف کا روزہ ورنہ نہیں، پس اس صورت میں وہ شخص روزہ داروں میں شمار نہ ہو گا کیونکہ وہ یقین اور تعین کے ساتھ نیت نہیں کر رہا ہے۔ اور اگر یوم شک میں ماہِ رمضان آجائے تو اس دن کی قضا لازم ہو گی۔

مَنْ اَخَّرَ الخ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ماہ رمضان کو ایک دو دن آگے مت بڑھاؤ، ہاں وہ شخص جو ان تاریخوں میں روزہ رکھنے کا عادی ہو مثلاً وہ دوشنبہ کا روزہ رکھنے کا عادی تھا اور آج دوشنبہ ہے یا مثلاً ہر مہینہ میں وہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، تاریخ کو روزہ رکھنے کا عادی تھا تو یہ شخص روزہ رکھ سکتا ہے۔ اس حدیث کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ با حترام رمضان شریف رمضان سے پہلے روزے رکھنے ممنوع ہیں، اور علماء کا فتویٰ ہے کہ اس نیت سے ایک دو دن یا اس سے زیادہ ہو، ہر حالت میں روزہ مکروہ ہو گا۔ عیسائیوں نے اسی احترام میں بڑھاتے بڑھاتے بجائے تیس کے چالیس روزے کر لئے تھے۔ یہ دین میں تحریف ہے۔

عَنِ التَّرْدِیْدِ: یہ پہلے گذر چکا کہ مشکوک طور پر نیت کرنا مکروہ ہے، نیز یہ بھی مکروہ ہے کہ روزۂ رمضان کی نیت کر لیں، اب جو شخص نیت کے سلسلہ میں مکروہ اور ناجائز صورتوں سے

اجتناب کرسکے، اس کے لئے روزہ رکھنا جائز ہوگا ورنہ مکروہ، اور چونکہ یہ بھی لحاظ ہے کہ بڑوں کو دیکھ کر چھوٹے غلط سلط روزے نہ رکھنے لگیں، لہٰذا ان خواص کے لئے لازم ہے کہ وہ روزہ رکھیں تو پوشیدہ تاکہ غلط طریقہ بھی نہ قائم ہو، اور اگر روزہ کی ممانعت کو عام لوگ نفس پروری سمجھیں تو ان کو جواب دینے کی عملی گنجائش موجود ہو۔ (واللہ اعلم)

او الفطر الخ: یعنی جس شخص نے رمضان یا عید الفطر کا چاند تنہا دیکھا اور اس کی شہادت کو قاضی نے رد کردیا، قبول نہ کیا تو اب اس پر واجب ہے کہ روزہ رکھے۔ رمضان کا چاند دیکھنے کی شکل میں اس لئے کہ اس نے چاند دیکھا ہے، اور عید کا چاند دیکھنے کی شکل میں، اس لئے کہ قاضی نے اس کا قول تسلیم نہیں کیا۔ قاضی کے سامنے فیصلہ پر گردن جھکانا اس پر لازم ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اجتماعی احکام کا کس قدر پابند کیا گیا ہے اگرچہ آج مسلمان سے زیادہ پراگندہ کوئی نہیں۔

عدل الخ: یعنی عادل وہ شخص ہے جس کے حسنات سیئات سے زیادہ ہوں، اور عدل ایک روحانی قوت ہے جو انسان کو تقویٰ اور مروت پر آمادہ کرتی رہتی ہے۔ جس میں یہ قوت ہو وہ عادل ہے۔

او مستور الخ: مستور کے لغوی معنیٰ ہیں پوشیدہ۔ اور اصطلاحًا ایسا شخص جس کی حالت پوشیدہ ہو نہ اس کا تقویٰ نمایاں ہو نہ فسق و فجور۔

(تنبیہ) عادل پر لازم ہے کہ اگر اس کو چاند نظر آجائے تو فورًا قاضی کے پاس جاکر شہادت دے، نیز جس طرح مرد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے عورت پر بھی یہی فرض عائد ہوتا ہے۔ اگر وہ چاند دیکھ لے تو فورًا قاضی یا امام کو اطلاع کردے، اس کی پردہ نشینی اس اطلاع میں مانع نہیں ہوسکتی اور اس سلسلہ میں اگر قاضی اور امام کے یہاں جانا پڑے تو اس کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں کیونکہ یہ فرض ہے اور ادائیگیٔ فرض کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں۔

فائدہ: عادل شخص جس کی گواہی معتبر ہے اس پر لازم ہے کہ وہ قاضی، مفتی کے سامنے گواہی دے، نیز یہ شہادت راز ہی میں دے تاکہ لوگ افطار نہ کرلیں، بلکہ روزہ رکھنا شروع کردیں۔

ولو شهد على شهادة واحد: شہادت علی الشہادت یعنی شاہد خود قاضی کی عدالت میں حاضر نہ ہوسکے اور کسی کے سامنے شہادت دے تاکہ وہ یہ شہادت قاضی کی عدالت میں دے سکے تو اس صورت میں دو شاہد ضروری ہیں یعنی شاہد کی طرف سے دو گواہ ہونے چاہئیں، ہلالِ رمضان کی شہادت میں دو کی ضرورت نہیں ہے ایک ہی کافی ہے۔

او محدودًا: کسی پر زنا کی تہمت لگانا یا کسی کو زانی وغیرہ کہدینا شرعًا جرم ہے، ایسے شخص پر

ہتکِ عزت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے جس کے نتیجہ میں تہمت لگانیوالے کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور آئندہ کے لئے عدالت میں اس کی شہادت نہ مانی جائے گی البتہ ایسا شخص اگر توبہ کرلے تو دینی امور میں اس کی روایت یا خبر قبول کی جا سکے گی چونکہ ہلالِ رمضان کی شہادت بھی دینی امر ہے لہٰذا اگر اس نے توبہ کرلی ہے تو اس کی شہادت قبول ہو سکے گی۔ اگرچہ توبہ خاص اسی تاریخ پر ہوئی ہو۔ (واللہ اعلم)

ولا یشترط لفظ الشہادۃ ولا الدعویٰ، اگر کسی شخص نے حاکم کے سامنے گواہی دی اور اس جگہ کسی شخص نے گواہی دیتے ہوئے سن لیا تو اب سامع کے اوپر روزہ واجب ہے۔ حاکم کے حکم کی ضرورت نہیں۔

جہاں قاضی یا حاکمِ اسلام نہیں وہاں اگر معتبر پابند شرع انسان رمضان کے چاند کی خبر دیدے تو مسلمانوں کو روزہ رکھ لینا چاہئے اور عید کے موقع پر مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں اگر اسی قسم کے دو آدمی خبر دیدیں تو افطار کرنا جائز ہوگا۔ قاضی کے یہاں یعنی جج کی عدالت میں کوئی شہادت اسی وقت پیش ہوتی ہے جب کوئی دعویٰ ہوا ہو، اس ضابطہ کو پورا کرنے کے لئے ایک شکل بتائی جاتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی پر دعویٰ دائر کرے کہ اس نے میرا قرض نہیں دیا جب کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ چاند دیکھنے کے بعد ادا کردوں گا، اس صورت میں چاند دیکھنے کے شاہد ہونے چاہئیں جو باضابطہ عدالت میں ہو سکتے ہیں۔ یہاں یہی بتایا جارہا ہے کہ عید یا بقرعید کے چاند کے ثبوت کے لئے اس طرح کے دعوے کی ضرورت نہیں بلکہ بلا کسی دعوے کے شاہد شہادت دیں گے۔ (واللہ اعلم)

لرأی الامام: ظاہر روایت میں مجمع کثیر کی مقدار کو مقرر نہیں فرمایا۔ حضرت امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ پچاس اشخاص ہوں۔ خلف ابن ایوبؒ سے روایت ہے کہ ایک سو پچاس اشخاص ہوں، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہر مسجد سے ایک جماعت یا دو جماعتیں ہونی چاہئیں۔ اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے ایک روایت میں ہے کہ حق تو یہ ہے کہ اس میں معتبر یہ ہے کہ خبر تواتر کی حد تک اس طرح پہونچ جائے کہ ہر جانب سے چاند کی اطلاع آرہی ہو۔

واختلف الترجیح: ایک قول یہ ہے کہ عید مان لی جائے گی اور دوسرے قول کے بموجب عید نہیں مانی جائے گی، باقی یہ کہ راجح قول کون سا ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

کالفطر: یعنی ذی الحجہ کا چاند مثل شوال کے چاند کے ہے یعنی جو حکم اثباتِ چاند میں احکام شوال کے لئے ہیں وہی احکام اس میں ہیں۔ اور جب آسمان صاف ہو تو اب ہر چاند برابر ہے امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت نادر یہ ہے کہ رمضان کے چاند کے مثل ہے۔

لا عبرۃ: یعنی عدمِ اعتبار سے مراد یہ ہے کہ حکمِ وجوب یا افطار ثابت نہ ہوگا۔

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

وَهُوَ اَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ شَيْئًا مَا لَوْ اَكَلَ اَوْ شَرِبَ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا وَاِنْ كَانَ لِلنَّاسِيْ قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهُ بِهٖ مَنْ رَاٰهُ يَاْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيْرِهٖ اَوْ اَنْزَلَ بِنَظَرٍ اَوْ فِكْرٍ وَاِنْ اَدَامَ النَّظَرَ وَالْفِكْرَ اَوِ ادَّهَنَ اَوِ اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهٗ فِيْ حَلْقِهٖ اَوِ احْتَجَمَ اَوِ اغْتَابَ اَوْ نَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِرْ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانٌ بِلَا صُنْعِهٖ اَوْ غُبَارٌ وَلَوْ غُبَارُ الطَّاحُوْنِ اَوْ ذُبَابٌ اَوْ اَثَرُ طَعْمِ الْاَدْوِيَةِ فِيْهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهٖ اَوْ اَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوِ اسْتَمَرَّ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ اَوْ صَبَّ فِيْ اِحْلِيْلِهٖ مَاءً اَوْ دُهْنًا اَوْ خَاضَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ اُذُنَهٗ اَوْ حَكَّ اُذُنَهٗ بِعُوْدٍ فَخَرَجَ عَلَيْهِ دَرَنٌ ثُمَّ اَدْخَلَهٗ مِرَارًا اِلٰى اُذُنِهٖ اَوْ دَخَلَ اَنْفَهٗ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَهٗ عَمَدًا اَوِ ابْتَلَعَهٗ وَيَنْبَغِيْ اِلْقَاءُ النُّخَامَةِ حَتّٰى لَا يُفْسِدَ صَوْمَهٗ عَلٰى قَوْلِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَعَادَ بِغَيْرِ صُنْعِهٖ وَلَوْ مَلَاَ فَاهُ فِي الصَّحِيْحِ اَوِ اسْتَقَاءَ اَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فِيْهِ عَلَى الصَّحِيْحِ اَوْ اَكَلَ مَا بَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ اَوْ مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ حَتّٰى تَلَاشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا طَعْمًا فِيْ حَلْقِهٖ ؛

ان چیزوں کا بیان جو روزہ کو نہیں توڑتیں

ترجمہ ایسی چیزیں تقریباً چوبیس ۲۴ ہیں (۱) اگر بھولے سے کھالے یا (۲) پی لے یا

(۳) جماع کرلے۔ اگر اس بھولنے والے میں روزہ کی طاقت ہو تو جو شخص اس کو کھاتے ہوئے دیکھے وہ اس کو یاد دلا دے، اور اس کو یاد نہ دلانا مکروہ ہے اور اگر اس میں روزہ کی طاقت نہ ہو تو اس کو یاد نہ دلانا بہتر ہے (۴) یا دیکھنے سے انزال ہو جائے (۵) یا خیال کرلینے سے انزال ہو جائے اگرچہ برابر دیکھتا یا غور کرتا رہا ہو (۶) یا تیل لگایا (۷) یا سرمہ لگایا اگرچہ اس کا مزہ حلق میں محسوس کیا ہو (۸) یا پچھنے لگوائے (۹) یا غیبت کی (۱۰) یا افطار کا ارادہ کرلیا اور افطار نہیں کیا (۱۱) یا اس کے حلق میں اس کے فعل کے بدون دھواں داخل ہو گیا (۱۲) یا غبار داخل ہو گیا اگرچہ چکی کا غبار ہو (۱۳) یا مکھی گھس گئی (۱۴) یا دواؤں کے مزہ کا اثر حلق میں داخل ہو گیا باوجودیکہ اس کو روزہ یاد ہو (۱۵) یا حالت جنابت میں صبح کو اٹھا ہو اگرچہ تمام دن جنابت میں گذار دیا ہو (۱۶) یا (کسی مرد نے) اپنی پیشاب گاہ کے سوراخ میں دوا ٹپکالی۔ (۱۷) یا تیل ٹپکا لیا (۱۸) یا کسی نہر میں گھس گیا جس سے اس کے کان میں پانی داخل ہو گیا۔ (۱۹) یا اپنے کان کو کسی لکڑی سے کھجایا اس پر میل نکلا پھر اسکو (یعنی میل لگی ہوئی لکڑی کو) بار بار کان میں داخل کیا (۲۰) یا اس کی ناک میں سینک آیا اس نے اس کو قصداً اوپر چڑھا لیا یا نگل لیا اور کھنکھار کو باہر پھینک دینا بہتر ہے تاکہ امام شافعیؒ کے قول کے بموجب اس کا روزہ نہ ٹوٹے (۲۱) اس کو خود سے قے ہو گئی اور اس کے فعل کے بغیر واپس ہو گئی اگرچہ منہ بھر ہو صحیح مذہب میں (۲۲) یا منہ بھر سے کم قے اپنے ارادے اور اپنے عمل سے کی ہو اگرچہ اس کو واپس کرلیا ہو (صحیح مذہب میں) (۲۳) یا اس چیز کو کھا لیا جو دانتوں کے بیچ میں تھی بشرطیکہ چنے سے کم ہو (۲۴) یا تل جیسی (تھوڑی سی) چیز کو منہ کے باہر سے اٹھا کر کھا لیا حتیٰ کہ وہ رل رلا گئی اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہوا۔

توضیح ناسیًا: اس سے احتراز ہے مخطی کے بارے میں، اور مخطی سے مراد ہے یہ کہ اس کو یاد ہے روزہ لیکن بلا قصد کے، کہ کھانے پینے کا قصد نہیں تھا لیکن اچانک چلا جائے جس کی قدرے تفصیل گذر چکی نسیان کے بارے میں حدیث پاک میں ہے قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ۔

نیز جماع کا بھی یہی حکم ہے لہٰذا اگر دوران میں یاد آجائے تو فوراً ہر شئی سے باز آجائے لہٰذا اگر تھوڑی دیر تک اس کے بعد رک گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

وَإِنْ أَدَامَ النَّظَرَ: اس کو مطلقاً ارشاد فرمایا یعنی اگر نظر کی اس کے چہرہ یا فرج پر، یہ بھی اسی حکم میں شامل ہے، البتہ اگر بوسہ لیا شہوت کے ساتھ اور اس سے انزال ہو گیا تو اس

صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں معنیٰ جماع پا یا گیا اور اگر انزال نہ ہوا تو فاسد نہ ہوگا۔

او ادھن الخ: اس سے معلوم ہوا کہ خوشبو وغیرہ کا استعمال، اور اس کے سونگھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور مکروہ نہیں۔

بلا صنعہ: یعنی اپنی ذات سے اگر داخل نہ کرے تو فاسدِ صوم نہیں، کیونکہ اس صورت میں اس کو قدرت نہیں کہ اس سے محفوظ رہ سکے، اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھ سکے یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کلی کرنے کے بعد میں تری باقی رہ جائے لہٰذا اگر اپنے عمل سے داخل کر لیا اور ادخال کسی بھی صورت سے کیا ہو تو اب روزہ فاسد ہو جائے گا، برابر ہے کہ یہ دھواں عنبر کا ہو یا عود کا یا ان کے علاوہ کسی اور چیز کا ہو۔

بالجنابۃ: اگرچہ اس حالت میں تمام دن رہنا حرام ہے۔

او صبت: اگر کوئی عورت ایسا کرے گی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

او استقاء الخ: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بَابُ مَا يَفْسُدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

وَهُوَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ شَيْئًا اِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجِمَاعُ فِي اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ بِهٖ وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيْهِ مَا يُتَغَذّٰى بِهٖ اَوْ يُتَدَاوٰى بِهٖ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ اِلٰى فَمِهٖ وَاَكْلُ اللَّحْمِ النِّيِّ اِلَّا اِذَا دَوَّدَ وَاَكْلُ الشَّحْمِ فِيْ اِخْتِيَارِ الْفَقِيْهِ اَبِي اللَّيْثِ وَقَدِيْدِ اللَّحْمِ بِالْاِتِّفَاقِ وَاَكْلُ الْحِنْطَةِ وَقَضْمُهَا اِلَّا اَنْ يَمْضَغَ قَمْحَةً فَتَلَاشَتْ وَاِبْتِلَاعُ حَبَّةِ حِنْطَةٍ وَاِبْتِلَاعُ حَبَّةِ سِمْسِمَةٍ اَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ فِي الْمُخْتَارِ وَاَكْلُ الطِّيْنِ الْاَرْمَنِيِّ مُطْلَقًا وَالطِّيْنِ غَيْرِ الْاَرْمَنِيِّ كَالطَّفْلِ اِنِ اعْتَادَ اَكْلَهٗ وَالْمِلْحِ الْقَلِيْلِ فِي

الْمُخْتَارِ وَابْتِلَاعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهٖ اَوْ صَدِيْقِهٖ لَاغَيْرِهِمَا وَاَكْلِهٖ عَمَدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ اَوْ بَعْدَ حِجَامَةٍ اَوْ بَعْدَ مَسٍّ اَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ اَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ اَوْ بَعْدَ دَهْنِ شَارِبِهٖ ظَانًّا اَنَّهٗ اَفْطَرَ بِذٰلِكَ اِلَّا اِذَا اَفْتَاهُ فَقِيْهٌ اَوْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَاْوِيْلَهٗ عَلَى الْمَذْهَبِ وَاِنْ عَرَفَ تَاْوِيْلَهٗ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرِهًا۔

اُن چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور روزہ کی قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے

ترجمہ وہ بائیس چیزیں ہیں۔ جب روزہ داران میں سے کسی ایک کو اضطرار کے بغیر اپنی مرضی اور اپنے ارادہ سے کریگا تو اس پر قضا بھی لازم ہوگی اور کفارہ بھی۔ (۱) دونوں سبیل میں سے کسی ایک میں جماع یعنی فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا کو واجب کر دیتا ہے۔ (۲) کھانا (۳) پینا۔ عام ہے کہ کوئی ایسی چیز ہو جو غذا کے کام آتی ہو، یا ایسی چیز ہو جو دوا کے کام آتی ہو (۴) بارش (کی بوند) کا نگل لینا جو اس کے منہ میں داخل ہوگئی ہو۔ (۵) کچے گوشت کا کھالینا مگر جب کہ کیڑے پڑجائیں (۶) فقیہ ابو اللیث کے اختیار کردہ قول کے مطابق چربی کا کھالینا موجب کفارہ و قضا ہے۔ اور سوکھے گوشت کا کھالینا بالاتفاق موجب کفارہ و قضا ہے (۷) گیہوں کا کھالینا (۸) اور گیہوں کا چبالینا مگر یہ کہ ایک دانہ گیہوں چبالے اور وہ رل رلا جائے (۹) گیہوں کا ایک دانہ نگل لینا (۱۰) تل یا تل جیسے کا ایک دانہ منہ کے باہر سے نگل لینا (۱۱) گل ارمنی کا مطلقاً کھالینا، اور ارمنی کے سوا کوئی اور مٹی کھالینا مثلاً وہ مٹی جیسے کوئی طفل ہے بشرطیکہ وہ اس کے کھانے کا عادی ہو (۱۲) اور مذہب مختار کے مطابق تھوڑا سا نمک موجب کفارہ ہے (۱۵) اپنی بیوی کا لعاب نگل لینا (۱۶) اپنے دوست کا لعاب نگل لینا۔ دونوں کے سوا کسی اور کا تھوک نگل لینا کفارہ اور قضا لازم نہیں کرتا ہے (۱۷) غیبت کے بعد (۱۸) یا پچھنے (سنگیا) لگوانے کے بعد (۱۹) شہوت کے ساتھ چھولینے (۲۰) یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینے کے بعد (۲۱) یا انزال بغیر ہمبستری (۲۲) مونچھ پر تیل لگانے کے بعد، یہ خیال کرکے کہ ان چیزوں سے (جنکا ذکر ۱۷ تا ۲۲ ہے) روزہ ٹوٹ گیا ہے

قصداً کھالینا موجبِ کفارہ ہے مگر جب اس کو کسی فقیہ (عالم) نے فتویٰ دیا ہو یا حدیث کو سنا ہو، اور اپنے مذہب کے موافق جو اس کی مراد بیان کی گئی ہے اس سے واقف نہ ہو۔ اگر اس کا مطلب جانتا تھا تو اس پر کفارہ واجب ہو جائے گا۔ کفارہ اس عورت پر بھی واجب ہے جس نے ایسے شخص کی موافقت کی ہو جس کو جماع پر مجبور کیا گیا تھا۔

توضیح

إِذَا فَعَلَ : وجوبِ کفارہ کے لئے حسب ذیل شرطیں ہیں (۱) رمضان شریف ہو (۲) یہ شخص مکلف ہو (۳) رمضان شریف کا روزہ ہو۔ چنانچہ اگر مسافر نے رمضان شریف میں روزۂ رمضان کے بجائے قضا کا روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو کفارہ واجب نہ ہو گا (۴) مرضی اور اختیار سے توڑے، چنانچہ اگر مرض وغیرہ یا کسی کے جبر و اکراہ کے باعث مضطر ہو کر روزہ توڑا تو کفارہ نہیں، مگر جبر سے مراد یہ ہے کہ جان کے ضائع ہونے یا مثلاً ناک کان وغیرہ کسی عضو کے کٹنے کا خطرہ ہو تو ایسا اکراہ عورت کی جانب سے پایا گیا تب بھی کفارہ نہیں، اگر ابتداءِ جماع جبر و اکراہ کی صورت سے ہوئی، پھر اس کے بعد رضامندی بھی ہو گئی تب بھی کفارہ نہیں کیونکہ روزہ ابتداءِ فعل سے ٹوٹ چکا تھا۔ (۵) قصداً ہو، خطاء یا نسیان نہ ہو (۶) رات سے روزہ کی نیت کی ہو (۷) افطار کے بعد دن کے باقی حصہ میں بیمار نہ ہو گیا ہو۔

لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ : یعنی جماع میں جبر و اکراہ کی گئی ہو اور اس کی وجہ سے روزہ توڑ دینا پڑا ہو تو صرف قضاء لازم ہو گی خواہ زوجہ پر اس کے خاوند ہی نے جبر و اکراہ کی ہو۔

مَا يُتَغَذّٰى بِهٖ ، غذا کی تشریح تو یہ ہے کہ مَا يَمِيلُ الطَّبْعُ اِلٰى اَكْلِهٖ وَتَنْقَضِيْ شَهْوَةُ الْبَطْنِ بِهٖ یعنی ایسی چیز جس کے کھانے کی طبیعت کو رغبت اور پیٹ کی خواہش اس سے پوری ہو، دوسری تشریح تو یہ ہے کہ مایعود نفعہٗ اِلٰی اصلاح البدن یعنی ایسی چیز جس سے اصلاح بدن حاصل ہو۔ اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہو گا کہ جب چبائے ہوئے لقمہ کو اگل کر دوبارہ کھا جائے تو تشریح اول کے بموجب اس صورت میں کفارہ واجب نہ ہو گا کیونکہ اس کی طرف طبیعت کی رغبت نہیں ہوتی اور تشریح اول کو ہی صحیح قرار دیا گیا ہے لہٰذا اس صورت میں کفارہ واجب نہ ہو گا مگر ایسے شخص پر جو اتنا گندہ ہو کہ اس لقمہ کو کھانے میں کراہت محسوس نہ کرے اس پر کفارہ بھی لازم ہو گا۔ اسی طرح پان تمباکو وغیرہ ایسی چیزیں جس میں بدن کی اصلاح نہیں البتہ طبیعت کی رغبت ہوتی ہے ان سے تفسیر اول کے مطابق کفارہ واجب ہو جائے گا۔ فتویٰ یہی ہے، اسی طرح تمباکو نوشی موجب کفارہ ہے۔

أَوْ دَوَاءً : دوا سے ایسی چیز مراد ہے جس سے بدن کی اصلاح ہو، علامہ طحطاوی

فرماتے ہیں کہ چونکہ دوا کی تشریح یہ کی گئی ہے لہٰذا غذا کی تشریح دوم صحیح نہیں۔

وابتلاع مطر: یعنی جو حکم بارش کے بوند کا ہے وہی حکم برف اور اولے کا بھی ہے۔

الا آن یمضغ: یعنی حلق تک نہ پہونچ سکے دانتوں اور زبان ہی میں رہ جائے اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہ ہو، اس صورت میں نہ روزہ ٹوٹے گا نہ کفارہ لازم آئے گا۔

واکل الطین الخ: یعنی گل ارمنی کا کھالینا خواہ گل ارمنی کے کھانے کا عادی ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس کو دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے، البتہ گل ارمنی کے سوا کوئی دوسری مٹی کا کھانا موجب کفارہ اس وقت ہوگا کہ اس کو کھانے کی عادت ہو۔

والملح: یعنی نمک کا کھالینا موجب کفارہ ہے کیونکہ زیادہ نمک کی نہ رغبت ہوتی ہے اور نہ دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے۔

الا اذا: یعنی قصداً کھالینا موجب کفارہ ہے مگر جب کہ اسکو کسی عالم نے فتویٰ دیا ہو جیسا کہ کوئی ایک حنبلی عالم تھا جس کے نزدیک سنگیاں لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس نے یہی فتویٰ دیا۔

او سمع الخ: یعنی حدیث شریف میں ہے افطر الحاجمُ والمحجوم یعنی سنگی لگانے والا اور سنگی لگوانے والا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا، اسی طرح حدیث میں ہے کہ غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے۔ علماء کرام نے ان حدیثوں کے معنے یہی بیان فرمائے ہیں کہ روزہ کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ نہ یہ کہ فرض بھی ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اب اگر کسی شخص نے حدیث دیکھ لی اور اس کا مطلب نہ معلوم کرسکا یا کسی غیر حنفی عالم نے جس کا مسلک یہی تھا فتویٰ دے دیا جس کی بناء پر کسی شخص نے یہ خیال کرکے کہ اب روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لیا تو اس صورت میں اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(فائدہ) غیبت کی تعریف یہ ہے کہ ذِکْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ فِي غَيْبَتِهٖ یعنی پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کا اس طرح تذکرہ کرنا جو اس کو ناگوار ہو۔ یہ یاد رہے کہ نقل اتارنا بھی یہی مرتبہ رکھتا ہے۔ اور ذمی کی غیبت بھی اسی طرح حرام ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قرآن شریف میں مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی تمثیل دی گئی ہے۔ خدا اس مہلک علت سے بچائے۔ آمین۔

مَن طاوعت مُکرَھا: مثلاً زید پر جبر کیا گیا کہ وہ جماع کرے، ہندہ بخوشی آمادہ ہوگئی یعنی اس پر کوئی جبر نہ کیا گیا تو ہندہ پر کفارہ واجب ہوگا اور زید پر نہیں۔

فَصْلٌ فِي الْكَفَّارَةِ وَمَا يُسْقِطُهَا عَنِ الذِّمَّةِ

تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطُرُوِّ حَيْضٍ اَوْ نِفَاسٍ اَوْ مَرَضٍ مُبِيْحٍ لِلْفِطْرِ فِيْ يَوْمِهٖ وَلَا تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوْفِرَ بِهٖ كُرْهًا بَعْدَ لُزُوْمِهَا عَلَيْهِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْكَفَّارَةُ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَاِنْ عَجَزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيْهِمَا يَوْمُ عِيْدٍ وَلَا اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ اَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا يُغَدِّيْهِمْ وَيُعَشِّيْهِمْ غَدَاءً وَعَشَاءً مُشْبِعَيْنِ. اَوْ غَدَاءَيْنِ اَوْ عَشَاءَيْنِ اَوْ عَشَاءً وَسُحُوْرًا اَوْ يُعْطِيْ كُلَّ فَقِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهٖ اَوْ سَوِيْقِهٖ اَوْ صَاعَ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ قِيْمَتَهٗ وَكَفَتْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ جِمَاعٍ وَاَكْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِيْ اَيَّامٍ لَمْ يَتَخَلَّلْهُ تَكْفِيْرٌ وَلَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصَّحِيْحِ فَاِنْ تَخَلَّلَ التَّكْفِيْرُ لَا تَكْفِيْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ ؞

یہ فصل کفارہ اور اُن چیزوں کے بیان میں ہے جو کفارہ کو ذمہ سے ساقط کردیتی ہیں

ترجمہ جس دن کہ روزہ کو کسی ایسے فعل سے توڑ لیا تھا جس سے کفارہ لازم ہوجاتا ہے اسی دن میں حیض یا نفاس یا کسی ایسے مرض کے طاری ہوجانے سے جو افطار کو مباح کردینے والا ہو کفارہ ساقط ہوجاتا ہے۔ اور اس شخص سے کفارہ ساقط نہ ہوگا جس کو لزوم کفارہ کے بعد زبردستی سفر میں لیجایا گیا ہو (ظاہر روایت میں) **کفارہ**: (الف) ایک غلام کو آزاد کردینا اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو (ب) اگر اس سے عاجز ہو تو ایسے دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے کہ ان میں عید اور ایام تشریق نہ ہوں (جن کے روزے رکھنے مکروہ تحریمی ہیں۔ (ج) اگر روزہ کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے ان کو دن میں دن کا کھانا اور رات میں رات کا کھانا کھلادے، یا دو دن صبح کے وقت یعنی دن کا کھلادے یا دو دن رات کا کھانا کھلادے اور سحری کھلادے، یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو گیہوں یا گیہوں کے

آٹے یا گیہوں کے ستو کا آدھا آدھا صاع، یا کھجور یا جو کا ایک ایک صاع دیدے یا اس کی قیمت دیدے چند دنوں میں چند بار قصدًا جماع کرنے یا چند بار کھانا کھانے سے (بشرطیکہ) بیچ میں کفارہ ادا نہ کیا ہو اگرچہ دو رمضانوں میں یہ فعل کئے ہوں (صحیح مسلک کے بموجب) ایک کفارہ کافی ہو جائے گا اور اگر بیچ میں کفارہ ادا کر دیا تو ظاہر روایت کے بموجب ایک کفارہ کافی نہ ہوگا۔

توضیح

اَوْ مَرَضٍ: یعنی یہ مرض خود اس نے پیدا نہ کیا ہو چنانچہ اگر خود کو زخمی کر لیا یا اپنے کو چھت پر سے نیچے گرا دیا یا کوئی اور دوا استعمال کر لی جس سے وہ بیمار ہو گیا تو اس سے کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

فِیْ یَوْمِہَا: یعنی جس دن توڑا ہے اگر اس دن یہ امر درپیش آیا تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر دوسرے دن یہ ہوا تو ساقط نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی وجہ سے یومہا کی قید لگائی۔

ولا تسقط الخ: اگر خود اپنے اختیار سے سفر میں جائے تب بھی یہی حکم ہے البتہ اگر اس نے سفر کے بعد روزہ توڑا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب نہ ہوگا (خواہ سفر میں اپنے اختیار سے جائے یا مجبورًا جائے۔ (طحطاوی)

رَقَبَۃٍ الخ: اول تو یہ ہے کہ ایک غلام ہو جس میں کوئی عیب نہ ہو اور عقل بھی ہو۔

یغدیھم: مگر ان تمام صورتوں میں شرط یہ ہے کہ دوسرے وقت وہی فقیر ہوں جو پہلے وقت میں تھے، اگر ایسا نہ ہوا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ہاں یہ جائز ہے کہ ایک ہی شخص کو ساٹھ روز تک دو وقتہ کھانا کھلاتا رہے لیکن ایک شخص کو ایک ہی دن میں ساٹھ آدمیوں کی دو وقتہ خوراک یا اس کی قیمت دیدی جائے تو یہ جائز نہیں، گیہوں کی روٹیوں کے لئے سالن شرط نہیں البتہ جو کی روٹیوں کے ساتھ سالن شرط ہے، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ جن کو کھانا کھلایا جائے وہ بھوکے ہوں، اگر پیٹ بھرے کو کھلا دیا تو اگر وہ اتنا کھا بھی لے کہ جتنا ایک بھوکا شخص کھا سکتا ہے تب بھی ادائیگی کفارہ کے لئے کافی نہ ہوگا۔

اَوْ صَاعَ تمر: گیہوں کے علاوہ تمام غلوں میں ایک ایک صاع دیا جائے گا۔

(فائدہ) ایک صاع کا وزن دو سو ستر تولے ہوتا ہے۔ تفصیل کتاب الزکوٰۃ میں آئیگی انشاء اللہ تعالےٰ۔

واحدۃ: یعنی جماع وغیرہ سے کفارہ واجب ہو گیا اور ابھی تک اس کا کفارہ بھی ادا نہیں کیا تو پھر اگر ایسا ہی چند مرتبہ بھی ہو جائے تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا، اور اگر کفارہ ادا کر دیا تھا تو پھر کفارہ دینا ہوگا اگر یہ معاملہ درپیش ہوا

وکفت الخ: تشریح مسئلہ یہ ہے کہ ایک رمضان میں یا چند رمضانوں میں بار بار جماع کرکے

یا کھانا کھا کر روزہ توڑ دیا جس کی بنا پر چند کفارے لازم ہوئے، اس کے بعد ایک کفارہ ادا کر دیا تو سب کی طرف سے کفارہ ادا ہو جائے گا لیکن اگر ایک مرتبہ جماع کر کے کفارہ ادا کر دیا تو اس کے بعد دوبارہ کسی روزے میں اگر جماع کر لیا تو دوسرا کفارہ ادا کرنا ہوگا پہلا کفارہ کافی نہ ہوگا۔

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَّخَمْسُوْنَ شَيْئًا اِذَا اَكَلَ الصَّائِمُ اَرُزًّا نِيًّا اَوْ عَجِيْنًا اَوْ دَقِيْقًا اَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً اَوْ طِيْنًا غَيْرَ اَرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ اَكْلَهٗ اَوْ نَوَاةً اَوْ قُطْنًا اَوْ كَاغَذًا اَوْ سَفَرْجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ اَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً اَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ تُرَابًا اَوْ حَجَرًا اَوِ احْتَقَنَ اَوِ اسْتَعَطَ اَوْ اَوْجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِيْ حَلْقِهٖ عَلَى الْاَصَحِّ اَوْ اَقْطَرَ فِيْ اُذُنِهٖ دُهْنًا اَوْ مَاءً فِي الْاَصَحِّ اَوْ دَاوٰى جَائِفَةً اَوْ اٰمَّةً بِدَوَاءٍ وَّوَصَلَ اِلَى جَوْفِهٖ اَوْ دِمَاغِهٖ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ مَطَرٌ اَوْ ثَلْجٌ فِي الْاَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهٖ اَوْ اَفْطَرَ خَطَأً بِسَبْقِ مَاءِ الْمَضْمَضَةِ اِلَى جَوْفِهٖ اَوْ اَفْطَرَ مُكْرَهًا وَلَوْ بِالْجِمَاعِ اَوْ اُكْرِهَتْ عَلَى الْجِمَاعِ اَوْ اَفْطَرَتْ خَوْفًا عَلٰى نَفْسِهَا مِنْ اَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ اَمَةً كَانَتْ اَوْ مَنْكُوْحَةً اَوْ صَبَّ اَحَدٌ فِيْ جَوْفِهٖ مَاءً وَّهُوَ نَائِمٌ اَوْ اَكَلَ عَمَدًا بَعْدَ اَكْلِهٖ نَاسِيًا وَلَوْ عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَى الْاَصَحِّ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا اَوْ اَكَلَ بَعْدَ مَا نَوٰى نَهَارًا وَلَمْ يُبَيِّتْ نِيَّتَهٗ اَوْ اَصْبَحَ مُسَافِرًا فَنَوَى الْاِقَامَةَ ثُمَّ اَكَلَ اَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا اَصْبَحَ مُقِيْمًا فَاَكَلَ اَوْ اَمْسَكَ بِلَا نِيَّةِ صَوْمٍ وَّلَا نِيَّةِ فِطْرٍ اَوْ تَسَحَّرَ اَوْ جَامَعَ شَاكًّا فِيْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ اَوْ اَفْطَرَ بِظَنِّ الْغُرُوْبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ اَوْ اَنْزَلَ بِوَطْءِ مَيْتَةٍ

أَوْ بَهِيمَةٍ أَوْ بِتَفْخِيذٍ أَوْ بِتَبْطِينٍ أَوْ قُبْلَةٍ أَوْ لَمْسٍ أَوْ أَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ أَدَاءِ رَمَضَانَ أَوْ وُطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ أَوْ أَقْطَرَتْ فِي فَرْجِهَا عَلَى الْأَصَحِّ أَوْ أَدْخَلَ إِصْبَعَهُ مَبْلُولَةً بِمَاءٍ أَوْ دُهْنٍ فِي دُبُرِهِ أَوْ أَدْخَلَتْهُ فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي الْمُخْتَارِ أَوْ أَدْخَلَ قُطْنَةً فِي دُبُرِهِ أَوْ فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيَّبَهَا أَوْ أَدْخَلَ حَلْقَهُ دُخَانًا بِصُنْعِهِ أَوِ اسْتَقَاءَ وَلَوْ دُونَ مِلْءِ الْفَمِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَشَرَطَ أَبُو يُوسُفَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ الصَّحِيحُ أَوْ أَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ وَكَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ أَوْ نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَ مَا أَكَلَ نَاسِيًا قَبْلَ إِيجَادِ نِيَّتِهِ مِنَ النَّهَارِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ وَلَوْ جَمِيعَ الشَّهْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيهِ الْإِغْمَاءُ أَوْ حَدَثَ فِي لَيْلَتِهِ أَوْ جُنَّ غَيْرَ مُمْتَدٍّ جَمِيعَ الشَّهْرِ وَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ بِإِفَاقَتِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيحِ ؛

ان چیزوں کا بیان جو کفارہ کے بغیر روزہ کو فاسد کر دیتی ہیں

ترجمہ ایسی چیزیں ستاون ۵۷ ہیں۔ جب کہ روزہ دار کچا چاول یا گوندھا ہوا آٹا یا سوکھا آٹا یا ایک ہی دفعہ بہت سا نمک یا ارمنی مٹی کے سوا کوئی ایسی مٹی جس کے کھانے کی اس کو عادت نہ ہو یا گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا سفرجل (بہی) اور وہ پکائی گئی نہ ہو، یا ہرا اخروٹ کھالے، یا کنکر یا لوہا یا مٹی یا پتھر نگل جائے، یا حقنہ لے یا ناک میں دوا ڈالے یا (نلکی وغیرہ کے ذریعہ) کوئی چیز حلق وغیرہ میں ڈال کر اندر پہونچائی (صحیح مذہب کے بموجب) یا کان میں تیل یا پانی ٹپکایا (صحیح مسلک کے بموجب) یا پیٹ کے زخم یا دماغ کے زخم کو کوئی دوا لگائی اور وہ اس کے پیٹ یا دماغ کے اندر پہونچ گئی یا حلق میں بارش (کی بوند) داخل ہوگئی یا حلق میں برف داخل ہوگیا (صحیح مذہب میں) اور اس

کو اپنے فعل سے نہیں نگلا یا خطا اور چوک سے روزہ ٹوٹ گیا اس طرح کہ کلی کا پانی اندر تک چلا گیا ، یا اس حالت میں روزہ توڑا کہ اس پر جبر کیا جا رہا تھا اگرچہ جماع کے لئے ہی ہو، یا عورت کو جماع پر مجبور کیا گیا، یا عورت نے خدمت کے باعث بیمار پڑ جانے سے اپنی جان کے خطرہ سے روزہ توڑ دیا خواہ وہ باندی ہو یا منکوحہ ، یا اس حالت میں کہ روزہ دار سو رہا تھا کسی نے اس کے پیٹ میں پانی پہونچا دیا یا بھول کر کھا لینے کے بعد قصدًا کھانا کھا لیا اگرچہ وہ حدیث کو جانتا ہو (صحیح مذہب پر) یا بھول کر جماع کیا تھا پھر قصدًا. جماع کیا ، یا اس صورت میں کہ دن کو نیت کی تھی اور رات سے نیت نہیں کی تھی ، یا صبح کے وقت مسافر تھا پھر ٹھہرنے کی نیت کی پھر کھا لیا ، یا صبح کے وقت مقیم تھا اس کے بعد سفر کیا پھر کھا لیا یا رکا رہا کچھ کھایا پیا نہیں بلا روزے کی نیت کے ، یا افطار کی نیت کی یا سحری کھائی یا جماع کیا دراں حالیکہ اس کو صبح صادق کے طلوع ہونے میں شک تھا حالانکہ صبح صادق طلوع ہو چکی تھی ، یا آفتاب چھپ جانے کے گمان پر افطار کر لیا حالانکہ ابھی آفتاب باقی تھا ، یا مردہ سے یا جانور سے وطی کرنے سے یا ران یا پیٹ سے مس کرنے سے یا بوسہ سے یا چھونے سے انزال ہو گیا ، یا ادا رمضان کے علاوہ کوئی روزہ فاسد کر دیا ، یا عورت سو رہی تھی اس حالت میں اس سے ہمبستری کر لی گئی ، یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز ٹپکا لی (صحیح مذہب پر) یا مرد نے اپنی انگلی جو پانی یا تیل میں تر تھی پاخانہ کی جگہ میں داخل کر لی یا عورت نے تر انگلی اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کر کے اس کو غائب کر دیا ، یا مرد نے روئی پاخانہ کی جگہ میں داخل کر لی ، یا عورت نے روئی اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کر کے اس کو غائب کر دیا (چھپا دیا) یا کسی نے اپنے فعل سے حلق میں دھواں داخل کیا ، یا اپنے فعل سے مثلاً انگلی ڈال کر تے کر لی اگرچہ ملٔ الفم یعنی بھر منہ سے کم ہو (ظاہر روایت میں) امام ابو یوسفؒ نے منہ بھر کی شرط لگائی ہے ، یہی صحیح ہے یا جو تے اس کو خود ہو رہی تھی اس کو واپس کر لیا اور یہ منہ بھر تھی اور اس کو روزہ یاد تھا یا اس چیز کو کھا لیا جو اس کے دانتوں کے بیچ تھی ، اور تھی چنے کے برابر یا دن کو روزہ کی نیت کی اس کے بعد کہ کچھ بھول کر کھا پی لیا تھا اس سے پہلے کہ دن کے وقت اپنی نیت کو وجود میں لائے . یعنی رات سے روزہ کا ارادہ نہیں تھا اور رمضان کا روزہ تھا ، یا مثلاً یہ دن نذر کے لئے معین کر رکھا تھا اس کا خیال بھی نہیں رہا اور کھانا کھا لیا اس کے بعد رمضان یا نذر کا خیال آیا تو روزے کا ارادہ کر لیا . اس صورت میں اگرچہ بھول کر کھانا کھایا تھا مگر اس پر قضا لازم ہوگی ، ہاں اگر روزہ کا ارادہ کر لینے کے بعد بھول کر کھانا کھا لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا . یا اس پر غشی طاری رہی اگرچہ تمام مہینہ بے ہوش رہا مگر اس دن کی قضا نہیں کرے گا جس

دن میں یا جس دن کی شب میں یہ غشی شروع ہوئی تھی یا مجنون ہوگیا اور یہ جنون تمام مہینہ نہیں ہوا، اور اگر سارے مہینہ جنون رہا اور رمضان کے آخری دن آرام ہوا تو وقت نیت نکل جانے کے بعد رات میں یا دن میں ہوش میں آجانے سے اسکی قضا لازم نہ ہوگی صحیح مذہب میں۔

توضیح

مصنفؒ اب یہاں سے ان امور کا ذکر کر رہے ہیں کہ جو چیزیں روزے کو توڑ دیتی ہیں لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں ہوتا، ہاں قضا لازم ہے۔

او عجیناً : شرط یہ ہے کہ آٹے میں گھی نہ ملایا ہو، یا شکر وغیرہ ملا کر پنجیری کے قسم کی کوئی چیز نہ بنالی ہو یا چاولوں کے چولے نہ بنالئے ہوں، یعنی ان غلوں سے کوئی ایسی چیز نہ بنائی ہو جو کھائی جاتی ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

او سفرجلا : سفرجل کے معنیٰ بہی دانہ کے ہیں، مگر مراد ایسا پھل ہے جو کچا نہ کھایا جاتا ہو۔

او ترابًا الخ : یا پیتل یا سونا یا چاندی وغیرہ جو کھائے نہیں جاتے۔

او احتقن : پاخانہ کے راستہ سے دوا پہونچانا حقنہ کہلاتا ہے۔

او اکل عمدًا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو روزہ دار بھول کر کھا پی لے وہ روزے کو پورا کرے، کیونکہ اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک فرض روزے کے لئے رات سے نیت کرنا ضروری ہے، ان کے نزدیک اس شخص کا روزہ نہیں ہوا جس نے رات سے نیت نہیں کی، دن کو کی ہے۔ امام شافعیؒ کے اس فتوے کی بناء پر ایک شبہ اور افطار کے جرم میں کمزوری آگئی۔ اس کمزوری کی بناء پر کفارہ کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ کفارہ ایک سزا ہے اور سزا شبہ کی صورت میں لازم نہیں ہوتی۔

او سافر الخ : شرط یہ ہے کہ آبادی سے خارج ہو چکا ہو اور اگر آبادی کے اندر ہی کھایا تو کفارہ واجب ہوگا۔

او امسك : یعنی رمضان شریف میں کسی دن روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کیا اور یوں ہی تمام دن بغیر کھائے پیئے گذار دیا تو اس صورت میں بھی اس دن کے روزے کی قضا واجب ہوگی۔

او ادخل حلقہ دخانًا : عود اور عنبر کا دھواں یا تمباکو کا دھواں اگر داخل کریگا تو کفارہ واجب ہو جائے گا کیونکہ اس پر تداوی کی تعریف صادق آتی ہے اور اس کی طرف طبیعت کی رغبت بھی ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

لا یقضی الیوم : شرط یہ ہے کہ اس دن بیہوشی کی حالت میں اس کو کوئی چیز نہ کھلائی گئی ہو تو چونکہ رمضان شریف میں ہر مسلمان کا ارادہ روزہ رکھنے کا ہوتا ہے لہٰذا نیت بھی پائی گئی اور روزے کے دونوں جز پورے ہوگئے، البتہ اگر اس کو یاد ہے کہ اس روز روزے کا ارادہ

نہیں کیا تھا تو لامحالہ اس دن کی قضا لازم ہوگی۔

او جُن ، مجنون ہو جانے کے بعد چند صورتیں ہیں (۱) سارا رمضان گذر گیا اور اس کو آرام نہیں ہوا تو اس پر قضا نہیں، وہ غیر مکلف ہو گیا۔ رمضان کے آخری دن میں زوال کے بعد یعنی نیت کا آخری وقت گذر جانے کے بعد آرام ہوا تب بھی اس پر قضا لازم نہیں (۳) رمضان کے اس آخری دن میں زوال سے پہلے یا اس کے بھی پہلے اس کو آرام ہو گیا تو اس صورت میں ان پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہوگی جن میں وہ پاگل رہا۔ البتہ اگر بیمار ہو گیا اور وہ بیماری تمام دن باقی رہی تو اس پر یہ لازم نہیں۔

(**فَصْلٌ**) يَجِبُ الْإِمْسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلٰى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهٗ وَعَلٰى حَائِضٍ وَنُفَسَاءَ طَهُرَتَا بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَعَلٰى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ إِلَّا الْأَخِيْرَيْنِ ؞

ترجمہ رمضان شریف میں دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے رکنا واجب ہو جاتا ہے اس شخص پر جس کا روزہ ٹوٹ گیا ہو اور اس حیض اور نفاس والی عورت پر جو صبح صادق کے طلوع کے بعد پاک ہوئی اور اس بچہ پر جو بالغ ہوا ہو اور اس کافر پر جو مسلمان ہوا ہو اور اخیر کے دو کے سوا (یعنی بچہ پر جو بالغ ہوا، اور کافر پر جو مسلمان ہوا) قضا سب پر واجب ہوگی۔

فَصْلٌ فِيْمَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَفِيْمَا لَا يُكْرَهُ وَمَا يُسْتَحَبُّ

كُرِهَ لِلصَّائِمِ سَبْعَةُ أَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ وَمَضْغُهٗ بِلَا عُذْرٍ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَالْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَأْمَنْ فِيْهِمَا عَلٰى نَفْسِهِ الْإِنْزَالَ أَوِ الْجِمَاعَ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَجَمْعُ الرِّيْقِ فِي الْفَمِ ثُمَّ ابْتِلَاعُهٗ وَمَا ظُنَّ أَنَّهٗ يُضْعِفُهٗ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْأَمْنِ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحِجَامَةُ وَالْفَصْدُ وَالسِّوَاكُ اٰخِرَ النَّهَارِ

بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَاَوَّلِهٖ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا اَوْ مَبْلُوْلًا بِالْمَاءِ وَالْمَضْمَضَةُ وَ الْاِسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوْءٍ وَالْاِغْتِسَالُ وَالتَّلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ لِلتَّبَرُّدِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ اَلسَّحُوْرُ وَتَاخِيْرُهٗ وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ فِيْ غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ

فصل اُن اُمور میں جو روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں اور جو مکروہ نہیں اور جو مستحب ہیں

ترجمہ روزہ دار کے لئے سات چیزیں مکروہ ہیں۔ (۱) بلا عذر کسی چیز کا چکھنا (۲) بلا عذر کسی چیز کا چبانا (۳) مصطگی کا چبانا (۴) بوسہ لینا (۵) بیوی سے معانقہ کرنا، اگر ان دونوں میں (بوسہ اور معانقہ میں) انزال یا جماع کے خطرہ سے اپنے نفس پر اس کو اطمینان ہو (ظاہر روایت میں) (۶) تھوک منہ میں اکٹھا کر لینا اور پھر نگل لینا (۷) ہر وہ چیز جس کے متعلق خیال ہو کہ وہ کمزور کر دیگی جیسے فصد یا حجامت یعنی سینگی لگوانا۔ نو چیزیں روزہ دار کے لئے مکروہ نہیں (۱) بوسہ (بیوی سے) معانقہ اور ہم آغوشی اس اطمینان کے ساتھ کہ جماع یا انزال تک نوبت نہیں پہونچے گی (۳) مونچھوں کو تیل لگانا۔ (۴) سرمہ لگانا (۵) پچھنے لگوانا (۶) فصد (۷) دن کے آخر حصہ میں مسواک کرنا۔ بلکہ جیسے دن کے اول حصہ میں مسواک کرنا مسنون ہے اسی طرح آخری حصہ میں یعنی شام کے وقت بھی مسنون ہے، اگرچہ مسواک ہری ہو یا پانی میں بھیگی ہوئی ہو (۸) کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا وضو کے بغیر (۹) ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا، بھیگے ہوئے کپڑوں میں لپٹنا (مفتیٰ بہ قول پر)۔ روزہ دار کیلئے تین چیزیں مستحب ہیں (۱) سحری کھانا (۲) سحری کو آخری وقت میں کھانا (۳) بادل نہ ہو تو افطار میں جلدی کرنا

توضیح وَمَضغ العلك : علک کا ترجمہ مصطگی ہے یا کندر۔ بہر حال چونکہ ان کے ریزے حلق میں نہیں جاتے لہٰذا روزہ تو نہیں ٹوٹتا، مگر دیکھنے والے کو روزہ نہ ہونے کا دھوکہ ہوتا ہے اور اس پر روزہ نہ ہونے کی تہمت لگائی جا سکتی ہے، اس قسم کے اتہامات سے بچنا ضروری ہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے اِيَّاكَ وَ مَا يَسْبِقُ اِلَى الْعُقُوْلِ اِنْكَارُهٗ وَاِنْ كَانَ عِنْدَكَ اِعْتِذَارُهٗ۔ یعنی ایسی چیز سے بچو جس سے دوسروں کی عقلوں میں انکار پیدا ہو اگرچہ پاس عذر موجود ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی تہمت کے موقعوں سے بچو۔ اگر روزہ نہ ہو تو علک کا چبانا عورتوں کے لئے مستحب ہے مردوں کے

لئے مکروہ ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مردوں کیلئے بھی مباح ہے۔

والحجامۃ: یعنی جب کہ غیر معمولی کمزوری نہ پیدا کرے، یہی فصد کے لئے بھی شرط ہے۔

السحور: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سحری چند چھوارے ہوتی تھی۔ ہماری سحری جس کو کھاکر دوپہر تک سستی رہے اور قوتِ شہوانی میں کمی کے بجائے اور اضافہ ہو یقیناً خلافِ سنت ہے۔

وتاخیرہ: شرعی امور کو اپنی حدود پر رکھنا فرض ہے اور انکو بڑھانا گھٹانا تحریف ہے لہٰذا سحری میں تاخیر اور افطار میں تعجیل مستحب ہے تاکہ روزہ عملی طور پر اپنی صحیح حدود پر باقی رہے افطار کے وقت تاخیر مکروہ ہے کہ تارے نظر آنے لگیں۔

(فَصْلٌ فِي الْعَوَارِضِ) لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بُطْءَ الْبُرْءِ وَلِحَامِلٍ وَمُرْضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ أَوِ الْهَلَاكَ أَوِ الْمَرَضَ عَلَى نَفْسِهَا نَسَبًا كَانَ أَوْ رَضَاعًا وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَنِدُ الْغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أَوْ إِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ حَاذِقٍ عَدْلٍ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهُ عَطَشٌ شَدِيدٌ أَوْ جُوعٌ يُخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ وَلِلْمُسَافِرِ الْفِطْرُ وَصَوْمُهُ أَحَبُّ إِنْ لَمْ يَضُرَّهُ وَلَمْ تَكُنْ عَامَّةُ رُفْقَتِهِ مُفْطِرِيْنَ فَالْأَفْضَلُ فِطْرُهُ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ وَلَا يَجِبُ الْإِيْصَاءُ عَلَى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهِ بِمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَنَحْوِهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوا عَلَى قَضَائِهِ بِقَدْرِ الْإِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ قُدِّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا فِدْيَةَ بِالتَّأْخِيرِ إِلَيْهِ وَيَجُوزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْأَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ لِاشْتِغَالِهِ بِالْمَعِيشَةِ يُفْطِرُ وَيَفْدِيْ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهِ يَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالَى وَ

يَسْتَقِيلُهُ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ أَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهِ مِنْ عِتْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَانٍ أَوْ لَمْ يَصُمْ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا لَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِأَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهِ وَيَجُوْزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ بِلَا عُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الْأَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيْفِ وَلَهُ الْبِشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيْلَةِ وَإِذَا أَفْطَرَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِلَّا إِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ يَوْمَيِ الْعِيْدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِإِفْسَادِهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

فصل عوارض کے بیان میں

ترجمہ روزہ رکھنا جائز ہے اس شخص کے لئے جس کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو، یا صحت کے مؤخر ہونے کا۔ اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لئے جن کو اپنے نقصانِ عقل یا ہلاکت یا بیماری کا خطرہ ہو یہ بچہ نسبی ہو یا رضاعی، اور وہ خوف معتبر ہے جس کی سند غلبۂ ظن یا تجربہ یا مسلمان حاذق عادل طبیب کے بیان سے حاصل ہو اور افطار جائز ہے اس شخص کے لئے بھی جس کو ایسی شدید پیاس یا بھوک لگی ہو جس سے مرجانے کا خطرہ ہو۔ افطار جائز ہے مسافر کے لئے اور اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب اور پسندیدہ ہے، اگر روزہ اس کو نقصان نہ دے اور نہ ہو اس کے ساتھیوں کی اکثریت افطار کرنے اور مصارف میں شریک ہونے والی اور اگر ساتھی عموماً افطار کر رہے ہیں یا مصارف سفر میں شریک ہوں تو افطار کرنا (روزہ نہ رکھنا) ہی اس کے لئے افضل ہے تاکہ جماعت کی موافقت حاصل ہو جائے۔ جو شخص مرض یا سفر جیسے عذر کے زائل ہونے سے پہلے مرجائے اس پر (فدیہ ادا کرنے کی) وصیت کرنا واجب نہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا، اور اقامت اور صحت کی بمقدار جتنے روزوں کی قضا پر وہ (یہ بیمار یا مسافر) قادر ہوں اتنے روزوں کی وہ قضا کریں۔ لگاتار روزے رکھنا قضاء میں شرط نہیں پھر اگر دوسرا رمضان آجائے تو اس کو قضا پر مقدم کردے (یعنی اس ماہ میں اس رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد گذشتہ رمضان کی قضا کریگا)

دوسرے رمضان تک قضا کو مؤخر کر دینے سے فدیہ واجب نہیں ہوتا۔ شیخ فانی (یعنی ایسا بوڑھا جس کی قوت ختم ہو چکی ہو اب مرنے کے قریب ہو) یا عجوزۂ فانیہ (یعنی ایسی بوڑھیا جو اپنی طاقت ختم کر چکی اب وقت آنے کی دیر ہے) کے لئے افطار جائز ہے۔ اور ان دونوں پر فدیہ لازم ہوگا ہر دن کے عوض میں نصف صاع گندم، اس شخص کی طرح جس نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مان لی تھی پھر معاش کی مشغولیت کے باعث منت پوری کرنے سے عاجز ہو گیا، یہ شخص بھی افطار کرتا رہے اور (ہر روز) فدیہ دیتا رہے۔ پھر اگر اپنی تنگدستی کے باعث فدیہ پر قادر نہ ہو تو وہ خدا سے استغفار کرے اور درگذر (معافی) کی استدعاء کرے۔ اگر اس پر قسم یا قتل (خطا) کا کفارہ واجب تھا، اب اتنی استطاعت تو اپنے اندر نہیں پاتا کہ غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کر سکے اور حالت یہ ہے کہ وہ شیخ فانی ہو گیا تو اس کے لئے فدیہ جائز نہیں۔ کیونکہ روزہ اس موقع پر اپنے غیر کی آزادی یا صدقہ کا بدلہ ہے۔ نفل روزہ رکھنے والے کیلئے ایک روایت میں عذر کے بغیر بھی افطار جائز ہے۔ لیکن دوسری روایت کے بموجب اگرچہ جواز افطار کے لئے عذر ضروری ہے مگر ضیافت عذر ہے (ظاہر روایت میں) اور ضیافت مہمان اور میزبان دونوں کے لئے عذر ہے اور اس فائدہ جلیلہ کے باعث اس کو بشارت ہے اور نفلی روزہ دار جس حالت پر بھی روزہ توڑے اس پر قضا لازم ہو گی مگر جب کہ عید کے دو دن اور ایام تشریق (کے تین دن) ان پانچ دنوں میں نفلی روزہ کی ابتداء کرے تو ان دونوں کا روزہ توڑ ڈالنے سے اس پر قضا لازم نہیں ظاہر روایت میں۔ (واللہ اعلم)

توضیح

یُخَافُ منہ الہلاکُ: یا زوالِ عقل یا کسی اور قوتِ حاسہ کے زوال کا خطرہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ پیاس یا بھوک کی یہ شدت خود اپنی جانب سے کسی ایسے کام میں مصروفیت کے باعث نہ ہو جو بھوک اور پیاس بڑھا دیں۔ اگر خود اپنی جانب سے ایسا فعل کیا، مثلاً شکار کے لئے گیا وہاں بھاگا دوڑا جس سے اس درجہ کی بھوک پیاس لگ گئی تو اس صورت میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم ہو گا البتہ جو ملازم اس قسم کے فعل پر مجبور تھا اس پر کفارہ لازم نہ ہو گا۔ (طحطاوی)

وقضوا الخ: اگر قضا نہ کریں تو وصیت کرنا واجب ہو گا۔

ولَا یُشْتَرَطُ التَّتَابُعَ فِی الْقَضَاءِ، مثلاً اگر چار روزے قضا ہوتے ہیں تو انکو ایک ہفتہ میں یا ایک ماہ میں کچھ دن بیچ میں چھوڑ کر قضا کر سکتا ہے، البتہ مستحب یہی ہے کہ جیسے ہی قضا کا موقع ملے بلا تکلف لگاتار ادا کرے۔

وَلَو وَجَبَتْ عَلَیْہِ کَفَّارَۃٌ الخ: تشریح مسئلہ کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ ادائیگیِ کفارہ

میں شریعت نے یہ ترتیب قائم کی ہے کہ اولاً غلام آزاد کرنا، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو روزے رکھنا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو کھانا کھلانا۔ اب ایک شخص پر کفارہ لازم ہوا اور وہ غلام آزاد کرنے پر قادر تھا مگر اس نے غلام آزاد نہیں کیا، یا غلام آزاد کرنے پر تو قادر نہیں تھا مگر روزے رکھ سکتا تھا اور اس نے روزے نہیں رکھے حتیٰ کہ اب وہ روزے رکھنے سے بھی معذور ہو گیا تو ایسے شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ روزہ کے قائم مقام فدیہ قرار دیکر فدیہ ادا کر دے یا ادائیگی فدیہ کی وصیت کر دے بلکہ اس کو غلام آزاد کرنے کی وصیت کرنی ہوگی۔ اب اگر اس کا ترکہ اتنا ہے کہ اس کے ایک تہائی سے غلام خریدا جا سکتا ہے تو وارثوں پر اس کی تعمیل فرض ہے، اور اگر ترکہ اتنا نہیں تھا اور وصیت کر دی تھی یا سرے سے اس نے وصیت ہی نہیں کی تو وارثوں کا اس پر احسان ہوگا اگر وہ کفارہ ادا کر دیں۔

لَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِدْيَةُ الخ: ابتدائً اگر فدیہ واجب نہ تھا یعنی روزے کے بجائے فدیہ اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے کہ روزہ مستقل طور پر فرض ہو، کسی کے قائم مقام کی حیثیت سے فرض نہ ہو۔

وَيَجُوْزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ الخ: زوال سے پہلے اور زوال کے بعد جب تک کوئی اور وجہ بھی نہ ہو مثلاً والدین میں سے کسی کا حکم ہو، یا مہمان ایسا ہو کہ تنہا کھانے پر راضی نہ ہو تو اس حالت میں عذر مانا جائے گا۔

وَلَهُ الْبِشَارَةُ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی کو دعوت کے لئے بلایا جائے تو اس کو منظور کر لینا چاہیئے پھر اگر روزہ نہ ہو تو جا کر کھانا کھالے اور اگر روزہ دار تھا تو معذرت کر دے لیکن اگر معذرت قبول نہ ہو تو کھانا کھالے یہی عذر ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے احترام میں روزہ توڑ دے تو اس کو اس روزہ کے بدلہ میں ایک ہزار روزہ کا ثواب ملے گا اور جب قضا کر لے گا تو ہر روزہ کے بدلہ میں دو ہزار روزہ کا ثواب ملے گا۔

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَنْذُوْرِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَنَحْوِهِمَا

اِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ اِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَاَنْ يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا وَاَنْ يَكُوْنَ لَيْسَ وَاجِبًا فَلَا يَلْزَمُ

الْوُضُوْءِ بِنَذْرِهٖ وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِهَا وَيَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْاِعْتِكَافِ وَالصَّلٰوةِ غَيْرِ الْمَفْرُوْضَةِ وَالصَّوْمِ فَاِنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا اَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فِي الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا وَاِنْ صَامَهَا اَجْزَأَهٗ مَعَ الْحُرْمَةِ وَاَلْغَيْنَا تَعْيِيْنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِيْرِ فَيُجْزِئُهٗ صَوْمُ رَجَبَ عَنْ نَذْرِهٖ صَوْمَ شَعْبَانَ وَيُجْزِئُهٗ صَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرَ نَذَرَ اَدَاءَهُمَا بِمَكَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيَّنَهٗ لَهٗ وَالصَّرْفُ لِزَيْدٍ نِ الْفَقِيْرِ بِنَذْرِهٖ لِعَمْرٍو وَاِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِئُهٗ عَنْهُ مَا فَعَلَهٗ قَبْلَ وُجُوْدِ شَرْطِهٖ ؛

ان امور کا بیان جن سے نماز اور روزہ وغیرہ کی نذروں کا پورا کرنا لازم ہے

ترجمہ جب کسی چیز کی منت مان لے تو اس پر اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے جب کہ اسمیں تین شرطیں موجود ہوں۔ (۱) اس کی جنس کی کوئی واجب عبادت ہو (۲) وہ (ہم جنس عبادت بذاتِ خود) مقصود ہو (۳) منت کے بغیر یہ خود واجب نہ ہو۔ چنانچہ وضو کی منت ماننے سے وضو واجب نہ ہوگا، اسی طرح سجدۂ تلاوت اور مریض کی مزاج پرسی (بھی منت مان لینے سے واجب نہ ہوگی)، نہ وہ عبادتیں جو خود واجب ہیں ان کی منت ماننے سے مزید واجب ہونگی۔ غلام آزاد کرنے، اعتکاف اور ایسی نمازیں جو فرض نہیں۔ اور روزہ کی نذر صحیح ہوگی، پھر اگر بلا کسی قید اور شرط کے نذر مطلق کی منت مان لی، یا ایسی نذر کی جو کسی شرط کے ساتھ معلق تھی اور وہ شرط پائی گئی تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہوگا (صحیح مسلک کے بموجب) عید کے دو دن اور ایام تشریق کے روزوں کی نذر کرلینا تو صحیح ہے۔ (مگر) ان دونوں میں ان روزوں کا توڑنا اور پھر قضا کرنا واجب ہوگا اور اگر (ان دنوں میں نذر کردہ) روزے رکھ ہی لے تو کافی ہو سکتے ہیں مگر حرمت (کراہت تحریمی) کیساتھ

وقت، جگہ، درہم اور فقیر کے معین کرنے کو ہم لغو قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ماہ شعبان کے روزے کی نذر کی تھی تو اس کے بجائے رجب میں روزے رکھ لینا، یا مکہ میں دو رکعت کی منت مانی تھی تو اس کے بجائے مصر میں انکو ادا کر دینا اور کسی درہم کو منت کے لئے معین کیا تھا تو اس کے بجائے دوسرے درہم کا صدقہ کر دینا اور عمرو نامی فقیر پر خرچ کرنے کی نذر کی تھی اس کے بجائے زید نامی فقیر پر خرچ کر دینا کافی اور صحیح ہوگا۔ اگر منت کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کیا تھا تو اس شرط کے پائے جانے سے پہلے جو کچھ وہ اس نذر کے سلسلہ میں کرلے گا وہ کافی نہ ہوگا، بلکہ شرط کے پائے جانے کے بعد کرنا ہوگا۔

توضیح

مَنْذُورٌ : یاد رکھنا چاہئے کہ نذر، طلاق یا قسم یعنی ایسے کام جو بولنے پر موقوف ہیں ان کے لئے زبان سے نذر، طلاق وغیرہ کے الفاظ کا ادا کرنا ضروری ہے۔ محض دل سے ارادہ یا صرف خیال کر لینا کافی نہیں ہے۔

فلا یلزم الوضوء الخ : کیونکہ وضو بذاتِ خود مقصود نہیں بلکہ ادائیگیِ نماز کے لئے فرض ہو جاتا ہے۔

وَلَا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ : کیونکہ خدا کی طرف سے خود واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر آیت نہیں پڑھی گئی تو وہ سجدۂ تلاوت ہی نہیں۔

وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ : مریض کی مزاج پرسی، جنازہ کی شرکت اگرچہ نیک کام ہیں جس پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے مگر فرض نہیں۔ دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ نذر ایسی عبادتوں کی ہونی چاہئے جو حقوق اللہ میں سے ہوں، اور مزاج پرسی وغیرہ حقوق عبد کی بنا پر واجب ہے۔

وَالاعتكاف : جنسِ اعتکاف میں سے قعدہ اخیرہ ہے جو کہ فرض ہے۔

نَذَرًا مطلقًا : مثلاً یہ کہدیا کہ خدا کے لئے میرے اوپر لازم ہے کہ میں فلاں دن روزہ رکھوں، یا فلاں کو صدقہ دوں، یا اتنی رقم خدا کے واسطے دوں وغیرہ (واللہ اعلم)

اَوْ معلقا بشرط : مثلاً یہ کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو گیا تو میں اتنے دن کے روزے رکھونگا اس صورت میں اگر وہ اچھا ہو گیا تو روزے فرض ہوں گے ورنہ نہیں۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

هُوَ الْاِقَامَةُ بِنِيَّتِهٖ فِيْ مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيْهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

فَلَا يَصِحُّ فِي مَسْجِدٍ لَاتُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلِلْمَرْأَةِ الْاِعْتِكَافُ
فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلٰوةِ فِيهِ وَالْاِعْتِكَافُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ
وَاجِبٌ فِي الْمَنْذُوْرِ سُنَّةٌ كِفَايَةً مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الاخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ
وَمُسْتَحَبٌّ فِيْمَا سِوَاهُ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُوْرِ فَقَطْ وَاَقَلُّهٗ نَفلًا مُدَّةٌ
يَسِيْرَةٌ وَلَوْكَانَ مَاشِيًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَلَايَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ
كَالْجُمُعَةِ اَوْطَبْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ اَوْضَرُوْرِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَاِخْرَاجِ
ظَالِمٍ كُرْهًا وَتَفَرُّقِ اَهْلِهٖ وَخَوْفٌ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْمَتَاعِهٖ مِنَ الْمُكَابِرِيْنَ
فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهٗ مِنْ سَاعَتِهٖ فَاِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عُذْرٍ فَسَدَ الْوَاجِبُ
وَانْتَهٰى بِهٖ غَيْرُهٗ وَاَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهٗ وَنَوْمُهٗ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا
يَحْتَاجُهٗ لِنَفْسِهٖ اَوْعَيَالِهٖ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ اِحْضَارُ الْمَبِيْعِ فِيْهِ وَكُرِهَ
عَقْدُ مَاكَانَ لِلتِّجَارَةِ وَكُرِهَ الصَّمْتُ اِنِ اعْتَقَدَهٗ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمُ اِلَّابِخَيْرٍ
وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيْهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهٖ وَبِالْاِنْزَالِ بِدَوَاعِيْهِ وَلَزِمَتْهُ
اللَّيَالِيْ اَيْضًا بِنَذْرِ اِعْتِكَافِ اَيَّامٍ وَلَزِمَتْهُ الْاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِيْ مُتَتَابِعَةً وَاِنْ
لَمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتْهُ لَيْلَتَانِ بِنَذْرِ يَوْمَيْنِ وَصَحَّ نِيَّةُ
النَّهَارِ خَاصَّةً دُوْنَ اللَّيَالِيْ وَاِنْ نَذَرَ اِعْتِكَافَ شَهْرٍ وَنَوَى النَّهَارَ خَاصَّةً اَوِ
اللَّيَالِيَ خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نِيَّتُهٗ اِلَّا اَنْ يُصَرِّحَ بِالْاِسْتِثْنَاءِ وَالْاِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ
بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ اَشْرَفِ الْاَعْمَالِ اِذَاكَانَ عَنْ اِخْلَاصٍ
وَمِنْ مَحَاسِنِهٖ اَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمَ النَّفْسِ اِلَى

الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَالتَّحَصُّنَ بِحِصْنِهٖ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ يَخْتَلِفُ عَلٰى بَابِ عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُوْلُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرَ لِيْ وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ وَّالَاهُ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُتَوَسِّلِيْنَ اَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَاَنْ يَّنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَمِيْمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ ۞

اعتکاف کا بیان

ترجمہ اعتکاف کی نیت سے کسی ایسی مسجد میں ٹھہرنا جس میں فی زمانہ (آجکل) پانچوں نمازوں کی جماعت قائم کی جاتی ہو اعتکاف ہے۔ لہٰذا (مختار مسلک کے مطابق) ایسی مسجد میں اعتکاف صحیح نہیں جس میں آج کل نماز کی جماعت نہ ہوتی ہو اور عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا صحیح ہے۔ گھر کی مسجد وہ جگہ ہے جس کو نماز پڑھنے کے لئے معین کرلیا ہو۔ اعتکاف تین قسم پر ہے (۱) واجب منت مانی ہوئی صورت میں (۲) سنت مؤکدہ کفایہ۔ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں (۳) اور مستحب۔ اس کے ماسوا میں۔ صرف منت مانے ہوئے اعتکاف کی صحت کے لئے روزہ شرط ہے، اور روزہ بغیر صحیح نہیں۔ نفلی اعتکاف کم سے کم تھوڑی سی مدت ہے اگرچہ چلتے ہوئے ہی ہو مفتی بہ روایت پر۔ اپنی اعتکاف گاہ سے صرف کسی شرعی ضرورت کے لئے ہی نکل سکتا ہے مثلاً نمازِ جمعہ، یا طبعی ضرورت کے لئے جیسے پیشاب، یا اضطراری ضرورت کے لئے جیسے مسجد کا منہدم ہوجانا، یا کسی ظالم کا زبردستی نکال دینا یا اس مسجد کے لوگوں کا منتشر ہوجانا اور ظالموں کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ یا مال کا خطرہ ہونا۔ بلا کسی عذر کے مسجد سے اگر نکلا تو اعتکاف واجب فاسد ہو جائے گا اور جو واجب نہ ہو وہ اس سے نکلنے سے ختم ہو جائے گا (واجب کچھ نہ ہوگا)۔ معتکف کا کھانا، پینا، سونا اور ان چیزوں کی خرید و فروخت جن کی اس کو اپنی ذات کے لئے یا اپنے بال بچوں کے لئے حاجت ہو مسجد میں ہوگی۔ بیع (یعنی

سودے کی چیز) مسجد میں لانا مکروہ ہے اور جو چیزیں اس کی سوداگری کی ہیں انکا معاملہ کرنا مکروہ ہے۔ خاموش بیٹھے رہنے کو عبادت سمجھتا ہے تو مکروہ ہے۔ اور اچھی باتوں کے سوا اور باتیں کرنا بھی مکروہ ہے۔ مجامعت اور جو چیزیں مجامعت کے لئے داعی اور محرک ہوں اعتکاف میں حرام ہیں۔ وطی کرنے سے اور اس انزال سے جو محرکاتِ جماع کیوجہ سے ہوا اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ دنوں کے اعتکاف کی نذر سے ان دنوں کی راتوں کا بھی اعتکاف لازم ہو جاتا ہے اور راتوں کے اعتکاف کی نذر کرنے سے ان دنوں کا بھی اعتکاف واجب ہو جائے گا ظاہر روایت کے مطابق۔ یہ دن اور راتیں مسلسل لگاتار ہونی چاہئیں اگرچہ لگاتار کی شرط نہ کی ہو۔ اگر دو روز کے اعتکاف کی نیت کی ہو تو دو راتوں کا اعتکاف بھی اس پر لازم ہوگا اور راتوں کے بغیر صرف دنوں کے اعتکاف کی نیت بھی صحیح ہو جاتی ہے۔ اگر ایک مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی اور خصوصیت سے صرف دنوں یا صرف راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تو اس کی نیت کارآمد نہ ہوگی۔ ہاں اس صورت میں کہ اس استثنار کی صراحت کر دے۔ اعتکاف مشروع (شرعی چیز) ہے۔ اس کی مشروعیت کا ثبوت کتاب اللہ سے بھی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت سے بھی۔ اور وہ اشرف الاعمال ہے بشرطیکہ نیت میں اخلاص ہو۔ منجملہ اعتکاف کی خوبیوں کے یہ ہے کہ اعتکاف میں امورِ دنیا سے دل کو خالی کرنا اور اپنے نفس کو اپنے مولیٰ کے سپرد کر دینا ہوتا ہے اور اس کی عبادت کی پابندی اور مواظبت خود اسی کے گھر میں، اور خود آقا اور مولیٰ کے قلعہ میں قلعہ بند اور محفوظ ہو جانا ہوتا ہے۔ حضرت عطار؁ کا قول ہے کہ معتکف کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی ضرورت سے کسی بڑے آدمی کے دروازے پر جا پڑا رہتا ہے، معتکف یہ عہد کر لیتا ہے کہ جب تک میری مغفرت نہ ہو جائے میں اس دروازہ سے نہیں ہٹوں گا۔ (مصنف؄ فرماتے ہیں) جو پیش کیا ہے یہ ایک ہدیہ ہے جو مولائے قوی قدیر کی عنایت سے اس عاجز کو میسر آیا، بہرحال حمد صرف اسی حضرت حق جل مجدہٗ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس خدمت کی جانب رہنمائی فرمائی، اگر خداوند عالم رہنمائی نہ فرماتے تو ناممکن تھا کہ ہم راہ یاب ہو سکتے اور خداوند عالم کی رحمتیں ہمارے سید و مولا خاتم الانبیاء پر اور آپ کے اہل بیت صحابہ اور آپکی ذریت پر اور ان تمام پر جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد فرمائی اور اللہ تعالیٰ شانہٗ سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو مخصوص طور پر اپنے لئے قرار دے اور اس کے ذریعہ عام نفع پہونچائے اور بہت بڑا ثواب عطا فرمائے (آمین)

توضیح

الاعتکاف: اعتکاف کے لفظی معنیٰ ہیں ٹھہرنا، رکنا، کسی چیز پر مداومت کرنا۔ اعتکاف باب افتعال سے ہے۔ یہ مصدر، لازم، متعدی دونوں آتا ہے۔

جس کے معنٰے لغت میں حبس اور منع کے آتے ہیں۔

ھُوَالْاِقَامَۃُ، یعنی اعتکاف کی نیت کے ساتھ ٹھہرنا۔ اور یہ نیت ضروری ہے، بلا نیت کے اعمال معتبر نہیں۔

فی مسجد بیتھا: یعنی گھر کی مسجد جس کو معین کرلیا ہو، لہٰذا اگر عورت اس جگہ جہاں اس نے نماز کے لئے معین کیا ہے اگر اعتکاف کی نیت کرلے تو اب بلا ضرورتِ شرعی کے نکلنا درست نہ ہوگا اور اگر شرعی حاجت کے بغیر نکل گئی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

وسنۃٌ کفایۃً: یعنی پورے محلہ میں سے اگر ایک شخص نے اعتکاف کرلیا تو سارے محلہ والوں سے ادا ہو جائیگا، ورنہ ترکِ سنت کا الزام سب پر رہے گا۔

ولو کان ماشیًا: یعنی صرف مسجد سے گذرتے ہوئے اعتکاف کی نیت سے کچھ توقف کیا بیٹھا نہیں تو یہ بھی اعتکاف ہوگیا، اس میں روزہ شرط نہیں ہے۔

فیدخل مسجدًا غیرہٗ: یعنی شرط یہ ہے کہ دوسری مسجد میں جانے کی نیت سے نکلے اور کہیں توقف نہ کرے تو یہ نکلنا اور چلنا بھی اعتکاف مانا جائے گا۔

بلا عذر الخ: یعنی بغیر عذر کے مسجد سے نکلا، مثلاً مسجد کے منہدم ہونے یا ڈوبنے والے نے پکارا اور نکل گیا تو اعتکاف واجب ہو جائے گا۔ اسی طرح مثلاً ایک ماہ کے اعتکاف کی منت مانی تھی اور بیسؔ دن گذر چکے تھے کہ بلا کسی عذر کے نکل گیا تو منت پوری نہیں ہوئی دوبارہ از سر نو اعتکاف کی منت مانی تھی اور بیسؔ دن کے بعد نکل گیا تو اس صورت میں صرف باقی دسؔ دن اعتکاف کریگا۔ نیز اس خروج سے واجب کے علاوہ یعنی نفلی اعتکاف پورا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں حد معین نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

وکرہ الخ: یعنی مسجد میں بیٹھ کر تجارت نہ کرے، البتہ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکتا ہے۔ بشرطیکہ سودا مسجد سے باہر رہے۔

وکرہ الصمت الخ: اسی طرح چپ چاپ بیٹھے رہنا اور اس کو عبادت سمجھنا مکروہ ہے، کسی دوسرے مذہب میں خاموش رہنا عبادت ہوگا لیکن اسلام میں یہ عبادت نہ ہوگا (واللہ اعلم بالصواب)

سیدنا: یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، حضرت جابر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور سیدنا امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں۔ امام صاحبؒ اکثر انھیں سے روایتیں نقل کرتے ہیں۔

اسیؔ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (واللہ اعلم)

* * *

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

هِيَ تَمْلِيْكُ مَالٍ مَخْصُوْصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوْصٍ فُرِضَتْ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا اَوْ حُلِيًّا اَوْ اٰنِيَةً اَوْ مَا يُسَاوِيْ قِيْمَتُهٗ مِنْ عُرُوْضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيْرًا وَشَرْطُ وُجُوْبِ اَدَائِهَا حَوَلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْاَصْلِيِّ وَاَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِيْ اَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ اِلٰى مُجَانِسِهٖ وَيُزَكّٰى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْاَصْلِيِّ سَوَاءٌ اُسْتُفِيْدَ بِتِجَارَةٍ اَوْ مِيْرَاثٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَلَوْ عَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِيْنَ صَحَّ وَشَرْطُ صِحَّةِ اَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِاَدَائِهَا لِلْفَقِيْرِ اَوْ وَكِيْلِهٖ اَوْ لِعَزْلِ مَا وَجَبَ وَلَوْ مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوٰى وَالْمَالُ قَائِمٌ بِيَدِ الْفَقِيْرِ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيْرِ اَنَّهَا زَكٰوةٌ عَلَى الْاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ اَعْطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً اَوْ قَرْضًا وَنَوٰى بِهِ الزَّكٰوةَ صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا وَزَكٰوةُ الدَّيْنِ عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنَّهٗ قَوِيٌّ وَوَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ اِذَا قَبَضَهٗ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَلَوْ مُفْلَسًا اَوْ عَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوْبُ الْاَدَاءِ اِلٰى اَنْ يَقْبِضَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَفِيْهَا دِرْهَمٌ لِاَنَّ مَا دُوْنَ الْخُمُسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكٰوةَ فِيْهِ وَكَذَا فِيْمَا زَادَ بِحِسَابِهٖ۔ وَالْوَسَطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ وَدَارِ السُّكْنٰى لَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْهِ مَالَمْ

يَقْبِضْ نِصَابًا وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضٰى مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لُزُوْمِهٖ لِذِمَّةِ الْمُشْتَرِيْ فِيْ صَحِيْحِ الرِّوَايَةِ وَالضَّعِيْفُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدَلِ الْخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمَدِ وَالدِّيَةِ وَبَدَلِ الْكِتَابَةِ وَالسِّعَايَةِ لَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيَحُوْلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ الْقَبْضِ وَهٰذَا عِنْدَ الْإِمَامِ وَأَوْجَبَا عَنِ الْمَقْبُوْضِ مِنَ الدُّيُوْنِ الثَّلَاثَةِ بِحِسَابِهٖ مُطْلَقًا. وَإِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَا تَجِبُ زَكٰوةُ السِّنِيْنَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَآبِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِيْ مَفَازَةٍ أَوْ دَارٍ عَظِيْمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهٗ وَمَاخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَا يَعْرِفُهٗ وَدَيْنٍ لَا بَيِّنَةَ عَلَيْهِ وَلَا يُجْزِئُ عَنِ الزَّكٰوةِ دَيْنٌ أُبْرِئَ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضٍ وَمَكِيْلٍ وَمَوْزُوْنٍ عَنْ زَكٰوةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ

زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ شخصِ مخصوص کو مالِ مخصوص کا مالک بنانا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ زکوٰۃ ہر آزاد مسلمان مکلف پر فرض ہے جو نقد کے نصاب کا مالک ہو (یہ نقد) خواہ (غیر مشکوک) سونا چاندی ہو یا زیور یا برتن یا سامانِ تجارت کی کوئی ایسی چیز ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو (یہ نصاب) قرض اور اس کی ضرورتِ اصلیہ سے فارغ (فاضل) ہو، نامی ہو اگرچہ نقد پر (نامی) ہو۔ نصاب اصلی پر سال بھر کا گذر جانا ادائیگی زکوٰۃ کے وجوب کے لئے شرط ہے اور جو مال کہ درمیانِ سال میں نفع میں حاصل ہوگیا ہو اس کو اس کے ہم جنس (نصاب) کے ساتھ شامل کردیا جائے گا اور اصل سال کے ختم پر تمام مال کی زکوٰۃ دی جائے گی خواہ مالِ مستفاد تجارت کے نفع میں حاصل ہوا ہو یا میراث کے ذریعہ سے یا اس کے علاوہ کسی اور صورت سے حاصل ہوا ہو۔ اور اگر صاحبِ نصاب چند سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے تو یہ بھی صحیح ہے اور ادائیگی زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی شرط نیت ہے۔ یہ نیت فقیر کو زکوٰۃ ادا کرنے یا اپنے وکیل کو رقم دینے

یا واجب مقدار کو علیحدہ کرنے کے ساتھ متصل ہونی چاہئے، اگرچہ اتصال حکمی ہو (اتصال حکمی کی مثال، جیساکہ کسی فقیر کو بغیر نیت کے (رقم) دیدی پھر اس وقت جبکہ یہ رقم ابھی فقیر کے ہاتھ ہی میں موجود تھی زکوٰۃ کی نیت کرلی صحیح تر مذہب کے مطابق۔ فقیر کو یہ جاننا کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے شرط نہیں۔ چنانچہ اگر فقیر کو ہبہ یا قرض کے نام سے کچھ دیدیا اور زکوٰۃ کی نیت کرلی تو زکوٰۃ صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر اپنا تمام مال صدقہ کردیا اور زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو زکوٰۃ کا فرض ساقط ہو جائے گا۔ جو مال قرض پر دیدیا ہے اس کے زکوٰۃ کی چند قسمیں ہیں اور یہ تقسیم اس بناء پر ہے کہ قرض کی چند قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک قرض قوی، دوسرا قرض متوسط، تیسرا قرض ضعیف۔ قرض قوی۔ وہ قرض ہے جو قرض کا بدلہ ہو (یعنی اس نے روپیہ دیا تھا اس کو وصول کرتا ہے)، یا مالِ تجارت کا بدلہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس قسم کے قرض کو وصول کریگا تو گذشتہ دنوں کی بھی زکوٰۃ دے گا، شرط یہ قرض ایسے شخص پر ہو جس کو اس کا اقرار تھا اگرچہ وہ دیوالیہ ہو، یا یہ قرض ایسے شخص پر ہو جو قرض سے منکر تھا مگر قرض خواہ کے پاس گواہ موجود تھے، اس قسم کے قرض کی زکوٰۃ کی ادائگی کا وجوب چالیس درہم کی وصولیابی تک ملتوی رہے گا، جب چالیس درہم وصول کرے گا تو ان میں ایک درہم ادا کرنا واجب ہو جائے گا، کیونکہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم عفو ہے اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں، چالیس درہم سے زیادہ کا حکم بھی اس کے حساب کے مطابق یہی ہے۔ قرض متوسط: یعنی وہ قرض جو ایسی چیزوں کے بدلہ میں لازم ہو جو تجارت کی چیزیں نہیں ہیں جیسے استعمالی کپڑوں کی قیمت یا خدمت کے غلام یا رہنے کے مکان کی قیمت، اس قرض میں جب تک ایک نصاب کو وصول نہ کرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اور صحیح روایت کے مطابق سال کے گذرے ہوئے حصہ کا بھی اعتبار کیا جائے گا یعنی جب سے کہ مشتری کے ذمہ یہ قرض لازم ہوا تھا۔ قرض ضعیف یعنی ایسی چیز کا بدلہ جو مال نہیں جیسے وصیت، یا بدلِ خلع کی رقم، یا قتل عمد کی صورت میں جس خون بہا پر صلح ہو اس کی رقم، یا دیت کی رقم یا بدلِ کتابت یا بدلِ سعایت کی رقم۔ ان تمام مطالبوں میں جب تک ایک نصاب وصول نہ کرے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اور وصول ہونے کے بعد سال گذرنے کا اعتبار ہوگا۔ یہ امام صاحبؒ کا مسلک ہے اور صاحبینؒ نے تینوں قرضوں کے وصول شدہ حصہ کی مطلقاً (یعنی قلیل، کثیر کی قید کے بغیر) اس کے حساب کے مطابق زکوٰۃ گردانی ہے۔ اور جب مالِ ضمار وصول ہو تو گذشتہ برسوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی (مالِ ضمار کی مثال آئندہ آرہی ہے)، بھاگا ہوا غلام یا گم شدہ یا غصب کیا ہوا مال جس کے گواہ موجود نہ ہوں اور وہ مال جو دریا میں گر گیا ہے یا جو مال بیابان میں دفن کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ فراموش ہوگئی یا جو مال بڑی حویلی میں دبا دیا گیا تھا اور اس کی جگہ یاد نہ رہی یا وہ مال جو تاوان میں اس سے

لیا گیا تھا، یا وہ مال جو کسی ایسے شخص کے پاس امانت رکھ دیا جس کو یہ نہیں پہچانتا۔ اور ایسا قرض جس کا کوئی گواہ نہیں، اس جیسے مال کو مالِ ضمار کہا جاتا ہے۔ وہ قرض جس سے کوئی فقیر ادائے زکوٰۃ کی نیت سے بری کر دیا گیا ہو زکوٰۃ کے سلسلہ میں کافی نہیں۔ ہر دو نقد (یعنی سونا چاندی) کی زکوٰۃ کے عوض میں اس کی (مقدارِ زکوٰۃ کی) قیمت کے برابر کوئی سامان (مثلاً کپڑے یا برتن وغیرہ) یا مکیل یا موزون کا دیدینا درست ہے۔

توضیح

الزکوٰۃ : زکوٰۃ کے لغوی معنیٰ طہارت یعنی صفائی کرنا، یعنی میل کچیل دور کرنا دوسرے معنیٰ النماء البرکۃ کے بھی لغت میں بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی زکوٰۃ اس مال پر واجب ہے جس میں نمائیت پائی جائے۔ اور زکوٰۃ کے لفظی معنیٰ ہیں پاکی، برکت، مدح، تعریف۔ اور زکوٰۃ کو صدقہ بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ صدقِ ایمان کی دلیل ہے اور مالِ مخصوص اور شخص سے مراد جو مقدارِ زکوٰۃ مالِ نصاب سے دی جائے وہ مالِ مخصوص کہلاتا ہے اور شخص مخصوص سے مراد فقراء و مساکین ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

مالک الخ : یعنی مقدارِ نصاب کا مالک ہو یعنی خداوند عالم نے سونے چاندی کو زینت کے لئے نہیں بنایا ہے بلکہ اس لئے بنایا ہے کہ ان کے ذریعہ تبادلہ ہو سکے، چنانچہ شریعت مطہرہ نے سونے چاندی کو ثمن یعنی قیمت قرار دیا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اس کو کاروبار میں لگایا جائے تاکہ مالک کا بھی فائدہ ہو اور دوسرے کام کرنیوالوں کا بھی، ایک ہزار روپیہ زمین میں داب دینے سے اس کو بیکار کر دینا ہے، خداوند عالم کی اتنی بڑی نعمت کو معطل کرنا مخلوقِ الٰہی پر ظلم ہے ایک ہزار یہ کاروبار میں لگایا جائے۔ اگر ایک شخص بھی اس سلسلہ میں نوکر رہے تو ایک کا کام چلے حالانکہ جو کاروبار بھی ہو اس کا فائدہ ایک حد تک محدود نہیں رہتا، اگر آپ کتابوں کی تجارت کرتے ہیں تو اس سے کاتبوں، کاغذ بنانیوالوں، کاغذ فروخت کرنے والوں، جلد سازوں وغیرہ وغیرہ مختلف سلسلوں کے سیکڑوں انسانوں کو تھوڑا بہت نفع پہونچتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ خدا کی اس عظیم الشان نعمت کو محض چہرہ اور بدن کی دل کشی کے لئے استعمال کیا جائے یا عشرت کدوں کی زیبائش کر دی جائے، لہٰذا شریعت مطہرہ نے ان تمام غیر وضعی چیزوں کو نظر انداز کر کے ہر صورت میں سونے چاندی پر زکوٰۃ مقرر کی ہے، خواہ وہ مشکوک ہو یا غیر مشکوک زیور کی شکل میں ہو یا برتن کی صورت میں، اب اگر اپنی بچت مقصود ہے تو مالک اپنا روپیہ لامحالہ کاروبار میں لگا دیگا ورنہ پھر شریعت کے قانون کے مطابق یہ دولت رفتہ رفتہ فقراء اور مساکین کے پاس پہونچا دی جائے گی جو اس کے حاجت مند ہیں۔ جب رقم کا چالیسواں حصہ ہر سال زکوٰۃ میں صرف کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ چالیسواں حصہ پچاس سال میں وہ تمام رقم

فقراء کے پاس پہونچ جائے گی۔

نیز احناف کے نزدیک سونے اور چاندی کے زیور پر زکوٰۃ فرض ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

نامٍ: نامی کے اصلی معنیٰ بڑھنے والا، تجارت کے مال یا مویشی تو حقیقۃً بڑھیں گے اور سونے چاندی کو بڑھنے والی دولت قرار دیا گیا ہے خواہ اس کو کاروبار میں لگاکر بڑھایا گیا ہو، یا زمین میں دفن کرکے محدود کر دیا گیا ہو۔ تقدیرًا نامی کا مطلب یہی ہے کہ اس کو بڑھنے والا قرار دیا گیا ہے خواہ درحقیقت اضافہ ہو یا نہ ہو۔

وشرط وجوب أدائها: یعنی زکوٰۃ کی فرضیت تو اسی وقت سے ہو جاتی ہے جب سے نصاب کا مالک ہوتا ہے البتہ اس کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوگا جب سال پورا ہو جائے، اس اثناء میں اگر مال نہ رہے یا صاحب مال نہ رہے تو گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ ابھی تک ادا کرنا اس کے اوپر فرض ہی نہیں ہوا تھا۔

المستفاد: فائدے میں حاصل شدہ مال یعنی مالِ مستفاد، یہ یا تو اصل مال کے ہم جنس ہوگا یا نہیں، دونوں صورتوں میں وہ مالِ اول کا نتیجہ اور ثمرہ ہوگا یا علیحدہ سے حاصل شدہ ہوگا۔ اگر اصل مال کے ہم جنس تو ہے مگر ثمرہ نہیں مثلاً پہلے ہی اس کے پاس بکریاں تھیں اب اور بکریاں اس کو ترکہ میں مل گئیں یا کسی نے ہبہ کر دیا، ان دونوں صورتوں میں اس کے بعد حاصل شدہ مال کو پہلے مال کے ساتھ ملاکر ان کی زکوٰۃ ایک ساتھ ادا کی جائے گی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حاصل شدہ مال ہم جنس نہیں مگر اس کو نتیجہ کہا جا سکتا ہے۔ جیسے کسی کے پاس بکریاں تھیں وہ سب مر گئیں، ان کی کھال نکلواکر تجارت شروع کر دی۔ چوتھی صورت یہ کہ مالِ مستفاد نہ اصل مال کے ہم جنس ہو نہ اس کا نتیجہ ہو مثلاً کسی کے پاس روپیہ تھا اب اس کو کسی نے بکریوں کا ایک نصاب مثلاً چالیس بکریاں دیدیں ان دونوں صورتوں میں مالِ مستفاد کی زکوٰۃ علیحدہ دیجائے گی، پہلے مال کے ساتھ اس کو شامل نہیں کیا جائے گا۔

او وکیلہ: مثلاً اپنے کارندہ یا مختار کو رقم نکال کر دیدیں کہ مناسب طور پر فقراء مستحقین کو دیدے تو رقم نکالنے کے وقت نیتِ زکوٰۃ ضروری ہے، دینے کے وقت اس کی یا کارندہ کی نیت ہو یا نہ ہو۔

ما وجب: مثلاً زکوٰۃ کی رقم نکال کر علیحدہ بکس میں رکھدی تو یہاں بھی رقم علیحدہ کرنے کے وقت اگر نیت کرلی تھی تو کافی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

قائم بید الفقیر: یعنی وہ مال جو بطور زکوٰۃ کے آپ نے فقیر کو دیا ہے وہ خرچ نہیں ہوا

بلکہ موجود ہے لہٰذا اس صورت میں اگر نیت کرلی گئی تو بھی معتبر ہے۔

ولا یشترط : لہٰذا زکوٰۃ کو آپ نے ہبہ دیدیا مثلاً روز عید بچوں کو عیدی کے طور پر بہ نیتِ زکوٰۃ کچھ دیا تو ادا ہو گئی زبان سے اظہار کرنا لازمی نہیں بلکہ اظہار ہی نہ ہونے دے بالخصوص اعزا و اقارب کو دینے کے وقت۔

ولم تصدق الخ : اور اگر تمام مال صدقہ نہیں کیا بلکہ آدھا یا تہائی مال دیدیا تو اگر زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب رہے گی۔

ولم ینوالخ : اور نذر یا ادائِ کفارہ وغیرہ بھی، اور واجب کی بھی نیت نہیں کی، لیکن اگر کسی اور واجب کی نیت کرلی مثلاً منت اور نذر کے سلسلہ میں تمام رقم صرف کردی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی بلکہ اس کے ذمہ باقی رہ گئی۔ (واللہ اعلم)

زکاۃ لما مضی الخ : یعنی قرض قوی کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) مدیون کا اقرار ہو (۲) مدیون منکر ہے مگر قرض خواہ کے پاس گواہ موجود ہیں اقرار کی شکل میں اگر مقروض دیوالیہ بھی مان لیا جائے تب بھی اس قرض کو قرض قوی ہی کہا جائے گا۔

اَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا : اس عبارت کا ظاہری مفہوم تو یہ ہے کہ اگر مثلاً ۶۰ درہم وصول ہوئے تو ڈیڑھ درہم، اور اگر ستر درہم وصول ہوئے تو پونے دو درہم واجب ہو جائیں گے۔ چنانچہ صاحبینؒ کا مسلک یہی ہے مگر امام صاحبؒ کے نزدیک چالیس درہم سے کم معاف ہے۔ اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں، لہٰذا اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ چالیس درہم سے زیادہ پر بھی یہی حکم رہے گا کہ جب مزید چالیس درہم وصول ہو جائیں گے تو ایک درہم زکوٰۃ کا واجب ہوگا۔ (واللہ اعلم)

والوسط الخ : مثلاً کسی شخص نے اپنے استعمالی کپڑے بیچ ڈالے جنکی قیمت ایک نصاب کے برابر تھی اب ایک سال ہو گیا اور یہ رقم وصول نہیں ہوئی یا مثلاً خدمت کے لئے غلام تجارتی غلام نہ تھا یا رہنے کا مکان تھا اس کو ایک ہزار روپیہ میں بیچ دیا، اس کے بعد ایک سال گذر گیا رقم وصول نہیں ہوئی ان صورتوں میں جب کم از کم ایک نصاب کے برابر رقم وصول ہوگی تب زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور سال کا آغاز بیچنے کے وقت سے لگایا جائے گا۔ چنانچہ اگر ایک سال بعد سو روپیہ وصول ہو جائیں تو فوراً ہی سال گذشتہ ڈھائی روپیہ دینے واجب ہوں گے، یہ نہیں کہ وصول کے بعد سال ختم ہو جانے کا انتظار کیا جائے۔

وھو بدل الخ : یعنی کسی نے وصیت کی کہ اس کے ترکہ میں سے سو روپیہ مثلاً زید کو دیئے جائیں یہ رقم ایک عرصہ تک وارث کے پاس رہی اس نے اس کو نہیں دی۔

وَبَدَلُ الخُلْعِ : مثلاً عورت نے شوہر سے اس شرط پر طلاق حاصل کی کہ اس کو ایک ہزار

دے گی یہ رقم خلع کہلائے گی۔

عن دم العمد: یعنی کسی نے کسی شخص کو عمداً قتل کر دیا تو اس کے بدلہ میں قاتل کو سزا ِموت دیجائے گی، جس کو شریعت میں قصاص کہتے ہیں لیکن اگر مقتول کے وارث قاتل سے صلح کر کے موت کے بجائے کچھ رقم لے لیں تو یہ بھی جائز ہے، خون بہا سے یہی مراد ہے۔

والدیۃ: یعنی اگر قتل غلطی سے ہو گیا مثلاً شکار پر گولی چلائی تھی وہ کسی آدمی کو لگ گئی یا کسی شخص کے لاٹھی ماری یا پتھر مارا اتفاقاً وہ مرگیا اس کو قتل خطأ کہتے ہیں، اس صورت میں سزا ِموت نہیں بلکہ کچھ رقم ادا کرنی ہوتی ہے جس کو دیت کہتے ہیں۔

وبدل الکتابۃ: یعنی زر خرید غلام کو لکھدیا کہ اتنی رقم ادا کرنے پر آزاد ہو جاؤ گے، یہ بدل کتابت کہلاتا ہے۔

والسعایۃ: یعنی دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خریدا تھا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ کے مطابق غلام کو آزاد کر دیا تو غلام مزدوری کر کے دوسرے شخص کے حصہ کی رقم ادا کریگا اس رقم کا نام بدلِ سعایہ ہے۔

ویحول علیہ الحول: یعنی جب رقم وصول ہو اس وقت سے سال کا آغاز مانا جائے گا، وصول رقم کے بعد اگر ایک سال گذر جائے اور رقم محفوظ رہے تو زکوٰۃ واجب ہو گی، اور اگر درمیانِ سال میں ختم ہو گئی تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

بحسابہ: یعنی جس قدر رقم وصول ہوتی رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے، خواہ وصول شدہ رقم نصاب کے برابر ہو یا نہ ہو اور خواہ نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو یا نہ ہو۔ البتہ بحر الرائق کی روایت کے مطابق صاحبینؒ کے نزدیک بھی کتابت سعایہ اور دیت کی رقم مستثنیٰ ہے یعنی ان تینوں قسم کی رقمِ وصول شدہ میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہو گی جب کہ وصول شدہ نصاب کے برابر ہو وصول کے بعد ایک سال تک فاضل رہے۔

مال الضمار: یعنی مال ضمار سے ہر ایسا مال مراد ہے جس کی وصولیابی دشوار ہو البتہ ملکیت باقی ہے

وماخوذ مصادرۃ: یعنی وہ مال جو تاوان میں اس سے لیا گیا تھا مثلاً کسی حاکم نے جرمانہ کر دیا پھر اپیل کے بعد وہ رقم واپس ہو گئی یا بدمعاشوں نے کسی عزیز کو اغوا کر کے اس سے رقم وصول کر لی پھر کسی طرح یہ رقم واپس ہو گئی تو اس عرصہ کی جس میں یہ رقم اس کے پاس نہیں رہی زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب واپس ملے گی اس وقت سے زکوٰۃ واجب ہو گی، اس جیسے مال کو مالِ ضمار کہا جاتا ہے۔

ولا یجزئ: یعنی قرضہ دینے کے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں تھی قرض دینے کے بعد زکوٰۃ کی نیت

نہیں تھی قرض دینے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کرلی تو اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

ومکیل الخ: مکیل یعنی وہ چیزیں جن کا لین دین پیمانے سے اندازہ کرکے ہوتا ہو، اسی طرح موزون یعنی وہ چیزیں جن کا لین دین تول سے ہوتا ہو۔

وَإِنْ أَدّٰى مِنْ عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا أَدَاءً كَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ إِلَى الثَّمَنَيْنِ وَالذَّهَبُ إِلَى الْفِضَّةِ قِيْمَةً وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ إِنْ كَمُلَ فِيْ طَرَفَيْهِ فَإِنْ تَمَلَّكَ عَرَضًا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِيْ نِصَابًا وَلَيْسَ لَهٗ غَيْرُهٗ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيْمَتُهٗ نِصَابًا فِيْ اٰخِرِ الْحَوْلِ لَا تَجِبُ زَكٰوتُهٗ لِذٰلِكَ الْحَوْلِ۔ وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِيْ كُلُّ عَشَرَةٍ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ وَمَا زَادَ عَلٰى نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمُسًا زَكَّاهُ بِحِسَابِهٖ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ مِنَ النَّقْدَيْنِ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّاٰلِيْ إِلَّا أَنْ يَتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلٰى مَكِيْلٍ أَوْ مَوْزُوْنٍ فَغَلَا سِعْرُهٗ أَوْ رَخُصَ فَأَدّٰى مِنْ عَيْنِهٖ رُبْعَ عُشْرِهٖ أَجْزَأَهٗ وَإِنْ أَدّٰى مِنْ قِيْمَتِهٖ تُعْتَبَرُ قِيْمَتُهٗ يَوْمَ الْوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالَا يَوْمَ الْأَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا وَلَا يَضْمَنُ الزَّكٰوةَ مُفَرِّطٌ غَيْرُ مُتْلِفٍ فَهَلَاكُ الْمَالِ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقِطُ الْوَاجِبَ وَهَلَاكُ الْبَعْضِ حِصَّتَهٗ وَيُصْرَفُ الْهَالِكُ إِلَى الْعَفْوِ فَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْهُ فَالْوَاجِبُ عَلٰى حَالِهٖ وَلَا تُؤْخَذُ الزَّكٰوةُ جَبْرًا وَلَا مِنْ تَرِكَتِهٖ إِلَّا أَنْ يُوْصِيَ بِهَا فَتَكُوْنُ مِنْ ثُلُثِهٖ وَيُجِيْزُ أَبُوْ يُوْسُفَ الْحِيْلَةَ لِدَفْعِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

ترجمہ

اور اگر خاص نقدین سے (یعنی سونے کی زکوٰۃ میں سونا، چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی) ادا کرنا ہے تو جس طرح وجوب زکوٰۃ میں ان کے وزن کا اعتبار رہے اسی طرح ادائِ زکوٰۃ میں بھی وزن کا اعتبار کیا جائے گا اور سامانوں کی قیمت ہر دو ثمن یعنی سونے یا چاندی اور سونے کی قیمت چاندی کے ساتھ شامل کر لی جائے گی۔ سال کے اندر نصاب کا کم ہو جانا مضر نہیں بشرطیکہ سال کے دونوں جانب میں نصاب کامل ہو چنانچہ اگر کوئی شخص تجارت کی نیت سے کسی سامان کا مالک ہوا اور وہ سامان نصاب کے برابر نہیں اور اسکے پاس اس کے سوا کوئی اور مال بھی نہیں پھر ختم سال پر اس سامان کی قیمت حد کو پہونچ گئی تو اس مال میں اس سال کی زکوٰۃ واجب نہیں، سونے کا نصاب بیس مثقال ہے۔ اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے یعنی وہ درہم جن میں ہر دس درہم سات مثقال وزن کے ہوں اور جو رقم ایک نصاب پر زائد ہو۔ اور نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر ہو جائے اسکی زکوٰۃ اس کے حساب کے مطابق دے گا۔ نقدین یعنی سونے اور چاندی میں سے جو غش یعنی کھوٹ پر غالب ہو وہ خالص سونے اور خالص چاندی جیسا مانا جائے گا، جواہر اور موتیوں میں زکوٰۃ نہیں مگر اس صورت میں کہ تجارت کی نیت سے انکا مالک ہو، جیساکہ دوسرے سامانوں میں۔ اگر مکیل یا موزون پر جو کسی کے ملک میں تھا، سال پورا ہو گیا اب اس کا نرخ گراں ہو گیا یا ارزاں ہو گیا پس خاص اس چیز میں سے دسویں حصہ کا چوتھائی یعنی چالیسواں حصہ ادا کر دیا تو جائز ہے اور اگر اس کی قیمت میں ادا کرنا ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک اس کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا جو وجوب زکوٰۃ کے دن تھی یوم وجوب وہ دن ہے جس دن سال پورا ہوا اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مصرف زکوٰۃ یعنی فقراء کو جس روز ادا کر رہا ہے اس روز کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔ مفرط یعنی ادائِ فریضۂ زکوٰۃ میں سستی کرنیوالا جو متلف یعنی مال کو برباد اور تلف کرنے والا نہ ہو زکوٰۃ کا ضامن نہ ہوگا، لہٰذا سال گذرنے کے بعد سارے مال کا ضائع ہو جانا واجب کو ساقط کر دیگا اور مال کے ایک حصہ کا ضائع ہو جانا اس کے مطابق زکوٰۃ کے حصہ کو ساقط کر دیگا۔ ضائع ہونے والے حصہ کو اول معافی کیطرف منصرف کیا جائے گا یعنی معافی میں سے محسوب کیا جائے گا پس اگر معاف والے سے آگے نہیں بڑھا تو واجب بدستور باقی رہے گا۔ اور زکوٰۃ زبردستی وصول نہ کی جائے اور نہ ترکہ میں سے مگر اس صورت میں کہ مرنیوالا وصیت کر جائے تب ترکہ کے ایک تہائی حصہ میں سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی وجوب زکوٰۃ کو ہٹانے کے لئے امام ابویوسفؒ حیلہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور امام محمدؒ نے اسکو مکروہ فرمایا ہے

توضیح

ان ادّٰی من عین النقدین الخ: یعنی سونے کی زکوٰۃ میں سونا، یا چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی، ان سب کے وجوب زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار کیا جائے گا مثلاً

چاندی کا نصاب دو سو درہم کے وزن کے برابر ہے جو ہندوستانی اوزان کے اعتبار سے ۵۲½ تولہ ہوتا ہے اور سونے کے نصاب میں بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ، اب زکوٰۃ ادا کرنے میں اگر چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی دی جارہی ہے تو وزن کے لحاظ سے چالیسواں حصہ دیا جائیگا، یعنی کسی شخص کے پاس سو تولہ چاندی ہے تو اس کی زکوٰۃ میں ڈھائی تولہ چاندی دینی ہوگی ہندوستان کے موجودہ شرح سکوں کے مطابق ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت مثلاً ایک روپیہ آٹھ آنہ ہوتی ہے، اب اگر چاندی کا ایک روپیہ اور چاندی کی ایک اٹھنی زکوٰۃ میں ادا کردے تو جائز ہوگا کیونکہ اس کا وزن صرف ڈیڑھ تولہ ہوگا، ہاں اگر ایک روپیہ آٹھ آنہ کے پیسے یا غلہ یا کوئی اور چیز دیدے تو جائز ہوجائیگا۔ خلاصہ یہ کہ سکے کی قیمت کا شریعت میں اعتبار نہیں۔ لہٰذا اگر زکوٰۃ میں چاندی دی جارہی ہے تو ڈھائی تولہ چاندی دیجائے گی اور چاندی کے سوا اور کوئی چیز زکوٰۃ میں دی جارہی ہے تو ڈھائی تولے چاندی کی قیمت کے برابر دیجائے گی۔ سونے کا بھی یہی حکم ہے

وتضم قیمۃ العروض الخ: یعنی سامانِ تجارت کی قیمت نصاب کے برابر نہیں ہے مثلاً تیس تولہ چاندی کی قیمت کا کل سامانِ تجارت ہے، اب اگر اس کے پاس بائیس تولہ چاندی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی کیونکہ سامانِ تجارت کی قیمت اور چاندی مل کر ۵۲½ تولہ چاندی کے برابر ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر تیس تولہ چاندی ہے اور کچھ سونا ہے جس کی قیمت بائیس تولہ چاندی ہوتی ہے یہ دونوں ملکر ۵۲½ تولہ چاندی ہوجاتی ہے لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔

نصاب الذھب الخ: یعنی سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اور ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور بیس مثقال نوے ماشہ کا یعنی ساڑھے سات تولہ۔

من الدھم: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین قسم کے درہم رائج تھے، ایک وہ درہم جو ایک مثقال کے برابر ہوتا تھا، دس درہم دس مثقال کے برابر۔ دوسرے وہ درہم جو نصف مثقال کا ہوتا تھا یعنی دس درہم پانچ مثقال کے برابر، اور تیسری قسم کے دس درہم چھ مثقال کے برابر ہوتے تھے۔ عہد فاروقی میں یہ سوال پیش آیا کہ کس قسم کے درہم کو نصاب زکوٰۃ کے لئے معیار قرار دیا جائے تو ان تینوں قسم کے درہموں کا تناسب نکالا گیا یعنی تینوں قسم کے دس دس درہم جن کا وزن اکیس مثقال ہوتا تھا اس کو تین پر تقسیم کر دیا گیا اب ایک ایسی قسم نکلی جس کے دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں، اس کو اصطلاح فقہاء میں وزنِ سبع کہا جاتا ہے اور اسی کو نصاب کا معیار قرار دیا گیا ہے، اس حساب سے دو سو درہم ایک سو چالیس مثقال کے برابر ہونگے یعنی چھ سو تیس ماشہ یعنی ساڑھے باون تولہ۔

وما زاد: یعنی اگر دو سو درہم سے زیادہ رقم ہو تو زائد پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی

جب اس کی تعداد نصاب کے پانچویں حصہ یعنی چالیس درہم کے برابر ہو جائے، جب چالیس درہم سے زائد ہو جائیں گے تو ایک درہم مزید واجب ہوگا۔ ہندوستانی اوزان کو بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے۔

وما غلب الخ: یعنی اگر سونے یا چاندی کی کوئی چیز کسی دوسری دھات کی آمیزش کے ساتھ تیار کی گئی تو اس صورت میں زائد کا اعتبار ہوگا۔ اگر سونا اور چاندی زائد ہے تو اس صورت میں اس چیز کو خالص سونے یا چاندی کی چیز کی حیثیت دی جلئے گی، آمیزش کا اعتبار نہ ہوگا، اور اگر آمیزش زیادہ ہے اور سونا یا چاندی تھوڑا ہے تو اس چیز کو سونے یا چاندی کی حیثیت نہ دی جائے گی بلکہ جو حکم اس دھات کا ہوگا جس کی آمیزش ہے وہی حکم اس پوری چیز کا ہوگا۔

مکیل: مکیل ہر ایسی چیز ہے جس کا لین دین پیمانہ سے ہو جیسے مٹی کا تیل یا عرق وغیرہ جس کا حساب لیٹر وغیرہ سے ہوتا ہے۔ عرب میں گیہوں اور جو بھی پیمانے سے بیچے جاتے ہیں۔ رطل پیمانے کا نام ہے۔

ولا یضمن الخ: یعنی ادائے فریضۂ زکوٰۃ میں سستی اور کوتاہی کرنیوالا اور مال کو برباد کرنیوالا اور تلف کرنے والا نہ ہو تو زکوٰۃ کا ضامن نہ ہوگا۔ مفرّط تشدید رار کے ساتھ سستی کرنیوالا، اور تخفیف رار کے ساتھ زیادتی کرنیوالا۔ یعنی وہ شخص جو زکوٰۃ کی نیت کے بغیر سارا مال فقرار کو لٹا دیتا ہے۔ بہرحال اس موقع پر دونوں لفظوں کی گنجائش ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سال ختم ہونے پر سستی کیوجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی حتیٰ کہ وہ تمام مال ہلاک ہوگیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اگرچہ اس تاخیر کی بنار پر گنہگار رہوگا، نیز اگر سارا مال زکوٰۃ کی نیت کے بغیر فقرار کو دیدیا تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی لیکن اگر اپنا مال قصدًا ہلاک کردیا مثلاً دریا میں پھینکدیا تو اس صورت میں زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

وھلاک البعض الخ: یعنی بعض حصہ کے ضائع ہونیوالے کو پہلے معافی میں سے محسوب کیا جائیگا مثلاً سونے چاندی میں نصاب کامل کے بعد زائد رقم پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی جب کہ نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر ہو مثلاً چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے پھر اگر چالیس درہم یعنی دوسو درہم کا پانچواں حصہ زائد ہو جائے تو ایک درہم واجب ہوگا، اس سے کم (۳۹ درہم) تک عفو کہلاتا ہے مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ رقم ضائع ہو جائے تو اگر وہ عفو سے زائد ہے تب تو نصاب میں سے منہا کی جلئے گی ورنہ عفو ہی میں سے منہا کی جائے گی اور نصاب پر بدستور زکوٰۃ واجب رہے گی مثلاً کسی کے پاس دوسو انتالیس درہم تھے اب اگر انتالیس درہم ضائع ہو جائیں تو یہی مانا جلئے گا کہ عفو زائد ضائع ہوگیا، عفو کو نظر انداز کرکے دوسو درہم میں سے منہا نہیں کیا جائیگا۔ البتہ اگر مثلاً چالیس درہم ضائع ہو جائیں تو انتالیس درہم عفو کے اور ایک درہم نصاب میں

سے منہا مانا جائے گا اور زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، یا مثلاً نو سو پچاس درہم میں سے چار سو چالیس درہم ضائع ہو گئے تو اول ایک سو پچاس درہم منہا کئے جائیں گے پھر وہ نصاب جو چھ سو سے آٹھ سو تک کا ہے منہا کیا جائیگا پھر باقی نوے درہم چھ سو والے تین نصابوں میں سے منہا کئے جائیں گے، اب باقی رہے پانچ سو دس، ان میں چار سو اسی پر دس درہم، باقی تیس عفو ہوں گے۔ واللہ اعلم

الحیلۃ الخ: یعنی پورا سال گذرنے کے بعد اگر نصاب ضائع کیا تو زکوٰۃ اس کے ذمہ باقی رہے گی ساقط نہ ہوگی لیکن اگر ختم سال سے پہلے ہلاک کر دیا تو چونکہ سالِ تمام کی شرط نہیں پائی گئی لہٰذا زکوٰۃ واجب ہی نہ ہوئی، اور سالِ تمام سے پیشتر حیلہ کے طور پر نصاب کو ہلاک کر دیا مثلاً سونے کا نصاب تھا اس کو دیکر اونٹ وغیرہ لے لئے یا کسی دوسرے کو دیدیا پھر اس کے بعد اسکو واپس لے لیا تو امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ نہیں کیونکہ اس صورت میں کسی کا حق نہیں ضائع کیا گیا بلکہ وجوبِ حق سے بچاؤ کیا ہے اور محیط میں ہے کہ یہی مسلک صحیح ہے لیکن امام محمدؒ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اور شیخ حمید الدین ضریریؒ کراہت کو مذہب مختار قرار دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں فقراء کو نقصان پہونچتا ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ طحطاوی میں ہے کہ فرض کو ساقط کرنے کی غرض سے حیلہ کرنا یا بخل کی بناء پر ایسی صورت نکالنا کہ زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو بالاجماع مکروہ تحریمی ہے۔

بَابُ الْمَصْرِفِ

هُوَ الْفَقِيْرُ وَهُوَ مَنْ يَّمْلِكُ مَالَا يَبْلُغُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهٗ مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا ؛ وَالْمِسْكِيْنُ وَهُوَ مَنْ لَّا شَيْئَ لَهٗ وَالْمُكَاتَبُ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِيْ لَا يَمْلِكُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهٗ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهٖ ؛ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ وَالْحَاجِّ ؛ وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ مَالُهٗ فِيْ وَطَنِهٖ وَلَيْسَ مَعَهٗ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطٰى قَدْرَ مَا يَسَعُهٗ وَاَعْوَانَهٗ وَلِلْمُزَكِّيْ الدَّفْعُ اِلٰى كُلِّ الْاَصْنَافِ وَلَهُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى وَاحِدٍ مَعَ وُجُوْدِ بَاقِي الْاَصْنَافِ وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِلْكَافِرِ

وَغَنِيٍّ يَمْلِكُ نِصَابًا اَوْ مَا يُسَاوِيْ قِيْمَتَهٗ مِنْ اَيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلٍ عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ وَطِفْلِ غَنِيٍّ وَبَنِيْ هَاشِمٍ وَمَوَالِيْهِمْ وَاخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِيْ هَاشِمٍ وَاَصْلِ الْمُزَكِّيْ وَفَرْعِهٖ وَزَوْجَتِهٖ وَمَمْلُوْكِهٖ وَمُكَاتَبِهٖ وَمُعْتَقِ بَعْضِهٖ وَكَفَنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهٖ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهٗ مَصْرِفًا فَظَهَرَ بِخِلَافِهٖ اَجْزَأَهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدَهٗ وَمُكَاتَبَهٗ وَكُرِهَ الْاِغْنَاءُ وَهُوَ اَنْ تَفْضُلَ لِلْفَقِيْرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ دَيْنِهٖ وَبَعْدَ اِعْطَاءِ كُلِّ فَرْدٍ مِّنْ عِيَالِهٖ دُوْنَ نِصَابٍ مِّنَ الْمَدْفُوْعِ اِلَيْهِ وَاِلَّا فَلَا يُكْرَهُ ؛ وَنُدِبَ اِغْنَاؤُهٗ عَنِ السُّؤَالِ وَكُرِهَ نَقْلُهَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ اٰخَرَ لِغَيْرِ قَرِيْبٍ وَاَحْوَجَ وَاَوْرَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَعْلِيْمٍ وَالْاَفْضَلُ صَرْفُهَا لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِّنْهُ ثُمَّ لِجِيْرَانِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ مَحَلَّتِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ حِرْفَتِهٖ ثُمَّ لِاَهْلِ بَلْدَتِهٖ ؛ وَقَالَ الشَّيْخُ اَبُوْ حَفْصٍ الْكَبِيْرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُهٗ مَحَاوِيْجُ حَتّٰى يَبْدَاَ بِهِمْ فَيَسُدَّ حَاجَتَهُمْ ؛

مصرفِ زکوٰۃ کا بیان

ترجمہ (۱) وہ فقیر ہے۔ فقیر وہ ہے جو اتنی چیز کا مالک ہو جو نہ پہونچے کسی نصاب کو اور نہ اس کی قیمت کو خواہ کوئی مال ہو اگرچہ وہ تندرست کمانے والا ہو (۲) مسکین، اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو (۳) مکاتب (۴) مقروض یعنی وہ شخص جو ایسے نصاب یا نصاب کی قیمت کا مالک نہ ہو جو اس کے قرض سے فاضل ہو (یعنی نہ اس کے پاس کسی مال کا نصاب ہو اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو) (۵) فی سبیل اللہ یعنی وہ شخص جو غازیوں سے یا حاجیوں سے منقطع ہوگیا یعنی چھوٹ کر رہ گیا (۶) ابن سبیل

یعنی وہ مسافر جس کے پاس اس کے وطن میں تو مال ہو لیکن اس کے ساتھ مال نہ ہو (۷) عامل زکوٰۃ یعنی وہ شخص جو حکومت کی جانب سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہو۔ عامل کو اتنا دیا جائے گا جو اس کے اور اس کے مددگاروں (یعنی کارندوں اور سپاہیوں) کے لئے کافی ہو۔ زکوٰۃ دینے والے کو ان اقسام میں سے ہر ایک قسم کو بھی زکوٰۃ دینی جائز ہے، اور باقی اقسام کے موجود ہوتے ہوئے کسی ایک قسم کے مستحقین پر کفایت کر لینی بھی جائز ہے۔ اور کافر کو یا ایسے غنی کو جو نصاب کا یا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو خواہ وہ کوئی مال ہو بشرطیکہ یہ نصاب یا قیمتِ نصاب اس کی اصل ضروریات سے فاضل ہو، اور غنی کے بچے کو اور بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں۔ طحاویؒ نے بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینے کے جواز کو اختیار کیا ہے یعنی طحاویؒ کا فتویٰ ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینی جائز ہے نیز زکوٰۃ دینے والے کو اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی وغیرہ) اور زکوٰۃ دینے والے کے فروع (یعنی بیٹے، بیٹی، پوتے، پوتی وغیرہ) زکوٰۃ دینے والے کی بیوی، اپنے مملوک غلام اپنے مکاتب اور ایسے غلام کو جس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہے زکوٰۃ دینی جائز نہیں۔ میت کے کفن، میت کے قرضوں کی ادائیگی اور ایسے غلام کی قیمت میں جس کو کفارہ وغیرہ میں آزاد کیا جائیگا زکوٰۃ صرف نہیں کی جا سکتی۔ اگر اٹکل سے ایسے شخص کو زکوٰۃ دیدی جس کو مصرف (یعنی مستحق زکوٰۃ) گمان کر لیا تھا اس کے بعد اس کے برخلاف ظاہر ہوا تو اس کے لئے کافی ہوگا مگر یہ کہ خود اس کا غلام ہو یا اس کا مکاتب ہو۔ اور غنی بنا دینا مکروہ ہے (غنی بنا دینے سے یہ مراد ہے کہ) فقیر کو اتنی رقم دیدی جائے کہ اس فقیر کے ذمہ جو قرض ہے اس کو ادا کر دینے نیز اپنے اہل و عیال میں سے ہر فرد کو اس نصاب سے کم جو اس شخص کے پاس ہے جس کو یہ رقم دی گئی ہے دیدینے کے بعد اس فقیر کے پاس نصاب کامل بچ جائے خلاصہ یہ کہ اتنی رقم ایک فقیر کو دیدینا مکروہ ہے کہ قرضوں کی ادائیگی اور اہل و عیال میں سے ہر شخص کو نصاب کامل سے کم دینے کے بعد فقیر کے پاس نصاب کامل بچ جائے۔ اور اگر نصاب کامل نہ بچے تو مکروہ نہیں، اور فقیر کو سوال سے مستغنی کرنا مستحب ہے۔ اور سال ختم ہونے کے بعد زکوٰۃ کا دوسرے شہر کی جانب منتقل کر دینا، کسی ایسے شخص کے لئے جو رشتہ دار یا زیادہ محتاج یا زیادہ متقی یا التعلیم کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع بخش نہ ہو مکروہ ہے۔ اور درجہ بدرجہ اپنے ذی رحم محرم رشتہ داروں میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا افضل ہے، پھر اپنے پڑوسیوں کو، پھر اپنے محلہ والوں کو پھر اپنے ہم پیشوں کو پھر اپنے شہر والوں کو۔ شیخ ابو حفصؒ کا قول ہے کہ کسی شخص کا صدقہ دراں حالیکہ اس کے رشتہ دار ضرورتمند ہوں مقبول نہیں یہانتک کہ ان رشتہ داروں سے شروع کرے اور انکی ضرورت کو رفع کرے۔

توضیح

هُوَ الخ : زکوٰۃ کی صرف قید نہیں ہے بلکہ مصرفِ زکوٰۃ، صدقات، کفارات، نذر وغیرہ جملہ اقسام کے لئے ہے کیونکہ ارشادِ باری ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ۔

الفقیر : وہ ہے جس کے پاس مقدارِ نصاب نہ ہو، اور اگر مقدارِ نصاب ہے مگر وہ شخص مقروض ہے، یا خرچۂ عیال کے لئے کافی ہے یا ادر ضروریاتِ اصلیہ میں متفرق ہے۔

والمسکین : جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ شرعاً بقدرِ ضرورت اس کو سوال کرنا جائز ہے۔

والمکاتب : ایسا غلام جس نے اپنے آقا سے طے کر لیا ہو کہ اتنی رقم ادا کرنے پر وہ آزاد ہو جائے گا، ایسے شخص پر مصرفِ زکوٰۃ جائز ہے تاکہ وہ اپنی گردن کو آزاد کرے۔

وَالمدیون : وہ مقروض کہ جس کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے مال نہ ہو یا ہو مگر کم ہو۔ لہٰذا اس کو دینا درست ہے، اور ایک لحاظ سے افضل ہے تاکہ وہ حقوق العباد کو ادا کر سکے۔

وفی سبیل اللّٰہ : مثلاً کوئی لشکر یا حاجیوں کا کوئی قافلہ جارہا تھا، یہ شخص کسی ضرورت سے قافلہ سے جدا ہوا اور پھر راستہ بھول گیا یا کوئی اور صورت پیش آگئی کہ وہ قافلہ تک نہ پہونچ سکا۔

ابن السبیل : اس کے معنیٰ مسافر کے ہیں۔ ایک شخص اپنے مقام پر مالدار ہے مگر حالتِ سفر میں محتاج ہو گیا تو اس صورت میں اسے زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے البتہ بقدرِ ضرورت ہو، اس کے باوجود قرض لینا افضل ہے جب کہ ادائیگی ممکن ہو۔

وللمزکی الخ : سات قسمیں جو بیان کی گئی ہیں اگر ان میں سے صرف ایک قسم یعنی مثلاً مسکین یا مسافر تو موجود ہے، اور دوسری قسم کے آدمی موجود نہیں تب تو صرف موجودہ قسم کے لوگوں کو دینا بلاشبہ جائز ہے لیکن اگر دوسری قسم کے لوگ موجود ہوں تب بھی صرف ایک قسم کے مستحقین کو مثلاً صرف مسافر کو یا مکاتب کو پوری زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ احناف کے نزدیک زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ یہ تمام اصناف میں تقسیم کرے۔

وطفل : یعنی مذکر ہوں یا مؤنث مالدار کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ البتہ جو باپ کی عیالداری سے خارج ہے اب اس کو دینا درست ہے۔

وبنی ہاشم : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا اسم گرامی عبداللہ پسر عبدالمطلب پسر عبدمناف پسر ہاشم ہے۔ ہاشم کی اولاد میں اور بھی خاندان ہیں مگر اس موقع پر بنو ہاشم سے صرف حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس، حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد مراد ہوتی ہیں۔

اصل المزکی : زکوٰۃ ادا کرنے والے کے اصول کہ جس سے پیدا ہوا ہے۔ باپ، دادا،

والدہ کی والدہ، والد کے والد، اوپر تک۔ اسی طرح اس کی اولاد نیچے تک۔

وزوجتها: بیوی کو زکوٰۃ دینا بھی درست نہیں۔ اگرچہ عدت ہی میں کیوں نہ ہو، شوہر کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے۔

وکفن الخ: لیکن اگر کوئی صورت نہ ہو تو حیلہ کرلیا جائے گا یعنی کسی فقیر کو دیکر، پھر وہ اپنی جانب سے کفن پر خرچ کردے۔

وقضاء الخ: اس قید سے اشارہ ہے کہ زندہ کا قرض اس کی اجازت سے ادا ہو جائے گا البتہ اگر اس کی اجازت وخبر کے بغیر ادائیگی کردی تو یہ تبرع واحسان ہوگا، زکوٰۃ میں شمار نہ ہوگا۔

وهو ان یفضل الخ: مختصر یہ کہ نصاب کامل اسی کے پاس نہ بچنا چاہئے نہ جنکو اس نے دیا ہے۔ ان کے پاس نصاب پہونچنا چاہئے۔

وندب اغناءه: یعنی مستحب یہ ہے کہ فقیر کو اتنا دیدیا جائے کہ اس روز اس کو سوال کی حاجت نہ رہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس شخص کو زکوٰۃ دینا چاہتے ہوں اس کے اہل وعیال اور قرض وغیرہ کی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے زکوٰۃ دیں۔ متفرق طور پر چند آدمیوں کو تھوڑا تھوڑا دینے کے مقابلہ میں ایک شخص کی ضرورتیں پوری کردینا افضل ہے۔ (طحطاوی)

تنبیہ: جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک موجود ہے یا جو اپنی خوراک حاصل کرسکتا ہے مثلاً وہ تندرست ہے اور دستکار یا مزدور جو کما کر روزی حاصل کرسکتا ہے اس کے لئے سوال کرنا ناجائز ہے اور جان بوجھ کر اس کو دینا بھی گناہ ہے کیونکہ یہ معصیت پر اعانت ہے۔

والافضل الخ: بشرطیکہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے جب کہ ماں باپ یا اولاد میں سے نہ ہو، نہ کافر وغیرہ ہو۔

لا تقبل الخ: یعنی اول خویش بعدہٗ درویش۔ لہٰذا پہلے اپنوں کا حصہ ہے اس کے بعد دوسرے کا مگر یہ کہ کوئی اہم ضرورت شرعی اس کی مقتضی ہو کہ دوسروں کو مقدم کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

تَجِبُ عَلٰی حُرٍّ مُسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ اَوْ قِيْمَتِهٖ وَاِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهٖ

الْاَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهٖ وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيْرُ وَهِيَ مَسْكَنُهٗ وَاَثَاثُهٗ وَثِيَابُهٗ وَفَرَسُهٗ وَسِلَاحُهٗ وَعَبِيْدُهٗ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَاَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَآءِ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ وَلَا تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيْرَ اَنَّ الْجَدَّ كَالْاَبِ عِنْدَ فَقْدِهٖ اَوْ فَقْرِهٖ وَعَنْ مَمَالِيْكِهٖ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهٖ وَاُمِّ وَلَدِهٖ وَلَوْ كُفَّارًا لَا عَنْ مُكَاتَبِهٖ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيْرِ وَزَوْجَتِهٖ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَاٰبِقٍ اِلَّا بَعْدَ عَوْدِهٖ وَكَذَا الْمَغْصُوْبُ وَالْمَأْسُوْرُ وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ دَقِيْقِهٖ اَوْ سَوِيْقِهٖ اَوْ صَاعُ تَمْرٍ اَوْ زَبِيْبٍ اَوْ شَعِيْرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَيَجُوْزُ دَفْعُ الْقِيْمَةِ وَهِيَ اَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهٗ لِاَنَّهَا اَسْرَعُ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْفَقِيْرِ وَاِنْ كَانَ زَمَنَ شِدَّةٍ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَمَا يُؤْكَلُ اَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَوَقْتُ الْوُجُوْبِ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ فَمَنْ مَاتَ اَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهٗ اَوْ اَسْلَمَ اَوِ اغْتَنٰى اَوْ وُلِدَ بَعْدَهٗ لَا تَلْزَمُهٗ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُهَا قَبْلَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ اَوْ اَخَّرَ وَالتَّاخِيْرُ مَكْرُوْهٌ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهٗ لِفَقِيْرٍ وَاحِدٍ وَاخْتُلِفَ فِيْ جَوَازِ تَفْرِيْقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلٰى اَكْثَرَ مِنْ فَقِيْرٍ وَيَجُوْزُ دَفْعُ مَا عَلٰى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيْحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ ؛

صدقۂ فطر کا بیان

ترجمہ صدقۂ فطر آزاد مسلمان پر جو نصاب کا یا اس کی قیمت کا مالک ہو اگرچہ اس نصاب پر سال نہ گذرا ہو روز فطر کی صبح صادق کے طلوع کے وقت واجب

ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ مال تجارت کا ہو البتہ یہ شرط ہے کہ، قرض اور اس کی اور اس کے اہل و عیال کی اصلی و لازمی حاجت اور ضرورت سے فارغ ہو۔ ضرورت کے سلسلہ میں کافی ہونے کا اعتبار ہے۔ فرض کر لینا معتبر نہیں۔ مکان، اثاث البیت (سامانِ مکان) کپڑے، گھوڑا، ہتھیار اور خدمت (کام کاج) کے غلام لازمی ضرورتیں ہیں۔ پس صدقۂ فطر اپنی جانب سے، اپنے چھوٹے بچوں کیطرف سے جو فقیر ہوں ادا کریگا اور اگر بچے غنی ہوں تو ان کے مال سے صدقۂ فطر ادا کریگا۔ ظاہر روایت کے بموجب پوتوں کا صدقۂ فطر دادا پر واجب نہیں اور مختار یہ ہے کہ باپ کے نہ ہونے، یا باپ کے فقیر ہونے کی صورت میں دادا کا وہی حکم ہے جو باپ کا ہے۔ نیز اپنے مملوک غلاموں اور مدبر غلام اور ام ولد کی جانب سے بھی صدقۂ فطر ادا کرنا ہوگا اگرچہ یہ کافر ہی ہوں مگر اپنے مکاتب کی جانب سے صدقہ نہیں ادا کرنا ہوگا نہ بڑے (بالغ) لڑکے کی جانب سے، نہ بیوی کی جانب سے اور نہ ایسے غلام کی جانب سے جو سا جھے کا ہو اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی جانب سے مگر اس کے لوٹ آنے کے بعد، چھینے ہوئے اور قیدی غلام کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک واپس نہ آجائیں ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہ ہوگا۔ صدقۂ فطر گیہوں اور گیہوں کے آٹے اور گیہوں کے ستو کا آدھا صاع (دینا ہوگا)، اور چھوارے، کشمش یا جَو کا ایک صاع۔ آٹھ رطل عراقی کا ایک صاع ہوتا ہے۔ (اور مذکورہ بالا چیزوں کی) قیمت کا دینا بھی جائز ہے اور یہی افضل ہے جبکہ فقیر کو وہ چیز (جنس) جس کی اسکو ضرورت ہے مل سکے۔ کیونکہ (ان چیزوں کی قیمت) فقیر کی حاجت کو جلدی پورا کر سکتی ہے۔ اور اگر زمانہ قحط کا ہو تو گیہوں اور جَو اور جو چیزیں کھائی جاتی ہیں وہ درہم سے افضل ہوں گی۔ عید الفطر کی صبح صادق کے طلوع ہونے کا وقت صدقۂ فطر کے وجوب کا وقت ہے چنانچہ جو شخص اس سے پہلے مرجائے یا فقیر ہو جائے یا اس کے بعد مسلمان ہو یا غنی (یعنی مالکِ نصاب) ہو یا جس کی ولادت صبح کے بعد ہو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ عید گاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر نکالنا مستحب ہے۔ اور اگر مقدم یا مؤخر کر دے تب بھی درست ہے یعنی صدقۂ فطر ادا ہو جائیگا مگر دیر کرنا مکروہ ہے۔ ایک شخص اپنا فطرہ ایک ہی شخص کو دے، دو تین پر تقسیم نہ کرے۔ ایک فطرہ کو ایک فقیر سے زائد پر تقسیم کرنے کے جواز میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت پر جو صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ ایک شخص کو دیدینا صحیح مسلک کے بموجب جائز ہے۔ واللہ الموفق للصواب۔

توضیح

النصاب: نصاب کی تین قسمیں ہوتی ہیں (۱) وہ نصاب جس میں نماء (افزائش اور زیادتی) شرط ہے۔ زکوٰۃ اور مالِ نامی سے متعلق جس قدر احکام ہیں ان سب

کا تعلق اس قسم کے نصاب سے ہوتا ہے۔ (۲) وہ نصاب جس کی بناء پر چار حکم ثابت ہو جائیں۔ (الف) زکوٰۃ لینا حرام ہو جائے (ب) قربانی۔ (ج) صدقۂ فطر واجب ہو جائے (د) قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہو جائے۔ اس نصاب میں نہ یہ شرط ہے کہ تجارت کے ذریعہ سے نما یعنی افزائش ہو اور نہ سال کا گذرنا شرط ہے۔

(۳) وہ نصاب جس کی بناء پر مانگنا حرام ہو جائے۔ قسم اول اور قسم دوم کے نصاب کی مقدار دو سو درہم چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اسکی قیمت کی چیزیں ہیں۔ اور تیسرے قسم کے نصاب کی مقدار بعض علماء کے نزدیک تو یہ ہے کہ اس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہو، اور بعض علماء نے پچاس ۵۰ درہم بیان فرمائی ہے۔ یعنی نصابِ زکوٰۃ کی چوتھائی چاندی سونا یا اس کی قیمت کی چیزیں اگر اس کی ملک میں ہیں تو اس کیلئے سوال کرنا حرام ہے۔

وَالمعتبر فیہا الخ: اصولِ فقہ کے اعتبار سے بعض عبادتوں میں تو صرف امکان شرط ہوتا ہے مثلاً زکوٰۃ کے نصاب میں نما اور افزائش مال کا امکان شرط ہے یعنی یہ کہ سونا چاندی ہو یا دیگر سامان ہو تو اس میں تجارت کی نیت ہو، اس میں یہ ضروری نہیں کہ فی الواقع زیادتی ہوئی ہو۔ یا مثلاً سفر میں فرض کر لیا گیا ہے کہ تکلیف ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ حقیقت میں تکلیف ہو۔ راحت و آرام سے سفر کرنے والا بھی اسی طرح قصر کریگا اور روزۂ رمضان کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار رکھے گا جیسا کہ زحمت اور مشقت کے ساتھ سفر کرنے والا اور بعض امور میں قدرۃ میسرہ شرط ہے یعنی یہ کہ اس وقت اس کے پاس وہ سہولت موجود ہو جیسے مثلاً حج اس وقت فرض ہوتا ہے جب کہ اس کے پاس سفر خرچ اور بال بچوں کا نفقہ موجود ہو یہاں امکان کافی نہیں۔ اسی اصول کیطرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہاں پر بھی یہ شرط ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بال بچوں کی ضرورت اور اپنی لازمی ضرورت کے لئے فی الواقع کافی ہو رہا ہو صرف کافی ہو سکنے کا امکان کافی نہیں۔ (واللہ اعلم)

وان کانوا الخ: مثلاً اس کو ترکہ میں یا وصیت کے ذریعہ سے مال مل گیا جس کے اوپر وہ خود مالکِ نصاب ہو گیا تو اس صورت میں اس کے مال میں سے صدقۂ فطر ادا کیا جائیگا۔

مدبرہ: مدبر وہ غلام ہے جس سے کہدیا گیا کہ میرے مرنے کے بعد یا فلاں کام ہو جائے تو اس کے بعد تو آزاد ہے۔

وامّ ولد: ام ولد وہ باندی ہے جس سے اس کے آقا نے اولاد حاصل کی ہو۔

الا بعد عودہ: البتہ واپس آنے پر بیچ کے دنوں کا صدقۂ فطر ادا کرنا پڑے گا۔

ارطال الخ: طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ ایک رطل ایک سو پانچ درہم کا ہوتا ہے آٹھ رطل ایک ہزار چالیس درہم کے اور جبکہ ایک درھم تقریبًا تین سو تین تولہ کے ہوں گے لیکن پہلے گذر چکا ہے کہ شیخ مخدوم ہاشم ابن عبد الغفور سندھی کی تحقیق یہ ہے کہ ایک صاع دو سو ستر تولہ کا ہوتا ہے علامہ انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ العزیز نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن صدقۂ فطر اگر زیادہ دے دیا تو بہتر یہی ہے۔

(**فائدہ**) جن چیزوں کے متعلق تصریح نہیں وارد ہوئی انکی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

فائدہ ؛ صدقۂ فطر کے وہی مستحق ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، چنانچہ غیر مسلم کو صدقۂ فطر دینا صحیح مسلک کے بموجب جائز نہیں۔ (واللہ اعلم)

كِتَابُ الْحَجِّ

هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوْصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوْصٍ فِيْ اَشْهُرِهٖ وَهِيَ شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْاَصَحِّ وَشُرُوْطُ فَرْضِيَّتِهٖ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ اَلْاِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسَطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلٰى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهٖ اَوْ عَلٰى شِقِّ مَحْمِلٍ بِالْمِلْكِ وَالْاِجَارَةِ لَا الْاِبَاحَةِ وَالْاِعَارَةِ لِغَيْرِ اَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ اِذَا اَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلَا مَشَقَّةٍ وَاِلَّا فَلَا بُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهٖ وَنَفَقَةِ عِيَالِهٖ اِلٰى حِيْنِ عَوْدِهٖ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَاَثَاثِهٖ وَاٰلَاتِ الْمُحْتَرِفِيْنَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ وَيُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَجِّ لِمَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْاِسْلَامِ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِ الْاَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ

صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ الْمَانِعِ الْحِسِّيِّ عَنِ الذِّهَابِ لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الطَّرِيْقِ وَعَدَمُ قِيَامِ الْعِدَّةِ وَخُرُوْجُ مَحْرَمٍ وَلَوْ مِنْ رَضَاعٍ أَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَأْمُوْنٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَوْ زَوْجٍ لِامْرَأَةٍ فِيْ سَفَرٍ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الْإِحْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوْفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلٰى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْجِمَاعِ قَبْلَهٗ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِيْ هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ فِيْ وَقْتِهٖ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ النَّحْرِ

حج کا بیان

ترجمہ چند مخصوص جگہوں کے خاص فعل کے ساتھ حج کے مہینوں میں زیارت کرنے کا نام حج ہے۔ اور وہ (حج کے مہینے) شوال اور ذی قعدہ کے تمام ایام اور ذی الحجہ کے دس روز کو کہتے ہیں۔ حج تمام عمر میں ایک مرتبہ علی الفور فرض ہوتا ہے صحیح تر مذہب میں۔ حج فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں صحیح تر مذہب میں۔ (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) آزادی (۵) وقت (۶) متوسط خرچ کے لحاظ سے توشہ پر قادر ہونا، اگرچہ وہ مکہ ہی میں رہتا ہو (۷) اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں نہیں رہتے ان کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ ملکیت یا کرایہ کے طور پر ایسے اونٹ کی سواری پر قادر ہوں جو خاص ان کے لئے ہی ہو، یا محمل کے ایک حصہ پر قادر ہوں اور اباحت اور رعایت (یعنی منگنی مانگنے) کے طور پر قادر ہو جانے کا اعتبار نہیں۔ اور جو لوگ مکہ کے نواح میں رہتے ہیں ان پر اس وقت فرض ہوگا جبکہ پا پیادہ اپنی طاقت سے چل کر حج کر لینا ان کے لئے ممکن ہو اور اگر بلا مشقت پیدل چل کر نہ پہونچ سکیں تو مطلقاً سواری ضروری ہوگی، اور یہ قدرت (یعنی توشہ اور خرچ پر جو قدرت ہو وہ) اس کے بال بچوں کے لوٹ آنے کے وقت تک کے خرچ سے فاضل ہونی چاہئے۔

نیز ان چیزوں سے بھی فاضل ہونی چاہئے جو ضروری ہیں جیسے مکان اور گھر کا سامان (ضروری اسباب) اور پیشہ والوں (دست کاروں) کے اوزار (آلات) اور ادائیگی قرض (وغیرہ) اور جو شخص کہ دار الحرب میں اسلام لایا (جس کو تفصیلی طور پر فرائض کا معلوم کرنا ناممکن تھا) اس کے لئے حج کی فرضیت کا معلوم ہونا بھی شرط ہے ورنہ صرف دار الاسلام میں ہونا، گذشتہ شرطیں فرضیتِ حج کی تھیں یعنی ان کے پائے جانے کے بعد حج فرض ہو جائے گا. اب یہ باقی رہا کہ ادا کرنا کب فرض ہوگا اور اس کے لئے کیا کیا شرطیں ہیں اس کے متعلق ارشاد ہے صحیح مذہب کی بناء پر وجوب ادا کی پانچ شرطیں ہیں۔ (۱) بدن کا صحیح و سالم (تندرست) ہونا (۲) حج کے لئے جانے سے مانعِ حسی کا زائل ہونا (۳) راستہ کا مامون ہونا (۴) عورت کیلئے عدت کا نہ رہنا (۵) اور ایسے شخص کا ساتھ میں چلنا جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو (خواہ یہ حرمتِ نکاح) رضاعت کے باعث ہو یا سسرالی تعلقات کی وجہ سے (جیسے داماد اور خوشدامن) اور وہ شخص مسلمان مامون عاقل بالغ ہو، یا عورت کا خاوند ہو (عورت کے ساتھ ایسے محرم یا خاوند کا ہونا) ہر سفر میں شرط ہے اور مفتیٰ بہ مذہب کے مطابق جنگل اور دریا کے سفر میں غلبۂ سلامت (یعنی اکثر صحیح سالم واپس آجانے کا) اعتبار ہے۔ اور فریضۂ حج کا ادا کرنا چار چیزوں کے (کر لینے سے) آزاد شخص کے لئے صحیح ہو جاتا ہے (۱) احرام (۲) اسلام، اور یہ دونوں شرطیں ہیں، پھر حج کے دونوں رکنوں کا ادا کرنا اور وہ دو رکن (۳) حالتِ احرام میں مقامِ عرفات میں کم از کم ایک لحظہ کے لئے نویں تاریخ (ذی الحجہ) کے زوال کے وقت سے یوم النحر (دسویں تاریخ) کی صبح صادق کے وقت تک ٹھہر جانا، اس شرط کے ساتھ کہ اس سے پہلے حالتِ احرام میں یعنی احرام باندھنے کے بعد سے جماع نہ کیا ہو، اور دوسرا رکن (۴) وہ طوافِ افاضہ کا اکثر حصہ (طوافِ افاضہ کے بعد) وقت میں ادا کرنا، اور (اس کا وقت) یوم النحر (دسویں تاریخ) کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے.

توضیح

مصنفؒ اس سے قبل نماز، روزہ وزکوٰۃ کے احکام کو ذکر کر رہے تھے۔ جب ارکانِ ثلٰثہ سے فارغ ہوئے تو اب چوتھے رکن کے امور کو بیان فرما رہے ہیں اور اسے مؤخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ارکانِ ثلٰثہ تو عمر میں بار بار یعنی کوئی تو روزانہ پانچوں وقت اور کوئی ساتھ میں آتا رہتا ہے مگر یہ پوری عمر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے اس لئے اسے مؤخر کیا۔

بفعلٍ مخصوصٍ :۔ یعنی احرام باندھ کر حج کی نیت کرے سابقاً اور طواف، اور اس کا وقت آخر عمر تک باقی رہتا ہے۔ اور یوم عرفہ کے زوال سے لیکر دسویں تاریخ کی طلوع فجر تک وقوف

کرنیوالا ہو۔

علی الفور: علی الفور واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ جس سال حج واجب ہوا اس سال ادا کرنا واجب ہے، اگر اس سال ادا نہ کریگا تو اگلے سال ادا کرنے کو قضاء نہیں کہا جائے گا۔ کیوں کہ حج زندگی میں ایک بار ہی فرض ہے لہٰذا جب ادا کریگا تو ادا ہی ہوگا، قضاء ہوگا ہی نہیں کیونکہ حج کا وقت تمام عمر ہے البتہ اسی سال حج ادا نہ کرنے سے گنہگار ہوگا۔

نیز اس میں اختلاف ہے کہ علی الفور واجب ہوتا ہے یا علی التراخی۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک علی الفور واجب ہے، کذا فی الھدایہ۔ اور امام احمد اور امام کرخیؒ کے نزدیک بھی علی الفور ہی ہے، اور امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک علی التراخی،

الوقت: یعنی عرفات میں قیام کرنا، اور طواف زیارت کا وقت جو ۹؍ ذی الحجہ کی دوپہر سے ۱۰؍ ذی الحجہ تک ہوتا ہے اور یہ معنیٰ بھی ہوسکتے ہیں کہ اتنا وقت ملے کہ وہ حج کے موقع پر پہونچ سکے، یہ مختلف مقامات کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پس اگر یکم ذی الحجہ کو مصارف وغیرہ کے جملہ شرائط مہیا ہوگئے مگر وہ مکہ معظمہ نہیں پہونچ سکا تو اس پر اسی سال حج فرض نہیں ہے اگر وہ بالفرض وفات پا جائے تو گنہ گار نہیں ہوگا۔

لا الاباحۃ الخ: جائز کر دینا، چنانچہ اگر بیٹا اپنے ماں باپ کے لئے مباح کر دے تو باپ کے لئے فرض نہیں کہ وہ اس کو قبول کرے کیوں کہ شرائطِ وجوب کا حاصل کرنا فرض نہیں۔

وتلک القدرۃ الفاضلۃ: یعنی بال بچوں کے کھانے پینے، رہنے اور کپڑے کے خرچ سے بچا ہو، آمد و رفت کا خرچ اگر اس کے پاس موجود ہو تب حج فرض ہوگا۔

دار الاسلام میں رہتے ہوئے علم نہ ہونا اور نہ جاننا معتبر نہ ہوگا کیوں کہ جب علم حاصل کرنے کے سامان مہیا اور موجود تھے تو اب نہ جاننا اس کی کوتاہی ہے۔ اس صورت میں ہندوستان کو مسائل شرعیہ کی واقفیت کے لحاظ سے دار الاسلام کا حکم دیا جائے گا یہاں دینی علم حاصل کرنے کے لئے وہ اسباب اور ذرائع موجود ہیں جو بہت سی اسلامی حکومتوں میں نہیں، مولوی ہونا فرض نہیں ہے لیکن دین کے ضروری مسئلوں کو جاننا اور اپنے زیر اثر لوگوں کو سکھانا ضروری ہے، اس صورت میں جو لوگ نہیں جانتے یہ انکی غفلت ہے۔ خدا مسلمانوں کو اس مہلک غفلت سے محفوظ رکھے۔

المانع الحسی: مانع حسی مثلاً قید خانے میں محبوس ہے یا کسی ظالم حکومت کا کوئی آرڈر نافذ ہے۔

وامن الطریق: وجوب ادا میں تیسری شرط راستہ کا مامون ہونا ہے اس کا معیار

یہ ہے کہ اکثر حصہ آدمی کا صحیح سالم لوٹ آتے ہوں اگرچہ انکو اس میں رشوت دینی پڑے، اسی طرح عورت کے لئے عدت میں رہنا یعنی اگر اس کا شوہر مرگیا ہو یا طلاق دیدیا ہو، تو جب تک وہ عدت میں رہے گی اس وقت تک حج واجب نہ ہوگا، ایسے ہی جب تک کوئی محرم ساتھ چلنے والا نہیں ملے گا حج واجب نہ ہوگا۔

مأمون: یعنی مامون سے مراد یہ ہے کہ اس کی جانب سے اطمینان ہو، وہ بدمعاش نہ ہو جس کی بدخلقی کا ایسی حالت میں بھی خوف ہو۔

عدم الجماع: اور اگر کہیں خدانخواستہ جماع کرلیا تھا تو اس کا حج فاسد ہوگا اور اس پر فرض ہوگا کہ اس سال حج کے تمام کام کرے لیکن اگلے سال اس کو پھر حج کرنا ہوگا۔

هو اكثر طواف الخ: یعنی چار چیزوں میں سے چوتھی چیز طواف ہے۔ طواف کے معنی گھومنے کے ہیں۔ اصطلاحًا خانۂ کعبہ کے اردگرد سات مرتبہ گھومنے کو طواف کہتے ہیں اور ایک مرتبہ گھومنے کو شوط کہتے ہیں۔ جب کہ ایک طواف میں سات شوط ہوں گے تو ظاہر ہے کہ طواف کا اکثر حصہ کم از کم چار شوط کو کہا جائے گا۔ اس طواف کو طوافِ زیارت، طوافِ فرض اور طوافِ یوم النحر بھی کہتے ہیں۔ اور طوافِ افاضہ کا آخری وقت ساری عمر ہے لیکن واجب ہے کہ ایامِ نحر یعنی ۱۰/۱۱/۱۲/ تاریخ میں کرلیا جائے۔ اگر تاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ إِنْشَاءُ الْإِحْرَامِ مِنَ الْمِيقَاتِ وَمَدُّ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ إِلَى الْغُرُوْبِ وَالْوُقُوْفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ وَذَبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَالْحَلْقِ وَتَخْصِيصُهُ بِالْحَرَمِ وَأَيَّامِ النَّحْرِ وَتَقْدِيمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا وَإِيقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُوْلُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍّ بِهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَبَدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا وَطَوَافُ الْوَدَاعِ وَبَدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالتَّيَامُنُ فِيهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ وَالطَّهَارَةُ

مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَاَقَلُّ الْاَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْاَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرْكُ الْمَحْظُوْرَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمُخِيْطَ وَسَتْرِ رَاسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَسَتْرِ الْمَرْأَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثِ وَالْفُسُوْقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْاِشَارَةِ اِلَيْهِ وَالدَّلَالَةِ عَلَيْهِ

ترجمہ اور حج کے واجبات یہ ہیں (۱) میقات سے احرام کا شروع کرنا (۲) وقوف بعرفات (عرفات میں ٹھہرنے) کو غروب تک دراز کرنا (یعنی آفتاب ڈوبنے تک مقام عرفات میں ٹھہرے رہنا (۳) یوم النحر (دسویں تاریخ) کی صبح صادق کے بعد اور آفتاب نکلنے کے درمیانی وقت میں مزدلفہ میں ٹھہرے رہنا (۴) جمروں پر رمی کرنا (یعنی کنکریاں پھینکنا (۵) قارن اور متمتع کا (قربانی کے جانور کو) ذبح کرنا (۶) سر منڈوانا (یعنی سر کے بال کٹوانا قینچی یا مشین سے) (۷) اور اس کو (سر منڈوانے یا بال چھٹوانے کو) خاص حرم میں اور ایام نحر میں کرنا (۸) رمی جمار (کنکریوں کے پھینکنے) کو حلق (یعنی سر منڈوانے) سے پہلے کر لینا (۹) اور قارن اور متمتع کا حلق اور رمی جمار کے درمیانی وقت میں قربانی کرنا (۱۰) طواف زیارت کا ایام نحر میں واقع کرنا (۱۱) اشہر حج (حج کے مہینوں) میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا (۱۲) اور اس سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جس کا اعتبار کیا جا سکے (۱۳) اور جس شخص کو (کوئی معقول) عذر نہ ہو اس کو پا پیادہ اس میں چلنا (یعنی اس سعی کو پیادہ کرنا) (۱۴) صفا سے سعی کا شروع کرنا (۱۵) طواف وداع (رخصتی طواف) (۱۶) اور طواف بالبیت (یعنی بیت اللہ کے گرد کے طواف) کو حجر اسود سے شروع کرنا (۱۷) اور تیامن (یعنی طرف سے شروع کرنا) (۱۸) اور طواف میں پیدل چلنا (جسکو عذر نہ ہو) (۱۹) دونوں حدث سے پاک ہونا (۲۰) ستر ڈھانکنا (۲۱) طواف زیارت کے اکثر شوط (چکر) کو ایام نحر میں ادا کرنے کے بعد کم (یعنی تین شوط) ادا کرنا (۲۲) ممنوع چیزوں کو چھوڑ دینا جیسے مرد کے لئے سلے ہوئے کپڑے کا پہننا اور (مرد کے لئے) سر کا اور چہرہ کا ڈھانکنا، اور عورت کے لئے (صرف) چہرہ کا ڈھانکنا منع نہیں بلکہ ضروری ہے اور رفث یعنی عورتوں کے سامنے فحش کلام کہنا۔ فسوق یعنی گناہ اور جدال یعنی لڑنا اور شکار کا قتل کرنا اور شکار کی طرف اشارہ کرنا اور اس کی طرف کسی دوسرے شکاری کی) رہنمائی کرنا، یہ سب ممنوع ہیں۔

توضیح

المیقات: میقات اس خاص جگہ کا نام ہے جس مقام پر پہونچکر احرام باندھ لینا ضروری ہوتا ہے اور وہاں سے احرام باندھے بغیر آگے چلنا ناجائز ہوتا ہے۔

القارن: یعنی جمع کرنے والا حج اور عمرہ کے احرام کو ایک ہی احرام میں۔

الرمی: تین لمبے کھڑے ہیں جن پر کنکریاں پھینکنی ہوتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں۔ جمار جمع ہے۔

ایام النحر: ایام نحر ۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔

وتقدیم الخ: ترتیب یہ ہے کہ پہلے رمی جمار، پھر ذبح، پھر حلق۔ یاد رکھنے کے لئے کہا جاتا ہے ترکیب رذح ہے۔ یعنی را سے رمی جمار، اور ذال سے ذبح، اور حا سے حلق۔

الصفا: صفا و مروہ دو پہاڑیاں تھیں، اب ٹیلے رہ گئے ہیں۔ پہاڑیوں کی صورت نہیں رہی اگر مروہ سے شوط کی ابتداء کریگا تو یہ صحیح نہیں بلکہ اسے صفا سے ابتداء کرنا لازم ہے۔

والتیامن الخ: پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا جائیگا پھر طواف شروع ہوگا۔ داہنی طرف سے شروع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حجرہ اسود کو بوسہ دیتے ہوئے جس طرح آپ کھڑے ہیں اپنی داہنی جانب کو چلئے اسی طرح جب آپ مڑیں گے تو خانۂ کعبہ کا دروازہ آئیگا۔

طواف الزیارۃ: چونکہ اکثر کو کل کا حکم دیا جاتا ہے، لہٰذا ایام نحر میں چار شوط ادا کرنے کے بعد طواف کی فرضیت تو ساقط ہو جائے گی البتہ تکمیل کے لئے باقی تین شوط کا کرنا واجب ہوگا۔

الفسوق: گناہ ہمیشہ گناہ ہے اور برا ہے مگر یہ ایسا ہے جیسے مسجد میں گناہ کرنا اور با ہر گناہ کرنا۔

وقتل الصید: یعنی جنگل کا شکاری جانور کیونکہ دریا کے جانوروں کا جیسے مچھلی وغیرہ کا شکار کرنا منع نہیں ہے۔

والدلالۃ: اشارہ اور دلالت میں فرق یہ ہے کہ اشارہ تو جب ہوتا ہے جب کہ وہ موجود ہو (سامنے) اور دلالت اس جگہ سامنے موجود نہ ہونا۔

وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاِغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ وَّ نُفَسَآءَ اَوِ الْوُضُوْءُ اِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ وَلُبْسُ اِزَارٍ وَّرِدَاءٍ جَدِيْدَيْنِ اَبْيَضَيْنِ وَالتَّطَيُّبُ وَصَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْاِحْرَامِ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهٗ مَتٰى صَلّٰى

اَوْ عَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رَكْبًا وَالْاَسْحَارِ وَتَكْرِيْرُهَا كُلَّمَا اَخَذَ فِيْهَا وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْاَبْرَارِ وَالْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّارِ وَالْغُسْلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ وَدُخُوْلُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ نَهَارًا وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ تِلْقَاءَ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا اَحَبَّ عِنْدَ رُؤْيَتِهٖ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُوْمِ وَلَوْ فِيْ غَيْرِ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْاِضْطِبَاعُ فِيْهِ وَالرَّمَلُ اِنْ سَعٰى بَعْدَهٗ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْهَرْوَلَةُ فِيْمَا بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلٰى هَيْنَتِهٖ فِيْ بَاقِي السَّعْيِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّفْلِ لِلْاٰفَاقِيِّ وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحِجَّةِ بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلَا جُلُوْسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيْهَا وَالْخُرُوْجُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَكَّةَ لِمِنًى وَالْمَبِيْتُ بِهَا ثُمَّ الْخُرُوْجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَةَ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَيَخْطُبُ الْاِمَامُ بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ مَجْمُوْعَةً جَمْعَ تَقْدِيْمٍ مَعَ الظُّهْرِ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَالْاِجْتِهَادُ فِي التَّضَرُّعِ وَالْخُشُوْعِ وَالْبُكَاءُ بِالدُّمُوْعِ وَالدُّعَاءُ لِلنَّفْسِ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْاِخْوَانِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا شَاءَ مِنْ اَمْرِ الدَّارَيْنِ فِي الْجَمْعَيْنِ وَالدَّفْعُ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَالنُّزُوْلُ بِمُزْدَلِفَةَ مُرْتَفِعًا عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَالْمَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ بِمِنٰى اَيَّامَ مِنًى بِجَمِيْعِ اَمْتِعَتِهٖ وَكُرِهَ تَقْدِيْمُ ثَقَلِهٖ اِلٰى مَكَّةَ اِذْ ذَاكَ وَيَجْعَلُ مِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمَكَّةَ

عَنْ یَسَارِہٖ حَالَۃَ الْوُقُوْفِ لِرَمْیِ الْجِمَارِ۔

ترجمہ حج کی سنتیں منجملہ حج کے (۱) غسل کرنا ہے اگرچہ عورت کو حیض یا نفاس ہی ہو، ورنہ وضو جب کہ وہ احرام باندھنے کا ارادہ کرے (۲) اور ازار یعنی تہبند اور چادر کا پہننا جو نئے ہوں اور سفید ہوں (۳) خوشبو لگانا (۴) دو رکعت نفل پڑھنا جو احرام باندھنے کے بعد ہو (۵) تلبیہ کو کثرت سے کہنا، آواز بلند کر کے جبکہ وہ نماز پڑھے یا کسی بلندی پر چڑھے یا کسی پست زمین پر اترے یا قافلہ سے ملے (۶) اور صبح کے وقت یعنی ان اوقات میں تلبیہ کو کثرت اور زور سے کہے جس وقت بھی تلبیہ کہنا شروع کرے تو اس کو بار بار کہنا، کم از کم تین مرتبہ کہنا (۷) اور ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا (۸) اور جنت کا اور نیک آدمیوں کی صحبت کا کثرت سے سوال کرنا اور کثرت کے ساتھ دوزخ سے پناہ مانگنا (۹) مکہ مکرمہ (زادہا اللہ شرفاً وعظمۃً) میں داخل ہونے کیوقت غسل کرنا (۱۰) اور مکہ مکرمہ میں باب معلات (خاص دروازے کا نام ہے) سے دن کے وقت داخل ہونا (۱۱) اور خانۂ کعبہ کی زیارت کے وقت بیت اللہ کی جانب (اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہنا) (۱۲) اور زیارتِ بیت اللہ کے وقت جو چیز محبوب ہو اس کی دعا مانگنا کیونکہ اس وقت دعاء قبول کی جاتی ہے (۱۳) اور مکہ میں رہنے والوں کے لئے طوافِ قدوم اگرچہ حج کے مہینوں کے علاوہ میں ہی ہو۔ (۱۴) اور طواف میں اضطباع اور رَمل بھی مسنون ہے۔ اور اس کے بعد اشہر حج میں سعی کرنا ہو۔ (۱۵) اور میلین اخضرین (دو سبز کھمبے ہیں جو صفاء اور مروہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان کھڑے ہیں) کے درمیان ہرولہ یعنی تیزی کے ساتھ چلنا مگر یہ حکم مردوں کے لئے ہے عورتیں اپنی رفتار سے چلتی رہیں گی، اور باقی سعی میں نرمی اور سکون سے چلنا (۱۶) طواف کو اکثر کرتے رہنا، اور آفاقی کے لئے طواف کرنا نفل نماز سے افضل ہے (۱۷) اور ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں ظہر کی نماز کے بعد امام (یعنی افسر کے لئے) خطبہ یعنی تقریر کرنا اور یہ خطبہ بغیر درمیان میں بیٹھنے کے ایک ہی خطبہ ہو گا، اس تقریر میں لوگوں کو حج کے طریقے اور فرائض سکھلائے (۱۸) ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ کو) آفتاب نکلنے کے بعد مکہ معظمہ سے منیٰ کیطرف روانہ ہونا (۱۹) اور منیٰ میں رات گذارنا (۲۰) پھر منیٰ سے عرفہ کے دن (یعنی نویں ذی الحجہ کو) آفتاب نکلنے کے بعد عرفات کی طرف چلے جانا (۲۱) پس عرفات میں پہونچ کر امام دو خطبے (یعنی دو تقریریں) کریگا جس کے درمیان بیٹھے گا (۲۲) یہ خطبہ زوال کے بعد ہو گا ظہر نیز عصر کی نماز سے پہلے (۲۳) اس حال میں کہ عصر کی نماز ظہر کے ساتھ

ساتھ جمع تقدیم یعنی اپنے وقت سے مقدم کرکے پڑھی جائے گی (۲۴) اور نیز ان دو جمعوں میں تضرع اور خشوع اور آنسوؤں کے ساتھ رونے میں، اور خود اپنے لئے اور والدین اور تمام بھائیوں کے لئے دین و دنیا کے کاموں کے لئے جس کی آرزو ہو اس کی دعایں کوشش کرنا خوب دل سے دعا کرنا (۲۵) اور پھر غروب آفتاب کے بعد سکون اور وقار کے ساتھ عرفات سے روانہ ہونا (۲۶) اور مقام مزدلفہ میں بطنِ وادی سے اوپر ہٹ کر جبل قزح کے نزدیک اترنا (۲۷) اور لیلۃ النحر یعنی ذی الحجہ کی دسویں شب مزدلفہ ہی میں گذارنا (۲۸) اور ایام منیٰ میں یعنی رمی کے دنوں میں جب تک کہ جمروں پر کنکریاں پھینکی جاتی مسنون ہیں یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ تاریخ (ماہ ذی الحجہ میں) اپنے تمام سامانوں کے ساتھ منیٰ ہی میں رہنا اور اپنے تمام سامانوں کو منیٰ میں ان دنوں میں پہلے سے بھیجدینا مکروہ ہے (۲۹) اور یہ بھی مسنون ہے کہ رمی جمار کے لئے کھڑے ہونے کے وقت منیٰ کو اپنے داہنی جانب اور مکہ مکرمہ کو اپنی بائیں جانب کرے۔

توضیح

التطیب: یعنی مسنون ہے احرام سے پہلے خوشبو لگانا، اگرچہ خوشبو یا اسکا اثر بعد میں بھی رہ جائے۔ نیز کپڑوں میں خوشبو کا لگانا جائز نہیں ہے کہ جس کا اثر باقی رہے۔

رافعاً الخ: یعنی مستحب ہے دعا اور اذکار میں اِخفاء کرنا۔ یہ احناف کا مسلک ہے۔ نیز ان اوقات میں تلبیہ کو کثرت اور بلند آواز سے کہے کیونکہ اعلامِ دین مقصود ہے لہٰذا تلبیہ میں آواز کا بلند کرنا مستحب ہے، اور اگر تلبیہ میں آواز بلند نہ کیا تو کوئی چیز اس پر واجب نہیں، البتہ تلبیہ کی آواز بلند کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرے۔

متیٰ صلّی: یعنی جو بھی) نماز پڑھے اس کے بعد تلبیہ بھی پڑھے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل، علامہ طحاویؒ تکبیراتِ تشریق پر قیاس کرتے ہوئے تلبیہ کو نمازِ فرائض کے بعد مخصوص فرماتے ہیں۔

اِضطِباع الخ: اضطباع کی تشریح یہ ہے کہ چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے یعنی بغل میں سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالنا، اور رمل سے مراد یہ ہے کہ سینہ نکال کر اکڑ کر چلنا یہ تین چکروں میں ہوگا، باقی چار شوط میں نہیں ہوگا۔

وَالھَروَلۃ: یعنی میلین اخضرین کے درمیان میں سعی کرتے وقت تیزی کے ساتھ یعنی دوڑ کر چلے یعنی صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان جو کھمبے کھڑے ہیں ان کے درمیان تیز رفتار چلے۔

والاکثار: یعنی طواف کثرت سے کرتا رہے، کیونکہ نوافل سے افضل ہے۔

للآفاقی: آفاقی سے مراد وہ لوگ ہیں جو غیر مکی ہوں اور حرم میں مقیم ہوں۔

قبل صلوٰۃ الظہر والعصر مجموعتا: حاصل یہ ہے کہ اس روز ظہر اور عصر کی نمازیں ساتھ ساتھ پڑھی جائیں گی، اور ظہر کی نماز سے پہلے امام دو خطبے پڑھے گا۔

بالسکینۃ والوقار: یعنی آفتاب کے غروب کے بعد سکون اور وقار کے ساتھ روانہ ہو یعنی بھاگ دوڑ، دھکم دھکا اور شور وغوغا نہ ہو۔

وَكَوْنُهٗ رَاكِبًا حَالَةَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِيْ كُلِّ الْاَيَّامِ مَاشِيًا فِي الْجَمْرَةِ الْاُوْلَى الَّتِيْ تَلِي الْمَسْجِدَ وَالْوُسْطٰى وَالْقِيَامُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ حَالَةَ الرَّمْيِ وَكَوْنُ الرَّمْيِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ فِيْمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَزَوَالِهَا وَفِيْمَا بَيْنَ الزَّوَالِ وَغُرُوْبِ الشَّمْسِ فِيْ بَاقِي الْاَيَّامِ وَكُرِهَ الرَّمْيُ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالرَّابِعِ فِيْمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ وَكُرِهَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَصَحَّ لِاَنَّ اللَّيَالِيَ كُلَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مِنَ الْاَيَّامِ اِلَّا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَلِيْ عَرَفَةَ حَتّٰى صَحَّ فِيْهَا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَاتٍ وَهِيَ لَيْلَةُ الْعِيْدِ وَلَيَالِيْ رَمْيِ الثَّلَاثِ فَاِنَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا قَبْلَهَا وَالْمُبَاحُ مِنْ اَوْقَاتِ الرَّمْيِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَبِهٰذَا عَلِمْتَ اَوْقَاتُ الرَّمْيِ كُلُّهَا جَوَازًا وَكَرَاهَةً وَاِسْتِحْبَابًا وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْيُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْاَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَمِنَ السُّنَّةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْاُوْلٰى يُعَلِّمُ فِيْهَا بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ وَتَعْجِيْلُ النَّفْرِ اِذَا اَرَادَهٗ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ عَشَرَ وَاِنْ اَقَامَ بِهَا حَتّٰى

غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَسَاءَ وَإِنْ أَقَامَ بِمِنًى إِلٰى طُلُوْعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ وَمِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهٖ مِنْ مِنًى وَشُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ مِنْهُ عَلٰى رَأْسِهٖ وَسَائِرِ جَسَدِهٖ وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مِنْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ السُّنَّةِ الْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ أَنْ يَّضَعَ صَدْرَهٗ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ وَالتَّشَبُّثُ بِالْأَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا بِمَا أَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهٗ بِالْأَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إِلَّا أَعْظَمُ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ فَيَنْوِيْهَا عِنْدَ خُرُوْجِهٖ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ سَبِيْكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلًا عَلٰى حِدَتِهٖ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ؁

ترجمہ

(۳۰) اور نیز مسنون ہے تمام دنوں میں جمرۂ عقبیٰ کی رمی کرنے کیوقت سوار ہونا اور جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کی رمی کرنے کے وقت پیادہ ہونا اور جمرۂ اولیٰ وہ کھمبا ہے جو خیف کے نزدیک ہے (۳۱) اور رمی کے وقت بطنِ وادی میں کھڑا ہونا اور اول دن طلوع شمس اور زوال کے درمیان رمی کا ہونا اور باقی دنوں میں زوال اور غروب کے درمیان اور اول اور چوتھے روز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رمی کرنا مکروہ مانا گیا ہے اور تینوں راتوں میں رمی کرنا بھی مکروہ ہے، لیکن اگر رمی کر لی جائے تو صحیح ہے۔ کیونکہ تمام راتیں ان دنوں کی تابع ہیں جو ان کے بعد آنیوالے ہیں مگر صرف وہ رات جو یوم عرفہ کے متصل ہے یعنی ۹ ر ذی الحجہ کی، ۹ ر ذی الحجہ کے تابع ہے چنانچہ اس شب میں وقوف بعرفات (یعنی عرفات میں ٹھہرنا) صحیح ہوتا ہے۔ (حالانکہ عرفہ کا دن گذارنے کے بعد یہ رات ہوتی ہے) اور یہی رات عید (کی) رات ہے یعنی نویں یا دسویں کی درمیانی شب، پس یہ رات نو اور دس دونوں کی مشترک رات ہے۔ اور تینوں جمروں کی رمی کرنے کی راتیں (یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں شب) یہ راتیں اپنے ماقبل دنوں کے تابع ہیں۔ اوقات

رمی میں سب سے مباح وقت اول دن (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) زوال کے بعد سے آفتاب غروب ہونے تک ہے۔ اور اس بیان سے رمی کے جائز، مکروہ اور مستحب اوقات معلوم ہو گئے۔ (۳۲) نیز مسنون ہے مفرد بالحج کا ہدی یعنی کوئی جانور ذبح کرنا اور فقط نفلی ہدی اور تمتع اور قران کی ہدی میں سے کھانا جائز ہے (۳۳) اور سنت ہے خطبہ (تقریر کرنا) یوم النحر میں پہلے خطبہ کی طرح اس میں لوگوں کو حج کے باقی ارکان اور اس کے طریقے سکھلائے اور یہ خطبہ حج کے خطبوں میں تیسرا ہے (۳۴) اور نیز مسنون ہے کہ جب منیٰ سے بارہویں تاریخ کو کوچ کرنے کا ارادہ کرے تو غروب آفتاب سے پہلے ہی کوچ کرے اور اگر منیٰ میں ٹھہر جائے حتیٰ کہ بارہویں دن کا آفتاب غروب ہو جائے تو بھی اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، ہاں برا کرے گا (یعنی مکروہ ہے) اور اگر چوتھے دن یعنی یوم النحر اور دسویں تاریخ سے چوتھے دن تیرہویں تاریخ کی صبح صادق تک منیٰ میں ٹھہرا رہا تو اس کو اس دن رمی کرنا ہوگا (۳۵) اور نیز مسنون ہے منیٰ سے کوچ کرنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے محصّب میں اترنا (۳۶) نیز مسنون ہے زمزم کا پانی پینا (۳۷) خوب کوکھیں بھر کر، سیراب ہو کر پینا (۳۸) پینے کے وقت خانۂ کعبہ کیطرف منہ کرکے کھڑا ہونا (۳۹) اور اس کی طرف دیکھتے رہنا، یہ تمام افعال اس صورت میں ہیں کہ وہ کھڑا ہوا ہو (۴۰) اور اس میں سے تھوڑا سا پانی سر پر اور تمام بدن پر ڈالنا، اور آب زمزم کی برکت سے وہ مقصد (ان شاء اللہ پورا ہو جائے گا) جس کے لئے وہ پیا جائے، خواہ دنیاوی مقصد ہو یا اخروی (۴۱) اور یہ بھی مسنون ہے کہ ملتزم کا (یعنی بیت اللہ کے اس حصہ کا جو بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ہیں) التزام کرے، اور التزام سے مراد یہ ہے کہ اپنے سینہ اور اپنے منہ کو اس پر (ملتزم پر) رکھے (۴۲) اور نیز مسنون ہے کم از کم تھوڑی دیر کے لئے خانۂ کعبہ کے پردوں کا تھامنا (چنگل مارنا) اس حالت میں کہ وہ اس چیز کی دعا مانگ رہا ہو جو اس کو محبوب ہو اور جو اس کی مراد ہو (۴۳) اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینا (۴۴) اور بیت اللہ میں ادب اور تعظیم سے داخل ہونا۔ اب اس کے بعد اس پر کوئی فریضۂ حج باقی نہ رہا، ہاں ایک ثواب کی چیز، اور ایک عبادت باقی رہ گئی جو سب سے بڑی عبادت اور سب سے زیادہ ثواب کا کام اور سب سے زیادہ قربتِ خداوندی کو پیدا کرنے والی چیز ہے یعنی سرورِ کائنات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ پاک کی اور آپؐ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاراتِ مقدسہ کی زیارتِ متبرکہ۔ پس چاہئے کہ زیارتِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیت کرے جسوقت کہ وہ باب سبیکہ سے ہو کر ثنیۂ سفلیٰ سے گذرتا ہوا مکہ معظمہ سے نکلے اور زیارتِ نبیؐ سے متعلق ہم عنقریب ایک

مستقل فصل ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

توضیح

اَلْجَمْرَةُ الْعَقَبَۃُ الخ: بفتحتین یہ تیسرا جمرہ ہے جو کہ منٰی میں ہے۔ نیز یہ پہلے گذر چکا ہے کہ منٰی کے میدان میں تین کھمبے ہیں جن میں سے ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں، اب یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کے نام یہ ہیں۔ جمرۂ اولیٰ، جمرۂ وسطیٰ، جمرۂ عقبہ۔ جمرۂ اولیٰ وہ جمرہ ہے جو مسجد خیف کے قریب ہے، اس کے بعد کے جمرہ کا نام جمرۂ وسطیٰ ہے یعنی درمیان کا جمرہ اور آخری جمرہ کا نام جمرۂ عقبہ ہے، عقبہ کے معنٰے آخری کے ہیں۔

اِلَّا اللَّیَالِیْ الخ: یعنی اگر رمی کرلی جائے تو صحیح ہے کیونکہ تمام راتیں ان دنوں کے تابع ہوتی ہیں مصنفؒ کی غرض یہ ہے کہ شریعت میں رات کو دن سے پہلے مانا گیا ہے مثلاً جمعہ کی رات پہلے آئے گی دن بعد کو، اس قاعدے کی بناء پر لازم آتا ہے کہ عرفہ اور رمی کی بھی راتیں پہلے ہوں اور دن بعد کو ہوں مگر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ان ایام میں یہ بات نہیں چنانچہ نویں تاریخ یوم عرفہ ہے۔ عام قاعدہ کے لحاظ سے نویں شب بھی شب عرفہ ہونی چاہیئے مگر دسویں رات جو عید کی رات کہلاتی ہے وہ شب عرفہ ہے۔ اسی طرح رمی کے تینوں دن پہلے ہوں گے اور ان کے بعد انکی رات آئے گی۔

اَوْقَاتُ الرَّمْیِ الخ: یعنی رمی کے چار دن ہوتے ہیں، اول یوم النحر (دسویں تاریخ) پھر اسکے بعد تین دن۔ پس اول دن میں رات کو رمی کرنا تو ناجائز ہے صبح صادق کے آفتاب نکلنے کے وقت تک مکروہ، اور آفتاب طلوع ہو جانے کے بعد سے زوال تک مستحب اور زوال کے بعد سے غروب تک مباح یعنی جائز ہے، نہ مسنون نہ مکروہ۔ اور پھر غروب کے بعد صبح صادق تک مکروہ ہے اور دوسرے اور تیسرے دن میں طلوع آفتاب سے زوال تک جائز نہیں اور زوال کے بعد سے غروب تک مسنون ہے، اور غروب کے بعد سے صبح صادق تک مکروہ اور چوتھے دن صبح صادق سے طلوع آفتاب تک مصنفؒ کے قول کے مطابق مکروہ ہے اور اس کے بعد امام صاحبؒ کے نزدیک تمام دن جائز ہے باقی زوال سے پہلے مکروہ ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک زوال سے پہلے وقت ہی نہیں، زوال کے بعد ہی کرنی ہوگی۔

هَدْیُ المفرد بالحج: یعنی جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان میں سے کسی کو ذبح کرنا۔

فَقَط: یعنی اس کے ماسوا جو جنایت اور خطاء وغیرہ کے سلسلے میں ذبح واجب ہوگا، اس کا کھانا اس کے لئے جائز نہیں۔

وَتَعْجِیْلُ النَّفْرِ الخ: ترجمہ لفظی یہ ہے" اور کوچ کا جلدی کرنا جب بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے منٰی سے کوچ کرنے کا ارادہ کرے۔

المحصّب: محصب ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور منیٰ کے درمیان میں واقع ہے۔ اس جگہ اترنا سنت کفایہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم ثالث میں جب واپس ہوئے تو آپ نے محصب میں نزول فرمایا، اور اس مقام پر ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں آپ نے ادا فرمائی، اور اس کے بعد آپ مکہ میں رات کو داخل ہوئے اور اس کے بعد طواف وداع فرمایا، اور نیز طواف سے فارغ ہونے کے بعد زمزم کے کنویں پر آئے اور قبلہ کیطرف چہرۂ مبارک کرکے کھڑے ہوکر پانی پیا۔

فَصْلٌ فِیْ کَیْفِیَّۃِ تَرْکِیْبِ اَفْعَالِ الْحَجِّ

اِذَا اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِی الْحَجِّ اَحْرَمَ مِنَ الْمِیْقَاتِ کَرَابِغَ فَیَغْتَسِلُ اَوْیَتَوَضَّأُ وَالْغُسْلُ وَهُوَ اَحَبُّ لِلتَّنْظِیْفِ فَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَۃُ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ اِذَا لَمْ یَضُرَّهَا وَیُسْتَحَبُّ کَمَالُ النَّظَافَۃِ بِقَصِّ الظُّفْرِ وَالشَّارِبِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَ حَلْقِ الْعَانَۃِ وَجِمَاعِ الْاَهْلِ وَالدَّهْنِ وَلَوْ مُطَیَّبًا وَیَلْبَسُ الرَّجُلُ اِزَارًا وَرِدَاءً جَدِیْدَیْنِ اَوْ غَسِیْلَیْنِ وَالْجَدِیْدُ الْاَبْیَضُ اَفْضَلُ وَ لَایَزُرُّہٗ وَلَایَعْقِدُہٗ وَلَایُخَلِّلُہٗ فَاِنْ فَعَلَ کُرِہَ وَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ وَتَطَیَّبْ وَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ وَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَلَبِّ دُبُرَ صَلٰوتِکَ تَنْوِیْ بِهَا الْحَجَّ وَهِیَ لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَلَاتَنْقُصْ مِنْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ شَیْئًا وَزِدْ فِیْهَا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبٰی اِلَیْکَ وَ الزِّیَادَۃُ سُنَّۃٌ فَاِذَا لَبَّیْتَ نَاوِیًا فَقَدْ اَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَثَ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَقِیْلَ ذِکْرُہٗ وَبِحَضْرَۃِ النِّسَاءِ وَالْکَلَامُ الْفَاحِشُ وَالْفُسُوْقَ وَالْمَعَاصِیَ

وَالْجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَاءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلَ صَيْدِ الْبَرِّ وَالْإِشَارَةَ إِلَيْهِ وَالدَّلَالَةَ عَلَيْهِ وَلُبْسَ الْمَخِيْطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ وَتَغْطِيَةَ الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيْبِ وَحَلْقَ الرَّاسِ وَالشَّعْرِ يَجُوْزُ الْاِغْتِسَالُ وَالْاِسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِهِمَا وَشَدُّ الْهِمْيَانِ فِي الْوَسْطِ وَاَكْثِرِ التَّلْبِيَةَ مَتٰى صَلَّيْتَ اَوْ عَلَوْتَ شَرَفًا اَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا اَوْ لَقِيْتَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ رَافِعًا صَوْتَكَ بِلَا جُهْدٍ مُضِرٍّ وَاِذَا وَصَلْتَ اِلَى مَكَّةَ يَسْتَحِبُّ اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَدْخُلَهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلّٰى لِتَكُوْنَ مُسْتَقْبِلًا فِي دُخُوْلِكَ بَابَ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ تَعْظِيْمًا وَيَسْتَحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ مُلَبِّيًا فِي دُخُوْلِكَ حَتّٰى تَاْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُلَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّهٗ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا رَافِعًا يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَضَعْهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلَا صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذٰلِكَ اِلَّا بِاِيْذَاءٍ تَرَكَهٗ وَمَسَّ الْحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طُفْ اٰخِذًا عَنْ يَمِيْنِكَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ مُضْطَبِعًا وَهُوَ اَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْاِبِطِ الْاَيْمَنِ وَتُلْقِيَ طَرَفَيْهِ عَلَى الْاَيْسَرِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيْهَا بِمَا شِئْتَ

ترجمہ

فصل افعالِ حج کی ترکیب کی کیفیت کے بیان میں

جب کوئی شخص حج میں داخل ہونیکا (حج کرنیکا) ارادہ کرے تو میقات سے

جیسے کہ رابغ (ایک میقات ہے) احرام باندھے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ غسل کرے یا وضو کرے اور غسل صفائی ستھرائی کے لئے ہوگا جو بمقابلہ وضو کے زیادہ پسندیدہ اور افضل ہے۔ چنانچہ حیض والی عورت بھی غسل کرے گی (اور ایسے ہی) اگر نقصان نہ دے تو نفاس والی عورت کو بھی غسل کرنا چاہیئے، اور مستحب ہے کہ پوری صفائی اس طرح کرے کہ ناخن اور مونچھ تراشے، بغل کے بال صاف کرے اور حلق عانہ (موئے زیر ناف) صاف کرے اور اپنی اہل (زوجہ) سے جماع کرے اور تیل لگائے اگرچہ خوشبو دار تیل ہو، غرض کہ پوری صفائی کرنا مستحب ہے۔ اور مرد ایک تہبند اور چادر پہنے گا جو دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے، اور نئے سفید رنگ کے بہتر ہیں اور چادر میں نہ گھنڈی لگائے نہ اس کو باندھے اور نہ اس کو پھاڑ کر گلے میں ڈالے پس اگر کرلیا تو مکروہ ہوگا۔ باقی کچھ (فدیہ) واجب نہ ہوگا۔ (اور اے مشتاق حج، یا طالب عمرہ) خوشبو لگا، اور دو رکعت نماز پڑھ اور اس کے بعد کہہ "اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی"، (اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں خداوندا تو اس کو میرے لئے آسان کردے اور قبول فرما) اور نماز کے بعد تلبیہ کہو اس حالت میں کہ اس تلبیہ سے حج کی نیت کر رہے ہو۔ تلبیہ یہ ہے: "لَبَّیْکَ اَللّٰھم لبیکَ لَاشریکَ لکَ لبیکَ اِنَّ الحمدَ وَالنعمۃَ وَالملکَ لکَ لَاشریکَ لکَ" (حاضر ہوتا ہوں میں اے اللہ میں حاضر ہوتا ہوں، نہیں کوئی تیرا شریک، حاضر ہوتا ہوں میں بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں)۔ ان الفاظ میں سے کوئی لفظ کم نہ کر۔ کمی مکروہ ہے۔ اور ان میں بڑھالے (ان کلمات کو) "لبیکَ وَسَعْدَیک والخیر کلہ لدیک لبیکَ والرَّغبیٰ الیکَ" (حاضر ہوتا ہوں میں اور موافقت کرتا ہوں تیری اے خداوند عالم تمام بہترائی تیرے قبضہ میں ہے اور تمام آرزو اور تمنا تیری طرف ہے) اور بڑھانا مسنون ہے اب جب آپ نے نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہہ لیا تو آپ مُحْرِم ہوگئے پس لازم ہے کہ رفث یعنی جماع سے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ رفث کے معنیٰ ہیں عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر کرنا، اور فحش کلام کرنا اور فسوق اور گناہوں سے اور دوستوں اور ساتھیوں اور نوکر، خدمتگاروں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے اور جنگل سے شکار مارنے سے اور جنگل کے شکار کیطرف اشارہ کرنے سے اور اس کی اطلاع اور خبر دینے سے (اسکی جگہ بتانے سے) اور سلے ہوئے کپڑے پہننے، عمامہ باندھنے، موزہ پہننے، سر اور چہرہ ڈھانکنے، اور خوشبو لگانے، سر اور بالوں کے منڈوانے سے آپ احتراز کریں۔ اور غسل کرنا خیمہ اور کجاوہ وغیرہ کے سائے میں رہنا اور همیانی کا کمر میں باندھنا جائز ہے اور جس وقت بھی آپ

نماز پڑھیں یا بلندی پر چڑھیں یا کسی پست زمین میں اتریں یا کسی قافلہ سے ملیں، اور تمام صبح کے اوقات میں تلبیہ کو کثرت سے پڑھیں اس صورت سے کہ آپ آواز کو بلند کرتے ہوئے ہوں مگر چیخنے میں کوئی مشقت نقصان مت کرو، اور جب آپ مکہ مکرمہ پہونچیں تو مستحب ہے کہ پہلے غسل کریں اور پھر مکہ میں باب معلیٰ سے داخل ہوں تاکہ تعظیم کے لحاظ سے داخل ہوتے وقت بھی آپ بیت اللہ شریف کے دروازے کا استقبال کرتے رہیں (یعنی اس جانب کو آپ کا رخ رہے)، اور یہ بھی مستحب ہے کہ آپ داخل ہوتے وقت برابر تلبیہ کہتے رہیں یہاں تک کہ آپ باب سلام پر آئیں، پس آپ باب سلام سے مسجد حرام میں داخل ہوں اس حالت میں کہ آپ عاجزی کرتے ہوئے ہوں خشوع اور خضوع کرتے ہوئے ہوں، لبیک لبیک پکار رہے ہوں اور اس مکان کی عظمت اور جلال کا دل میں پورے طور سے لحاظ رکھتے ہوئے ہوں کبھی اللہ اکبر کہتے ہوں اور کبھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوں، کبھی مہبط وحی ہادی صادق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے ہوں۔ اور جو آپ کے سامنے آئے اور آپ سے مزاحم ہو اس کے ساتھ نرمی کرتے ہوئے اور جو چیز محبوب ہو اس کی دعاء مانگتے ہوئے کیونکہ بیت مکرم کی زیارت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ حجر اسود کا استقبال کریں، اس کے سامنے آئیں، اس کی جانب رخ کرکے کھڑے ہوں اس حالت میں کہ آپ تکبیر کہتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کہہ رہے ہوں اپنے ہاتھوں کو اٹھا رہے ہوں جیساکہ دونوں ہاتھوں کو نماز میں اٹھایا کرتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر رکھئے اور حجر اسود کو بغیر آواز کے بوسہ دیجئے۔ پس جو شخص ایذاء اور دوسرے کو تکلیف دیئے بغیر اس سے یعنی حجر اسود کو بوسہ دینے سے عاجز ہو وہ بوسہ کو چھوڑ دے اور بوسہ کے بجائے حجر اسود کو کسی چیز سے چھو دے اور اس کو بوسہ دیدے یا دور ہی سے اس کی طرف اشارہ کرے اس حالت میں کہ تکبیر کہتا ہوا ہو، لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا ہو، حمد پڑھتا ہوا ہو اور نبیؐ پر درود شریف پڑھتا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپ طواف کریں اس صورت سے کہ اپنی داہنی جانب سے یعنی کعبہ کے اس حصہ سے جو دروازے سے ملا ہوا ہوا اضطباع کی صورت میں طواف شروع کریں۔ اور اضطباع یہ ہے کہ آپ چادر کو داہنی بغل کے نیچے کرلیں اور اس کے دونوں پلوں کو بائیں مونڈھے پر ڈالیں (اس طرح) سات چکر خانۂ کعبہ کے گرد لگائیں جو ایک طواف ہوگا دراں حالیکہ آپ جو چاہتے ہوں اس کی دعا کر رہے ہوں۔

توضیح مصنفؒ اس میں اولاً و آخراً بالتفصیل افعال حج کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔

کراعِ غمیم: حرمین کے قریب ایک وادی کا نام ہے اور بحر سے قریب ہے اور جحفہ سے کچھ پہلے ہے بائیں جانب اس شخص کے جو مکہ کی طرف کو جانیوالا ہے۔

تطیّب: خواہ احرام حج کا ہو یا عمرہ کا، اگر اس کے پاس موجود نہیں تو پھر مانگ کر نہ لگائے کیونکہ یہ سننِ زوائد میں سے ہے

وَصَلِّ: ان دو رکعتوں کا ارادہ کرنا مستحب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ سنت ہے، شرط یہ ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو۔ چنانچہ حضورؐ سے ثابت ہے۔ حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ آپ نے احرام کے وقت ذوالحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی ہے۔

(فائدہ) اگر فرض نماز ادا کرنی ہے اسی وقت میں، تو یہ بھی کافی ہے۔

تنوی الخ: صاحب النہر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے کہ اس دعاء (اللّٰہم انی الخ) سے نیتِ حج حاصل نہیں کیونکہ نیت ایک دوسرا امر ہے جو کہ قصد اور ارادہ کے بعد ہوتی ہے اور نیت کے معنیٰ ہیں کسی شئ پر عزم کرنا۔

فقد احرمت: یعنی جب نیت بالحج کے ساتھ تلبیہ پڑھا تو اب محرم ہوگیا، یعنی اب تم نے احرام باندھ لیا اور بہت سی حلال و مباح اشیاء حرام ہوگئیں اور ان کا ترک کرنا لازم ہوگیا۔

(فائدہ) اور جس کی نیت کی ہوگی یعنی اگر فقط عمرہ کی نیت کی ہے تو عمرہ کا احرام ہوگا اور اگر حج اور عمرہ دونوں کی نیت کی ہے تو دونوں کا احرام ہوگا۔

وَطُفْ وَرَاءَ الْحَطِيْمِ وَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِبَ الطَّوَافِ فَارْمُلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْأَشْوَاطِ الْأُوَلِ وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَزِّ الْكَتِفَيْنِ كَالْمُبَارِزِ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَإِنْ زَحَمَهُ النَّاسُ وَقَفَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتّٰى يُقِيْمَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُوْنِ بِخِلَافِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِأَنَّ لَهُ بَدَلًا وَهُوَ اسْتِقْبَالُهُ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ وَبِرَكْعَتَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَادَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهٰذَا طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ

2

لِلْآفَاقِيِّ ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُوْمُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرَى الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلُهٗ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوْطَتَيْنِ ثُمَّ تَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلٰى هِيْنَتِهٖ فَإِذَا وَصَلَ بَطْنَ الْوَادِيْ سَعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَثِيْثًا فَإِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِيْ مَشٰى عَلٰى هِيْنَتِهٖ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا بَاسِطًا يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهٰذَا شَوْطٌ ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدَ الصَّفَا فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَتِهٖ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ أَوَّلًا وَهٰذَا شَوْطَانِ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ مُحْرِمًا وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهٗ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ نَفْلًا لِلْآفَاقِيِّ فَإِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِي الْحِجَّةِ تَأَهَّبَ لِلْخُرُوْجِ إِلٰى مِنًى فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنًى وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِيْ أَحْوَالِهٖ كُلِّهَا إِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنًى إِلٰى أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ إِلٰى عَرَفَاتٍ فَيُقِيْمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَأْتِيْ مَسْجِدَ نَمِرَةَ فَيُصَلِّيْ مَعَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُصَلِّي الْفَرْضَيْنِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْإِحْرَامِ وَالْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِنَافِلَةٍ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْ

الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ صَلَّى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِي وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ فَإِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَاتٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَيَغْتَسِلُ بَعْدَ الزَّوَالِ فِي عَرَفَاتٍ لِلْوُقُوفِ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا مَادًّا يَدَيْهِ كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ وَيَجْتَهِدُ عَلَى أَنْ يَخْرُجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطَرَاتٌ مِنَ الدَّمْعِ فَإِنَّهُ دَلِيلُ الْقُبُولِ وَيُلِحُّ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُوَّةِ رَجَاءِ الْإِجَابَةِ وَلَا يُقَصِّرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ إِذْ لَا يُمْكِنُهُ تَدَارُكُهُ سِيَّمَا إِذَا كَانَ مِنَ الْآفَاقِ وَالْوُقُوفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْضَلُ وَالْقَائِمُ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الْقَاعِدِ فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ عَلَى هِينَتِهِمْ وَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يُسْرِعُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَدًا وَيَتَحَرَّزُ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ الْاشْتِدَادِ فِي السَّيْرِ وَالْازْدِحَامِ وَالْإِيذَاءِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ حَتّٰى يَأْتِيَ مُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَيَرْتَفِعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِي تَوْسِعَةً لِلْمَارِّينَ وَيُصَلِّي بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَاغَلَ أَعَادَ الْإِقَامَةَ وَلَمْ تَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيقِ الْمُزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ إِعَادَتُهَا مَا لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ.

ترجمہ اور احاطۂ حطیم کے باہر طواف کریں اور اگر آپ کا ارادہ یہ بھی ہے کہ طواف کے بعد اورمروہ کے درمیان سعی بھی کریں تو اس (طواف) کے پہلے تین شوطوں میں رمل بھی کرلیں۔ اور رمل کے معنے یہ ہیں تیزی کے ساتھ مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنا جیسے کہ (میدان جنگ میں) صفوں کے بیچ میں وہ شخص اکڑ کر چلتا ہے جو مقابلہ کیلئے

نکلا ہے پس اگر اس کے سامنے لوگوں کی بھیڑ ہو جائے تو ٹھہر جائے پھر جب رمل کر سکنے کی کشادگی پائے تو رمل کرلے کیونکہ رمل کرنا ضروری ہے (بس) اتنی دیر ٹھہر جائے کہ وجہ مسنون پر رمل کرلے بخلاف حجر اسود کو چومنے کے کیونکہ اس کے لئے ایک عوض اور بدلہ شریعت میں مقرر ہے اور وہ (عوض) استقبال ہے یعنی اس کی طرف رُخ کرکے کھڑا ہونا اور جب بھی حجر اسود پر گذرے اسکو بوسہ دے اور بوسہ کے ساتھ ہی طواف کو ختم کرلے اور (نیز) دو رکعتوں کے ساتھ طواف کو ختم کرے (یعنی طواف کے بعد دو رکعت واجب ہیں) مقامِ ابراہیم میں یا جہاں بھی مسجدِ حرام میں آسان ہو پھر لوٹے اور (واپس آکر) حجر اسود کو بوسہ دے اس طواف کا نام طوافِ قدوم ہے اور وہ (یعنی طوافِ قدوم) آفاقی کے لئے (یعنی جو مکہ مکرمہ میں نہیں رہتے) مسنون ہے۔ پھر صفا کیطرف چلے پس اس پر چڑھے اور کھڑا ہو اس حال میں کہ تکبیر کہتا ہوا، لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا ہو، تلبیہ کہتا ہوا ہو، درود شریف پڑھتا ہوا ہو، دعا کہتا ہوا ہو، اور اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اس صورت سے کہ دونوں پھیلے ہوئے ہوں پھر (وہاں سے) اتر کر مروہ کیطرف سکون اور اطمینان کے ساتھ چلے، پس جب بطنِ وادی میں پہونچے تو میلین اخضرین کے درمیان دوڑے تیزی کے ساتھ پھر جب بطنِ وادی سے گذر جائے تو سکون سے چلے یہاں تک کہ مروہ پر آئے پس مروہ پر چڑھے اور جیسا کہ صفا پر کیا تھا یہاں بھی کرے یعنی بیت اللہ کیطرف منھ کرکے کھڑا ہو، تکبیر کہتا ہوا، لا الٰہ الا اللہ اور تلبیہ کہتا ہوا، درود شریف پڑھتا ہوا، دعا مانگتا ہوا اس صورت سے کہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلائے ہوئے ہو۔ اور یہ ایک شوط ہے، پھر صفا پر جانے کے ارادہ سے لوٹے اور جب میلین اخضرین پر پہونچے تو دوڑے پھر اطمینان اور سکون سے چلے حتیٰ کہ صفا پر آئے، پھر اس پر چڑھ جائے اور جیسا کہ پہلی مرتبہ کیا تھا اس مرتبہ بھی کرے، یہ شوط ثانی ہوا، پس اس طرح سات شوط کرے (شوطوں کے اس سلسلہ کو صفا سے شروع کریگا اور مروہ پر ختم کریگا۔ اور ان ساتوں شوطوں میں سے ہر ایک شوط میں بطنِ وادی میں سعی کریگا اس کے بعد مکہ مکرمہ میں آکر احرام باندھے ہوئے ٹھہرا رہے اور جب اس کی طبیعت چاہے بیت اللہ کا طواف کرے، اور آفاقی کے لئے طواف کرنا نفل نماز سے افضل ہے پھر جب مکہ میں آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی صبح کی نماز ادا کرلے تو منیٰ کیطرف چلنے کی تیاری کرے چنانچہ آفتاب نکل آنے کے بعد مکہ معظمہ سے روانہ ہو، اور مستحب یہ ہے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور تلبیہ (تمام حالتوں میں کرتا رہے) ترک نہ کرے ہاں طواف میں (تلبیہ نہ کرے) اور (ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھنے کے بعد) منیٰ میں ٹھہرا رہے۔

یہاں تک کہ صبح کی نماز (یعنی نویں تاریخ ذی الحجہ صبح کی نماز) منیٰ میں اندھیرے ہی میں پڑھ لے اور مسجد خیف کے قریب آکر اتر جائے، پھر طلوعِ آفتاب کے بعد عرفات جائے اور عرفات میں قیام کرے پھر جب آفتاب ڈھل جائے تو مسجد نمرہ میں آئے امام اعظم کے ساتھ یا اس کے نائب کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے بعد اس کے کہ امام دو خطبہ پڑھے (یعنی اول دو خطبے پڑھے اس کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ساتھ ساتھ پڑھائے)، ان دونوں خطبوں کے درمیان امام کو بیٹھنا ہوگا اور دونوں فرض ظہر اور عصر کو ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ پڑھائے اور ظہر اور عصر کے درمیان جمع کرنے کے لئے دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) احرام (۲) امام اعظم۔ اور ان دونوں نمازوں کے درمیان نفل نماز پڑھکر فاصلہ نہ کر دے (یعنی نفل نہ پڑھے)، اور اگر امام اعظم کو نہ پائے یعنی بادشاہ یا اس کا نائب موجود نہ ہو، یا وہ پہلے پڑھ چکا ہے تو ہر ایک نماز کو اس کے معتاد اور مقررہ وقت میں پڑھ لے جس طرح کہ ہمیشہ پڑھا کرتا تھا، پس جب امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے تو پھر موقف (ٹھہرنے کی جگہ) میں آئے اور تمام عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر (صرف) بطن عرنہ مستثنیٰ ہے۔

اور زوال کے بعد عرفات میں ٹھہرنے کا غسل کرے (یہ مستحب ہے)، اور جبل رحمت کے پاس ٹھہرے اس حال میں کہ استقبال کئے ہوئے ہو یعنی خانۂ کعبہ کیطرف منھ کئے ہوئے ہو، تکبیر کہہ رہا ہو، کبھی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا ہو، کبھی تلبیہ پڑھتا ہوا ہو، کبھی دعاء مانگتا ہوا ہو۔

اس صورت سے کہ کھانا مانگنے والے کیطرح دونوں ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہو اور اپنے ماں باپ اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے دعا مانگنے میں پوری کوشش اور توجہ کرے اور اس بات کی بھی کوشش کرے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نکلیں کیوں کہ یہ قبول ہونے کی دلیل (علامت) ہے اور دعا کرنے میں ملح بن جائے (پورا اصرار کرے) اجابت یعنی قبولیت کی قوی امید کے ساتھ، اور اس دن کوتاہی نہ کرے کیونکہ پھر اس کے لئے تدارک اور اس کا عوض ملنا ناممکن ہے خصوصاً جب کہ مکہ کے علاوہ دیگر آفاق کا کوئی شخص رہنے والا ہو اور سواری پر ٹھہرنا افضل ہے، اور زمین پر کھڑا ہونیوالا شخص بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام واپس لوٹے اور اس کے ساتھ تمام آدمی سکون اور اطمینان و نرمی کے ساتھ ہوں، پھر جب کشادگی کو پائے تو تیز چلے بغیر اس کے کہ کسی کو تکلیف دے، اور ان باتوں سے بچے جو جاہل لوگ کیا کرتے ہیں یعنی چلنے میں تیزی کرنا (دوڑنا) اور دھکم دھکا کرنا اور تکلیف دینا کیونکہ یہ حرام ہے (الحاصل امام عرفات سے تمام لوگوں کے ہمراہ واپس ہو)، حتیٰ کہ مزدلفہ میں واپس آئے پس جبلِ

قزح کے پاس آکر اترے، اور بطن وادی سے کچھ اوپر کی جانب ٹھہرے گذرنیوالوں کے لئے کشادگی کرنے کے خیال سے۔ اور یہیں مزدلفہ میں مغرب کی نماز ایک اذان اور ایک تکبیر سے ادا کریں اور اگر دونوں نمازوں (مغرب اور عشاء) کے درمیان نفل پڑھ لے یا کسی اور مشغلہ میں) مشغول ہو جائے تو تکبیر کو دوبارہ پڑھے۔ اور مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں (اور اگر کسی شخص نے پڑھ لی ہے) تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب ہے جب تک کہ صبح صادق طلوع نہ ہو۔

توضیح

وَرَاءَ الحطیم: حطیم ایک مقام کا نام ہے جو کہ جانب غرب میں واقع ہے، اس کے اور بیت اللہ کے درمیان کشادگی ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بیتُ اللہ کی عمارت سے باہر ہے، البتہ حرم میں شامل ہے یعنی چھ ذراع بیتُ اللہ کا حصہ ہے۔

ویستلم الحجرَ الخ: یعنی ایک طواف میں آٹھ مرتبہ حجراسود کو بوسہ دیا جائے گا، نیز طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے، اور اس کے بعد حجراسود کے نزدیک دعاء مانگنا مستحب ہے اور وہ دعاء یہ ہے "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَایُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَاکَتَبْتَ عَلَیَّ وَالرِّضَا بِمَا قَسَمْتَ۔

اَدْنٰی الخ: یعنی بطن وادی جو پہاڑوں کے نیچے ہموار زمین ہے جس میں پہاڑوں کا پانی آکر گرتا ہے وادی کہلاتا ہے اور بطن درمیانی حصہ، لہٰذا بطن وادی کے معنٰی ہوئے وادی کا درمیانی حصہ۔

مَیلین الخ: میل یعنی کھمبا، جتنے حصہ میں دوڑنا چاہئے اس کے کنارے پر سبز رنگ کے کھمبے ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔

فِی کُلِّ شوطٍ: یہ واضح رہے کہ صفا سے مروہ تک جانے کا نام ایک شوط ہوگا۔ احنافؒ کے یہاں اسی کا نام شوط ہے، اور شوافع کے خیال میں صفا سے مروہ اور پھر مروہ سے صفا واپس ہونا ایک شوط ہے۔ شوافع کے خیال کے مطابق جہاں سے شوط شروع ہوگا وہیں آکر ختم ہوگا اور جب یہ شوط صفا سے شروع ہوتے ہیں تو صفا پر ہی ختم ہوں گے لیکن مسلکِ احناف کے مطابق صفا سے شروع کرکے ساتویں مرتبہ وہ مروہ پر ہوگا جب یہ سعی کا سلسلہ ختم ہوگا۔

محرمًا: یعنی جب تک افعال کو پورا نہ کردے اسوقت تک محرم کیلئے حلال ہونا جائز نہیں۔

والعصر: یعنی نمازِ ظہر کے بعد متصلاً نمازِ عصر پڑھنے کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہر کے بعد کی سنتوں کو نہیں پڑھا جائے گا اور یہی قول افضل و اعلیٰ ہے۔ اور ان کے درمیان نوافل وغیرہ نہ پڑھے، اور اگر پڑھ لیا تو نمازِ عصر کے لئے اذان کا اعادہ کرنا ہوگا اس لئے کہ دونوں کے درمیان یہ ایک ایسا فعل ہوگا جس سے دوسرے فعل میں مشغول ہوجاتا ہے

الاحرام: احرام سے مراد احرام حج ہے، اگر احرام عمرہ ہوتا تو صحیح نہیں، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ظہر سے پہلے احرام باندھے ہوئے ہو، اگر ظہر کے بعد احرام باندھے گا تو جائز نہ ہوگا۔

الاجابۃ: یعنی دعا کرنے میں قبولیت کا یقین رکھنا بھی ضروری ہے، ناامیدی ناجائز ہے

مالم یطلع الفجر: یعنی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مغرب کی نماز یہ نہیں لوٹا سکتا کیونکہ اصل میں پڑھ چکا ہے۔ یہ علیحدہ حکم ہے کہ اس وقت نہیں پڑھنی چاہیئے تھی اور خلاف کرنے کی صورت میں لوٹانا واجب تھا کیونکہ اسی روز مغرب کا وقت گویا عشاء کا وقت ہوگیا ہے، اور جب تک عشاء کا وقت ہے لوٹا لے گا اور اس کے بعد اصل ادائیگی کا اعتبار کیا جائے گا۔

وَيُسَنُّ الْمَبِيْتُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ وَيَقِفُ مُجْتَهِدًا فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُّتِمَّ مُرَادَهُ وَسُؤَالَهُ فِي هٰذَا الْمَوْقِفِ كَمَا أَتَمَّهُ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَسْفَرَ جِدًّا أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَيَأْتِي إِلٰى مِنٰى وَيَنْزِلُ بِهَا ثُمَّ يَأْتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مِثْلَ حَصَى الْخَزِفِ وَيُسْتَحَبُّ أَخْذُ الْجِمَارِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَوْ مِنَ الطَّرِيْقِ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِيْ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَيُكْرَهُ الرَّمْيُ مِنْ أَعْلَى الْعَقَبَةِ لِإِيْذَائِهِ النَّاسَ وَيَلْتَقِطُهَا اِلْتِقَاطًا وَلَا يَكْسِرُ حَجَرًا جِمَارًا وَيَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَإِنَّهَا يُقَامُ بِهَا قُرْبَةٌ وَلَوْ رَمٰى بِنَجِسَةٍ

أَجْزَأَهُ وَكُرِهَ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ أَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيْهَا وَكَيْفِيَّةُ الرَّمْيِ أَنْ يَأْخُذَ الْحَصَاةَ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ وَسَبَّابَتِهِ فِي الْأَصَحِّ لِأَنَّهُ أَيْسَرُ وَأَكْثَرُ إِهَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالْمَسْنُوْنُ الرَّمْيُ بِالْيَدِ الْيُمْنٰى وَيَضَعُ الْحَصَاةَ عَلٰى ظَهْرِ إِبْهَامِهِ وَيَسْتَعِيْنُ بِالْمُسَبِّحَةِ وَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّامِيْ وَمَوْضِعِ السُّقُوْطِ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ وَلَوْ وَقَعَتْ عَلٰى رَجُلٍ أَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ أَعَادَهَا وَإِنْ سَقَطَتْ عَلٰى سُنَنِهَا ذٰلِكَ أَجْزَأَهُ وَكَبَّرَ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ إِنْ أَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ أَوْ يُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ وَيَكْفِيْ فِيْهِ رُبُعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيْرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُوْسِ شَعْرِهِ مِقْدَارَ الْأَنْمُلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَأْتِيْ مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ أَوْ مِنَ الْغَدِ أَوْ بَعْدَهُ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ وَأَفْضَلُ هٰذِهِ الْأَيَّامِ أَوَّلُهَا وَإِنْ أَخَّرَهُ عَنْهَا لَزِمَهُ شَاةٌ لِتَأْخِيْرِ الْوَاجِبِ ثُمَّ يَعُوْدُ إِلٰى مِنًى فَيُقِيْمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ يَبْدَأُ بِالْجَمْرَةِ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مَاشِيًا يُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا بِمَا أَحَبَّ حَامِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ يَرْمِي الثَّانِيَةَ الَّتِيْ تَلِيْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ رَاكِبًا وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَإِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ بَعْدَ الزَّوَالِ كَذٰلِكَ وَإِذَا

اَرَادَ اَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرَ اِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَاِنْ اَقَامَ اِلَى الْغُرُوْبِ كُرِهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَاِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ بِمِنًى فِي الرَّابِعِ لَزِمَهُ الرَّمْيُ وَجَازَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَالْاَفْضَلُ بَعْدَهٗ وَكُرِهَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَكُلُّ رَمْيٍ بَعْدَهٗ رَمْيٌ تَرْمِيْهِ مَاشِيًا لِتَدْعُوَ بَعْدَهٗ وَاِلَّا رَاكِبًا لِتَذْهَبَ عَقِبَهٗ بِلَا دُعَاءٍ وَكُرِهَ الْمَبِيْتُ بِغَيْرِ مِنًى لَيَالِيَ الرَّمْيِ ثُمَّ اِذَا رَحَلَ اِلٰى مَكَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ بِلَا رَمَلٍ وَسَعْيٍ اِنْ قَدَّمَهُمَا وَهٰذَا طَوَافُ الْوَدَاعِ وَيُسَمّٰى اَيْضًا طَوَافَ الصَّدْرِ وَهٰذَا وَاجِبٌ اِلَّا عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ اَقَامَ بِهَا وَيُصَلِّيْ بَعْدَهٗ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَيَسْتَخْرِجُ الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهٖ اِنْ قَدَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ فِيْهِ مِرَارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهٗ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ اِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلٰى جَسَدِهٖ اِنْ تَيَسَّرَ وَاِلَّا يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ وَرَاْسَهٗ وَيَنْوِيْ بِشُرْبِهٖ مَا شَاءَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِذَا شَرِبَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءُ زَمْزَمَ مَا شُرِبَ لَهٗ وَيُسْتَحَبُّ بَعْدَ شُرْبِهٖ اَنْ يَّأْتِيَ بَابَ الْكَعْبَةِ وَيُقَبِّلَ الْعَتَبَةَ ثُمَّ يَأْتِيْ اِلَى الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَالْبَابِ فَيَضَعُ صَدْرَهٗ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ وَيَتَشَبَّثُ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ سَاعَةً يَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالدُّعَاءِ بِمَا اَحَبَّ مِنْ اُمُوْرِ الدَّارَيْنِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهٗ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لَهٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَلَا تَجْعَلْ

هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ إِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْمُلْتَزَمُ مِنَ الْأَمَاكِنِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيْهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعًا نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الْهُمَامِ عَنْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيْزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ (انتهى) وَالْجَمَرَاتُ تُرْمٰى فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٍ بَعْدَهٗ كَمَا تَقَدَّمَ وَذَكَرْنَا اِسْتِجَابَتَهٗ أَيْضًا عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ وَيُسْتَحَبُّ دُخُوْلُ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ الْمُبَارَكِ إِنْ لَمْ يُؤْذِ أَحَدًا وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهٖ قُرْبُ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلّٰى إِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ ثُمَّ يَأْتِي الْأَرْكَانَ فَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا شَاءَ وَيَلْزَمُ الْأَدَبَ مَا اسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِي بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَقُوْلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ أَنَّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِي جِدَارِ الْبَيْتِ بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ لَا أَصْلَ لَهَا وَالْمِسْمَارُ الَّذِي فِي وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهٗ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ أَحَدُهُمْ عَوْرَتَهٗ وَسُرَّتَهٗ وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعْلُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ

وَاِذَا اَرَادَ الْعَوْدَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَنْبَغِىْ اَنْ يَّنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهٖ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِىْ اِلٰى وَرَاءِهٖ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا اَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِىْ شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَالْمَرْاَۃُ فِىْ جَمِيْعِ اَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَاْسَهَا وَتَسْدُلُ عَلٰى وَجْهِهَا شَيْئًا تَحْتَهٗ عِيْدَانٌ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَسَّهٗ بِالْغِطَاءِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ وَلَا تَرْمُلُ وَلَا تُهَرْوِلُ فِى السَّعْىِ بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ بَلْ تَمْشِىْ عَلٰى هِيْنَتِهَا فِىْ جَمِيْعِ السَّعْىِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّرُ وَتَلْبَسُ الْمَخِيْطَ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِىْ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَهٰذَا تَمَامُ حَجِّ الْمُفْرِدِ وَهُوَ دُوْنَ الْمُتَمَتِّعِ فِى الْفَضْلِ وَالْقِرَانُ اَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ

ترجمہ اور مزدلفہ میں رات گذارنا مسنون ہے پھر جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا دے پھر امام اور اس کے ساتھ سب لوگ ٹھہرے رہیں اور تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسّر، اور اپنی دعا میں انتہائی کوشش اور توجہ کرتا ہوا ٹھہرا رہے اور اللہ سے دعا مانگے کہ اس کی مراد کو، اسکی مانگ اور اس کے سوال کو اس جگہ میں اسی طرح پورا کردے جیسا کہ ہمارے آقا اور سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے انکی دعا پوری کی تھی، پھر جب خوب روشنی ہو جائے تو امام اور سب آدمی آفتاب نکلنے سے پہلے روانہ ہو جائیں، پس امام لوگوں کے ساتھ منیٰ میں آئے اور منیٰ میں آکر اتر جائے پھر جمرۂ عقبہ پر آئے، کنکریاں پھینکے، بطن وادی میں کھڑے ہو کر سات کنکریاں پھینکے وہ کنکریاں گھڑے کی ٹھیکری کی کنکریاں جیسی ہوں اور کنکریوں کا مزدلفہ سے یا راستہ سے لے لینا مستحب ہے اور جو جمرہ کے پاس پڑی ہوئی ہوں ان میں سے اٹھانا مکروہ ہے اور جمرۂ عقبہ کے اوپر کی جانب سے رمی کرنا (پھینکنا) مکروہ ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو تکلیف پہونچے گی اور ان کو کہیں سے اٹھا لے اور صرف ان کنکریوں کے لئے کوئی پتھر نہ توڑے اور ان کو دھو لینا چاہیئے تاکہ انکی پاکی کا یقین

ہو جائے چونکہ ان سے ثواب کی چیز اور ایک عبادت ادا کی جاتی ہے اور اگر کوئی ناپاک کنکری پھینکدے تو وہ بھی کافی ہوگی مگر مکروہ ہے، اور تلبیہ کو اول ہی کنکری کے ساتھ ختم کردے یعنی جس وقت کہ اس کو پھینکے۔ اور رمی (یعنی پھینکنے کی صورت یہ ہے کہ کنکری انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے پھنگل سے پکڑے (اور پھینکدے) صحیح مذہب پر، کیونکہ یہ آسان ہے اور اس طرح پھینکنا شیطان کو ذلیل کرنے کے اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔ اور مسنون داہنے ہاتھ سے پھینکنا ہے۔ اور کنکری کو اپنے انگوٹھے کے پشت پر (یعنی ناخن کیجانب) رکھے۔ اور مسبحہ (شہادت کی انگلی) سے مدد لے (یعنی اس کو بھی لگالے)، اور پھینکنے والے اور گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے، اور اگر وہ کنکری کسی آدمی پر یا کسی کجاوے پر گر کر ٹھہر گئی تو اس کو لوٹا دینا (یعنی دوبارہ پھینکنا) ہوگا، اور اپنی اسی رفتار پر چلتے ہوئے گر گئی تو کافی ہے اور ہر ایک کنکری کے ساتھ تکبیر کہتا رہے پھر مفرد بالحج (یعنی جس شخص نے صرف حج کا ارادہ کیا ہے عمرہ کا نہیں) وہ اگر (مناسب سمجھے) محبوب رکھے تو ذبح کردے پھر حلق کرائے (یعنی سر منڈوائے) یا قصر کرائے، اور سر منڈوانا افضل اور بہتر ہے اور چوتھائی سر کا منڈوانا بھی کافی ہو جائے گا، اور تقصیر اور قصر کرانے کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بال کے سروں (یعنی پھنگلوں اور کناروں) سے انگلیوں کے پوروں کی مقدار کتروانا۔ اور اب عورتوں کے سوا تمام چیزیں (جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھیں) اس کے لئے حلال ہوگئیں، پھر اسی روز یا اگلے روز یا اس کے بعد مکہ میں آکر بیت اللہ کا طواف کرے (یعنی طوافِ زیارت) سات شوط (اور اب) اس کے لئے عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی،

اور ان دونوں میں افضل پہلا دن ہے اور اگر اس کو یعنی طوافِ زیارت کو مؤخر کرے ان دنوں سے تو ایک بکری اس پر لازم ہوگی واجب کے مؤخر کردینے کے باعث، پھر (طواف سے) فارغ ہو کر منیٰ کی طرف لوٹ کر آئے وہاں اقامت کرے، پھر جب ایام نحر کے دوسرے دن (یعنی ۱۱ر ذی الحجہ) کا آفتاب ڈھل جائے تو تینوں جمروں کی رمی کرے۔

وہ جمرہ جو مسجد خیف کے متصل ہے اس سے شروع کرے پس اس پر سات کنکریوں سے رمی کرے اس حالت میں کہ وہ پاپیادہ ہو، ہر ایک کنکری کے ساتھ تکبیر کہتا ہوا ہو پھر اس کے پاس ٹھہر جائے اس صورت سے کہ جو چیز اس کو محبوب ہو اس کی دعا مانگتا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوا ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوا ہو اور اپنے ہاتھوں کو دعا میں اٹھائے اور والدین اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت کی دعا مانگے، اس کے بعد اسی طرح دوسرے (جمرہ) کی رمی کرے جو اس سے پہلے جمرہ سے متصل ہے۔

اور اس کے نزدیک (بھی) دعا مانگتا ہوا ٹھہرا رہے، اس کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی کرے اس حال میں کہ وہ سوار ہو اور اس کے نزدیک نہ ٹھہرے، پھر جب ایام نحر کا تیسرا روز ہو (یعنی ۱۲ ذی الحجہ) تو تینوں جمروں کی زوال کے بعد اسی طرح رمی کرے، اور جب ارادہ کرے کہ جلدی سے روانہ ہو جائے تو مکہ کی طرف غروب شمس سے پہلے ہی کوچ کرلے اور اگر آفتاب غروب ہونے تک کوچ نہیں کیا ٹھہرا رہا تو اب کوچ کرنا مکروہ ہو جائے گا اور اس پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اس حالت میں صبح صادق ہو جائے کہ وہ ابھی تک منیٰ ہی میں ہے۔ (یعنی چوتھے دن صبح صادق کے وقت تک اگر منیٰ میں رہ جائے) تو اس پر رمی کرنا لازم ہوگا (اور اس روز) زوال سے پہلے رمی کرنا بھی جائز ہے اور زوال کے بعد افضل ہے۔ اور آفتاب نکلنے سے پہلے مکروہ ہے، اور ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہو (یعنی پہلے اور دوسرے جمرے کی رمی) اس کو پاپیادہ ادا کرے تاکہ اس کے بعد دعا مانگ سکے، ورنہ اس کے بعد تیسرے جمرے کی رمی سوار ہو کر کرے تاکہ اس کے بعد فوراً ہی چلا جائے بغیر دعا مانگے ہوئے اور رمی کی راتوں میں منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنا مکروہ ہے، پھر جب مکہ کی طرف کوچ کرے تو تھوڑی دیر کے لئے محصّب میں اترے پھر مکہ میں داخل ہو اور بیت اللہ کا طواف سات شوط یعنی سات چکر کرلے بغیر رمل اور بغیر سعی کے، اگر ان کو پہلے کرچکا ہے۔ اور اس طواف کا نام طوافِ وداع ہے اور اس کو طوافِ صدر بھی کہتے ہیں اور یہ طواف واجب ہے مگر مکہ والوں پر اور ان لوگوں پر جو مکہ میں قیام کئے ہوئے ہیں، اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے پھر چاہِ زمزم پر آئے اور اس کا پانی پیئے اور اس سے خود پانی نکالے (اگر ممکن ہو) اور بیت اللہ کیطرف منہ کرے اور خوب سیر ہو کر پیٹ بھر کر اس سے پانی پیئے اس کو پیتے ہوئے چند مرتبہ سانس لے یعنی نئے سانس کرکے پیئے، اور ہر مرتبہ اپنی نظر بیت اللہ کی طرف اٹھاکر دیکھتا رہے اور اپنے بدن پر بھی (آب زمزم) ڈال لے اگر میسر ہو، ورنہ اپنے چہرے اور سر پر مسح کرلے (یعنی آب زمزم سے بھیگے ہوئے ہاتھ چہرے اور سر پر پھیرے) اور اسکے پینے کے وقت جس مراد اور مقصد کی چاہے تمنا کرے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب (آب زمزم) پیا کرتے تو کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور وسیع اور فراخ رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

اور حضور اقدس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ یعنی زمزم کا پانی اسی مقصد کے لئے ہے جس کے ارادے سے پیا جائے" اور اس کے

پینے کے بعد مستحب ہے کہ کعبہ مکرمہ کے دروازہ پر آئے اور آستانۂ خانۂ کعبہ کو بوسہ دے پھر ملتزم پر آئے۔ اور ملتزم وہ حصہ ہے جو حجر اسود اور خانہ کعبۂ مکرمہ کے درمیان ہے، پردوں کو تھوڑی دیر کے لئے پکڑے اور اللہ تعالےٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہوا تضرع کرتا ہوا، دین و دنیا کے کاموں میں سے اس مقصود کی دعا مانگے جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور کہے۔

(ترجمہ) اے اللہ! تیرا یہ مکان ہے جس کو تو نے مبارک ا، تمام عالموں اور جہانوں کے لئے ہدایت بنایا ہے، اے اللہ! جیسے تو نے مجھے اس خانۂ مبارک کی راہ دکھائی ہے اور یہاں تک پہونچا دیا ہے (اے خدا) اب قبول بھی فرمالے اور اپنے بیت مبارک سے میری اس ملاقات کو آخری ملاقات مت بنا اور مجھ کو دوبارہ آنے کی رزق یعنی توفیق عطا فرما حتیٰ کہ اپنی رحمت کے صدقہ تو میرے سے راضی ہوجا اے ارحم الراحمین۔

اور ملتزم مکہ مکرمہ کی ان جگہوں میں سے ہے جن میں توبہ قبول ہوتی ہے اور وہ پندرہ جگہیں ہیں جن کو حسن بصریؒ کے رسالہ سے کمال ابن ہمام رحمہ اللہ تعالےٰ نے نقل کیا ہے۔ ان کا قول یہ ہے (۱) طواف میں (۲) ملتزم کے پاس (۳) میزاب کے نیچے (۴) اور بیت خدا میں (۵) زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پیچھے (۷) صفا پر اور (۸) مروہ پر (۹) اور سعی میں (۱۰) اور عرفات میں (۱۱) اور منیٰ میں (۱۲) اور جمرۂ اولیٰ (۱۳) اور جمرۂ ثانیہ (۱۴) اور جمرۂ ثالثہ کی تمام رمیوں میں یعنی پہلے دن (دس تاریخ) اور دوسرے اور تیسرے اور (۱۵) چوتھے دن کی رمی اور جمرات کی رمی چار دن ہوتی ہے یوم نحر میں اور تین دن اس کے بعد جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے اور بیت اللہ پر نظر پڑنے کیوقت دعا کی قبولیت کا بھی ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور بیت اللہ میں داخل ہونا مستحب ہے، اگر کسی کو تکلیف نہ دے اور یہ مناسب ہے کہ بیت اللہ پر جاکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کا قصد کرے۔ اور وہ جگہ چہرہ کیطرف (منہ کے سامنے) ہوگی جس وقت کہ دروازہ کو کمر کے پیچھے کرکے اس جگہ پہونچ جائے کہ اس کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو اس کے منہ کے سامنے ہے تقریبًا تین گز کا فاصلہ رہ جائے (یعنی دروازہ کے سامنے کی دیوار سے تقریبًا تین گز دور) اس جگہ جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اور آپ کی پشت مبارک دروازے کی طرف اور چہرۂ مبارک سامنے کی دیوار کی طرف تھا۔ پھر نماز پڑھے۔ جب دیوار کیطرف رخ کرکے نماز پڑھ چکے تو اپنے رخسار کو اس (دیوار) پر رکھ دے اور اللہ سے استغفار کرے اور اللہ کی تعریف (حمد) کرے، پھر ارکان کے پاس آکر حمد و ثنا کرے اور لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے جس چیز کی خواہش ہو دعا کرے۔

اور اپنے ظاہر اور باطن سے جسقدر بھی ممکن ہو ادب اور تعظیم کا لحاظ رکھے، اور وہ سبز فرش جو کہ دو عمودوں کے درمیان ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ عروۂ وثقیٰ ہے اور عروۂ وثقیٰ ایک بلند جگہ ہے بیت اللہ کی دیوار میں یہ ایک اختراع کردہ گھڑی ہوئی بات ہے جو بالکل باطل ہے اور جس کی کوئی اصل نہیں۔ اور مسمار (کیل) جو بیت اللہ کے بیچ میں ہے جس کو سُرّۂ دنیا (یعنی دنیا کی ناف) کہتے ہیں اور جس پر لوگ شرم گاہ اور ناف کھول کر رکھتے ہیں، یہ ان لوگوں کا فعل ہے جن کے اندر ذرہ برابر عقل نہیں ہے علم تو کہاں سے ہوتا، ایسے ہی علامہ کمال نے کہا ہے۔ اور جب مکان واپس ہونے کا ارادہ کرے تو مناسب ہے کہ طواف وداع کے بعد اس طرح لوٹے کہ وہ پیچھے کی طرف چلتا ہوا ہو مگر اس کا چہرہ بیت اللہ کیطرف ہو وہ (واقعی) روتا ہوا ہو، ورنہ کم از کم رونے کی صورت بنائے ہوئے ہو، بیت اللہ کے فراق پر حسرت کرتا ہوا ہو، اسی طرح مسجد سے باہر نکلنے تک چلتا رہے اور مکہ مکرمہ سے واپسی کے وقت باب بنی شیبہ سے ہو کر ثنیہ سفلیٰ سے ہوتا ہوا نکلے۔ اور عورت تمام افعالِ حج میں مردوں کی طرح ہے (فرق صرف اتنا ہے) کہ عورت سر کو نہیں کھولے گی (اور وہ) قبہ کیطرح ہو جائے جو چہرہ کو نقاب سے چھونے نہ دے (بلکہ علیحدہ رکھے) اور تلبیہ کیوقت اپنی آواز کو بلند نہ کرے نہ (طواف کے دوران) اکڑ کر چلے اور نہ میلین اخضرین کے درمیان دوڑے بلکہ صفا اور مروہ کے درمیان کی سعی میں اطمینان اور وقار سے چلتی رہے اور سر منڈائے گی نہیں (بلکہ) کچھ بال کتروائے گی اور سلے ہوئے کپڑے پہنے اور حجر اسود کو چومنے کیوقت مردوں میں نہ گھسے۔

یہ حج مفرد کے بیان کا اختتام ہے۔ حج مفرد متمتع سے فضیلت میں کم ہوتا ہے اور (حج کی تیسری قسم یعنی) قرآن تمتع سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، اب قران اور تمتع کے احکام بیان کریں گے۔

توضیح

وسنّ المبیت: یعنی رات کا مزدلفہ میں گذارنا مسنون ہے اور رات کو جاگنا اور نمازیں پڑھنا مستحسن ہے نیز تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی اور دعا کا مانگنا افضل ہے۔

بغلس: یعنی نماز فجر کو اول وقت میں ادا کرنا مسنون ہے۔

فی دعائہ الخ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ هٰذَا الْمَوْقِفِ الشَّرِيْفِ وَارْزُقْنِيْ ذٰلِكَ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ اِلَّا رَحْمَتَكَ وَلَا اَبْتَغِيْ اِلَّا رِضَاكَ وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمُخْبِتِيْنَ وَالْمُتَّبِعِيْنَ لِاَمْرِكَ وَالْعَامِلِيْنَ بِفَرَائِضِكَ جَاءَ بِهَا كِتَابُكَ وَحَثَّ عَلَيْهَا رَسُوْلُكَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

الجمرۃ الخ الجمار: چھوٹا پتھر۔ رمی کے بارے میں چند امور قابل ذکر ہیں (۱) وقت رمی۔ یوم النحر اور اس کے بعد تین یوم (۲) رمی کس جگہ کیجاتی ہے۔ اس کا مقام بطن وادی ہے (۳) محل رمی کہ کس طرف کیجائے گی، یہ تین جمرات ہیں۔ جمرۂ عقبہ، مسجد خیف، اور جمرۂ وسطیٰ (۴) تعداد۔ ہر جمار کی رمی کے لئے سات کنکریاں ہوتی ہیں (۵) کسقدر بڑی ہوں۔ یہ چنے کے برابر ہوں (۶) رمی کس طرح کی جائے۔ چنانچہ اس کی ترکیب کتاب میں درج ہے اور بعض علماء اس کا دوسرا طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ انگوٹھے اور سبابہ انگلی کے اطراف سے پھینکے، مقدار متن میں ہے (۸) رامی کی صفت یہ کہ یا تو سوار ہو یا پیدل ہو (۹) کس جگہ کنکریاں گریں (۱۰) کس جگہ سے کنکریاں حاصل کیجائیں۔ یہ متن میں مذکورہ ہے (۱۱) رمی کس سے کی جائے۔ جو زمین کی جنس سے ہو (۱۲) اول یوم تو فقط جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے اور باقی ایام میں تمام کی۔

ویکرہ: کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جن کا حج قبول نہیں ہوتا انکی کنکریاں تو اسی جگہ پڑی رہتی ہیں اور جس کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

واکثر اھانۃ للشیطان: یعنی اس صورت میں شیطان کی زیادہ توہین ہے گویا یہ بھی گوارا نہیں کہ اس کام کے لئے پورا ہاتھ استعمال کیا جائے۔

وان سقطت الخ: بشرطیکہ جمرہ کے قریب گرے ورنہ کافی نہیں، اور تین ہاتھ کا فاصلہ جمرہ سے بعید ہے، اس سے کم فاصلہ جمرہ کے قریب مانا جائے گا۔ (طحطاوی)

المفرد الخ یعنی اسی پر ذبح کرنا واجب نہیں ہے۔ یہاں پر مفرد کی قید اس وجہ سے لگائی گئی ہے چونکہ قارن اور متمتع پر واجب ہے۔

والحلق: اور ہر ہر بال سے ایک چوتھی کے برابر (کاٹنا) واجب ہے۔

سبعۃ الخ: یعنی اس میں رمل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس طواف کے بعد سعی بین الصفا والمروہ ہوگی، اگر طواف قدوم میں رمل کرلیا ہو اور سعی بین الصفا والمروہ کی ہو، اور اگر طواف قدوم میں رمل اور اس کے بعد سعی نہ کی گئی تھی تو پھر اب دونوں امور انجام دیئے جائینگے۔

〈فائدہ〉 کیونکہ ان کا تکرار مشروع نہیں، طواف افاضہ کے بعد سعی کرنا اور اس میں رمل کرنا افضل ہے تاکہ یہ دونوں فرض کے تابع ہو جائیں۔

وحلت لہ النساء: یعنی مجامعت کر سکتا ہے۔

وان اخرہ الخ یعنی اگر اس طواف کو مؤخر کر دیا گیا اور تیرہ یا اس کے بعد کی تاریخ میں کیا تو مکروہ تحریمی ہے، اگر عذر سے ایسا ہوا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں مثلاً کوئی حائضہ ان ایام کے بعد پاک ہوئی ہے۔ اور دم واجب ہوگا۔ کم از کم ایک بکری ذبح کی جائیگی۔

فاذا کان الخ: یعنی جب کہ بارہ تاریخ کو زوالِ شمس ہو جائے تو پھر تینوں کی رمی کرے جیسا کہ دوسرے یوم یعنی گیارہ تاریخ میں کی گئی تھی۔

الآ علی الخ: یہ طواف آفاقی پر واجب ہے، لہٰذا اگر بغیر طواف کئے چلا گیا تو واپس آکر طواف کا کرنا ضروری ہے، اسی وقت تک جب تک کہ میقات سے تجاوز نہ کر جائے۔ مکی پر اور عمرہ کرنے والے پر یہ واجب نہیں ہے۔

وقال صلی اللہ علیہ وسلم الخ: یعنی جس مقصود کی نیت کروگے خدا اس میں کامیاب کر دیگا۔

ویستحب الخ: بیت اللہ شریف میں داخل ہونا مستحب ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دخول فی البیت ثابت ہے اور داخل ہوکر اللہ اکبر پڑھنا۔

متباکیا: اسم فاعل ہے، مصدر تباکی ہے جس کے معنٰے ہیں گریہ وزاری کرنا صورۃً یعنی رونے کی صورت بنالینا۔

لا تکشف: چہرہ کو کھلا رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے کسی شئ کو نہ چھوئے بلکہ دور رکھے۔

وتسدل: یہ سدل سے ماخوذ ہے جس کے معنٰے ہیں کپڑا لٹکانا، چھوڑنا، باب نصر سے۔

والقران افضل الخ: حاصل یہ ہے کہ قران سب سے زیادہ افضل ہے، تمتع اس سے کم اور افراد سب سے کم۔

(فَصْلٌ) اَلْقِرَانُ هُوَ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ اِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِطَوَافِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلَاثَةِ الْاُوَلِ فَقَطْ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّفَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَهٰذِهٖ اَفْعَالُ الْعُمْرَةِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ ثُمَّ يَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ اَفْعَالَ الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَاِذَا رَمٰى يَوْمَ النَّحْرِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ

اَوْسُبُعُ بَدَنَةٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيْءِ يَوْمِ النَّحْرِ مِنْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ اَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضِيِّ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَلَوْ فَرَّقَهَا جَازَ ؛

ترجمہ قران یہ ہے کہ حج کرنیوالا شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھے۔ چنانچہ احرام کی دونوں رکعتوں کے بعد کہے گا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْ هُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ۔ ترجمہ :- اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں (خداوند) ان دونوں کو میرے اوپر آسان فرما دے اور قبول فرمالے ؛

پھر لبیک کہے (تلبیہ پڑھے) پھر جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو پہلے طواف عمرہ کے سات شوط کرلے، صرف پہلے تین شوطوں میں رمل کریگا پھر دو رکعت طواف کی پڑھے، اس کے بعد صفا کیطرف روانہ ہو اور اس پر کھڑا ہو بایں حالت کہ دعاء پڑھ رہا ہو، تکبیر کہہ رہا ہو، لا الٰہ الا اللہ کہہ رہا ہو، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ رہا ہو، پھر (وہاں سے) مروہ کیطرف اترے اور میلین اخضرین کے درمیان سعی کرے پس سات شوط (درمیان صفا و مروہ کے) تمام کرے، اور یہ افعال عمرہ کے تھے اور عمرہ سنت ہے اس کے بعد حج کا طواف قدوم کرے۔ پھر جس طرح کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حج کے افعال پورے کرے پھر جب یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کر چکے تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا یا بدنہ (گائے، اونٹ) کا ساتواں حصہ (قربانی کرنا) واجب ہے۔ پھر جب نہ پا سکے (یعنی گائے یا بدنہ کا ساتواں حصہ قربانی نہ کر سکے) تو تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے اشہر حج (یعنی شوال ذوالقعدہ اور دس روز ذی الحجہ) کے اندر اندر، یوم النحر (یعنی دسویں ذی الحجہ) سے پہلے اور سات دن حج سے فارغ ہونے (یعنی ایام تشریق گذر جانے) کے بعد اگرچہ مکہ میں رہے اور اگر انکو (سات روزہ کو) متفرق کر دے تو بھی جائز ہے۔

توضیح مصنف رح اس سے قبل مفرد بالحج کا ذکر فرما رہے تھے، اب جب ان کے احکام کے بیان سے فارغ ہو گئے تو اب یہاں سے ان کے علاوہ دوسرے اقسام کو ذکر کر رہے ہیں۔

القارن : اس میں اختلاف ہے کہ کون احرام افضل ہے یعنی قران یا تمتع، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام کون سا احرام تھا، اس میں بھی اختلاف ہے۔ قول راجح یہی ہے کہ آپ ؐ

قارن تھے۔

احرام کی چار صورتیں ہیں (۱) مفرد بالحج (۲) مفرد بالعمرہ۔ یعنی اشہر حج کے علاوہ عمرہ کیلئے احرام باندھا جائے (۳) تمتع۔ احرام عمرہ فی ایام الحج (۴) قران جسمیں حج وعمرہ کا احرام جمع کیا جائے۔

بَعْدَ الفراغ الخ: یعنی کل دس روزے رکھنے ہوں گے۔ تین دن دسویں ذی الحجہ سے پہلے۔ سات، آٹھ تاریخ کو رکھنا مستحب ہے۔ اور سات روز حج کرنے اور ایام تشریق گذر جانے کے بعد۔

(**فَصْلٌ**) اَلتَّمَتُّعُ هُوَ اَنْ يُّحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْمِيْقَاتِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلٰوةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ حَتّٰى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ لَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ طَوَافِهٖ وَيَرْمُلُ فِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى الصَّفَا كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ ثُمَّ يَحْلِقُ رَاْسَهٗ اَوْ يُقَصِّرُ اِذَا لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ وَحَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَيَسْتَمِرُّ حَلَالًا وَاِنْ سَاقَ الْهَدْيَ لَا يَتَحَلَّلُ مِنْ عُمْرَتِهٖ فَاِذَا جَاءَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ مِنَ الْحَرَمِ وَيَخْرُجُ اِلٰى مِنًى فَاِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ لَزِمَهٗ ذَبْحُ شَاةٍ اَوْ سُبُعِ بَدَنَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيْءِ يَوْمِ النَّحْرِ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ كَالْقَارِنِ فَاِنْ لَّمْ يَصُمِ الثَّلَاثَةَ حَتّٰى جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ وَلَا يُجْزِئُهٗ صَوْمٌ وَّلَا صَدَقَةٌ ؛

ترجمہ: تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھے، چنانچہ احرام کی دو رکعتوں کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اے خدا تو اس کو آسان فرمادے اور اسکو میری جانب سے قبول فرما۔

پھر مکہ میں داخل ہونے تک تلبیہ کہتا رہے پھر مکہ مکرمہ میں پہونچ کر عمرہ کا طواف کرے اور تلبیہ کو پہلے ہی طواف پر بند کردے اور اس طواف میں رمل کرے پھر دو رکعت طواف کی نماز پڑھے اس کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے (یعنی اول) صفا پر ٹھہرے اور دعا وغیرہ مانگنے کے بعد مروہ کیطرف چلے جیساکہ پہلے بیان ہو چکا سات شوط کرے (الف) پھر اگر ہدی کو نہیں ہنکایا تھا یعنی ہدی نہیں لے گیا تھا تو سر منڈائے یا قصر کرائے یعنی بال کتروائے اور (ب) اس کے لئے جماع وغیرہ تمام چیزیں حلال ہو گئیں اور اسی طرح اس حالت میں کہ وہ حلال ہو ٹھہرا رہے، اور اگر ہدی اپنے ساتھ لے گیا تھا تو عمرہ ادا کرنے سے حلال نہیں ہوگا (محرم ہی رہے گا) پھر جب یوم ترویہ (ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ) آئے تو حرم ہی سے حج کا احرام باندھ لے اور منیٰ کی طرف روانہ ہو پھر جب یوم النحر (دسویں تاریخ) جمرۂ عقبہ کی رمی کر چکے تو اس کو ایک بکری کا ذبح کرنا لازم ہوگا یا بڑے جانور (اونٹ یا گائے) کا ساتواں حصہ قربانی کرنا ہوگا پس اگر نہ پا سکے تو تین دن کے روزے رکھ لے۔ یوم النحر (دسویں تاریخ) آنے سے پہلے اور سات دن کے روزے اس کے بعد رکھے جبکہ واپس آئے قارن کیطرح۔ پھر اگر تین دن روزے نہیں رکھ سکا حتیٰ کہ یوم النحر آ گیا تو اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا لازمی طور پر معین ہو گیا، اور اب نہ اس کو روزہ رکھنا کافی ہو سکتا ہے اور نہ صدقہ۔

توضیح

التمتع الخ: لغت میں تمتع کے معنیٰ نفع حاصل کرنا، اور اصطلاحًا اس کی تعریف ماقبل میں گذر چکی ہے۔ تمتع افراد سے افضل ہے کیونکہ ایک ہی سفر میں دو عبادت کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

من المیقات الخ: یعنی اہل مکہ قران اور تمتع کا احرام نہیں باندھ سکتے ہیں، اور مکہ والے کے علاوہ اس کو اختیار کر سکتے ہیں۔ نیز اگر اس کو اشہر حج میں ادا کریگا تو متمتع ہوگا اور اگر رمضان شریف میں مثلاً عمرہ ادا کر لیا تو پھر اس سال ادا کرنا ممکن نہیں ہے ہاں اگر عمرہ کا اکثر حصہ ادا کرلے گا تو ادا ہو جائے گا۔

اذا لم یسق الخ: تمتع کی تعریف ماقبل میں گذر چکی ہے۔ نیز تمتع کی دو صورتیں ہیں (۱) تمتع ماسوق الہدی (۲) بلا سوق الہدی۔ یعنی اگر وہ ذبح کرنے کا جانور جس کو ہدی کہتے ہیں اپنے ہمراہ وطن سے لیجاتا ہے تو تمتع ماسوق الہدی ہے اور وہ شخص متمتع سائق الہدی ہے۔ اور اگر وہ ہدی اپنے وطن سے نہ لے گیا تو اس کو تمتع بلا سوق الہدی کہتے ہیں اور اس شخص کو متمتع غیر

سائق الہدی کہیں گے۔

(فَصْلٌ)، اَلْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَتَصِحُّ فِي جَمِيْعِ السَّنَةِ وَتُكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَاَيَّامَ التَّشْرِيْقِ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يُّحْرِمَ لَهَا مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْحِلِّ بِخِلَافِ اِحْرَامِهِ لِلْحَجِّ فَاِنَّهُ مِنَ الْحَرَمِ ؛ وَاَمَّا الْاٰفَاقِيُّ الَّذِيْ لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ فَيُحْرِمُ اِذَا قَصَدَهَا مِنَ الْمِيْقَاتِ ثُمَّ يَطُوْفُ وَيَسْعٰى لَهَا ثُمَّ يَحْلِقُ وَقَدْ حَلَّ مِنْهَا كَمَا بَيَّنَّاهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ (تنبيه) وَاَفْضَلُ الْاَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً فِيْ غَيْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ بِقَوْلِهٖ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اَفْضَلُ الْاَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ اِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً ذَكَرَهُ فِيْ تَجْرِيْدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ الْمُؤَطَّا وَكَذَا قَالَهُ الزَّيْلَعِيُّ رح شَارِحُ الْكَنْزِ ؛ وَالْمُجَاوَرَةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِعَدَمِ الْقِيَامِ بِحُقُوْقِ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ وَنَفَى الْكَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى ؛

ترجمہ عمرہ مسنون ہے اور تمام سال میں صحیح ہوجاتا ہے یعنی ادا ہوسکتا ہے اور یوم عرفہ اور یوم النحر اور ایام تشریق یعنی نو سے تیرہ ذی الحجہ تک ادا کرنا مکروہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے اس علاقہ سے جو حل ہے عمرہ کا احرام باندھے۔ بخلاف حج کے احرام کے کیونکہ حج کا احرام حرم سے ہوتا ہے لیکن آفاقی غیر مکی شخص جو مکہ میں داخل نہیں ہوا وہ جب مکہ مکرمہ کا ارادہ کریگا تو میقات سے احرام باندھے گا۔

الحاصل احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا طواف کرے اور سعی کرے پھر حلق کرے اور اب عمرہ سے فارغ ہوگیا جیساکہ ہم نے بیان کیا ہے بحمداللہ۔

(تنبیہ) سب دنوں سے افضل عرفہ کا دن ہے جبکہ جمعہ سے موافقت کرجائے یعنی جبکہ

عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو اور یہ ستر حجوں سے جو جمعہ میں نہ ہوں افضل ہے۔ یہ معراج الدرایہ کے مصنف کا قول ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی صحیح طور پر ثابت ہے۔ آپؐ نے فرمایا **افضلُ الایّامِ یومُ عَرَفَۃَ اِذَا وَافَقَ جُمُعَۃً وَھُوَ افضلُ من سبعین حجۃً** ۔ یعنی بہترین دن عرفہ کا دن ہے جب جمعہ کا روز ہو اور وہ ستر حجوں سے افضل ہے۔" مضمونِ سابق کی حدیث کو تجرید الصحاح میں مؤطا کی علامت سے ذکر کیا ہے اور ایسے ہی اس کو کنز کے شارح زیلعیؒ نے لکھا ہے۔ اور مکہ معظمہ کی مجاورت یعنی مکہ مکرمہ میں رہ پڑنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ کیونکہ بیت اللہ اور حرم کے حقوق اور آداب کو بجالانا غیر ممکن ہے اور صاحبین (امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ) نے کراہت کی نفی کی ہے۔

توضیح

فی جَمیعِ السَّنَۃِ : یعنی جس روز چاہے عمرہ ادا کر سکتا ہے، سنت ادا ہو جائے گی، نیز اس کے لئے کوئی وقت مقید نہیں البتہ رمضان شریف میں عمرہ افضل ہے۔

وتکرہ : یعنی ان ایامِ مذکورہ میں مثلاً یوم عرفہ، یوم النحر اور ایامِ تشریق میں عمرہ کیلئے احرام کا باندھنا مکروہ ہے، اور اگر باندھ لیا تو دم لازم ہوگا۔

مِنَ الحِلِّ : حرم وہ حصہ ہے جس کے اندر شکار وغیرہ مارنا حرام ہے اور اس کے علاوہ تمام روئے زمین حِل ہے۔ اور ان دونوں مسئلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ عمرہ کا احرام اگر حل میں باندھا ہوگا اور حج کا احرام یعنی مکہ میں رہنے والوں کے لئے حرم سے ہی باندھنا ہوگا۔

للاٰفاقی : یعنی مکہ معظمہ کے باشندوں کے علاوہ سب کو آفاقی کہا جاتا ہے، اب اگر آفاقی میقات سے مکہ میں داخل ہونیکا ارادہ کرتا ہے تو اب وہ احرام باندھ کر جائے اور اگر بغیر احرام کے میقات کے بعد ارادہ ہوگیا تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

بَابُ الجِنَایَاتِ

هِیَ عَلٰی قِسْمَیْنِ جِنَایَۃٌ عَلَی الْاِحْرَامِ وَجِنَایَۃٌ عَلَی الْحَرَمِ وَالثَّانِیَۃُ لَا تَخْتَصُّ بِالْمُحْرِمِ وَجِنَایَۃُ الْمُحْرِمِ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْهَا مَا یُوْجِبُ دَمًا وَمِنْهَا مَا یُوْجِبُ صَدَقَۃً وَهِیَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَمِنْهَا مَا یُوْجِبُهٗ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمِنْهَا

مَا يُوجِبُ الْقِيمَةَ وَهِيَ جَزَاءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الْجَزَاءُ بِتَعَدُّدِ الْقَاتِلِيْنَ الْمُحْرِمِيْنَ فَالَّتِيْ تُوْجِبُ دَمًا هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ مُحْرِمٌ بَالِغٌ عُضْوًا اَوْ خَضَبَ رَأْسَهُ بِحِنَّاءٍ اَوِ ادَّهَنَ بِزَيْتٍ وَنَحْوِهٖ اَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا اَوْ سَتَرَ رَأْسَهُ يَوْمًا كَامِلًا اَوْ حَلَقَ رُبُعَ رَاسِهٖ اَوْ مَحْجَمِهٖ اَوْ اَحَدَ اِبْطَيْهِ اَوْ عَانَتَهُ اَوْ رَقَبَتَهُ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِمَجْلِسٍ اَوْ يَدًا اَوْ رِجْلًا اَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مِمَّا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ وَفِيْ اَخْذِ شَارِبِهٖ حُكُوْمَةٌ ؛ وَالَّتِيْ تُوْجِبُ الصَّدَقَةَ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ قِيْمَتِهٖ هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ اَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ اَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا اَوْ غَطّٰى رَاسَهُ اَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ اَوْ حَلَقَ اَقَلَّ مِنْ رُبُعِ رَاسِهٖ اَوْ قَصَّ ظُفْرًا وَكَذَا لِكُلِّ ظُفْرٍ نِصْفُ صَاعٍ اِلَّا اَنْ يَبْلُغَ الْمَجْمُوْعُ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ مِنْهُ كَخَمْسَةٍ مُتَفَرِّقَةٍ اَوْ طَافَ لِلْقُدُوْمِ اَوْ لِلصَّدْرِ مُحْدِثًا وَتَجِبُ شَاةٌ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا اَوْ تَرَكَ شَوْطًا مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ وَكَذَا لِكُلِّ شَوْطٍ مِنْ اَقَلِّهٖ اَوْ حَصَاةً مِنْ اِحْدَى الْجِمَارِ وَكَذَا لِكُلِّ حَصَاةٍ فِيْمَا لَمْ يَبْلُغْ رَمْيَ يَوْمٍ اِلَّا اَنْ يَبْلُغَ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ اَوْ حَلَقَ رَاسَ غَيْرِهٖ اَوْ قَصَّ اَظْفَارَهُ وَاِنْ تَطَيَّبَ اَوْ لَبِسَ اَوْ حَلَقَ بِعُذْرٍ تَخَيَّرَ بَيْنَ الذَّبْحِ اَوِ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ اَصْوُعٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ اَوْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ

حج کی غلطیوں اور فروگذاشتوں کا بیان

ترجمہ جنایت دو قسم کی ہو گی (۱) جنایت علی الاحرام ۔ یعنی وہ جرم جو آداب احرام میں کوتاہی اور غلطی کیوجہ سے ہو (۲) جنایت علی الحرم ۔ جو حرم شریف سے

متعلق ہو۔ دوسری قسم کی جنایت محرم، احرام باندھنے والے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جو شخص بھی حرم کی حرمت کے خلاف کریگا وہ مجرم ہوگا۔ اور محرم کی جنایت چند قسم کی ہے کچھ تو ایسی ہے جو دم یعنی جانور ذبح کرنے کو واجب کرتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو صدقہ کو واجب کرتی ہیں۔ اور صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہوگی۔ اور کچھ وہ ہیں جو اس سے بھی کم کو واجب کرتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو قیمت کو واجب کرتی ہیں، اور وہ جنایت جس کے ارتکاب سے قیمت واجب ہوتی ہے شکار کی جزاء ہے۔ اور احرام باندھنے والے قاتلوں کے متعدد ہو جانے سے جزار بھی متعدد ہو جائے گی۔ پس وہ جنایت جو دم کو واجب کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی محرم بالغ کسی عضو کو خوشبو لگائے، یا اپنے سر کو مہندی سے رنگے یا زیتون وغیرہ کا تیل لگائے یا کسی سلے ہوئے کپڑے کو پہن لے یا سر کو پورے دن چھپائے رکھے، یا چوتھائی سر (کم از کم) منڈوالے یا پچھنے لگنے کی جگہ، گویا دونوں بغلوں میں سے کسی ایک کو یا اپنے عانہ (موئے زیرناف) کو یا گردن کو یا دونوں ہاتھوں کے یا پیروں کے ناخنوں کو ایک مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کو) ترشوا دے، یا ان واجبات میں سے جن کا بیان پہلے گذرا کسی ایک واجب کو چھوڑ دے اور مونچھوں کے ترشوانے میں ایک عادل کے فیصلہ کا اعتبار کیا جائے گا، اور وہ جنایتیں جو نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت کے صدقہ کو واجب کر دیتی ہیں (یہ ہیں) کہ پورے عضو سے کم یا ایک چوتھائی سر سے کم کو منڈوالے یا ایک ناخن کاٹے اور ایسے ہر ناخن کے مقابلہ میں نصف صاع ہے مگر یہ کہ مجموعہ ایک دم کی مقدار کو پہونچ جائے اور اگر ایسا ہو تو جتنا بھی چاہے اس میں سے کم کر دے جیساکہ پانچ متفرق ناخنوں میں یا حالتِ حدث میں (یعنی بے وضو) طواف قدوم یا طوافِ زیارت کیا ہو اور اگر ایسا ہو تو جتنا بھی چاہے اس میں سے کم کر دے جیساکہ پانچ متفرق ناخنوں میں (یعنی جب غسل کی ضرورت تھی) طواف کیا ہے تو بکری ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اور گیہوں کا نصف صاع واجب ہوتا ہے، اگر طواف میں سے ایک شوط چھوڑ دیا ہو اور ایسے ہی نصف صاع واجب ہوتا رہے گا ہر ایک شوط کے عوض میں جب تک کہ طواف کا کم حصہ چھوٹے نیز گیہوں کا نصف صاع واجب ہوتا ہے اگر کسی جمرے پر ایک کنکری پھینکنی چھوڑ دے (یعنی چھ کنکریاں پھینکے) (بقیہ ترجمہ صـ۳۷۵ پر)

توضیح الجنایات: یہ جمع ہے جنایۃ کی۔ مصدر اس کا جنایۃ ہے، جس کے معنی گناہ کے ارتکاب کے آتے ہیں۔ نیز سات وجوہ سے جنایت واجب ہوتی ہے (۱) احرام باندھنے والے کا واجب کو ترک کرنا (۲) بال کاٹنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) سلے ہوئے کپڑے پہننا (۵) وطی کرنا (۶) خوشبو اور تیل لگانا (۷) خشکی کا شکار کر لینا۔

علیٰ اقسام منہا الخ: یعنی جنایت کی چند اقسام ہیں۔ یعنی بعض تو ایسی ہیں کہ جن سے دم واجب ہوتا ہے اور بعض سے صدقہ واجب ہوتا ہے۔

ویتعدد الخ: مثلاً دو محرموں نے مل کر ایک شکار مارا تو چونکہ دو احراموں سے ان جرموں کا تعلق ہے لہٰذا جزاء بھی دو ہوگی۔ اور اگر دو آدمیوں نے جو احرام نہیں باندھے ہوئے تھے حرم شریف کے ایک شکار کو مارا تو چونکہ حرم شریف ایک ہی ہے اور شکار بھی ایک لہٰذا ایک جرم میں دونوں کی شرکت ہوئی پس ایک جزاء واجب ہوگی۔

وفی اخذ شاربہ الخ: یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ جتنی مونچھیں ترشوائی ہیں وہ چوتھائی داڑھی کے برابر ہیں یا اس سے کم۔ اگر چوتھائی داڑھی کے برابر منڈائی ہیں تو ایک دم واجب ہوگا اور اس سے کم پر اسی کے اعتبار مقدار سے واجب ہوگا۔

فینقص الخ: حاصل کلام یہ ہے کہ اس صورت میں پورا دم واجب نہ ہوگا، اب اگر ان متفرق صدقوں کی قیمت ایک دم کو پہونچ جائے تو کم کرنا لازم ہے تاکہ ایک دم جو مفروض سے خارج ہے لازم نہ آجائے اور اگر پانچ ناخن علیحدہ علیحدہ کٹوائے اور ان میں جو صدقہ لازم ہو وہ ایک دم کے مقدار کو پہونچ گیا تب بھی یہی حکم ہے۔

وتصدق لکل شوط: یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ایک طواف میں سات شوط ہوتے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ اگر تین شوط تک جو کہ طواف کا کم حصہ ہے چھوڑ دے گا تو نصف صاع ہر شوط کے عوض میں واجب ہوتا رہے گا اور اگر تین شوط سے زیادہ چھوڑ دیگا تو پھر دم یعنی بکری ذبح کرنی پڑے گی۔

وَالَّتِي تُوجِبُ أَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فَهِيَ مَا لَوْ قَتَلَ قَمْلَةً أَوْ جَرَادَةً فَيَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ وَالَّتِي تُوجِبُ الْقِيمَةَ فَهِيَ مَا لَوْ قَتَلَ صَيْدًا فَيُقَوِّمُهُ عَدْلَانِ فِي مَقْتَلِهِ أَوْ قَرِيبٍ مِنْهُ فَإِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ إِنْ شَاءَ اشْتَرَاهُ وَذَبَحَهُ أَوِ اشْتَرَى طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لِكُلِّ فَقِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ أَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مِسْكِينٍ يَوْمًا وَإِنْ فَضَلَ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِهِ أَوْ صَامَ يَوْمًا وَتَجِبُ قِيمَةُ مَا نَقَصَ وَبِنَتْفِ رِيشِهِ الَّذِي لَا يَطِيرُ بِهِ وَشَعْرِهِ

وَقَطْعِ عُضْوٍ لَا يَمْنَعُهُ الْاِمْتِنَاعَ بِهٖ وَتَجِبُ الْقِيْمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهٖ وَنَتْفِ رِيْشِهٖ وَكَسْرِ بَيْضِهٖ وَلَا يُجَاوَزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبُعِ وَاِنْ صَالَ لَا شَیْئَ بِقَتْلِهٖ وَلَا يُجْزِئُ الصَّوْمُ بِقَتْلِ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَشَجَرِهٖ النَّابِتِ بِنَفْسِهٖ وَلَيْسَ مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ بَلِ الْقِيْمَةُ وَحَرُمَ رَعْيُ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَقَطْعُهٗ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَالْكَمْأَةَ ؞

(فَصْلٌ) وَلَا شَیْئَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَأَةٍ وَعَقْرَبٍ وَفَارَةٍ وَحَيَّةٍ وَكَلْبٍ عَقُوْرٍ وَبَعُوْضٍ وَنَمْلٍ وَبُرْغُوْثٍ وَقُرَادٍ وَسُلَحْفَاةٍ وَمَا لَيْسَ بِصَيْدٍ ؞

ترجمہ
بقیہ صفحہ ۳۷۶ کا

اور ایسے ہی ہر کنکری کے مقابلہ میں نصف صاع واجب ہوتا رہے گا اس مقدار میں کہ اس دن کی مقدار کو پہونچ جائے۔ (ہاں اگر انھیں چند صاعوں کی قیمت دم بکری کی قیمت کو پہونچ جائے تو اس میں سے جتنی چاہے قیمت کم کر دے اور ایسے ہی اپنے علاوہ کسی دوسرے شخص کا (وہ محرم ہو یا حلال ہو) سر مونڈا یا کسی دوسرے شخص کے ناخن کاٹے تو صدقہ واجب ہو گا اور اگر کسی عذر سے خوشبو لگائی تھی یا سلا ہوا کپڑا پہنا تھا یا سر مونڈا یا تھا تو ایک بکری ذبح کر دینے یا تین صاع چھ مسکینوں پر تقسیم کر دینے یا تین دن کے روزے رکھنے کا اس کو اختیار دیا جائے (ان صورتوں میں سے جو مناسب سمجھے اختیار کرے ؞

(ترجمہ عبارت صفحہ ۳۷۷) اور وہ جنایت جو صاع سے کم واجب کرتی ہے پس وہ وہ ہے کہ کوئی شکار مارا ہو پس دو عادل شخص اس کی قیمت لگائیں گے اسی جگہ کے اعتبار سے جہاں وہ قتل کیا گیا ہے۔ یا اس سے قریب کی جگہ کے اعتبار سے پس اگر ایک ہدی (قربانی کے جانور) کی مقدار کو اس کی قیمت پہونچ گئی ہے تو اس کے لئے اختیار ہے اگر چاہے اس کو خرید لے اور اس کو ذبح کرے یا غلہ خرید کر ہر فقیر کو نصف صاع دیدے یا ہر مسکین کے حصہ کے عوض میں ایک روزہ رکھ لے، اور اگر (اس تقسیم کے بعد) نصف صاع سے کم بچ جائے تو اس کو صدقہ کر دے یا ایک دن کا روزہ رکھ لے اور واجب ہو گی اتنی قیمت جو کم ہو گئی ہے۔ پرندوں کے ان پروں کے اکھاڑنے سے جن سے وہ اڑتا نہیں تھا، اور ان کے نوچنے سے، اور کسی عضو کو اس طرح کاٹ دینے سے کہ اس عضو سے جو حفاظت یہ جانور کر سکتا

تھا اس کو نہیں روکا (یعنی اس عضو سے جو حفاظت ہوسکتی تھی یہ جانور اس سے محروم نہیں ہوا) اور اس کے قوائم (ہاتھ پیر ہیں سے کسی ایک کے کاٹ دینے سے اور اس کے پروں کو اکھاڑ دینے سے (جن سے وہ اڑتا تھا) اور بیضہ توڑ دینے سے قیمت واجب ہوتی ہے، اور درندے کے قتل کے عوض میں بکری کی قیمت سے تجاوز نہیں کیا جاسکتا (یعنی بکری کی قیمت سے زائد نہیں دی جاسکتی) خواہ درندے کی کتنی ہی قیمت لگائی جائے اور اگر وہ درندہ حملہ کرلے تو اس کے قتل کرنے پر کچھ بھی واجب نہیں ہوگا، اور اگر کسی حلال شخص نے جو محرم نہیں تھا حرم کے شکار کو قتل کردیا تو قیمت دینی لازم ہوگی، اس کے لئے روزہ رکھنا کافی نہیں ہوسکتا اور اسی طرح حرم کی گھاس کاٹنے میں اور اس درخت کے کاٹنے میں جو خودرو ہے، اور اس کو لوگ بوتے نہیں (روزہ رکھنا کافی نہیں ہوگا) بلکہ قیمت لازم ہوگی۔ اور حرم کی گھاس کا چرانا اور اس کو کاٹنا حرام ہے مگر صرف اذخر اور کمات کا کاٹنا حرام نہیں ہے۔

(فصل) کوا، چیل، بچھو، چوہا، سانپ، دیوانہ کتا، مچھر، چیونٹی، پسو، چیچڑی، اور کچھوا اور اس چیز کے مار ڈالنے سے کچھ واجب نہیں ہوتا جو شکار نہیں۔

توضیح

رَمْیِ یوم: ایک دن کی رمی کم از کم سات کنکریوں کا پھینکنا ہے، اگر اسے چھوڑ دے تو دم یعنی بکری ذبح کرنا ہوگا اور اس سے کم پر ہر کنکری کے عوض میں نصف صاع گیہوں کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

فینقص ماشاءَ: اس میں سے جتنی چاہے قیمت کم کردے کیونکہ اس صورت میں دم بکری کی قیمت سے کم لازم ہے۔ اب جب کہ ان صدقوں کی مجموعی قیمت بکری کی قیمت کے برابر ہے تو اس کو کچھ کمی کردینی چاہیئے تاکہ بکری کی قیمت تک پہونچکر مفروض کے خلاف نہ ہوسکے۔

فی مقتلہٖ: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز دیہات میں مفت مل جاتی ہے مگر شہر میں وہ گراں ملتی ہے۔ حاصل یہ کہ جگہ کے تفاوت سے قیمتوں میں تفاوت ہوتا ہے لہٰذا اس شکار کی قیمت اس جگہ لگائی جائے گی جس جگہ وہ مارا گیا ہے اور اگر وہاں اس کی کچھ قیمت نہ ہوتی ہو تو پھر اس کے قریب کی جگہ جہاں اس کی قیمت ہوتی ہے اس کے لحاظ سے اس شکار کی قیمت مقرر کی جائے گی۔

اَوْ صَامَ الخ: یعنی جتنے نصف صاع ہوں اتنے روزے رکھ لے۔ اب اگر چار صاع غلہ کی قیمت ہے تو آٹھ روزے رکھے گا۔

وَلَا یقطع حشیش۔ حرم کے درخت چار ہیں۔ تین قسموں کا کاٹنا حلال ہے۔ اور ایک کا نہیں اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہے لہٰذا اگر کوئی اس کو کاٹ لے

گا تو اس پر جزار واجب ہوگی۔ اور وہ حشیش جن کا کاٹنا حلال ہے وہ یہ ہیں۔
(۱) ہر وہ درخت کہ جس کو لوگ بوتے ہوں، اور اسی جنس میں سے کہ جس کو بویا جاتا ہے۔
(۲) ہر وہ درخت کہ جس کو انسان بوتے ہوں اور اس کو اس جگہ بھی بویا گیا ہو۔
(۳) اور وہ درخت جو بذات خود پیدا ہو گیا ہو اور اس جنس میں سے ہے جس کو بویا جاتا ہے

کمات: ایک قسم کی گھاس ہے جس کو سانپ کی چھتری کہا جاتا ہے۔

(فَصْلٌ) اَلْهَدْيُ اَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا جَازَ فِي الضَّحَايَا جَازَ فِي الْهَدَايَا وَالشَّاةُ تَجُوْزُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ طَوَافِ الرُّكْنِ جُنُبًا وَوَطْءٍ بَعْدَ الْوُقُوْفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَفِيْ كُلٍّ مِّنْهُمَا بَدَنَةٌ وَخُصَّ هَدْيُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِيَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ وَخُصَّ ذَبْحُ كُلِّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ تَطَوُّعًا وَتَعَيَّبَ فِي الطَّرِيْقِ فَيَنْحَرُ فِيْ مَحَلِّهٖ وَلَا يَاْكُلُهٗ غَنِيٌّ وَفَقِيْرُ الْحَرَمِ وَغَيْرِهٖ سَوَاءٌ وَتُقَلَّدُ بَدَنَةُ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَيَتَصَدَّقُ بِجِلَالِهٖ وَخِطَامِهٖ وَلَا يُعْطِيْ اَجْرَ الْجَزَّارِ مِنْهُ وَلَا يَرْكَبُهٗ بِلَا ضَرُوْرَةٍ وَلَا يَحْلُبُ لَبَنَهٗ اِلَّا اَنْ بَعُدَ الْمَحِلُّ فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ وَيَنْضَحُ ضَرْعَهٗ اِنْ قَرُبَ الْمَحِلُّ بِالنُّقَاخِ وَلَوْ نَذَرَ حَجًّا مَاشِيًا لَزِمَهٗ وَلَا يَرْكَبُ حَتّٰى يَطُوْفَ لِلرُّكْنِ فَاِنْ رَكِبَ اَرَاقَ دَمًا وَفُضِّلَ الْمَشْيُ عَلَى الرُّكُوْبِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلٰى اَحْسَنِ حَالٍ اِلَيْهِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ہدی کم سے کم (ہدی کا گھٹیا درجہ) ایک بکری ہے (اصل میں یہ لفظ) اونٹ گائے، بکری (کو شامل ہے) اور جو جانور قربانی میں جائز ہوتا ہے ہدی میں بھی جائز ہوتا ہے اور بکری (تمام موقعوں پر) جائز ہے مگر (ان دو صورتوں میں جائز نہیں)

(۱) حالتِ جنابت میں طوافِ رکن (کرنا) (۲) اور وقوفِ عرفہ کے بعد حلق (سر منڈا لینے) سے پہلے وطی کرلینا۔ پس ان دونوں میں بدنہ (بڑا جانور یعنی گائے یا اونٹ) ذبح کرنا ہوگا۔ اور متعہ قران کی ہدی فقط یوم النحر (دسویں تاریخ) کے ساتھ مخصوص ہے اور ہر ایک ہدی کا ذبح کرنا حرم کے ساتھ مخصوص ہے مگر وہ ہدی جو نفلی ہو اور راستہ میں عیب دار ہوگئی ہو پس اس کو اس جگہ پر (جہاں وہ عیب دار ہوئی ہے) ذبح کردے۔ اور غنی شخص (یعنی تونگر) اس کو نہ کھائے، اور حرم غیر حرم کا فقیر برابر ہے اور فقط نفل اور متعہ (تمتع) اور قران کے بدنہ کو قلادہ (ہار) کنٹھا پہنایا جائے گا اور (ذبح کے بعد) اس کی جھول اور مہار کو صدقہ کردے اور قصاب کی اجرت اس میں سے نہ دیجائے اور بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو اور نہ اس کا دودھ دوہا جائے ہاں اس صورت میں کہ وہ مقام بہت دور ہو تو اس صورت میں دودھ کا صدقہ کردے، اور اگر مقام قریب ہو تو اس کے تھنوں پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماردے۔ اور اگر پیدل حج کرنے کی منت مانی تھی تو اس پر پیدل حج کرنا لازم ہو جائے گا، اور جب تک طوافِ رکن نہ ادا کرلے سوار نہیں ہوسکتا۔ پس اگر سوار ہو جائے تو خون بہائے (ذبح کرائے) اور جو شخص کہ پیدل چلنے پر قادر ہو اس کے حق میں پیدل چلنے کو سوار ہونے پر فضیلت دی گئی ہے (یعنی پیدل چلنا افضل ہے) خداوند عالم ہم کو اپنے فضل وکرم سے توفیق عنایت فرمائے اور بہترین حالت میں دوبارہ حج کے لئے جانے کا ہم پر احسان فرمائے ہمارے سردار افضل المرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے۔ (اٰمین)

توضیح

اَدْنٰی شَاۃٌ: ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے۔ اصل میں یہ لفظ اونٹ، گائے، بکری ان سب کو شامل ہے، نیز اس کی عمر کم سے کم پانچ سال ہو اور گائے کی عمر کم از کم دو سال ہو اور اگر اس سے زائد ہو تو اولیٰ ہے۔

وجاز: یعنی جو جانور قربانی میں جائز ہے اور جن امور کا لحاظ قربانی میں کیا گیا ہے وہ جانور اور ان امور کا لحاظ ہدی کے جانور میں ہوگا مثلاً عمر اور عیوب سے سالم۔ نیز بکری تمام موقعوں پر جائز ہے مگر دو صورتوں میں بدنہ یعنی بڑا جانور گائے یا اونٹ ذبح کرنا ہوگا (۱) مثلاً طوافِ رکن جس کو طوافِ فرض بھی کہتے ہیں، حالتِ جنابت میں کرنا جس کا وقت ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے۔ (۲) وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے وطی کرنا۔

خص الخ: الحاصل ہدی کی تین صورتیں ہوئیں۔ (۱) حرم اور دسویں تاریخ کے ساتھ مخصوص ہو، وہ متعہ اور قران کی ہدی ہے (۲) حرم کے ساتھ مخصوص ہو، کسی دن کی قید نہ ہو وہ تمام ہدی ہیں باستثنائے چند (۳) نہ حرم کی خصوصیت ہو نہ کسی دن کے ساتھ مخصوص ہو جیسے وہ

ہدی جو ہلاک ہو جانے کے خوف سے راستہ میں ذبح کر دی گئی ہو۔

منہ: یعنی اس جانور کا گوشت یا کھال اجرت میں نہ دیا جائے۔ (واللہ اعلم)

(فَصْلٌ فِيْ زِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِخْتِصَارِ تَبَعًا لِمَا قَالَ فِي الْاِخْتِيَارِ) لَمَّا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ الْقُرَبِ وَاَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَيْهَا وَبَالَغَ فِي النَّدْبِ اِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ؛ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ بَعْدَ مَمَاتِيْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِيْعِ الْمَلَاذِ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ اَنَّهٗ حُجِبَ عَنْ اَبْصَارِ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ شَرِيْفِ الْمَقَامَاتِ؛ وَلَمَّا رَاَيْنَا اَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ اَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهٖ وَمَا يُسَنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ اَحْبَبْنَا اَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمَنَاسِكِ وَاَدَائِهَا مَا فِيْهِ نُبْذَةٌ مِنَ الْاٰدَابِ تَتْمِيْمًا لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ؛ فَنَقُوْلُ يَنْبَغِيْ لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ اِلَيْهِ وَفَضْلُهَا اَشْهَرُ مِنْ اَنْ يُذْكَرَ فَاِذَا عَايَنَ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبَطُ وَحْيِكَ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِالدُّخُوْلِ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ

الْمَآبِ وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ أَوْ بَعْدَهٗ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ إِنْ أَمْكَنَهٗ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهٖ تَعْظِيْمًا لِلْقُدُوْمِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ مَاشِيًا إِنْ أَمْكَنَهٗ بِلَا ضَرُوْرَةٍ بَعْدَ وَضْعِ رَكْبِهٖ وَاطْمِئْنَانِهٖ عَلٰى حَشَمِهٖ أَوْ أَمْتِعَتِهٖ مُتَوَاضِعًا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ إِلٰى اٰخِرِهٖ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الشَّرِيْفَ فَيُصَلِّيْ تَحِيَّتَهٗ عِنْدَ مِنْبَرِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَيَقِفُ بِحَيْثُ يَكُوْنُ عَمُوْدُ الْمِنْبَرِ الشَّرِيْفِ بِحِذَاءِ مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ فَهُوَ مَوْقِفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ قَبْرِهٖ وَمِنْبَرِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ كَمَا أَخْبَرَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ فَتَسْجُدُ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِأَدَاءِ رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ شُكْرًا لِمَا وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنَّ عَلَيْكَ بِالْوُصُوْلِ إِلَيْهِ ثُمَّ تَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ ثُمَّ تَنْهَضُ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ فَتَقِفُ بِمِقْدَارِ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ بَعِيْدًا عَنِ الْمَقْصُوْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بِغَايَةِ الْأَدَبِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُحَاذِيًا لِرَاسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهِهِ الْأَكْرَمِ مُلَاحِظًا نَظَرَهُ السَّعِيْدَ إِلَيْكَ وَسِمَاعَهٗ كَلَامَكَ وَرَدَّهٗ عَلَيْكَ سَلَامَكَ وَتَأْمِيْنَهٗ عَلٰى دُعَائِكَ

ترجمہ (مزارِ مبارک) حضورِ اقدس سرورِ عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بیان مختصر طریقہ پر اختیار کے بیان کے مطابق۔

چونکہ نبیؐ (یعنی مزارِ نبیؐ) کی زیارت افضل عبادتوں میں شامل ہے اور تمام مستحب چیزوں میں بہترین ہے بلکہ ان واجب عبادتوں کے درجہ کے قریب ہے جو لازم ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور اس کی جانب دعوت دینے کی انتہائی بات ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے گنجائش پائی اور میری زیارت نہیں کی پس مجھ پر ظلم کیا (میرے حق میں گستاخی کی) نیز ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔ نیز ارشاد ہے۔ جس شخص نے میری زیارت کی میری وفات کے بعد پس گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور اس کے ماسوا دیگر احادیث۔

نیز محققین کے نزدیک محقق اور تحقیق شدہ امور میں سے یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، آپ کو جملہ لذائذ و عبادات کا رزق دیا جاتا ہے۔ صرف یہ (فرق) ہے کہ ان لوگوں کی نگاہوں سے آپ مجوب ہیں جو مقاماتِ عالیہ سے قاصر ہیں۔ اور چونکہ ہم نے اکثر لوگوں کو مزارِ اطہر کی زیارت کے حقوق ادا کرنے سے اور ان کلی و جزئی باتوں سے جو زیارت کرنیوالوں کے لئے مسنون ہیں غافل دیکھا لہٰذا بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم فائدۂ کتاب کو مکمل کرنے کی غرض سے مناسکِ حج اور انکی ادائیگی (کے ذکر کے بعد) ایسی یاد داشت پیش کردیں جس میں کچھ آداب آجائیں تاکہ کتاب کا فائدہ مکمل ہوجائے، چنانچہ ہم کہتے ہیں اس شخص کے لئے جو زیارتِ نبیؐ کا ارادہ کرے۔ مناسب ہے کہ نبی کریمؐ پر کثرت سے درود پڑھے کیونکہ حضورؐ اس کو بذاتِ خود سنتے ہیں (اگر قریب پڑھا جائے)۔ اور آپ تک پہونچایا جاتا ہے (اگر دور سے پڑھا جاتا ہے) درود شریف کی فضیلت بیان سے کہیں زیادہ ہے۔ مختصر یہ کہ جب مدینہ منورہ کی (بابرکت) دیواروں کو دیکھے تو نبیؐ پر درود پڑھے، پھر کہے۔ (ترجمہ) اے اللہ یہ تیرے مقدس نبی کا حرم محترم ہے اور تیری وحی کے اترنے کی مبارک جگہ ہے، پس اے اللہ مجھ پر احسان فرما کہ میں اس میں داخل ہوں اور اے اللہ اس کو میرے لئے دوزخ سے حفاظت اور عذاب سے امن بنا اور لوٹنے کے دن (قیامت کے روز) مجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ کامیاب ہونیوالے لوگوں میں بنا (مجھے آنحضرتؐ کی شفاعت میسر ہو) اور (مدینہ منورہ میں) داخل ہونے سے پہلے غسل کرلے ورنہ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے بعد زیارت

کے لئے جانے سے پہلے غسل کرلے اگر اس کو موقع مل سکے اور خوشبو لگائے اور سب سے عمدہ کپڑے (جو اس کے پاس ہوں) پہنے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی تعظیم کے لحاظ سے، پھر قافلہ اور سامان وغیرہ کے اتر جانے اور نوکروں چاکروں پر یا اپنے سامان اور اسباب پر اطمینان کرلینے کے بعد اگر پریشانی کے بغیر ممکن ہو تو پیادہ مدینہ منورہ میں داخل ہو اس حالت میں کہ سکینہ اور وقار کے ساتھ ہو، تواضع کررہا ہو، جلالتِ مکان اور عظمتِ قیام کا لحاظ رکھے ہوئے ہو اور یہ کہتا ہوا ہو۔ (ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ مجھکو سچے مقام میں داخل کیجئے اور سچے راستے سے نکال لئے، اور اے اللہ میرے لئے اپنی جانب سے ایک با قوت صاحبِ اقتدار مددگار عطا فرما، اے اللہ ہمارے رسولؐ پر اور آپ کی اولاد پر اور اصحاب پر رحمت نازل فرما، اور اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے لئے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے کھول دے۔ اس کے بعد مسجد شریف میں داخل ہو، پس منبر (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس کھڑے ہو کر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے اور اس طرح کھڑا ہو کہ منبر شریف کا عمود (کھمبا) اس کے داہنے مونڈھے کے برابر ہو کیونکہ نبیؐ کے کھڑے ہونے کی جگہ وہی ہے۔ (نیز) آپ کی قبر اور آپ کے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جیساکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے، نیز ارشاد فرمایا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے، پس خداوند عالم کے شکر کرنے کے لئے سجدہ میں پڑ جاؤ اس طرح کہ تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعت ادا کرو شکریہ اس کا کہ خدا نے تم کو توفیق دی اور احسان فرمایا کہ اس متبرک مقام تک پہونچا دیا۔ اس کے بعد جو چاہو مانگو اس کے بعد وہاں سے اٹھو اس طرح کہ قبر شریف کیطرف رخ کئے ہوئے ہو پھر حجرہ شریف سے تقریبًا چار ہاتھ کے فاصلہ پر انتہائی ادب کے ساتھ اس طرح کھڑے ہو کہ قبلہ کیطرف پشت ہو اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سر اور چہرۂ مبارک کے مقابل ہو، تصور یہ ہو کہ حضورؐ کی نظر مبارک تم کو دیکھ رہی ہے اور حضورؐ کا سمع مبارک آپ کی طرف متوجہ ہے اور تمہارے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور تمہاری دعاؤں پر آمین فرما رہے ہیں۔

توضیح

فِی زِیَارَۃِ الخ: زیارت میں افضل یہ ہے کہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کی نیت کی جائے اور اگر حج فرض ہے تو زیارت کو مقدم کرے، اگر فرض نہیں تو پھر اسے اختیار ہے۔ نیز علامہ ابن ہمامؒ کا بھی یہی قول ہے کہ زیارت میں فقط حضورؐ کی قبر اطہر کی نیت کی جائے اور نیز زیارت

مسجدِ نبوی بھی تو خود بخود حاصل ہو جائے گی، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ مسجدِ نبوی کی بھی نیت کرے اس لئے کہ تین مسجدوں کی نیت کر کے سفر کرنا جائز ہے۔

مِنَ الکلیات: مراد اس سے وہ امور ہیں جو مشترک ہیں اس سے اور اس کے علاوہ میں مثلاً تحیۃ المسجد جو کہ عام ہے۔ اور جزئیات سے مراد جو مخصوص ہیں زیارت کے ساتھ۔

لِمَنْ قصد الخ: وہ شخص جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قبر اطہر کی زیارت کا ارادہ کرے تو مناسب ہے کہ حضورؐ پر بکثرت درود پڑھے، نیز شیخ ابن ہمامؒ کا قول ہے کہ مدینہ منورہ جانے کے وقت زیارتِ مسجد کی نیت کرنے سے بہتر یہ ہے کہ زیارتِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیت کرے۔

المَدینۃ المنورۃ: منورہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم منور تھے اس لئے اس کا لقب مدینہ منورہ رکھا گیا۔

وَتَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُزَمِّلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُدَّثِّرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُصُوْلِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاَقَمْتَ الدِّيْنَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُوْلِ جِسْمِكَ الْكَرِيْمِ فِيْهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً لَا انْقِضَاءَ لِاَمَدِهَا

يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَّاَمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظَرِ اِلٰى مَاٰثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْقِيَامِ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِكَ اِلٰى رَبِّنَا فَاِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَالْاَوْزَارُ قَدْ اَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَاَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ وَاسْاَلْهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَّحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ وَاَنْ يُّوْرِدَنَا حَوْضَكَ وَاَنْ يَّسْقِيَنَا بِكَاْسِكَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى الشَّفَاعَةَ الشَّفَاعَةَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَتُبَلِّغُهٗ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاكَ بِهٖ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَتَشَفَّعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَتَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَاْسَ الصِّدِّيْقِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰى عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنِيْسَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ وَاَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ

اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَاجَزٰی اِمَامًا عَنْ اُمَّۃِ نَبِیِّہٖ فَلَقَدْ خَلَفْتَہٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَکْتَ طَرِیْقَہٗ وَمِنْہَاجَہٗ خَیْرَ مَسْلَکٍ وَقَاتَلْتَ اَہْلَ الرِّدَّۃِ وَالْبِدَعِ وَمَہَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَشَیَّدْتَ اَرْکَانَہٗ فَکُنْتَ خَیْرَ اِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّیْنِ وَلِاَہْلِہٖ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی تُحَاذِیَ رَاْسَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُظْہِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُکَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَکَفَلْتَ الْاَیْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَقَوِیَ بِکَ الْاِسْلَامُ وَکُنْتَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اِمَامًا مَرْضِیًّا وَہَادِیًا مَہْدِیًّا جَمَعْتَ شَمْلَہُمْ وَاَغْنَیْتَ فَقِیْرَہُمْ وَجَبَرْتَ کَسِیْرَہُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ثُمَّ تَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفِیْقَیْہِ وَوَزِیْرَیْہِ وَمُشِیْرَیْہِ وَالْمُعَاوِنَیْنِ لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ بِالدِّیْنِ وَالْقَائِمَیْنِ بَعْدَہٗ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَاکُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَسْاَلُ اللّٰہَ رَبَّنَا اَنْ یَّتَقَبَّلَ سَعْیَنَا وَیُحْیِیْنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَیُمِیْتَنَا عَلَیْہَا وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ

ترجمہ اس کے بعد یہ کہو (مترجمؒ) اے میرے آقا، اے اللہ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ کے نبی آپ پر سلام، اے اللہ کے حبیب آپ پر سلام

اے رحمت والے نبی آپ پر سلام، اے رسولوں کے سردار آپ پر سلام، اے امت کے شفیع آپ پر سلام، اے نبیوں میں آخری نبی آپ پر سلام، اے کملی میں لپٹنے والے نبی آپ پر سلام اور آپ کے پاکیزہ اور مقدس بزرگوں پر سلام اور آپ کے گھر والوں پر سلام جو پاک ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست کو دور کیا اور انکو ہر طرح سے پاک وصاف کیا، اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین بدلہ عنایت فرمائے جو اس بدلے سے کہیں بڑھا ہوا ہو جو کسی نبی کو اس کی قوم کیطرف سے اور کسی رسول کیطرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کیطرف سے کبھی دیا گیا ہو، میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپنے سفارتِ الہیہ کو پوری طرح پہونچا دیا جو مقدس امانت (احکامِ الٰہی اور رسالتِ خداوندی کی آپ کو ودلیعت کی گئی تھی) وہ آپ نے ادا کر دی، آپ نے امت کی خیر خواہی فرمائی، آپ نے حجت اور برہانِ خداوندی کو خوب واضح کر کے پیش کر دیا، آپ نے اللہ کے راستہ میں انتہائی اور کامل کوشش کا حق ادا کر دیا، آپ نے دینِ الٰہی کو قائم کیا اور قائم کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آگیا (یعنی موت) اے نبی آپ کے اوپر اللہ کی رحمت ہو اور اس بابرکت قدس (جگہ) میں جو آپ کے جسمِ اطہر کے نزول سے مشرف ہوئی یعنی جس میں آپکا جسدِ کریم ودلیعت ہے، رب العالمین کا سلام وصلوٰۃ ہمیشہ ہمیشہ رہے جتنی چیزیں عالمِ کون میں آچکیں انکی شمار کے برابر اور جتنی چیزیں عالمِ کون میں آنیوالی ہیں جو اللہ کے (غیر محدود اور لامتناہی، ازلی اور ابدی علم میں ہیں) ان سب کے برابر صلوٰۃ وسلام، ایسا صلوٰۃ وسلام ہو جس کی انتہا اور اختتام ہی نہ ہو۔ یارسول اللہ ہم آپ کے دربار میں درخواست لے کر حاضر ہوئے ہیں (اے اللہ کے رسول) ہم نے آپ کے سامنے فروکش ہونے کا شرف حاصل کیا ہے (اور اے اللہ کے نبی) ہم آپ کے دربار میں آپ کی زیارت کے لئے دور دراز شہروں سے اور دور دراز مقامات سے نرم اور سخت زمینوں کو طے کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں، تاکہ آپکی شفاعت سے کامیاب ہوں اور آپ کے فضائل اور عظیم الشان کارناموں پر نظر کریں (اور حاضر ہوا ہوں) آپ کے کسی قدر حق کو ادا کرنے کے لئے اور آپ کے ذریعہ سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش حاصل کرنے کے لئے کیونکہ خطاؤں نے ہماری کمریں توڑ دی ہیں اور گناہوں کے بوجھ نے مونڈھوں کو بھاری کر دیا ہے۔ یارسول اللہ آپ سفارش کرنیوالے ہیں آپکی سفارش عنداللہ مقبول ہے، آپ سے شفاعتِ عظمیٰ اور مقامِ محمود اور وسیلہ کا وعدہ کیا گیا ہے اور خود خدا نے ارشاد فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الخ (بیشک جبکہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کریں، اگر آپ کے پاس آئیں پس اللہ سے

استغفار کریں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی انکے لئے مغفرت طلب کریں تو یقیناً اللہ کو وہ لوگ توبہ قبول کرنیوالا بہت رحمت والا پائیں گے)

یارسول اللہ حقیقۃً آج ہم اپنے نفسوں پر ظلم کرکے (بڑے بڑے گناہ کرکے) اپنے گناہوں کی بخشش اور معفرت چلہنے کے لئے آپ کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں (یا حبیب اللہ) ہمارے لئے اپنے رب کے دربار میں سفارش فرمائیے اور دعا فرمائیے کہ خداوند عالم ہم کو آپ کی سنت ہی پر موت دے اور ہمارا حشر آپ کی جماعت میں کرے اور ہمیں آپ کے حوض پر پہنچادے اور ہمیں آپ کے جامِ کوثر سے سیراب کرے (اس حالت میں کہ) نہ ہم رسوا کئے گئے ہوں نہ شرمندہ ہوں۔ یارسول اللہ شفاعت، یارسول اللہ شفاعت، یارسول اللہ شفاعت۔ اس دعا کو تین مرتبہ پڑھو پھر پڑھو رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا الخ (اے ہمارے پروردگار! ہماری مغفرت اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو کہ ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کیطرف سے کوئی کینہ مت رکھ جو ایمان لائے، اے ہمارے پروردگار، بیشک آپ مہربان ہیں اور بہت رحم والے ہیں)۔ اس کے بعد جن لوگوں نے آپ کو سلام پہونچانے کی فرمائش کی ہے اُنکا سلام پہونچانے کی صورت یہ ہے کہ آپ یہ کہیں کہ یارسول اللہ آپ پر فلاں ابن فلاں کیطرف سے سلام، وہ آپ سے رب کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست کرتا ہے، یارسول اللہ اس کے لئے نیز تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت فرمائیے

پھر آپ کے چہرۂ منورہ واقدس کے سامنے کھڑے ہو کر درود شریف پڑھو، جس بات کی چاہو دعا مانگو، اس صورت سے کہ قبلہ کیطرف پشت پھیرے ہوئے ہو، پھر آپ ایک ہاتھ وہاں سے ہٹ جائیں تاکہ آپ صدیق اکبر (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے برابر آجائیں اور وہاں کہئے (ترجمہ) اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام، اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور غار میں آپؐ کے مونس اور سفروں میں آپ کے ساتھی اور راز کی باتوں میں آپ کے امانت دار آپ پر سلام، آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے وہ بہترین جزاء جو اس بہترین جزاء سے بھی بڑھی ہوئی ہو جو کسی امام کو اس کے نبی کی امت کیطرف سے ملی ہو، کیونکہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہترین قائم مقام ہوئے ہیں، بہت اچھی نیابت اور قائم مقامی آپ نے کی ہے اور آپ آنحضورؐ کے طریقہ اور قاعدہ پر بہت اچھی طرح چلے ہیں، اور آپ نے اہل ارتداد اور اصحاب بدعت سے مقاتلہ کیا اور آپ نے اسلام کو پھیلایا اس کے ارکان کو مستحکم کر دیا، پس آپ بہترین امام تھے، آپ نے اپنے رشتہ داروں کے

تعلقات کی پاسداری پوری طرح کی (صلہ رحمی کامل طور سے کی) اور آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے دین اور دین والوں کی امداد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آگیا (وفات کا وقت آگیا) اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم آپ سے ہمیشہ محبت کرتے رہیں اور یہ کہ آپ کے گروہ میں ہم قیامت میں اٹھیں اور ہماری زیارت قبول ہو السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پھر اسی طرح (یعنی ایک ہاتھ) ہٹ جاؤ۔ تب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کے سراہنے کے سامنے ہو جائیں گے پس وہاں بھی یہی کہو کہ (ترجمہ) اے امیر المومنین آپ پر سلام، اے اسلام کے ظاہر کرنے والے (امداد دینے والے) آپ پر سلام، اے باطل کے بتوں کو توڑنے والے آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بہترین بدلہ عنایت فرمائے، آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی امداد کی ہے، آپ نے سید المرسلین کے بعد بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا، آپ یتیموں کے متکفل رہے، آپ صلۂ رحمی کرتے رہے (رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے رہے) آپ کے ذریعہ سے اسلام قوی ہوا، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ امام ہوئے ہیں، آپ نے مسلمانوں کی متفرق جماعتوں کو ہمیشہ جمع کئے رکھا، ان کے ضرورت مندوں کی مدد کی، شکستہ حالوں کی شکستگی دور کی۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

پھر آپ تقریباً نصف ہاتھ اس جگہ سے واپس ہوں اور کہیں (ترجمہ) اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہم خواب اور آپ کے دونوں دوست اور دونوں وزیر اور مشیر کار اور دین کے قائم کرنے والے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں مددگار اور اے وہ دونوں (مقدس بزرگو!) جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے اٹھے خداوند عالم آپ دونوں کو بہترین جزاء عطا فرمائے ہم آپ دونوں کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دربار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ دونوں کا وسیلہ اور ذریعہ اختیار کریں تاکہ رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے شفاعت فرمائیں اور اللہ عز وجل سے جو ہمارا رب ہے یہ دعا کریں کہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائیں اور ہم کو اپنے دین پر زندہ رکھیں اور اسی پر ماریں اور قیامت کے روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں ہم کو اٹھائیں۔

توضیح

یا مزمل: اصل میں المزّمل ہے یعنی المتلفف شیئاً بہٖ، یعنی کپڑوں میں لپٹنے والے جب کہ آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا اس سے خوف کرتے ہوئے آپ کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لیا کرتے تھے۔

وادّیت الامانۃ: امانت سے مراد نماز وغیرہ ہے یعنی احکامِ الٰہی اور رسالتِ خداوندی کی آپکو ودیعت دی گئی تھی اور امانتِ دین، جن کے کرنے میں ثواب، چھوڑنے میں عقاب۔

لامدّھا: میم کے فتحہ کے ساتھ بمعنیٰ انتہاء و غایت، یعنی آپ نے اللہ کے راستہ میں انتہائی اور کامل کوشش کا حق ادا کر دیا۔

والوسیلۃ: وسیلہ یہ ایک مقام ہے جنت میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے

بکاسك: اس سے مراد حوض کوثر کا پیالہ ہے۔

وتبلغہ سلامُ: یعنی جس شخص نے تم کو سلام پہونچانے کے لئے کہا ہو، اس کو دربارِ رسالت میں ذکر کرو چونکہ یہ امانت ہے جس کا ادا کرنا واجب ہے۔

ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ اَوْصَاهُ بِالدُّعَاءِ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْاَوَّلِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَائِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا حَضَرَهٗ وَيُوَفَّقُ لَهٗ بِفَضْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَاْتِيْ اُسْطُوَانَةَ اَبِيْ لُبَابَةَ الَّتِيْ رَبَطَ بِهَا نَفْسَهٗ حَتّٰى تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّيْ مَا شَاءَ نَفْلًا وَيَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْ بِمَا شَاءَ وَيَاْتِي الرَّوْضَةَ فَيُصَلِّيْ مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا اَحَبَّ

وَيُكْثِرُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالثَّنَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ ثُمَّ يَاْتِي الْمِنْبَرَ فَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الرُّمَّانَةِ الَّتِيْ كَانَتْ بِهٖ تَبَرُّكًا بِاَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَكَانُ يَدِهِ الشَّرِيْفَةِ اِذَا خَطَبَ لِيَنَالَ بَرَكَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ مَا شَاءَ ثُمَّ يَاْتِي الْاُسْطُوَانَةَ الْحَنَّانَةَ وَهِيَ الَّتِيْ فِيْهَا بَقِيَّةُ الْجِذْعِ الَّذِيْ حَنَّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَرَكَهٗ وَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى نَزَلَ فَاحْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ وَيَتَبَرَّكُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْاٰثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَالْاَمَاكِنِ الشَّرِيْفَةِ وَيَجْتَهِدُ فِيْ اِحْيَاءِ اللَّيَالِيْ مُدَّةَ اِقَامَتِهٖ وَاغْتِنَامِ مُشَاهَدَةِ الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزِيَارَتِهٖ فِيْ عُمُوْمِ الْاَوْقَاتِ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَاْتِيَ الْمَشَاهِدَ وَالْمَزَارَاتِ خُصُوْصًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ اِلَى الْبَقِيْعِ الْاٰخَرِ فَيَزُوْرُ الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ اٰلِ الرَّسُوْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّتَهٗ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُوْرُ شُهَدَاءَ اُحُدٍ اِنْ تَيَسَّرَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَهُوَ اَحْسَنُ وَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَيَقْرَأُ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْاِخْلَاصَ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ تَيَسَّرَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجَمِيْعِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ بِجِوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؛ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَاْتِيَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ اَوْ غَيْرَهٗ وَيُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ بَعْدَ دُعَائِهٖ بِمَا اَحَبَّ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ

يَا مُفَرِّجَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاكْشِفْ كُرَبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ حُزْنَهٗ وَكُرَبَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ يَا دَائِمَ النِّعَمِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا اَبَدًا يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ اٰمِيْنَ ؞

ترجمہ اس کے بعد یہ زائر اپنے لئے اور والدین کے لئے دعا مانگے اور اس شخص کے لئے دعا مانگے جس نے دعا کرنے کی وصیت کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے، پھر نبی ؐ کے سرہانے کے برابر کھڑا ہو جیسے کہ پہلے کھڑا ہوا تھا اور کہے۔

(ترجمہ) خداوندا! آپ نے فرمایا ہے اور آپ کا فرمان بالکل ٹھیک ہے اور سچ ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (جبکہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے (گناہ کئے ہیں اے نبی پاک)، اگر وہ آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول اللہ بھی ان کیلئے مغفرت مانگیں تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنیوالا پائیں گے)۔

اے خدا ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں، تیرے ارشاد کی اطاعت کرنیوالے ہیں۔ تیرے نبی سے سفارش کی درخواست کر رہے ہیں۔ اے اللہ، اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما، ہمارے باپوں اور ماؤں کی مغفرت فرما اور اے اللہ ہمارے ان بھائیوں کو بخشدے جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے چلے گئے ہیں اور مسلمانوں کیطرف سے ہمارے دلوں میں کینہ مت رکھ۔ اے ہمارے رب آپ مہربان رحم کرنیوالے ہیں، ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرمائیے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمائیے اور اے خدا ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔ (اے لوگو سنو!) تمہارا رب جو بہت بڑی عزت اور شان والا ہے، بہت پاکیزہ اور بالا ہے ان چیزوں سے جو اس کے وصف میں (غلط طور سے لوگ) بیان کرتے ہیں۔ اور سلام ہو مرسلین پر اور تمام معاملہ اللہ تعالے کیلئے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور جو چاہے اس میں اضافہ کرسکتا ہے اور جو اس کو یاد ہو اور خدا کے فضل سے جو اس کو توفیق دی جائے اس کی دعا مانگے، پھر اسطوانۂ ابی لبابہؓ پر آئے یہ وہی کھمبا ہے

جس سے ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو باندھ دیا تھا اور پھر جب تک اللہ تعالےٰ نے انکی توبہ قبول نہ کی خود کو وہیں باندھے رکھا اور یہ اسطوانہ مزارِ اقدس اور منبر کے درمیان ہے اور یہاں آکر جتنی چاہے نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے اور جو چاہے دعا مانگے اور پھر روضہ میں آئے پس جتنی چاہے نماز پڑھے اور جو دعا محبوب ہو وہ مانگے اور تسبیح یا تہلیل (لاالہ الا اللہ) کہنا اور ثنا (اللہ کی تعریف) اور استغفار کی کثرت رکھے پھر منبر کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس رُمّانہ پر رکھے جو منبر پر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اثر مبارک کے ساتھ برکت حاصل کرنے کی غرض سے اور تقریر کے وقت آپ کے دستِ مبارک کے رکھے جانے کی جگہ کی برکت حاصل کرنے کے خیال سے تاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرسکے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور جو چاہے اس کا اللہ تعالےٰ سے سوال کرے، دعا مانگے۔ پھر اس کھمبے کے پاس آئے جس کو حنانہ کہتے ہیں۔ اور حنانہ اس کھمبے کا نام ہے جہاں اس حنہ کا کچھ حصہ دفن ہے جو نبی کریمؐ کی محبت میں رو رہا تھا جب کہ رسول اللہ نے اس کو چھوڑ دیا تھا اور منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کرنی شروع کی تھی حتیٰ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اس کو آغوشِ رحمت میں لیا اس وقت اس (بے جان مگر تفتیدہ جگر) کھمبے کو سکون ہوا۔ اس کے بعد آثارِ نبویہ اور مقاماتِ شریفہ سے برکت حاصل کرے جو (اس وقت تک) باقی ہیں (جن سے ابھی برکت حاصل نہیں کی)، اور اپنے ٹھہرنے کی مدت میں شب بیداری کی کامل کوشش کرے، نیز تمام وقتوں میں بارگاہِ نبوت کے دیدار اور اس کی زیارت کی غنیمت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتا رہے اور مستحب ہے کہ بقیع کیطرف جائے، مشاھد اور مزارات پر حاضر ہو خصوصًا سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک پر حاضر ہو پھر دوسرے بقیع میں حاضر ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور باقی آلِ رسول رضی اللہ عنہم کی زیارت کرے اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ابراہیم بن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وذریاتہٖ و اہل بیتہٖ وسلم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا کی، اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور تمام صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مزارات کی زیارت کرے اور شہداءِ احد کی زیارت کرے اور اگر جمعرات کا دن میسر ہو جائے تو بہتر ہے، اور یہ کہتا رہے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" ترجمہ:۔ آپ حضرات نے جو صبر کیا اس کے عوض میں آپ پر سلام اور بہت اچھا ہے آخرت کا مقام۔ واللہ اعلم۔

اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور اگر ممکن ہو تو سورۂ یٰسین شریف پڑھے اور اس کا ثواب تمام شہدا اور ان مومنین کی خدمت میں پیش کرے جو ان کے پاس ہیں، اور مستحب ہے کہ اس کے بعد قبا میں حاضر ہو کر سنیچر کے روز یا اس کے علاوہ کسی اور روز اس مسجد میں نماز پڑھے اور جو دعا محبوب ہو اس کو مانگنے کے بعد کہے، اے پکارنیوالوں کی پکار کو سننے والے، اے دہائی دینے والے کے فریادرس، اے مصیبت زدوں کی مصیبت کھولنے والے، اے بیقراروں کی دعاؤں کو قبول کرنیوالے رحمتِ کاملہ نازل فرما ہمارے آقا اور سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل پر۔ اور میرے رنج وغم دور کر دے جیسے کہ خداوندا تو نے اپنے رسول کے غم اور ان کی مصیبت کو اس مقام پر دور فرمایا تھا۔ اے حنان، بندوں پر توجہ فرمانیوالے اور بخشنے والے اے منان، بہت احسان فرمانیوالے، اے بہت بھلائی اور احسان کرنیوالے، اے دائمی نعمتوں والے ہمیشہ نعمت عطا فرمانیوالے، اے ارحم الراحمین اور ہمیشہ ہمیشہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ہمارے سید و آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر (آمین)

توضیح

الروضۃ: یہ مسجد شریف کا ایک مخصوص حصہ ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور مزارِ مبارک کے درمیان ہے جس کے متعلق حضورؐ نے بشارت دی تھی کہ یہ جنت کا ایک باغیچہ ہے۔

الرمانۃ: رمانہ کے اصل معنے انار کے ہیں، غالبًا منبر کا سرا مراد ہے جو انار کی طرح بتایا جاتا ہے، آج کل یہ چیز نہیں ہے۔

الحنانۃ: حضرت عبداللہ بن بریدہؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں پہلے جب تک منبر نہیں بنا تھا تو رسول اللہؐ خطبہ دینے اور تقریر کرنیکے وقت ایک کھمبا پر ٹیک لگایا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا تو آپ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس کھمبے سے علیٰحدہ ہوگئے پس وہ دلدادہ محاسنِ نبوت یعنی حس و حرکت سے محروم لکڑی کی بلّی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ رحمتِ عالمؐ منبر سے نیچے تشریف لائے اور دستِ شفقت اس کھمبے پر رکھا اور فرمایا کہ تجھکو اسی جگہ گاڑ دیا جائیگا یا جنت میں اس کی نہروں اور چشموں سے تو سیراب ہوتا ہے اور تیرے پھل صرف اولیاء اللہ کھایا کریں، اس مریض دردِ محبت نے مسیحائے عالمؐ کے یہ الفاظ سنے اور جنت میں گاڑے جانیکو پسند کیا۔ بہت ممکن ہے کہ سائنسدانوں کے حواس باختہ اس حدیث پر تعجب کریں گے مگر ہم تو اس اعجازی واقعہ کو مسیحائے عالم اور رحمتِ کونین کا وہ شاندار معجزہ مانتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے احیاء سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے ❊ . ❊ . ❊

تمت بالخیر

فقہ اسلامی

کا

تاریخی پس منظر

مصنّفہ

مولانا محمد تقی امینیؒ

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

الوجيز في أصول الفقه

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي
رئيس قسم الفقه الإسلامي ومذاهبه في جامعة دمشق

قديمي كتب خانه
آرام باغ - کراچی

تہذیبُ العقائد

اُردو ترجمہ و شرح

عقائدِ نسفی

عقائدِ اسلامیہ پر حاوی یہ کتاب عقائدِ نسفی کا ترجمہ ہی
نہیں بلکہ اس کی بسیط شرح اور اس ضمن میں تمام ضروری مباحث
اور تاریخی امور پر مشتمل ہے اس میں جا بجا مذاہبِ باطلہ کا
رد بھی کیا گیا ہے۔ معلومات خیز اور قابلِ مطالعہ کتاب ہے،

ناشر
قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

فیض سُبحانی

شرح اردو

☆ حُسَامِی ☆

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی

استاذِ حدیث وتفسیر دارالعلوم ، دیوبند

جلد دوم

قدیمی کتب خانہ ۔ مقابل آرام باغ ۔ کراچی ۱